

## فہرست مضمائیں

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۵۷	تفویٰ کی تعریف	۷	مقدمہ تصوف
۵۸	خدا کی پیچان	۱۰	خدا کی استخارہ
۵۹	جواب مصطف	۱۱	بیوت واجب الوجود
۵۹	توحید	۱۲	ذکر مقامات وجود
	امر و خلق	۱۳	علم اليقین اور عین اليقین اور حق اليقین
۲۱	نفس کلی	۱۵	کی بحث
۲۲	نفس ناطق	۱۵	عاشق اور عارف کی حالت
۲۳	عالم ارواح	۱۶	تصوف کی حقیقت
۲۴	عالم برزخ	۱۷	تصوف کے حروف کے معنی
۲۵	جسد مشائی	۱۸	قراء کے وجود میں چار دوست ہیں
۲۶	قبۃ الحقیقی	۱۹	علماء اور فقراء کا فرق
	دینی اور امال دنیا کی نہمت اور مصطف کتاب	۲۰	تحکیم الفقر کا کام
۲۹	نظم	۲۳	کا جواب
۴۰	اسلام کے طریقہ	۲۱	اقسام دوستی
۴۱	مرشد کی تعریف	۲۲	فقراء و معرفت کا بیان
۴۲	مراقب کی تعریف	۲۳	علماء کے اقسام
۴۳	تعريف کتاب	۲۷	فقراء کی خدمت
۴۴	مسئلہ روح اور نفس عقل اور علم میں	۲۹	فقراء کی پیچان
۴۵	طلب خدا کا طریقہ	۵۰	قراء کے مقام
۴۵	یقین کی تعریف	۵۳	ذکر مراقبہ
۴۶	مسئلہ ترتیب سلوک	۵۶	طلب مولیٰ اور طلب دنیا کی بحث

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۰	عارف باللہ کی تعریف.....	۸۷	اور اہل سنت والجماعت کی تحقیق.....
۱۲۲	شرح انفس.....	۷۹	شرکی حالت.....
۱۲۲	ذکر پاس انفاس.....	۱۲۲	معرفت مولیٰ از ہائی قدم کے فاصلہ
۱۲۳	طالب کس کو کہتے ہیں؟	۱۲۳	پر ہے.....
۱۲۳	نفس کی خصلتیں.....	۸۰	راز کیا ہے؟ اور ریاضت کس کو کہتے ہیں.....
۱۲۷	آداب خاموشی.....	۸۱	حکایت وزیر.....
۱۲۸	علم کے کیا معنی ہیں.....	۸۲	کلمہ طیب کے حروف کے معنی.....
۱۲۸	عالم مولیٰ کی طلب نہیں کر سکتا.....	۸۳	علم کی تعریف.....
۱۲۹	معلوم کیا ہے.....	۸۷	استراق کی اقسام.....
۱۳۰	فرض ظاہر اور فرض باطن.....	۹۱	طالب کی قسمیں.....
۱۳۱	علماء و فقراء کا فرق.....	۹۱	عقل کل کی تعریف.....
۱۳۲	جسم کے اقسام.....	۹۲	فضائل و برکات لفظ اللہ.....
۱۳۲	تقسیم علم.....	۹۲	ادب اہم اللہ.....
۱۳۳	فقہ کے تین حرف ہیں.....	۹۵	بیدائش نور محمدی علیہ السلام کا مسئلہ.....
۱۳۳	فقر کے بھی تین حرف ہیں.....	۹۶	نقیر مغلش ہے.....
۱۳۳	اعقاد من، بس است و جیر من خس است.....	۱۰۳	عشاق کا مقام اور حصہ.....
۱۳۴	شعراء کی قسمیں.....	۱۰۵	عاشق کی تعریف.....
۱۳۵	شرح تکفیر.....	۱۰۷	کلمہ طیبہ کی تعریف.....
۱۳۵	کتاب محک الفقر.....	۱۰۹	مقام سکر کی تعریف.....
۱۳۷	عالم باغل کی تعریف.....	۱۱۰	احکام شریعت.....
۱۳۷	فقیر کامل.....	۱۱۱	بیان دعوت نکشیو کیا یے اکسر.....
۱۳۸	طلب مولیٰ.....	۱۱۲	ذکر چار قسم کے تین.....
۱۳۸	صفت درویشی.....	۱۱۲	دنیا کی زندگی مثال مقام حجت بن سے ہے اور
۱۱۲	مقامات حیرت.....	۱۱۲	معرفت الہی کی مثال مقام علی بن سے ہے
۱۱۲	مقام ہمہ اوست.....	۱۳۹	مقام ہمہ اوست.....

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۸۰	اذکر اللہ کی قبر.....	۱۳۹	اویلاء اللہ کی قبر.....
۱۸۵	علم اکسیر کی بحث و طریق دعوت.....	۱۳۰	دنیاداروں کی قبر.....
۱۸۵	مولیٰ کے حروف کے معنی.....	۱۳۰	نمونہ قبر مبارک کا یہے.....
۱۸۶	قرآن کی صفت.....	۱۳۲	طریق دعوت.....
۱۸۷	مقام معرفت.....	۱۳۳	شیخ کامل کی حقیقت.....
۱۸۸	شرح تکفیر.....	۱۳۵	گوشت کی تعریف.....
۱۸۹	توحید کے معنی.....	۱۳۹	اسم اعظم کی دعوت.....
۱۹۱	خدا کی نظر انسان کے دل پر ہے.....	۱۵۱	طالب کی حقیقت.....
۱۹۲	عارف کے معنی.....	۱۵۵	دنیا کی محبت کی خرابی.....
۱۹۵	عقل کل اور علم لدنی کی تعریف.....	۱۵۶	اپنی شناخت.....
۱۹۶	قلب موسیٰ عرش اعظم ہے.....	۱۵۷	مرشد نقص کا بیان.....
۱۹۷	معرفت مولیٰ.....	۱۶۰	علم کی تعریف.....
۱۹۷	حرف الف کی تعریف.....	۱۶۲	اقسام درویش.....
۱۹۸	دعوت قرآن.....	۱۶۳	اقسام حضوری.....
۲۰۱	مراتقب قادریہ.....	۱۶۷	اقسام فقیر.....
۲۰۳	فقیر بیجان ج نہیں ہے.....	۱۶۸	قسمت کی تعریف.....
۲۰۶	عشق کی صفت.....	۱۶۸	دعوت فقیر.....
۲۰۷	کفار کے نام کا فتیلہ.....	۱۶۹	طريقہ قادری.....
۲۰۸	مدائل قبور.....	۱۷۰	التوحید والتوکل.....
۲۰۹	شرح دعوت.....	۱۷۱	غوث الاعظم سید کی تعریف.....
۲۱۰	یوصل الحبیب الی الحبیب.....	۱۴۲	اقسام درویشی.....
۲۱۲	اٹھب للہ و اجھض للہ.....	۱۷۵	مرشد کی شناخت.....
۲۱۳	خلقت العلماء و الفقراء.....	۱۷۸	اویلاء کی تعریف.....
۲۱۷	مسکینین کی تعریف.....	۱۷۹	قدی علی رقاہ کل ولی اللہ کی بحث.....

## مقدمہ تصوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تصوف کیا چیز ہے؟ میں اس بحث سے اس مقدمہ کو شروع کرتا ہوں جو نکہ جہل کا  
یہ خیال ہے کہ تصوف نہ کوئی شے ہے اور نہ اس کا وجود قائم ہو سکتا ہے بلکہ ایک وقت  
روحانی کا نام تصوف رکھ لیا گیا ہے جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ انسان جس چیز کو نہیں دیکھ  
سکتا اور جو چیز اس کی عقل کے اندازہ سے باہر ہوتی ہے اس پر اس کو مشکل سے یقین  
حاصل ہوتا ہے۔  
میں کہتا ہوں تصوف ایسی چیز نہیں ہے کہ ہر شخص اس کے مذاق سے آشنا ہو سکے۔  
اس کی لذت تو کچھ متصوفین ہی جان سکتے ہیں۔ جنہوں نے اپنی جان عزیز اس راہ میں  
قربان کر دی ہے اور خدا کے محبوبین میں شمار کیے گئے ہیں۔  
بعض کہتے ہیں کہ تصورات کی مشق سے وقت متناطیسی کو کسی خیال مقدس کی طرف  
متوجہ کرنے سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اس کو تصوف کہتے ہیں۔ زیادہ تر اس وجہ سے کہ  
تصوف معنی خدا شناسی کا اچھا ذریعہ ہے۔  
بعض کا قول ہے کہ جب موئی علیہ السلام سے ارشاد: لَئِنْ تَرَانِيْ ہوَا يَقِنٌ تو ہم کو  
نہیں دیکھ سکتا تو دوسرے انسان کے دل میں انوار ذات ربی کیونکر چمک سکتے ہیں۔ یا  
کوئی شخص اس جلوہ مقدس کو کیونکر دیکھ سکتا ہے۔ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والعلیٰم  
نے معراج حاصل ہونے کے بعد ارشاد فرمایا کہ: مَا عَرَفْنَاكَ حَقًّا مَغْرِفِكَ لَعْنَیْ میں  
نے اپنے رب کو نہیں پہچانا جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے۔

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
سماں کا بیان.....	۲۱۹	سید القوم خادم.....	۲۷۳
امل دل کی صفت.....	۲۲۲	شرح مراج.....	۲۷۳
ادبام اور تحریر و تلفیر کی تعریف.....	۲۲۹	شرح مرائقہ.....	۲۷۶
آنکھ لٹک لگم دیننگم کی تعریف.....	۲۳۱	مراقیہ ادل.....	۲۷۷
سکوت کی تعریف.....	۲۳۲	شرح اسم اللہ.....	۲۷۹
معرفت کی تعریف.....	۲۳۳	شرح افق.....	۲۸۳
فقری کی تعریف.....	۲۳۵	معرفت الہی کا طریقہ.....	۲۸۸
حقیقت کشف.....	۲۳۷	شرح الفرق فخری.....	۲۹۰
سریدی کی تعریف.....	۲۳۱	شرح فقر محمدی ملکی.....	۲۹۱
جهل کی برائی.....	۲۳۳	شرح علم الہام و پیغام.....	۲۹۴
طبقات علم.....	۲۳۷	شرح الہام اور الہام کی تعریف.....	۳۰۱
ریا کی نعمت.....	۲۳۹	شرح مجلس صحیح اور ذکر اللہ اور تشیع.....	۳۰۲
دنیا کی نعمت.....	۲۵۰	حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام.....	۳۰۳
شکر کی تعریف.....	۲۵۰	شرح فقر محمدی ملکی.....	۳۱۰
نور محمدی ملکی.....	۲۵۱	انسان حکمت الہی ہے.....	۳۱۵
تعلیم انسان و اتمام فقر.....	۲۵۲	شرح مردان خدا صاحب باطن صفا.....	۳۲۰
اقسام فقر.....	۲۵۲	شرح فضیلت علم و تعلیم و دیلیت ذکر اللہ.....	۳۲۰
یقین کا مرتبہ.....	۲۵۵	صاحب تلقین.....	۳۲۲
حضور قلب کی تعریف.....	۲۵۵	شرح اسم اللہ.....	۳۲۲
فواز کلمہ طیبہ.....	۲۶۱	شرح دل.....	۳۲۹
نمہب اہل سنت والجماعت.....	۲۶۵	کلمہ شہادت کی فضیلت.....	۳۵۱
رات کا جا گنا عبادت ہے.....	۲۶۷	شرح نفس امارہ.....	۳۶۳
فقر کی تعریف.....	۲۶۸	شرح ذکر تجلیات ذات و صفات.....	۳۶۹
حیوان اور انسان کا فرق.....	۲۷۲	شجرہ شریف.....	۳۸۲

اس کا جواب یہ ہے کہ باوجود قرب کے جو بیان کیا گیا اللہ جل جلالہ کو بہبیت  
مجموعی اس وجہ سے نہیں دیکھا کہ بادشاہوں کے حضور میں نیچے اوپر نظر کرنا اور ادھر ادھر  
دیکھنا خلاف ادب بادشاہت کے ہے اور نہ رعب و عظمت خواہ کسی شخص کو کتنا ہی تقرب  
کیوں نہ ہو اجازت دیتا ہے۔ خصوصاً ہمارے حضور تو اتصال تو مجرود سے ذاتہ و صل میں  
محور ہے تھے اور یار کو جمال یار نے دریائے حیرت میں مستزق کر کھا تھا اور بے  
اندازہ الطاف ربانی کے بار احسان نے اپنا بندہ ہنالیا تھا جو کچھ اشارہ ہوا تھا۔ وقت  
روحانی کے ذریعہ سے سمجھ لیا گیا اور جو اپنے جی میں آیا چکے سے عرض کر دیا۔

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو خواہ تھی کہ ذات پاک کو بے  
حجاب اور بلا واسطہ دیکھوں اور اسی شوق میں وہ بار بار باوجود جواب لئن ترانی سننے کے  
لذتی کہنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ آخر کو ہی ہوا جوار شاد ہوا تھا۔  
اوپر جو ہم لکھے ہیں کہ تصوف کیا چیز ہے پہلے ہم اس کی حد قائم کر دیتے ہیں۔  
اور اقوال صوفیہ سے اس کے معانی لکھتے ہیں۔ بعد اس کے ہم اور امور اس مقدمہ  
تصوف کے قائم کریں گے۔

اس جگہ میں چند اقوال صوفیائے عظام کے تصوف کی تعریف میں لکھتا ہوں اور  
زیادہ اس امر کی بحث نہ کروں گا۔

حضرت معروف کرنی علیہ الرحمۃ نے تصوف کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ تصوف  
گرفتن حقائق و گفتگوں بد تلاق و نو مید شدن از آنچہ ہست در دوست خلائق۔ یعنی تصوف  
حقائق کا پاننا اور پکڑنا اور دلائق کا کہنا اور جو کچھ خلائق کے ہاتھ میں ہے اس کی طرف  
نظر نہ کرنا اور اس سے نا امید ہو جانا ہے۔

حضرت ابوحنیف حداد رحمۃ اللہ علیہ نے اس علم کی تعریف لفظ "بہم اوست" سے  
فرمائی ہے۔

دوسرے موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ "تصوف آنست کہ خداوند تعالیٰ از خود بیگر ان  
و خود زندہ کند" یعنی تصوف یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تیری، ہستی فا کر دے اور اپنی ہستی کے

ساتھ زندہ کر دے یعنی حیات ابدی عطا فرمائے۔

تیسرا موقع پر آپ فرماتے ہیں کہ "تصوف آن بود کہ باخدا باشی بے علاقہ"  
یعنی تصوف وہ ہے کہ سارے علاقے نفسانی کو قطع کر کے خداۓ پاک کے ساتھ ہو  
رہے۔

چوتھے موقع پر اس کی تعریف یہ فرمائی ہے کہ "تصوف صافی کردن دل است  
از مراجعت غلق و مفارقت از طبیعت و فرد میر اندن بشریت و دور بودن از دعا دی نفسانی  
و فرود آمدن در صفات روحانی و بلند شدن بعلوم حقیقی و بکار داشتن آنچہ اولیٰ تباشد انی اللہ  
و نیخت کردن جملہ امت و وفا بجا آوردن و متابعت در شریعت" یعنی تصوف خلقت  
کے التفات سے دل صاف کرنے اور طبیعت سے مفارقت کرنے اور صاف بشریت  
کے نکال دینے اور خواہشات نفسانی کے دور ہونے اور روحانی صفات کے حاصل  
ہو جانے سے علوم حقیقی کے ساتھ بلند ہونے اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی طرف بلند کرنے والا  
ہواں پر کار بذر ہے اور تمام امت کو نیخت کرنے والا وفا بجالانے اور پیغمبر خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم کی شریعت کے اتباع کرنے کا نام تصوف ہے۔

حضرت خواجه ابو محمد مرعش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تصوف حسن غلق کا نام ہے۔

حضرت ابو الحسن نوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ "تصوف نہ علوم است نہ رسوم اگر  
علم بودے بھی تھیں حاصل شدے و اگر رسوم بودے مجاهدہ بدست آمدے، بلکہ اخلاق  
است کہ تخلقو ابا خلاق اللہ و تخلق خدا یہ و ان آمدن نہ رسوم دست دہنہ بعلوم" یعنی تصوف نہ علوم ہے نہ رسوم کیونکہ اگر علوم ہوتا تو پڑھنے سے حاصل ہوتا اور اگر رسوم  
ہوتا تو مجاهدہ کے ساتھ حاصل ہوتا۔ بلکہ تصوف نام اخلاق ہے یعنی خداۓ پاک کے خلق  
کے ساتھ ہر ایک سے پیش آنایہ تصوف نہ رسوم سے ہاتھ آتا ہے نہ علوم سے حاصل ہوتا  
ہے بلکہ تصوف "ترک جملہ ہائے ہائے نفس است برائے نصیب حق" یعنی تصوف تمام  
خطوط نفسانیہ کو محض خدا کی رضا جوئی کے واسطے ترک کرنے کا نام ہے۔

اب میں اس بحث کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا بلکہ اقوام صوفیہ پر اس بحث کو غتم

کرتا ہوں اور دوسری بحث شروع کرتا ہوں۔

### خدا کی پہچان

خدا کا جانتا اور اس کی صفات پہچانا ہر شخص پر اپنی عقل کے موافق لازم ہے اس میں کسی کی تقلید جائز نہیں۔ انسان ہر چیز کی کہنا اور ذات کو دریافت نہیں کر سکتا۔ اور خالق کل موجودات کی ذات اور کہنا معلوم کرنا مخلوق کو کیونکر ممکن ہے۔ ہاں اس کے وجود کا یقین ہر شخص عاقل کو مثل اپنے نفس کے وجود کے ہے جو حواس ظاہری سے معلوم نہیں ہوتا۔ علم اس کا وجود اپنی اور یقینی ہے۔ گوہر چیز کیسی ہی ناچیز تصور ہو مگر اس کی کہنا حقیقت ضرور مانی پڑے گی اور پروردگار عالم عز اسلام کی اس سے زیادہ کیا روشن دلیل ہو سکتی ہے کہ وہ مرید اور حکیم اور علیم اور سمعی و بصیر ہے۔ جس کی صفت تمام سلسلہ کائنات سے ظاہر ہے۔

یہ امر مسلم ہے کہ ضرور کوئی مدرساحت حکمت اس کا موجہ ہے اور ایک قاعدہ پر سب کو رکھنے والا اور چلانے والا ہے چونکہ وجود کے دلخیل ہیں۔ ایک فی الواقع ہونا کسی شے کا اور ایک اس کے ہونے کا اظہار کہ فلاں شے ہے مثلاً زید کا قائم ہونا فی حد ذات عیحدہ شے ہے اور بیان کرنا اس کا وجود موجود ہے۔ عیحدہ شے ہے یہ وجود دوسرے معنی کا امر اعتباری اور مصدری ہے جو کہ قابل بحث یہاں نہیں ہے اور عدم رفع وجود کا نام ہے۔ کوئی چیز فی الواقع بمقابلہ وجود کے موجود نہیں اور مراتب وجود واقعی باہم متفاوت ہیں۔ ان کی تقسیم باعتبار مراتب حسب ذیل ہے۔

(۱) واجب (۲) ممکن (۳) ممتنع (۴) قوی (۵) ضعیف (۶) متقدم (۷) متاخر اور تقدم و تاخر و قسم کا ہے۔ ایک ذاتی اور ایک مکانی مثلاً آواز کسی قسم کی گنبد میں متقدم بالذات ہے۔ اور دوسری آواز جو اسی طرح گنبد میں آتی ہے متاخر بالذات ہے۔ اعتبار زمانہ کے ان دونوں میں تقدم و تاخر ہے۔ اور وجود باپ کا بیٹے کے وجود سے متقدم بازمان ہے اور بیٹے کا وجود متاخر باز... ہے۔

- (۱) جو وجود کے مستقل بذاتہ اور محتاج غیر کانہ ہو وہ قوی ہے اور جو محتاج غیر کا اپنی ذات میں ہو وہ ضعیف ہے۔
- (۲) وجود ممتنع وہ ہے کہ جس کا ہونا عقل باور نہ کر سکے اور ممکن وہ ہے کہ جس کا ہونا اور نہ ہونا دونوں ضروری نہ ہوں۔
- (۳) وجود واجب وہ ہے کہ جس کا ہونا ضروری ہے۔

### ثبت و اجبار الوجود

جب ہم دنیا کی چیزوں کو دیکھتے ہیں اور خیال کرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ ہر چیز دوسری چیز سے پیدا ہوتی ہے۔ سلسلہ علت اور معلول کا سب میں پایا جاتا ہے۔ کوئی علت کسی کے لئے ہے اور کوئی معلول کسی کا۔

اس صورت میں ضرور یہ خیال آتا ہے کہ آیا یہ سلسلہ غیر متناہی یوں ہی چلا آتا ہے۔ یا کہیں اس کا آغاز و انجام بھی ہے یا اول جو شے اس میں فرض کی جائے وہ علت بھی کسی کی ہے۔ جو اس کے بعد ہے۔ اور معلول بھی کسی شے کی جو سب سے پچھلی فرض کی جائے۔

پس یہ پچھلی بات اس لئے غلط ہے کہ خود علت اور معلول ہونا شے کا بنفہ محال عقلي ہے کوئی شخص چند نعشیں مُردوں کی کہیں پڑی ہوئی دیکھے اور پھر اگر ان کو زندہ پائے اور استفسار کرے کہ کس نے ان کو زندہ کیا ہے تو ہرگز کوئی صاحب شور اس کو پادر نہیں کرے گا۔ اور اس کو یہ خیال ضرور گزرے گا کہ ان کا زندہ کریں والا کوئی اور ہے، جو ان میں داخل نہیں ہے اور پہلی بات اس وجہ سے غلط ہے کہ علت تامہ شے کا موجود ہونا معائنے معلول کے ساتھ لازمی ہے اور صورت تسلیم میں کوئی طرف اول متصور نہیں ہو سکتی کہ جس کی تاثیر سے درجہ درجہ طرف آخر کا ہونا اپنی علت کے ساتھ قبول کیا جائے۔

علاوہ ازیں زمانہ موجود ہر آن میں حال ہی ہے۔ ماضی گذر چکا۔ مستقبل ہونے کا ہے۔ زمانہ حال اپنی دو طرفوں یعنی ماضی اور مستقبل سے محدود ہے۔ پس شے محدود

میں غیر منتہی سلسلہ اشیاء کا موجود ہونا ماحال عقلی ہے اور اگر کہو کہ سب سے پہلے جو زمانہ حال تھا وہ طرف ماضی نہ رکھتا تھا۔ تو وہ زمانہ کے ساتھ سلسلہ اشیاء بھی طرف اول میں منتہی ہو جائے گا۔

زمانہ گذشتہ حال و مستقبل باعتبار گردش فلکی یا ارضی فرض کیا جاتا ہے کہ جو خود تخلق ہے کہہ ارض میں یا اس کے گرد تمام چیزیں دنیا کی موجود ہیں یا غیر ارض۔ جہاں کہیں بھی کوئی چیز ہے۔ سب کی ایک حد میں ہے۔ ان میں تغیر و تبدل جو کچھ ہوتا ہے وہ مقام محدود میں ہوتا رہتا ہے۔ کوئی زمانہ یا مکان ایسا نہیں کہ جس کی ابتداء اور انتہا نہیں یا وسعت بے اندازہ اس کی ہو۔ ہر ہر لمحہ اور تعداد میں پر ہوتا ہے پس تسلسل کو یکنکر قبول کیا جائے۔

اگر کوئی کہے علت فاعل کا معلول کے ساتھ رہنا ہر دم لازم نہیں ہے۔ کہہاں برتن بتا کر مر جاتا ہے برتن موجود رہتا ہے۔ تو جواب اس کا یہ ہے کہ علت مادی کا قائم رہنا ہر وقت معلوم کے ساتھ ہر صورت میں لازمی ہے۔ پس صورت تسلسل میں نہ تو پچھلا مادہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ پہلا فاعل کہ جس کے قبل کچھ نہ ہو۔

اب بہ نظرِ دلائل ثابت ہوا کہ تمام سلسلہ کائنات کی علت اصلی ٹھیک ہے جو کسی کی معلول نہیں، جملہ موجودات کے لئے اس کا وجود واجب ہے۔ اس کو خواہ خدا کہو یا اور کچھ۔ مطلب واحد ہے اور معلول واحد کے نام کے اختلاف سے ذات نہیں بدلتی ہے۔

### توحید

دو واجب الوجود کا ہونا عقلنا ماحال ہے۔ اگر دو واجب الوجود ہوں تو ان میں مابہ الاتیاز کچھ ہونا چاہئے اور کچھ مابہ الاشتراک۔ ورنہ سب طرح سے وہ دونوں ایک ہیں۔ دونیں ہو سکتے۔ اور اگر ہوں تو ان کو دو کہنا بے معنی ہے۔

دو واجب الوجود ہونے کی حیثیت میں دونوں کو شریک مان لیا گیا ہے۔ تو جو کچھ مغایرت ہو وہ ذات ہی میں ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ کہ ان کی ذاتیں باہم متفاہر ہیں۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنی ذات میں متفاہر ہوں۔ اس واسطے کہ مفہوم واجب الوجود ذات

ذات واجب الوجود ہے اور وجوب وجود کا مفہوم ذات واجب الوجود سے علیحدہ نہیں ہو سکتا اگر علیحدہ ہو تو ذات واجب الوجود کی معروض اس کی ہوئی جاتی ہے اور معروض ہونے کی صورت میں مرکب اور متعارج ہونا بلکہ معلول ہونا ذات واجب الوجود کا لازم آتا ہے ہے کہ جو نیقین واجب الوجود اور خلاف معروض ہے۔

اگر کہا جائے کہ مفہوم واجب الوجود کوئی شے حقیقی نہیں ہے کہ جس کے عارض ہونے سے ذات واجب الوجود میں قباحت لازم آئے۔ یہ ایک صفت اس کی ہے اور ممکن ہے کہ اسی صفت کی دو بسیط ذاتیں ہوں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وجوب وجود کی بھی فردیں ویسی ہیں کہ جیسی ان ذاتوں کی فردیں قرار دی جائیں کہ جن کو وجوب وجود کی صفت عارض ہو مثلاً زید و عمر و بکر و خالد کی متفہص ذاتیں جس قدر باہم علیحدہ ہیں انسانیت بھی ان کی جو ایک صفت ان کی ہے بات قباران کی ذاتوں کے باہم متفہص ہے کوئی کامل ہے کوئی ناقص ہے۔ اور کوئی متوسط پس واجب الوجود کی دو ذاتیں متفاہر ہوں تو ضرور واجب وجود بھی اسی طرح مختلف درج کا ہو گا حالانکہ دونوں کا اتحاد قرار دیا گیا ہے اور فرض کیا جائے کہ ذاتیں دونوں کی متفاہر ہیں مگر صفت واجب میں متعدد ہیں۔ تو بھی ضرور کچھ مابہ الاشتراک اور کچھ مابہ الاتیاز ان میں ہونا چاہئے۔ یعنی ایک ناقص اور ایک کامل یا ایک قوی اور ایک ضعیف بہر حال مساوی نہ ہوں گی۔ کیونکہ سب طرح ایک ہی ہوں تو دونیں ہو سکتے۔ ناقص اور ضعف اس شے کے عدم کا نام ہے جو دوسرے میں ہو۔ اور یہ بات بدھی ہے کہ خود کسی شے کا بھسہ متفہص رفع وجود کا یعنی عدم کا نہیں ہوتا۔ پس ضرور کوئی اور چیز جو ذات سے خارج ہو باعث عدم یعنی ناقص ضعف قبول کرنی پڑے گی۔ اور اس صورت میں ذات ناقصہ وضعیہ معلول دوسری علت کی ہو جائے گی۔ واجب الوجود نہ رہے گی۔

اور اگر کوئی کہے کہ ہر شے کے لئے ایک خلائق یعنی واجب الوجود عقل جو بیکر سکتی ہے کہ جس پر سلسلہ اس کا اور کوئی ثقہ ہو جائے تو جواب یہ ہے کہ دنیا میں سب چیزیں دو قسم کی ہیں۔ بسیط اور مرکب۔ اور بسانے کو مرکب سے کسی نہ کسی طرح کا تعلق ہے۔

## نفوس کی

ہر ایک چیز کا کلی نفس کلی ہے کہ جو موجب ظہور وجود اس شے کا ہے۔ مثلاً جمادات و بنا تات و حیوانات کے خاص خاص نفس ہیں کہ جن سے ان کا نشوونما ہوتا ہے۔ اور نفس انسانی جامِ ان قوتیں کا ہے کہ جو نفس جمادات و بنا تات و حیوانات کو حاصل ہے۔ اور یہ بدیکی بات ہے۔ محتاج استدلال نہیں۔

## نفس ناطقة

نفس ناطقة بسیط غیر فانی بتدریج اپنی صفات میں ترقی پذیر ہوتا ہے اور جو صفتیں اس کو حاصل ہوتی ہیں وہ زوال پذیر بعد مرگ نہیں ہیں بلکہ خرابی بدن کے عالم مجردات میں مسلک ہوتا ہے۔ مقامات اس کے بعد فتائے بدن بحسب تفصیلِ کمالات اور نقصانات مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ایک بُلبُل باغِ جمالِ رباني کا ہے۔ نفس عصری مادی میں مقید ہے مابہیت اس کی غیر معلوم ہے اور عقل انسانی اس کی تحقیق سے عاجز ہے بلکہ بدلیں قاطع یقین ہے کہ بسیط سے مرکب اور مادی جسمانی نہیں۔ کیونکہ ہر جسم کو بلا واسطہ دوسری چیز کے دریافت نہیں کر سکتا۔ اور خود اپنی ذات کا علم کسی جسم کو نہیں حالتاً بلکہ بالا اعانت قوت باصرہ کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ اور کان بے وقت سامنے نہیں کتے۔ یہ دونوں اپنی ذاتوں سے واقف نہیں ہیں۔ بلکہ بدیکی بات ہے کہ دنیا میں جس قدر جسم ہیں وہ ایسے ہیں کہ نہ اپنے کو جانتے ہیں اور نہ دوسری شے کو بلانا غیر دوسری شے کے جان سکتے ہیں مگر نفس خود اپنی ذات کو بغیر واسطہ دوسری شے کے جانتا ہے اور پہچانتا ہے۔ اور سوائے اپنی ذات کے اور چیزوں کو بھی خواب کی حالت میں دریافت کرتا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ یہ جسمانی نہیں ہے۔ مجرد مادہ ہیولائی سے ہے۔ بطریقِ شکل اول منطق کے، اس ترکیب سے یہ نتیجہ صادق آتا ہے کہ نفس ناطقة بلا واسطہ اپنی ذات کو جانتا ہے۔ اور بلا واسطہ اپنی ذات کو جاننے والا جسم نہیں ہے۔ تو پس نفس ناطقة جسم نہیں ہے۔

کسی سے کوئی مرکب چیز پیدا ہوتی ہے اور کسی سے کوئی چیز تلف ہو جاتی ہے۔ یا کسی سے کوئی چیز اپنی ذات یا صورت یا صفت میں تائید پاتی ہے اور اکثر یہ تعلق جو باہم سب میں ہے ایک ہی نظم پر یکساں ہمیشہ چلا آتا ہے کہ وہ صورت غالب و مغلوب و قادر و عاجز و مطبوع و مطبوع ہوئے ہر ایک کے آپس میں، اور یہ امور موجب معلول ہونے کے ایک کے ہر ایک میں ہیں۔ اور خلاف شان واجب الوجود اور نہ صورت کہ معلول ایک علت کا درمری علت کے معلول سے فنا ہو جائے تو فنا ہو جاندا لے کی علت جو قائمِ بذاته قرار دی ہے۔ درصورت فنا ہو جانے اس چیز کے کہ جس کو معلول اس کا فرض کیا جائے دراصل متصور نہیں ہو سکتی۔ علاوه ازیں مرکبات کے احدث میں بدرجہ ادنیٰ واجب الوجود کا شریک ہوتا لازم آتا ہے بلکہ تین کا۔ اس لئے کہ ایک ایک تو اجزاء بسیط کے واجب الوجود کا اور ایک اس کا کہ جس کی مرضی اور تاثیر سے وہ چیز باہم مرکب ہوں۔ اگر سلسلہ اعداد پر خیال کیا جائے تو واحد کا مرتبہ وحدت میں ایک ہی ہے کہ جس سے مجموعہ اعداد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ دو واحد حیثیت واحدہ میں متصور نہیں ہو سکتے۔ پس جب تک کوئی دلیل خالف اس کے ثابت نہ ہو، سلسلہ کائنات میں خلاف اس کے تجویز کرنا خلاف دانش ہے۔

## امر و خلق

واجب الوجود کا حکم یعنی اس کا ارادہ اور اس کی ذات مظہر و موجود تمام عالم ہے کوئی جزو اس کی ذات کا ممکن نہیں۔ اور عقول و نفس ناطقة کا وجود اور جمیع مادیات جسمانی کا ظہور امر یعنی حکم اور نور الہی سے متعلق ہے جس کو خلق بھی کہتے ہیں۔ واضح ہو کہ جب اس عالم محسوس کی نورانی چیزوں کا نور اس کی ذات کا جزو نہیں ہے۔ تو خلق کا نور یعنی نور الافق اور ہرگز اس کی ذات کا جزو متصور نہیں ہو سکتا۔

ابتدائے آفرینش میں نفس کچھ نہیں تھا۔ بلکہ ایک مت تک بچپن میں مدرک کلیات نہیں ہوتا۔ لیکن اس کا مدرک و جزئیات نہ ہونا اس وقت تک جسمانی ہو جانے کی وجہ سے خیال نہیں کیا جاسکتا۔ یہ قصور اور اسکے عدم کمال صفات کے ہے جن کا حملہ بتدریج ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس بات سے انکار نہیں ہو سکتا کہ قوائے جسمانی بمنزلہ آلات اور اس نفس کے ہیں۔ مگر اور اسکلی چیزوں کا انہیں آلات پر موقوف نہیں ہے۔ مثلاً اپنی ذات کا جانتا یا خواب میں بلا اعانت شے دیگر دریافت کرنا اور دیکھنا آلات پر مختص نہیں ہے۔ پس جب ایک قسم کے اور اس سے مجرد ہونا مادہ سے ثابت ہو گیا۔ اور دوسرا قسم کے اور اس سے جو بواسطہ ہو۔ یا کسی وقت مطلق اور اس نہ ہونے سے یا اور اس غلط ہونے سے تجربہ اس کا باطل نہیں ہو سکتا۔ اور یہ کہنا کہ نفس ناطقہ خود بذاتی کوئی شے نہیں ہے۔ مجموعہ قوائے انسانی کا نام ہے۔ خلاف مشاہدہ ہے۔ کوئی قوت خود بخود کام نہیں کر سکتی۔ سب پر حاکم یہی نفس ہے۔

فرض کرو کہ ایک گردہ سپاہ جس میں کچھ سوار ہوں۔ اور توپ خانہ بھی ہو کہیں جمع ہو اور یہ سب ایک افسر کے حکم سے کام کرتے ہوں۔ تو اس مجموعہ کا نام فوج ہو سکتا ہے۔ پہ سالار اس کو نہیں کہہ سکتے۔ اس کا مرتبہ سب پر مقدم اور وہ علیحدہ اس جماعت سے ہے۔

### علم ارواح

واضح ہو کہ عالم مجردات غیر عالم جسمانیات مادی ہے۔ اور باعتبار کثرت و قلت نورانیت اور مراتب تجربہ افراد مجردات مثل افراد اس عالم جسمانیات کے باہم متفاوت ہیں۔ عالم ارواح بھی عالم مجردات ہے۔ لیکن باصطلاح علم الہیات عالم مجردات عقول و نفوس فلکیات پر اطلاق کیا جاتا ہے۔

اور عالم اروح کا محسوس نہ ہونا حواس ظاہر سے موجب اس کا نہیں کہ اس کے ہونے سے انکار کیا جائے کیونکہ جب نفوس انسانی کا غیر قانونی ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ تو

کوئی عالم بھی اس کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ چونکہ مقید اور مشخص ہونا ذات مجردہ کا یعنی جو ہیولا مادی نہ ہو غیر ممکن نہیں ہے۔ اور نور اشیاء مادی نورانی کا باوجود یہ کہ وہ خود مادی جسمانی ہیں۔ ان کے مادہ جسمانی سے مجرد ہے۔ بہ تبیعت و شخص مکان جس میں پہنچے۔ متشخص و محدود ہو جاتا ہے۔ مثلاً دھوپ، جس گندہ دھوپ ہو وہ مقید محدود مکان معین ہوتی ہے حالانکہ ذات نور محتاج مکان نہیں۔ پس نفس انسانی کا بہ تبیعت نفس حیوانی مشخص ہو جانا خلاف عقل نہیں۔

اب ہم کو یہ بتا دینا چاہئے کہ بعد مفارقت بدن انسان کی قوت اور اس کی قوت جانی رہتی۔ جو کچھ اس نے حالت مصاہبت بدن میں حاصل کیا ہے۔ زائل نہیں ہوتا۔ دیکھو حالت خواب میں باوجود یہ کہ حواس ظاہری معطل ہو جاتے ہیں۔ نفس میں قوت مشاہدہ و مکالہ و تفکر تذکر باقی رہتی ہے۔ اور یہ بھولی ہوئی اور غائب چیزوں کو یاد کر لیتا ہے۔ اور نئی نئی چیزیں جن کو حالت بیداری میں دیکھتا ہے۔ وہ غلط ہوں یا صحیح اور جس طرف حالت بیداری میں فکریں کرتا ہے۔ اسی طرح حالت خواب میں کرتا ہے۔ اور بولتا ہے۔ اور سنتا ہے۔ پس جب وہ قید بدن سے آزاد ہو جائے، بدرجہ اعلیٰ یہ قوت اس میں باقی چاہئے۔ اور اگر کہا جائے کہ آلات فکر و تصور خواب میں بھی کے نتھے دیے ہی موجود رہتے ہیں۔ انہیں کے سب سے نفس سوتے میں اور اس کرتا ہے۔ بعد موت یہ آلات نہیں رہتے کہ جن سے وہ اور اس کرے تو اس کا جواب یہ ہے کہ آنکھیں سوتے میں بالکل بیکار ہو جاتی ہیں۔ مگر خواب میں سب کچھ مثل حالت بیداری کے دیکھتا ہے۔ اور آلات سے بھی وہ حالت خواب میں مستفید نہیں ہوتا۔ کسی جزو بدن یا خاص دماغ میں سب چیزیں جو بیداری میں معلوم ہوتی ہیں۔ رکھی ہوئی یا منقوش نہیں ہیں کہ سونے میں نفس ان کو دیکھ لے یاد کر لے۔ اپنی قوت ذاتی سے وہ ان کو حالت خواب میں یاد کر لیتا ہے۔

### علم بزرخ

جب نفس ناطقة کو بدن دینوی سے مفارقت ہوئی تو قیامت صغیری اس کے لئے

قائم ہوئی وہ ایسے عالم میں پہنچا کہ جونہ مثل عالم سفلی جسمانی کے ہے نہ مثل عالم مجردات عقلیہ، ان دونوں حالتوں کے بینے میں جو عالم ہے وہ بربخ ہے۔ اس عالم کی صورتیں اور کیفیتیں خیال نفسانی سے دکھائی دیتی ہیں۔ مثل ان صورتوں اور کیفیتوں کے کہ جو خواب میں انسان کو دکھائی دیتی ہیں۔ چونکہ خیال ایسی قوت انسانی ہے کہ بربخ میں اسی ایک سے پانچوں حواس ظاہری دنیاوی کے کام نکلتے ہیں۔ یعنی حالت بصروسمع و شیم و مس و ذوق۔ عالم بربخ میں اسی واحدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ پس بربخ میں جو صورتیں نفس کو دکھائی دیتی ہیں۔ وہ عین ذات نفس ناطقہ ہیں اس کے غیر نہیں ہیں۔ پس روح کو صاحب جسد بوجہ تشخیص یعنی وضعي مجاز کہا جاتا ہے۔

### جسم مثالی

یہ ایک مادی جسمانی انسانی ہے کہ جو اس عالم جسمانی میں موجود ہے۔ دوسرا نفسانی ہے کہ جو روح حیوانات کے ساتھ اس قالب جسمانی سے متعلق ہے۔ اور تیسرا عقلانی ہے کہ جو مجرد عقل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور بعد مفارقت نفس کو اجزائے مادیہ بدن سے نہیں رہتا مگر قوت ادرار کے جواہے حاصل رہتی ہے۔ اور جس کے باقی رہنے کا ثبوت پہلے بیان کیا گیا ہے۔ وہ اپنی نعش کو دیکھتا اور سمجھتا ہے اور جو اس کے ساتھ برداشت ہوتا ہے اس کو جانتا ہے اور اس کے بدن کی تصویر جو اس کے خیال میں باقی رہتی ہے۔ وہی جسم مثالی ہے اور صورت اس کی ہے۔ جو بعد چھوڑ دینے کے بدن کے باقی رہتی ہے۔ نہ مثل عکس کسی شے کے کہ جو آئینہ یا فوٹو گراف کے شیشہ پر آ جاتا ہے۔ بلکہ مثل فعل فاصل کے کہ جو اس کی ذات پر اسی کے فعل سے ہوتا ہے مثلاً دھوپ کسی مکان کے قطعہ زمین پر پڑتی ہے یا مریخ پر تو صورت ہر ایک قطعہ کی علیحدہ علیحدہ نظر آتی ہے۔ حالانکہ درحقیقت دھوپ وہی ایک ہے۔ پس نعش انسان کا خیال بجائے قطعہ محدود زمین کے ہے۔

اس کی اگر زیادہ تشریح دیکھنا ہو۔ تو ہماری کتاب "تحقیق الروح" دیکھو۔

### قبہ حقیقی

انسان کی قبر حقیقی وہ ہے کہ جس میں جسم مثالی رہتا ہے۔ اور قبر مجازی وہ ہے کہ جہاں اجزائے بدن ہوں یا تمام بدن مدفن ہو یا اجزائے بدن باقی رہیں۔ اور درحالیکہ ادرار ک نفس باقی رہتا ہے۔ وہ اپنے بدن کے حالات سے ضرور آگاہ ہوتا رہتا ہے۔ اب میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں۔ اور اصل کتاب "محک الفقر مصنفہ حضرت سلطان باصوصاً صاحب رحمۃ اللہ علیہ" کے ترجیموں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ خدا میری مدد کرے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام  
على رسوله محمد وآلہ اجمعین اللی یوم الدین۔

## مُحْكَمُ الْفَقْرِ (کلام)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللّٰهُ تَعَالٰی أَسْمَاهُ وَتَعَالٰی كَبِيرٌ يٰأَمَّةُهُ . اللّٰهُ تَبارُكَ وَتَعَالٰى كَمَا نَامِ (ہر عَيْب سے بُری اور اس کی عظمت تمام عالم سے بُری ہے) اور ہزار بزار درود و سلام تمام جہانوں کے سرداروں کے سردار محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وآلہ وسلم پر جن کی بابت ارشاد باری عز اسمہ ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ وَلَمَّا أَظْهَرْتُ الرَّبُوبِيَّةَ۔ یعنی اگر تمہارا واسطہ ہوتا (اے محمد صلی اللّٰه علیہ وسلم) تو ہم آسمانوں کو پیدا اور اپنی خدائی کو ہو یادہ کرتے۔

پھر ارشاد باری عز اسمہ ہوتا ہے۔ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُجْهِنَّمَ تَعْبُدُونَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُونِي يَعْبِسُكُمْ  
اللّٰهُ یعنی اللّٰہ کافرمان ہے کہہ دے (اے میرے جیبیب) اگر تم کو اللّٰہ کے عشق کا دعویٰ ہے تو میرے اتباع کرو۔ تاکہ اللّٰہ تعالیٰ تمہارا عاشق ہو جائے۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے:

كُلْ شَيْءٍ يُطْلَبُونَ رِضَائِي وَإِنَّا اطْلَبُ رِضَا نَحْنُ يَا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ  
تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى أَهٰلِهِ وَاصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ اجْمَعِينَ۔ یعنی ہر چیز تمہاری رضا کی طالب ہے۔ مگر اے محمد (صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم) میں تمہاری رضا کا طالب ہوں۔ درود ہو واللّٰہ تعالیٰ کا ان پر، اور ان کی آل واصحاب و اولیائے امت پر۔

پس اے طالب صادق! معلوم ہو تجھ کو کہ اس کتاب کا نام محکم الفقر ہے۔

یعنی درویشو! یہ کوئی فقر کی ہے۔ جس سے تمام کوٹا کھرا معلوم ہو جاتا ہے۔  
مترجم کہتا ہے۔ تمام صوفیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ فقر اور چیز ہے اور تصوف اور  
چیز اور فقر کی نہایت تصوف کی ہدایت ہے۔ اور جب تک فقر نہایت کو نہیں  
پہنچا۔ تصوف کا مرتبہ شروع نہیں ہوتا۔ ایسا ہی زہد اور ہے اور فقر اور ہے اور  
فقر مجرد حقاً جگی اور نہ ہونے کو نہیں کہتے۔ بلکہ فقر محمود یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ پر توکل  
اور اس کی رضا پر راضی رہے اور صوفی اور ہے۔ اور ملامتی اور ہے۔ ان میں  
فرق اس قدر ہے کہ صوفی کا خالص معاملہ اللّٰہ تعالیٰ سے ہے گلوق کی طرف  
اس کی نظر نہیں ہے۔ بخلاف ملامتی کے کہ اس کا معاملہ خالص اللّٰہ کے ساتھ  
ہے گلوق کی طرف بھی اس کی نظر ہے۔ اور ملامتی وہ ہے کہ سیکلی کو ظاہر نہیں  
کرتا۔ اور بدی کو نہیں چھپتا۔ اور صوفی وہ ہے کہ گلوق سے مشغول نہیں ہوتا۔  
اور ان کے قبول اور رد کی پروانیں کرتا۔ ان کا اتفاق ہے کہ جیسے روزی کی  
تلائش میں کوشش نہ ہو۔ اور اسے اللّٰہ کی ضمانت پر بھروسہ ہوتا اس کے واسطے  
بڑا مرتبہ ہے اور بہتر تینی ہے کہ سب سے علاقہ چھوڑ کر عبادت میں مشغول  
ہو۔ ہاں! جب اس کے مزدیک تہائی۔ مجلس۔ مانا اور الگ رہنا برابر ہو۔ اور  
ہر ایک حال میں اللّٰہ تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرتا ہو۔ تو درست ہے کہ  
 حاجت کے موافق کسب کرنے۔

ایک بزرگ اپنے مریدوں سے فرمایا کرتے تھے کہ روزی کی تلائش کا خیال نہ  
کیا کرو۔ تم تو رزاق مطلق کو تہمت لگاتے ہو۔ اور اس کی ضمانت پر بھروسہ  
نہیں کرتے۔

پس اے درویش! محکم الفقر اس واسطے ہے کہ جو شریعت میں ہوتا ہے۔ اس کو  
صاحب شریعت کہتے ہیں بزرگوں نے شریعت میں دو طریقے قرار دیے ہیں۔ (ایک  
طریقہ والے کا نام) صاحب فتویٰ رکھا ہے اور دوسرے طریقہ والے کا نام صاحب تقویٰ  
قرار دیا ہے اور جو طریقہ میں داخل ہوا۔ اس کو صاحب طریقہ۔ اور جو حقیقت میں آیا

اس کو محقق کہتے ہیں۔ اور جو شخص درج معرفت حاصل کرتا ہے۔ اس کو عارف کہتے ہیں۔ اور جو شخص ان چاروں مدارج کو طے کر کے چاروں نفسوں کے تابع نہ ہو۔ اور اربعہ عناصر کی عادت یعنی (نفسانیت) سے علیحدہ ہو اور **مُوْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا** (اپنی خواہش کو مار دو اس سے قبل کے مرجاجہ) کا مصدقہ بن جائے اور معرفت الہی پر مستقیم رہے اور مقام ہویت اور فرقانی اللہ کے مراتب کو طے کرے۔ وہ اس کتاب سے طے کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب ہر چہار مراتب کی کسوٹی ہے۔

پس اے طالب صادق! جو شخص اس کتاب کو ہمیشہ اپنے مطالعہ میں رکھے۔ اور اس پر عمل کرے اور کمال ذوق و شوق سے اس کو پڑھے تو ضرور ہے کہ اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل ہو کہ جو لاکھوں برس کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور کمال مرتبہ فخر ہے۔ اس سے زیادہ اور کوئی فقرنیں ہے۔ جس کی نسبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: **الْفَقْرُ فَخْرٌ فَرِمَا يَهُ بِيَا وَاصْلَانَ حَقَّ سَهْوِيْ** ہے۔

متترجم: **قَالَ اللَّهُ تَعَالَى . الَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَهُدْنَاهُمْ سُبْلَانَا**۔ یعنی یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔ وہ لوگ کوشش کرتے ہیں (نقیر) درمیان ہمارے تو البتہ بتلا دیتے ہیں ہم راستہ اپنا، لیکن کوشش چاہئے کہ ساتھ تابداری شاہنشاہ کو نین محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو، نہ بطور کافروں کے کہ وہ لہو لعب کو کوشش جانتے ہیں۔ جس طرح کہ حضور علیہ السلام اکثر وقت میں کمیل اونٹ کی اپنی گردان مبارک میں ڈالتے اور فرماتے تھے یا **بَارِبَتْ أُمَّقَنْيْ أُمَّقَنْيْ**۔

پس اے طالب صادق! شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے۔ پس معلوم ہوا کہ صاحب شریعت ہو شیار اور صاحب طریقت مت و سرشار مگر دل سے بیزار۔ اور حقیقت و معرفت میں کیا فرق ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تینکی اور بدی کو اپنے نفس لواحہ کے پرورد کر دے۔ اور معرفت یہ ہے کہ خدا کی طرف رجوع کرے۔ اور اپنے آپ کو خواہش نفسانی سے باز رکھے۔

اے طالب صادق! معرفت و فرقہ میں کیا فرق ہے؟ پس معلوم ہو کہ عارف ہمیشہ

خاموش رہتا ہے اور فقر ایک دریائے ناپید کنار ہے۔ جس میں بخشکل گوہر مقصود ہاتھ آتا ہے۔ پس اس موج سے بیہوٹ نہ ہو۔ بظاہر عام آدمیوں کے جلسہ میں اور باطن خدا کی محبت میں استغراق کلی رکھے۔

## نظم

ہر کہ خواند مجک را بہر خدا  
ملکے حاصل شود با مصطفے سَلَّمَ  
صورتے دیگر بود سیرت دیگر  
عارف باللہ بود صاحب نظر  
ایں کتابے مرشد حق را بہر  
ہر مقامے میدہد از حق خبر  
ہر کتابے راجویے میدہد  
ہر ولی راہم خطابے میدہد  
اویلیا رائے نماید ہر مقام  
میکند تحقیق ہر ایک پختہ خام  
اور اس کے ہر حرف میں اللہ تعالیٰ کی معرفت اور ہر سطر میں خدا کے بھید اور پوشیدہ  
باتیں اور معانی اور دریائے توحید کے موتی ہیں۔

پس اے طالب صادق! عارفیت اور وحدانیت الہی کی کیفیت کے طریقے اسرار محمدی سَلَّمَ ہیں۔ اور عارف باللہ کے خواص اللہ تعالیٰ کے نام سے کھلتے ہیں۔ اور فرقانی اللہ کے ساتھ مسکنی ہوتا ہے اور مقام ہویت میں پہنچتا ہے۔ اور لفظ حُسْنٌ و قیوم سے موسوم ہوتا ہے۔ اور بے جواب اللہ کو دیکھتا ہے۔ اور شرح جزو کل اور شرح توحید معرفت ذات و صفات الہی سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ اور مجلس اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باہر ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہو وقت حضوری حضور سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کو میسر رہتی ہے۔

مترجم صوفیائے کرام نے ان مراتب کوئی مرتبوں پر لکھا ہے ان میں اول مرتبہ احادیث کا ہے جس سے مراد ذات بحث اور ہستی خاص ہے۔ جس کا دریافت کرنا مشکل بلکہ لا یدر کہ الا بصاریعنی معلوم نہیں کر سکتی اس کو بینائی۔ کہ مراد اور اشارات کو طرف اس کی راستہ نہیں ہے۔ اور یہ عقل و فہم اس سے خبردار نہیں ہو سکتی۔ اس واسطے فکر اور غور ذات حق بسجاتہ تعالیٰ میں منع

ہے۔ دوم مرتبہ وحدت کا ہے کہ مرتبہ اجتماعی صفات کا کہ جو امتیاز ہے مگر بعض بعضوں کو قابلیت خاص ہے۔ اسی کا نام حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جو درمیان احادیث اور واحدیت کے ہے اور سوم مرتبہ واحدیت کا ہے کہ یہ مرتبہ تفصیل صفات کا ہے۔ بامتیاز تمام صفت کے دوسرے سے۔ اس کے بعد مرتبہ الوہیت کا کہ جو جگہ تمام مرتبوں کی یعنی کمال و جلال سے اور جو قین مراتب وجوب اوپرقدم کے ہیں۔ اور معبودیت اور مسجدودیت خاصہ ان مرتبوں کا ہے اور نقصان اور امکان اور محدودیت اور محصوریت کو اس جگہ خل نہیں ہے۔ اور ان مرتبوں کو مراتب داخلی کہتے ہیں۔

اور قین دوسرے مراتب ہیں کہ وجود مطلق بصورت اعیان کہ حقیقت اشیائے کونیہ اور مجددہ اور بسیط و مرکبیہ اور جسمانیہ مراد اس سے ہیں ظاہر ہوا۔ اور ہر ایک میں ساتھ دوسرے رنگ کے ظہور فرمایا۔ اس میں اول مرتبہ عالم ارواح کا ہے کہ جو جواہر لطیفہ ہے قابلِ تصویر اور تزکیہ اور تعیین کے اور یہ مرتبہ شامل ہے اور عقول اور ملائکہ اور ارواح، بولنے والے اور طبیعت رکھنے والے کے اور دوسرا مرتبہ عالم مثال کا ہے جو عالم ارواح کے ساتھ متصف بلکہ ایک صورت لطیفہ اس سے ظاہر ہے کہ جو لائق جزا اور تعیین کے نہیں ہے۔ اس کو عالم خیال بھی کہتے ہیں کہ جو شامل ہے خیال متعلق اور متعلق کے بلکہ وہ خیال کیا گیا انسان کا ہے۔

اور سوم مرتبہ عالم اجسام کا ہے کہ جو ہر کثیفہ عناظم اور مرکبات کو عبارت اس سے ہے اور یہ تقسیم کی ہوئی ساتھ جنم کافی اور نباتی اور حیوانی اور انسانی کا ہے کہ جو آخر مرتبہ انسان ظاہری کا ہے اور شرح جزوکل سے مراد ذرہ ذرہ یعنی تھوڑی بہت۔ اور شرح توحید سے مراد ذات کا ایک جانتا۔

(پس تجوہ کو معلوم ہو کہ کتاب مسح الفقر فقیر باہو (رحمۃ اللہ علیہ) ولد بازید علیہ الرحمۃ عرف اعون ساکن قرب وجوار قلعہ شور کی تصنیف ہے۔ خَرَسَهَا اللہ

تعالیٰ مِنْ الْأَفَانِ وَالْمَخُورِ۔ یعنی نگہ رکھ کے اس کو اللہ برتر تمام آفتوں اور ظلم (حاکم خالی) سے قُوَّلَه تعالیٰ قَالَ أَعْوُذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونُ مِنَ الْجَاهِلِينَ۔ یعنی اللہ برتر فرماتا ہے کہا (حضرت موسیٰ علیہ السلام) نے کہ میں اللہ کے ساتھ جاہل ہونے سے پناہ مانگتا ہوں۔ پس اسے درویش! شریعت کیا ہے ایک شرف بمعنی بزرگی ہے اور طریقت کیا ہے وہ ایک راز ہے بلکہ یوں سمجھنا چاہئے کہ شریعت دریا ہے اور طریقت اس کا کنارہ ہے اور حقیقت کیا ہے۔ حق کا دیکھنا۔ اور معرفت کیا ہے حق الحقین کا مرتبہ ہے۔ اب یوں سمجھنا چاہئے کہ شریعت گویا بادشاہ کا دارالسلطنت ہے۔ اور چونکہ طریقت کی راہ شریعت سے ہے۔ اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے۔ اس وجہ سے معرفت میں حقیقت سے اللہ کے بھیہ حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو شخص شریعت سے باہر قدم رکھے اور استدرج حاصل کروہ ٹھہر ہے۔

مترجم: واضح ہو کہ اقسام دینی میں ایک قسم الہام اور مجھوہ ہے۔ یہ تم مخصوص انبیاء علیہم السلام سے ہے اور کرامت اور خرق عادت اور استدرج اور استدرج اکثر اولیاء اللہ سے سرزد ہوتے ہیں۔ پس اگر پابند ہے شریعت کے ساتھ ہے تو اس کو کرامت اور خرق عادت کہیں گے اور اگر تصییف و تزکیہ قلب سے کسی کافر یا مشرک سے کوئی امر سرزد ہو اس کو استدرج کہتے ہیں۔ جس کے معنی قلب کی حالت بیان کر دیتا ہے۔ ایسا اس اوقات یہ امر مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر مشرکین اور کفار سے یہ امر سرزد ہدا ہے کہ کوئی شخص ان کو ملنے آیا۔ اور جس خیال سے آیا وہ خیال اس کا ظاہر کر دیا گی۔ اسی واسطے شریعت نے ایسے لوگوں کو طرد گئہ کہ اردا ہے۔ جس کی تفصیل کتب صوفیہ میں مشرح و مفصل ہے۔ جو صاحب چاہیں ملاحظہ فرمائیں بالخصوص "غوثات کمیہ" میں اس کی زیادہ تفصیل موجود ہے۔

(پس درویش کو لازم ہے کہ) ہر طریقت و ہر نظام کو شریعت سے کھولنے اور ہر مقام پر شریعت کی طرف رجوع کرے (جیسا کہ حدیث میں وارد ہے) حدیث النَّهَاةُ

الرَّجُوعُ إِلَى الْبَدَائِهِ يعنی هر کام کی ابتداء کی طرف رجوع کرتا ہے۔ پس شریعت کو قرآن سے شرف ہے۔ اور قرآن شریف کو اللہ کے نام و ذات سے شرف ہے (پس اے درویش!) شریعت اور قرآن شریف اللہ کے نام و ذات سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَعِنْهُ مَقَاتِعُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ طَوْبَ مَا فِي الْبَرِّ وَالنَّحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَيَّةٌ فِي ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٌ وَلَا يَأْسِ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ (الانعام: ۵۹) یعنی اس اللہ کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں کہ ان کو وہی جانتا ہے اور (اللہ) جانتا ہے۔ اس چیز کو کہ جو خشکی اور تری میں ہے۔ اور کوئی پتہ نہیں کرتا کہ وہ اس کو نہ جانتا ہو۔ اور کوئی ذرہ زمین کی تاریکیوں میں اور کوئی دانہ زمین اور کوئی خشک اور تر ایسا نہیں کہ جو اس کی کتاب روشن میں نہ ہو۔ یعنی وہ روشن کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے۔

پس اے درویش! جس طریقہ کو اللہ و رسول ﷺ و قرآن و شریعت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے والے عالم اور فقیر عارف باللہ و کامل بزرگ روکریں۔ وہ طریقہ مزاحکفر ہے۔ اور اس پر چلنے والا کافرو زندیق و گمراہ ہے کہ کسی نے کہا ہے۔

## بیت

خلاف پیغمبر کے را گزیدا  
کہ ہر گز بمنزل نبوا بد رسید  
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف را وہی اختیار کرے گا۔ جس کی قسم  
میں ازل سے منزل مقصود پر پہنچنا نہیں لکھا ہے۔  
اس کا جواب حضرت مصنف باہو قدس اللہ سره العزیز فرماتے ہیں۔

## بیت

شد مرید از جان باه و مصطفیٰ علیہ السلام  
واقف آسرار گشتہ از الٰہ  
پس اے درویش! شریعت کیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کا

خلاصہ ہے اور دنیا کے خلاف شریعت طریقہ اللہ تعالیٰ کے رد کئے ہوئے ہیں کیونکہ اصل دنیا (اور اس میں انہاک) فرعون وہاں سے ہے اور شریعت کی اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ پس اے درویش! جو شخص دنیا (صرف) طلب کرے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

مترجم چونکہ حدیث میں آیا ہے۔ الدنیا جیفہ و طالبہ کلب۔ یعنی دنیا مردار ہے۔ اور طلب کرنے والے اس کے کتنے ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مردار چیز لئے سگ ہوتی ہے۔ پس جو شخص طالب دنیا ہے اور اپنے آپ کو فقیر کہتا ہے۔ اس کی مثالیب کلب سے ہے بلکہ حدیث میں دعا کے موقعہ پر عافیت کی دعائیں مانگنے کا حکم فرمایا ہے۔ پس جو لوگ درود و وظائف یا مزارات اولیاء پر محض دنیا کے مانگنے کو جاتے ہیں۔ اور جب کامیاب نہیں ہوتے۔ اور اولیاء اللہ سے منحرف ہو جاتے ہیں یہ سراسر گراہی ہے۔ ہم نے اس کی زیادہ تصریح اپنے رسالہ "ظہیر الدعاء" میں مفصل کی ہے بوجہ طوال اس جگہ قلم بند نہیں کر سکتے۔

پس اے طالب صادق! دنیا کیا ہے اور کے کہتے ہیں۔

## مشوی

آنچہ از حق باز دار و دنیاۓ زشت آنچہ باحق مے بر و فقر بہشت  
داد عزت حق تعالیٰ فقر را فقر فخری گفت احمد بن حنبل مجتبی  
پس اے درویش! فرض و قسم کا ہے، ایک کا نام فرض و قیق ہے۔ دوسرا کا نام دائیکی پس فرض و قیق تو نماز روزہ حج زکوہ ہے اور فرض دائیکی اللہ تعالیٰ کا ذکر اور معرفت الہی کا مشاہدہ ہے۔ پس اے درویش! فرض دائیکی کو غالب رکھ اور فرض و قیق کا مقید اور اس کے او اکرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کا انتظار کرو۔

پس اے درویش! جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا راز نماز کے ساتھ ہے۔ بغیر نماز کے ذکر راز ہونیں سکتا۔ بلکہ اس حالت میں اپنی عمر عزیز کا ضائع کرنا ہے۔ حدیث

میں آیا ہے۔ الوقت سیف قاطع یعنی وقت تواریخ خونوار ہے (فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے)۔

پس اے درویش! معلوم ہو شریعت را ہے اور قرآن کلام (الہی) ہے کھلوق اور حادث نہیں (بلکہ قدیم ہے) اور اللہ کا نام ہدایت کرنے والا ہے۔

پس اے طالب صادق! آدمی قرآن کے پڑھنے اور علم کے حاصل کرنے اور عبادت کی محنت صرف اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے اسلام پر قائم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قائل نہ ہو۔ اور بلکہ طیب (چے دل سے) نہ پڑھے جیسا کہ وارد ہے۔ ذکرُ اللہ فرض مِنْ قَبْلٍ كُلَّ فَرَضٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا ہر فرض پر مقدم ہے۔ فرض ہے (جس طرح اول اللہ کا ذکر فرض ہے) یعنی جس طرح بکیر تحریم اللہ اکبر نماز میں سب سے پہلے ہے۔ اس کے بعد نماز فرض ہے۔ قوْلُهُ تَعَالَى: وَإِذْ كُرِاسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور اللہ کا نام لیا اور پھر نماز پڑھی (تو اس نے فلاخ پائی) اور الحدیث افضلُ الذِّكْر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ اور بہترین عبادت قرآن شریف کی تلاوت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر و عبادت و سعادت کی یاد سے تعلق رکھتا ہے۔ بدیں وجہ اللہ تعالیٰ کا ذکر قدیم ہے۔

پس اے درویش! جاننا چاہئے کہ اس کو بلکہ طیب اس واسطے کہتے ہیں کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کا ذکر ہے۔ اور شرک و کفر کی ناپاکی سے باہر نکانا ہے۔ اور بلکہ طیب کے پڑھنے والے میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

اول۔ اس پر یقین ہو کہ جس کو اس پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔

دوم۔ (اس کی حرمت ہو) کہ جس کو اس کی حرمت نہیں ہے وہ فاسق ہے۔

سوم۔ (اس کی لذت و حلاوت حاصل ہو) پس جس کو حلاوت نہیں وہ بیکار ہے۔

چہارم۔ (دل میں اس کی تعظیم نہ ہو) جس کو اس کی تعظیم نہیں وہ بدعنی ہے۔

## ابیات

کلید قفل جتاز لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ      نجات مردم جا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 چے خوف آتش دوزخ چے باک دیو عین      دراکہ کرو بیان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 نبود ملک دو عالم نبود چرخ کبود !      که نبود اماں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
 یعنی جاننا چاہئے کہ ہر چیز کے لئے آفت ہے۔ اور (حضرت) عشق کی آفت آدمی  
 کافش ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ۔ یعنی  
 داخل ہونے والا اپنی جنت میں وہ ظالم ہے) اپنے نفس پر اور نفس کی آفت طمع ہے۔ اور  
 نفس و طمع آدمی سے الگ نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی حرص کو نہ چھوڑے۔ اور تو کل نہ  
 اختیار کرے۔ اور تریک حرص تو کل حاصل نہیں ہوتا بغیر اللہ تعالیٰ کے داع غم جلت و درد  
 کے اور درد داع غم جلت بغیر ذکر کلہ طیبہ کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور بلکہ طیبہ اثر نہیں کرتا۔  
 جب تک توجہ مرشد کامل کی نہ ہو۔ اس واسطے کہ کلہ طیبہ اثر نہیں کرتا محمد رسول اللہ کے ذکر  
 سے توحید اور تو کل حاصل ہوتا ہے۔  
 دوسری حدیث التَّوْحِيدُ وَالْتَّوْكِيلُ تَوَامَانِ بِيَانَاتٍ۔ یعنی تو کل و توحید کی  
 نشانیاں ایک ہی ہیں۔

پس اے درویش! ذکر نفی و اثبات (غیر سے عبادت کی نفی کر کے اللہ کے واسطے ثابت کرنا) اور اللہ تعالیٰ کے نام میں غرق ہونا کہ جو ہمیشہ رہنے والی ذات ہے۔ اور ذکر جاری لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم جو حلاوت قرآن کے ساتھ ہو۔ یہ صاحب وصال کے مراتب ہیں (جو نکہ) حدیث افضلُ الذِّكْر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قرآن شریف کا فرمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم و فرمان ازل سے ابد تک جاری ہے (اس واسطے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت عزاء ایک بہتا ہوا دریا ہے، جو ہر شخص کی مراد پوری کرنے والا ہے اور عام و خاص آدمیوں کا راجہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم رحمت ہے۔ (بلکہ) اس کے فضل کا یہ ہے۔ یعنی بار ان رحمت اللہ یا اسماں اللہ امر غالب ہے۔ اللہ تعالیٰ امرؤں سے جیسا کہ

ارشاد ہے۔ وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ (یعنی اللہ کا حکم سب پر غالب ہے) اور حدیث الـ  
مر فوق الادب اور حدیث میں ادب کی تاکید ہے۔ اور قوْلُهُ تَعَالَى : وَلَا تَأْكُلُوا  
إِمَّا لَمْ يُذْكُرْ أَسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لِفُسْقٍ (۱۲۱-۱۲۲) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَحْمَوْا إِسَ  
چیز میں سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا۔ البتہ وہ فتنہ ہے۔

پس اے درویش! مجھ کو تجھ آتا ہے اس قوم اور اس آدمی پر کہ جو مرشد ولی اللہ  
روز اول بغیر ریاضت کے ہو جائے۔ (بھلا) کہاں راز حقیقت اور کہاں وہ احمد  
(چونکہ) ریاضت اور محنت خدا کی بخشش ہے۔ جس کسی کو اللہ نے چاہا بخشنا۔ اور جس کو نہ  
چاہا بخشنا (مگر اس خدا کی بخشش پر بھی آدمی بخل ہے۔

### مثنوی

مرد مرشد راز بخشد حق عطا میکشد از شرک و کفر واز ہوا  
بے طلب مولے بود شیطان مرید ہر کہ طالب حق بود باق رید  
متترجم بغیر ریاضت سے مراد ہے کہ بعض جاہل آدمی جو حجہ دہ پر بینہ کر دعویٰ  
فقر کر بینتھے ہیں۔ اور راز فقر سے نآشنا مخصوص ہوتے ہیں۔ بلکہ بعض جاہل  
اور کندہ نا تراش ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز ولی نہیں ہوتے بلکہ وہ شیطان کے مرید  
ہوتے ہیں کہ جو لوگوں کو اپنے دام تزویر میں چھانتے ہیں۔ خدا ایسے لوگوں  
سے حفظ رکھے۔ پس مصنف کتاب کا اشارہ ریاضت فقر سے ہے۔ اور وہ  
ریاضت ہے کہ خدا اس کی جس کو توفیق دے۔

پس اے طالب صادق! معلوم ہو تجھ کو کہ شریعت نام قول کا ہے۔ اور طریقت نام  
حال کا اور حقیقت نام احوال کا اور معرفت نام وصال اللہ کا ہے۔ شریعت اور طریقت  
کے درمیان میں ستر ہزار پر دے ہیں۔ جب تک کہ (اتانیت) یعنی آپ کو سمجھنا اور غرور  
سے علیحدہ نہ ہوگا۔ ہرگز مقام طریقت میں نہ پہنچے گا۔ اور طریقت وحقیقت میں کشف و  
کرامات کے ستر ہزار پر دے ہیں۔ یعنی حباب اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامات  
سے پاک و صاف نہ ہو حقیقت پر کما حقہ نہیں پہنچتا۔ اور حقیقت و معرفت میں ستر ہزار عظیم  
ہو سکتا۔

پس ذکر معرفت الہی حسب بدایت اللہ تعالیٰ کے ہے۔ کیونکہ بدایت اللہ تعالیٰ  
کے کچھ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ بلعم باعور اور ابلیس آن واحد میں راندہ درگاہ ہو گئے۔ اور  
قرب حضوری سے دور پھینکنے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی بدایت اور حب مولیٰ کے اخلاص نے  
اصحاب کہف اور ان کے کتنے کو دوری سے قرب حضوری میں پہنچا دیا۔ (چونکہ) اللہ تعالیٰ  
کی محبت بدایت ہے۔ اور دنیا کی محبت سراسر گمراہی ہے۔

پس اے درویش! بدایت بدایت کے واسطے ہے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى : وَالسَّلَامُ عَلَىٰ  
مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ۔ اور سلام اس پر جس نے بدایت کو اختیار کیا۔ یعنی جوابتاع کرے  
بدایت کا۔ کیونکہ روایت والا مجتهد اور نہ ہب والا امام وہی ہے جس نے دنیاۓ فانی سے  
ساتھ مطلوب (حقیقی) کے رحلت فرمائی ہو۔ اس کے بعد کوئی شخص بغیر اس کے نہ ہب یا

اجتہاد یا امام ہونے کا دعویٰ کرے بالکل جھوٹ ہے۔  
پس اے طالب صادق! یہ پانچ مرتبے کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ پس جو شخص ہن  
کا دعویٰ کرے۔ وہ اسلام سے خارج ہے۔ لغو ز باللہ منہما (پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ  
اس سے)۔

اول۔ قرآن شریف سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی پر نازل نہیں  
ہو سکتا۔  
دوم۔ (بعد آنحضرت ﷺ کے) کسی کو مرتبہ بوت نہیں مل سکتا۔

الشان یعنی بڑے پرے صفات کے ہیں (پس) جب تک (انسان) صفات سے باہر نہ ہو، دریائے معرفت اور لاہوت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اور ہرگز معرفت الہی کے مقام پر نہیں پہنچتا ہے۔

پس اے درویش! معرفت اور غرق نور الہی میں ستر ہزار پرے ہیں (پس جب تک کہ عارف لباس معرفت سے خالی نہ ہو۔ مقام غرق نور الہی میں نہیں ہوتا۔ اور غرق نور الہی و مقام حق و قوم یعنی مقام بقا باللہ میں (بھی) ستر ہزار حجابت ہیں۔ (پس جب تک کہ جسم و اسم ذات الہی میں اللہ کے نام کے تصرف سے باقی باللہ نہ ہو (ہرگز) زندہ جاوید نہ ہو گا۔ کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت اللہ ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد باری عزیزہ ہے۔ **صِرَاطُ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ**۔ یعنی ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا

پس اے درویش! جو شخص اس نعمت اللہ کے راستے پر پہنچے، وہ خلق کا ہادی اور راہنماء ہے، صاحب نظر اور اللہ کا مغرب ہو (بلکہ) اللہ سے ایسا واحد ہو کہ طالب حق کو (اگر چاہے) تو ہزار کوس سے اپنے جذبے سے کھینچ لے۔ اور آن واحد میں مقام شریعت اور طریقت اور معرفت کے طے کر دے۔ اور حق تعالیٰ سے ملادے کہ وہ طالب ہر وقت اللہ کو یاد کرے۔ اور سوائے صاحب نظر اور طالب نظر کے دوسرے کی خواہش نہ کرے۔

نِیم نظر شہ بود مرد خدا زان نظر حاضر با مصطفیٰ ﷺ  
یعنی صاحب نظر کی نیم نظر میں یہ تاثیر ہے کہ اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی درگاہ میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔

پس جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو اس کو صاحب نظر نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ یہ راہ صرف اللہ کی توفیق سے حاصل ہوتی ہے۔ **وَمَا تَوْفِيقُ إِلَّا بِاللَّهِ**۔ (یعنی نہیں ہے مجھ کو توفیق مگر اللہ کی طرف سے)۔

پس اے درویش! اللہ کی معرفت کا راستہ ایک بھید اور سراسر راز پہنچا ہے۔ اگر تو

اس راستہ پر آئے گا (کوئی مانع نہیں ہے) دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر تو نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی پر و انہیں ہے۔

اے درویش! (صرف) زبان کا ذکر کرنا نقش اور مدعا کے لئے غیر مضبوط ہے۔

جیسا کہ فرعون کے کہنے سے دریا جاری ہو گیا۔ (اور اس کے کہنے کے خلاف ہوا) جس کی تفریخ اور تفصیل کتب تقاضیر میں بہت ہے۔ اس جگہ اس کے نقل کی مختصر نہیں ہے۔ اور اے طالب صادق! ذاکر قلبی کسی چیز میں مقید نہیں ہے۔ اور ذاکر روحی کسی حالت میں راحت نہیں پاتا۔ اور ذاکر سری سے مراد چپ رہتا ہے۔ اور ذاکر ناظر ہمیشہ بے نیاز (اللہ تعالیٰ) میں غرق رہتا ہے۔

(اے درویش) ذاکر خفیہ کی تعریف سن وہ یہ ہے کہ ذاکر خفیہ کی مثل (اور کوئی) ذکر نہیں ہے۔ کیونکہ ذاکر خفیہ یعنی ذاکر خفیہ نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ سر کے ساتھ ہے۔ (بلکہ) ذاکر خفیہ ایک غیر مخلوق نور ہے کہ اس کے ذاکر کی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حضوری ہے اور جو کچھ وہ سنتا ہے اور کہتا ہے وہ یاد رکھتا ہے (بلکہ) ذاکر خفیہ بے غصہ اور مطمئن اور صاحب ذوق و شوق محبت انوار الہی کے مشاہدہ کرنے والا ہے) یا مشاہدہ کرنے والا اور متکل علی اللہ اور صاحب رحم اور تارک خواہشات نفسانی اور اسرارات الہیہ کا جانے والا ثابت قدم پورا سالک ہے۔ (اور اے درویش) ذاکر خفیہ بہت ہشیار ہوتا ہے صرف مشہور افواہ نہیں ہوتا بلکہ جس پر فضل اللہ ہوتا ہے وہ ذاکر کو خفیہ جانتا ہے۔ (صوفیا نے لکھا ہے) کہ ذاکر خفیہ عارفوں کا حصہ ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: أَدْعُوكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً۔** (یعنی پاکرو اپنے رب کو عاجزی اور پوشیدگی سے) اور قوله تعالیٰ **يُسْتَحْجِرُ اللَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ**۔ (یعنی یاد کر اس اللہ کو جو جہاں کا باڈشاہ اور ہر عیب سے پاک ہے) سب سے غالب (اور) حکمت والا ہے (اور) آسمان اور زمین کی چیزیں (اس کی) تسبیح کرتی ہیں) اور قوله تعالیٰ: **فَإِذَا قَضَيْتُمُ الْصَّلَاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيلَمًا وَقُعْدًا وَعَلَى جُنُوبِكُمْ** (۱۰۲-۱۰۳) (پس اے مسلمانو!) جس وقت

(تم) نماز کو پورا کرلو تو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور پہلوؤں پر کرو) اور قَوْلُهُ تَعَالَى : وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَبُوا بِاِنْتِيَادًا اُولَئِنَّكُمْ اَصْحَابُ النَّارِ (یعنی اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری نشانیوں کو جھٹایا۔ وہ دوزخی ہیں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ . یعنی وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ اور قَوْلُهُ تَعَالَى : وَإِنْ يَكُادُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَيْزَلْقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الدَّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لِمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذُكْرٌ لِلْعَلَمِينَ۔ (۵۲-۶۱) (یعنی منکر لوگ تو اس بات میں) لگے ہیں کہ ڈگادیں (یعنی گراویں) اپنی نظروں سے جب سنتے ہیں فضیحت اور کبیثی ہیں یہ آدمی باولا ہے، یعنی مجھوں ہے اور نہیں ہے مگر وہ فضیحت عالم کے لوگوں کو) اور قَوْلُهُ تَعَالَى : يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَا يَنْهَى (یعنی مجاہدے کرتے ہیں (اور وہ لوگ) اللہ کی راہ میں اور نہیں ذرتے ہیں ملامت سے ملامت کرنے والوں کے۔ مترجم یعنی جہاد کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور کسی کے برا کہنے سے نہیں ذرتے۔

اور قَوْلُهُ تَعَالَى : يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (۵-۲۵) (یعنی اے مسلمانوں (تم) اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو (تو البتہ تم فلاحت حاصل کرو گے) اور قَوْلُهُ تَعَالَى : قَالَ كَذَلِكَ أَتَتَكَ اِنِّي شَا فَلَيْسَتِهَا وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ مُسْتَهْنَى ۝ (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی طرح آئیں گی تیرے پاس ہماری نشانیاں۔ پس بخلافے کا تو ان کو اور اسی طرح آج (قیامت و ) تو بھلا کیا جائے گا۔ حدیث اَكْفَرُ اِذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ مَجْنُونٌ (یعنی اللہ کے ذکر کی اتنی کثرت کرو کہ منافق لوگ تم کو مجھوں کہنے لگیں)۔

پس اے درویش! ذکر سری اچھی اور پاک لوگوں کا مرتبہ اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِنَّكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّالِحِينَ ۝

وَحَسْنٌ اُولَئِنَّكَ رَفِيقًا۔ (یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ جو شخص اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا۔ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی (وہ لوگ) انہیا علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک بندے ہیں۔

مترجم: یہاں انہیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگوں سے مراد ہے کہ جب بندہ خدا و رسول ﷺ کی اطاعت میں صفات بشریہ کو دور کر لے گا اور خواہش نفسانی کو دور کر کے صفت ملکیہ پیدا کر لے گا۔ پس اس بندہ کا مرتبہ مثل مراتب متذکرہ بالا کے ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھنا چاہیے کہ کثرت عبادات و اطاعت سے حضور غوث الشقین میراں شیخ سید محمد الدین جیلانی ہبہید اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا مرتبہ ہے یا مثل ان کے اور بزرگان دین ہیں گو نبی اور صدیقین کا مرتبہ خاص ہے۔ گران کے پیروں بھی مثل ان کے ہو جاتے ہیں۔

اس کے بعد باہم علیہ الرحمۃ مصنف کتاب علم فقہ کی تعریف اور فقر کو فرماتے ہیں۔ پس اے طالب صادق! تمھے کو معلوم ہو کہ علم فقہ آدمی کی جان و تن اور زبان و جسد ظاہری کو پاک و صاف بنادیتا ہے لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے حص وحدت سے نہیں جاتا۔ (مگر) فقہ جانے والا دل کی پاکیزگی سے بخیر ہے۔ اور ذکر اللہ نور معرفت کا احتفال ہے۔ اور بغیر علم فقہ کے فقیر اپنی فضیحت اور کفر و شرک کے رسوم نہیں جانتا۔ اور فرقہ اسلام کی بنیاد (یعنی قرآن، حدیث) کی تشرع ہے اور فقر بنائے اسے اسم اللہ کی شرح ہے۔ پس علم فقہ اور علم فقر چھ حروف کا مجموعہ ہے۔ پس جس کا فقہ اور فقر دونوں کامل ہیں اس کو چھ جہتیں حاصل ہیں۔ یعنی شش جہت اس کے قدموں کے نیچے ہیں۔

پس اے درویش! یہ مرتبے ذکر دوام اور فکر تمام کے ہیں۔ (پس معلوم ہو) کہ فقیری بے علم کے ناقص اور خام ہے۔ (مترجم) اس کی بابت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ بے علم نتوں خدا را شناخت

### بیت

علم را آموز اول آنچہ علیے از خدا  
علم فقه و ذکر و فکرت باز دارداز ہوا  
پس عالم باعمل اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس سے کہے کہ  
مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اطاعت و عبادت و ذکر و فکر و معرفت و سعادت کے واسطے پیدا کیا  
ہے۔ نہ کہ سونے کے واسطے اور اے نفس! تیرے سونے کی جگہ قبر ہے کہ ایک پہلو پر  
سامنہا سال تک سوتار ہے گا۔ (دنیا میں) اللہ کی عبادت کر لے۔ کیونکہ قیامت اور عرصہ  
محشر و صراط (وغیرہ وغیرہ) درپیش ہیں۔

پس اے درویش! مرد عارف و کامل کو تین دشمنوں سے خبردار رہنا چاہئے کہ نفس  
جان کا دشمن ہے اور شیطان امان کا دشمن ہے۔ اور دنیا زر کی دشمن ہے۔ (پس جو لوگ  
ان تینوں دشمنوں سے بے خبر ہیں۔ وہ سخت احتیث و نادان اور محض بے عقل اور بے وقوف  
اور مطلق جاہل ہیں۔

اور اس کے بعد حضرت مصنف بیعت کی بابت ارشاد فرماتے ہیں۔ قوْلُهُ تَعَالَى:  
إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ۔ (۱۰-۲۸) یعنی اللہ جل  
جلالہ و عم نوالہ حضور القدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا کہ کوئی  
لوگ تم سے (اے محمد ﷺ!) بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ (اس  
واسطے کہ) اللہ کا دست رحمت ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں۔ قوْلُهُ تَعَالَى: مَا نَسْخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَاتٍ  
بَعْدِ مِنْهَا أَوْ مِثْلِهَا طَالِمٌ تَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ (۱۰۴-۲) یعنی اللہ  
تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اس کو بھلا دیتے ہیں۔ اس سے بہتر  
یا اس کی مثل نازل کرتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر بات پر قادر ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ قوْلُهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً  
ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ۝ قَالَ رَبِّيْتِ لَمْ حَشَرْتَنِيْ أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ

**بَصِيرًاً۔ (۰-۱۵۵)** یعنی خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ جس نے منه پھیرا امیری یاد  
سے (یعنی روگردان ہوا) تو اس کو ملتی ہے۔ گذران تنگی کی۔ اور اٹھائیں گے ہم اس کو  
قیامت کے دن انداختا میں تو تھاد کیجھے والا۔

اس کے بعد حضرت مصنف قدس سرہ العزیز دنیا کے قیام کی بابت ارشاد فرماتے  
ہیں کہ جب تک عارف باللہ اور صاحب ولایت ولی اللہ مند ارشاد پر روتی افراد ہیں۔  
اس وقت تک دنیا قائم ہے۔ اور جس دن کہ ذکر اللہ اور نام اللہ طالبان خدا کے ظاہرو  
باطن سے اٹھ جائے گا۔ اسی روز قیامت قائم کی جائے گی۔

**مترجم۔** چونکہ نظام عالم محض صوفیہ کے وجود کے باعث قائم ہے۔ اسی  
واسطے وہ اہل خلق اللہ کی نظروں سے پوشیدہ رہتے ہیں۔ بلکہ سوانی خدا کے  
ان کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے تلقین فرمایا ہے کہ وہ  
ہدایت مراتب و تلقین و ارادت اور ارشاد و صدق و تعین سے ایک دوسرے  
سے باز رہیں۔ بلکہ ہدایت پہنچاتے رہیں۔ بعض ان میں سے افراد  
ہیں۔ اور بعض ان میں سے اوتاد ہیں۔ اور بعض ان میں سے مدار اور غوث  
ہیں۔ اور ابرار وغیرہ درجہ بدرجہ ہیں۔ جن کی تفصیل اکثر کتب تصور میں  
موجود ہے۔

زمین اور خلق اللہ و ہدایت اللہ (محض) صوفیائے کرام کی برکت سے (آجڑک)  
سلامت ہے۔ (ورنہ کب کی غارت ہو جاتی)۔

پس اے طالب صادق! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے درمیان جو جاہب اکبر  
ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ علم ظاہر کی حقیقت کو دلائل سے جانتے ہیں اور جس کو باطن والے  
نہیں جانتے اور باطن والے (یعنی صوفیائے کرام) جو باریکیاں اور زکات اور معرفت  
اللہ کی برکتوں کو جانتے ہیں۔ وہ عالم نہیں جانتے اور جو لوگ اہل اللہ ہیں۔ وہ ہر وقت  
تجھیات الہیہ میں رہتے ہیں۔ اور برابر انوار پر وردگار کو عالم خواب و مراقبہ میں مشاہدہ  
کرتے ہیں۔ بخلاف علماء کے کہ یہ دلیل میں ہیں۔ اور وہ بے دلیل جانتے ہیں پس

اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہئے کہ علماء حجابت میں ہیں۔ اور صوفیہ بے حجابت ہیں۔ ان دونوں کا حجابت خداہی اختیار ہے۔ تو ایک حالت ہو جائے۔ (ورنہ یہ حجابت قیامت تک نہ جائے گا)۔

پس لائق یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی ایک ہو۔ اس کا نام صاحب ہدایت اللہ اور ولی اللہ ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے۔ جب وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ سید ہے راستہ کی طرف۔ اور قَوْلُهُ تَعَالٰى: إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ہدایت کر ہم کو سید ہے راہ کی۔ یعنی ابتداء اور انتہا خدا کی معرفت کی (پس) فقر کا تمام اسم اللہ ذات میں ہے۔

مترجم۔ ترتیب سلوك میں بڑے بڑے صوفیا پریشان ہو کر گراہ ہو گئے ہیں۔ جس کی کتب صوفیا گواہ ہیں۔ اول تو یہ علم سینہ ہے۔ غینہ نہیں۔ اور دوسرے جو کیفیت صاحب حال پر ہوتی ہے اس کا وجود ان پچھے وہی جانتا ہے۔ جس پر ہوتی ہے۔ دراصل یہ علم صُمْبُكْمَ عُمُّمَ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ہے۔ اگر اس کی پچھے فہید ہے تو وہ صرف اس قدر ہے جیسا کہ میں نے اپنے ایک مشٹ میں اس خیال کو ظاہر کیا ہے۔ اس کا ایک شعر مثال کے طور پر نقل کرتا ہوں۔ جو یہ ہے۔

ظہیری اپنی سنتی میں شریعت ہے حقیقت ہے سمجھنا معرفت ہے جانتا اُنکی حقیقت ہے  
محمد ﷺ کا یہ رستہ ہے بقا پیچھے فنا پہلے  
دوسرے ایک اور قصیدہ کا مقطع ہے۔

ظہیری جنت و دنیا پچھی پچھی ہم سے پیدا ہے ہمارا قالب خاکی نمونہ ہے قیامت کا  
پس جو پچھے ہے وہ سمجھ سے باہر ہے نہ آنکھ اس کو دیکھ سکتی ہے نہ کان اس کو سن سکتا ہے۔

<sup>۷</sup> دو دن جان ند ہاں دل خرد راراہ کہ ذرہ رانتواں برد در خزانہ شاہ  
پس اے طالب صادق! اس راہ باطنی میں اللہ کی معرفت اور محبت نفس اور حدیث

محمدی درکار ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری عز اسمہ ہے۔ وَالرَّأْسُ حُكْمُ فِي الْعِلْمِ۔ یعنی مضبوط ہونے والے علم میں۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے۔

علم روشن راہ ہادی را بہر آدمی بے علم ہچھوں گاؤ خر  
(اس سے معلوم ہوا) کہ علم عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور عبادات ذکر اور معرفت کی طرف کھینچتی ہے۔ اور تصدیق القلب یعنی چھائی کی طرف لیجاتا ہے۔ اور باطل سے بیزاری دیتا ہے۔ چونکہ آیہ وَمَا خَلَقْنَا الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُنَا ۝۵۱-۵۶ کی جگہ لِيَعْرُفُونَ کہتے ہیں۔ یعنی ہم نے جن اور انس کو اس غرض سے پیدا کیا ہے کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ یعنی ہماری پیدائش بندگی کے واسطے ہے۔ اگر بندگی نہ ہو تو ہم کو شرمندگی ہے۔ اور اگر علم ہمارا ساتھ معرفت کے ہے تو ہم عالم باعلیٰ ہیں۔ ہم کو بندگی اور عبادات سے بھی لذت حاصل ہے اور حلاوت کی بھی چاشنی ہے اور اگر کوئی علم سے چوں و چرا کرے۔ وہ مغرو و متكبر ہے۔ اور مقام آنَا خَيْرٌ فَتُّهُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں، اس میں داخل ہے کہ جو غرور اور خواہشوں میں متكبر ہو۔ اور دنیا نے دنی کے مرتبہ و عزت کو عزت جانتا ہو۔

پس اے طالب صادق! جانتا چاہئے کہ علمائے صاحب حال باطن میں معرفت الہی کا قرب و وصال کے ساتھ اعتبار نہیں کرتے۔ اور ذاکر فقیر کا دل جب کہ اللہ کے ذکر کے باعث اللہ کے نام پر بولنے لگتا ہے۔ تو زبان گوینائی کی قال سے مطلق مردہ ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسانَةٍ یعنی جس کسی نے اپنے رب کی معرفت حاصل کی۔ پس تحقیق اس کی زبان گوئی ہو گئی۔

پس اے طالب صادق! جانتا چاہئے کہ علمائے صاحب مقام زبان ہے یعنی اقرار کرنا۔ اور طریقت کا مقام دل ہے یعنی جنبش قلب سے دل اسم اللہ کے ساتھ زندہ ہو۔ اسم اللہ کی تاثیر سے اور نفس مطلق مردہ ہو یعنی نفس میں حرص و حسد اور کبر و طمع اور ہوا و ہوس ذاکر قلبی کے وجود میں نہ رہے اور چون مطلق سے باہر آئے۔ یعنی جو پچھے چون و چڑا سے علیحدہ ہوا اس کے دل پر خطرات نہیں آتے اور ذاکر قلبی جب کہ ان مرتبوں پر

پہنچتا ہے (اس وقت) صفائی قلب دوام سے ذا کر قلبی کو باطن میں انبیاء اور اولیاء کی محفل اقدس نصیب ہوتی ہے۔

پس اے درویش! جب کہ ذا کر قلبی کو دوام انبیاء و اولیاء کی مجلس ہوتی ہے۔ تو وہ ان کے فیضان صحبت کی برکت اور اسم اللہ کی تائیر سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ آفتاب۔

دوسرے اسرار الہی کا مشاہدہ اس کو ہمیشہ میسر ہوتا ہے۔ کیونکہ ذا کر قلب کو شاہد جمال مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ اور اے درویش صادق! جو شخص اسم اور رسم کے مطابق پارہ گوشت یعنی دل کو ترکت دے وہ ذا کر قلب نہیں ہے۔ اور جو کام و زبان کے ساتھ تعلق رکھ کر پڑھتے ہیں۔ ان کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اور یہ فقیروں اور درویشوں کے مرتبوں سے بہت دور ہے۔ اور معرفت الہی کے وصال سے محروم ہے۔

پس اے درویش! ذا کر قلبی صاحب نظر ہے۔ اگر کافروں کی مجلس میں بیٹھنے ذکر قلب اسم اللہ کی توجہ سے تمام کفار کی طرف نظر کرے۔ پس صاحب قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنیش میں ہو۔ اور تصدیق القلب حاصل ہووے۔ اور ذکر اللہ کے غلبوں سے تصدیق القلب زبان سے اقرار لاؤ اللہ إلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کا کہنا ہے اور اس طرح مسلمان حقیقی اور عارف باللہ کی تحقیق بے جواب ہو۔

پس اے طالب صادق! ذا کر قلب دنیا اور اہل دنیا کو ترک کرے۔ اور خلق سے جدائی اختیار کرے۔ اور ہمیشہ اشتغال اللہ میں غرق ہو۔ اور ذا کر قلبی اگرچہ ظاہری میں مطالعہ علم میں مسرور ہوتا ہے۔ لیکن باطن میں مجلس محمدی ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جو کوئی ذا کر قلبی ایسے مرتبے نہ رکھتا ہو۔ اور آدمیوں میں وہ (اپنے) آپ کو ذکر کرے۔ اور مخلوق ان کو ذکر کرے یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔ اور ذکر سے بے خبر ہیں۔

(اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ ذکر اللہ خدا کی بخشش ہے۔ مگر طالب دنیا اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ذا کر قلبی کے لئے گوممات اور حیات ایک ہے۔ جب کہ ذا کر قلبی کا قلب اسم اللہ سے زندہ ہو۔ اور یا اللہ کہے۔ اس کے

بعد ذا کر قلبی کا قلب اور ذا کر قلب آواز بلند کے ساتھ یا اللہ، یا اللہ کہہ کر سوزش قلب پیدا ہووے۔ اور قلب ذکر اللہ کے ساتھ ایسا نغمہ مارے کہ غزال حیرت میں آئے۔ اور جنازہ والے خوف کریں (کہ قیامت آئی) اور ذا کر قلبی کو جب قبر میں اتاریں۔ اس وقت قلب میں شورش ہو۔ اور آواز بلند اور جہر کے ساتھ یا اللہ، یا اللہ، یا اللہ کہنے لگے۔ پس ایسے ذا کر کو ذا کر کہتے ہیں۔ اور جو ذا کر کہ ذکر میں زندہ قلب نہ ہو۔ اور قبر میں ذکر زیادہ نہ کرے اس کو ذا کر قلبی اور ذا کر قلبی نہیں کہہ سکتے۔ اور ایسے ذا کر کے ذکر کو رسم رسم اور بے اعتبار کہتے ہیں۔ اور ذا کر بے اعتبار مرشد بے وصال اور معرفت سے ناواقف ہے اور طالب اس کا خام خیال، ذکر اللہ کے ساتھ معرفت الہی سے مستفید نہیں ہو سکتا ہے۔

ایسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد ناقص کا رہنمایا پکڑنا باعث نقصان ہے جو کہ طالب اللہ کو معرفت الہی کی طرف بتا میت نہ پہنچاوے (اور جس انسان سے ایسا نہ ہو سکے اس کو مرشد نہ بناوے) بلکہ ایسا آدمی شیطان ہے۔ چونکہ مرشد کامل مقام صبر اور معرفت الہی سے ایک آن میں مرید کو ایک نظر کیمیا اثر سے اکسیر بنا دیتا ہے۔ اور یہ شاذ ہے: چونکہ ذا کر کا ہونا آسان کام نہیں ہے۔

ایسے طالب صادق! ذا کر کے مرتبوں پر پہنچا بہت مشکل کام ہے۔ چونکہ ذکر خاص الخاص (یعنی پاس انفاس) ہمیشہ ذا کر پر غالب رہتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ ایک دریا ہے جوش و روز بڑا ہے۔ اس کو کسی وقت قرار نہیں ہے۔ ایسے ہی ذا کر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کے وجود میں ذکر اللہ کی روائی ہے۔ اور ذکر اللہ کی ہستی نفس بود سے نابود کرتی ہے۔

## اسلام کے طریقے

پس اے طالب صادق! جزاک اللہ خیرًا، تمہ کو معلوم ہو۔ کہ مسلمان ہونے کے واسطے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کئے ہیں۔ ان میں ایک ظاہر اور ایک باطن اور ان میں پانچ پانچ سبب ہیں۔ ان پانچ میں ظاہر کے یہیں یعنی اول گلہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا

اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنائے باطن تصدیق القلب اور دوسرے بنائے ظاہر حج و قنی نماز اور بنائے باطن نماز دا کی تیسرے بنائے ظاہر روزہ ماہ رمضان، اور بنائے باطن خدے تعالیٰ کی رضا مندی یعنی ہر بلا پر صابر ہونا۔ چوتھے بنائے ظاہر زوہا مال اور بنائے باطن زکوٰۃ جان یعنی قرب وصال کے ساتھ پانچویں بنائے ظاہر حج با ثواب اور بنائے باطن حاجی بے جاب۔

پونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی الحرم ہے۔ اور حاجی باطن حاجی الکرم ہے۔ پونکہ حاجی ظاہر متوجہ عرصات کی طرف ہے۔ اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ ہے۔ یعنی ذات خدا میں مستقر ہتا ہے۔

عafa کہتے ہیں کہ ظاہر کعبہ سے مراد کعبہ ابراہیم علیہ السلام ہے۔ جس کی تعمیر آب و گل سے ہوئی ہے اور کعبہ باطن سے مراد جان و دل سے ہے۔ جس کی تشبیہ عرشِ اعظم سے ہے کیا خوب کسی نے کہا ہے۔

### بیت

دل بدست آور کہ حج اکبر است  
از ہزار اس کعبہ یک دل بہتر است  
پس اے طالب صادق! یہ ایک اسم اللہ کے تصور کی برکت ہے۔ پس  
اور دل ان کے مثل پتھر کے سخت ہیں۔ اور حاجیان باطن کا لباس قلب سلیم اور نفس کے ساتھ چہار ہے۔

اب مسلمانوں کے واسطے بنائے اسلام ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے برابر ہیں۔ اور جب تک حاجی کا ظاہر و باطن ایک نہ ہوگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر قدم نہ رکھے گا۔ ہرگز نفاق کی بلا سے نہ نکل سکے گا۔ پس جو شخص نفاق سے علیحدہ نہ ہوگا۔ وہ شخص مسلمان اور حاجی ذا کرکیونکر ہو سکتا ہے۔

(اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) کہ صاحب معرفت پر بھی ذکر حرام ہے۔ کیونکہ معرفت والا معرفت کے ذکر و فکر سے ہرگز خبردار نہیں ہوتا۔ بلکہ

مقام فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ جیسا کہ اذَا تَمَّ الْفَقْرَاءَ فَهُوَ اللَّهُ ہے۔ یعنی جب فقر تمام ہوا۔ تو پھر اللہ ہی اللہ ہے۔  
شعر

ہر کہ انجا میر سد عارف تمام  
ذکر فکر او گشت فارغ فقر نام

پس اے طالب صادق! عارف باللہ اور نقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت ولی کامل سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی اول تصور دوم تشكیل سوم مراقبہ، چہارم توجہ، پنجم و ہم ششم خیال، ہفتہ عقل، ان کی مثال اسپ ہے کہ جو دربار میں پہنچا دے یعنی اندر اس کو حضوری حاصل اور اپنا گھوڑا دروازہ پر باندھ کر بارگاہ معلیٰ میں داخل ہو۔ اور اس کو اس وقت حکم ہو کہ جا چند روز دنیا کا تماشا دیکھ۔ پس وہ شخص اسی اسپ پر سوار ہو کر مقام نمائیت میں مجتہ اربعہ عناصر کا پہنچے۔

پس اے درویش! جس کسی کے یہ سات چیزیں تابع ہیں اس کے تمام عالم بلکہ ہفت اقلم اور جو کچھ ربیع مسکون میں ہے۔ سب اس کے حکم میں ہے کیونکہ ان سات چیزوں سے اولیاء اللہ کو ہفت جسم سے سات جسم نور کے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک جسم کو حرکت دی جائے تو ستر ہزار بلکہ بے شمار جسم نور پیدا ہوں۔ جو آسمان و زمین میں نہ سائیں۔ (اے طالب صادق!) یہ ایک اسم اللہ کے تصور کی برکت ہے۔ پس جو لوگ کاملین ہیں وہ اس فکر کو لا یحتاج کہتے ہیں۔ یعنی جس کو احتیاج کی ضرورت نہیں ہے۔

### مرشد کی تعریف

اے درویش! تجھ کو معلوم ہو کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر و درود و وظائف کی کرتا ہے۔ مثل نماز، نوافل، اور روزہ نوافل اور محنت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہر گز لائق ہونے کے نہیں۔ کیونکہ سالہا سال آدمی اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ اور عبادت ظاہری سے وجود باطن کا ان کو سیر نصیب نہیں ہوتا۔ چونکہ

ظہیری اپنی ہستی خود شریعت ہے طریقت ہے  
سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے  
محمد ﷺ کا یہ رستہ ہے بقا چیچے فنا پہلے

### مراقبہ کی تعریف

اور بلکہ انجام ناقص اور طالب ناقص کی انتہا مقام کشف القلوب یا کشف القبور ہے۔ اور مرشد کامل جو صاحب راز حقیقت ہے۔ اس کی ایک نظر کیمیا اثر سے آن واحد میں سب کچھ ہو سکتا ہے کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ اسی واسطے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کی ابتداء اور انتہا ایک ہے۔ اس وجہ سے کہ صاحب غرق دریائے وحدت کا منتهائی مراقبہ کو جس اسم اللہ کے ساتھ ہے خاص الخاص طریقہ ہے۔ بیشک وہ حقیقت محمد ﷺ پر پہنچتا ہے۔ اور مقام قرب کی اس کو معراج میسر ہوتی ہے چونکہ جب منتنی اپنی جان سے بینود ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت فقط ذات رہ جاتا ہے۔ اہل دنیا اس کو مردہ کہتے ہیں اور وہ مردان خدا ہیں کہ جو ایک دم ستر ہزار برس کی راہ کو اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ اور اسم اللہ اور حی اور قیوم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ اس مراقبہ کا نام مراقبہ ذات ہے اور جو بعض نافہم لوگ مراقبہ کرتے ہیں اور اس کی حقیقت سے آشنا نہیں وہ ہرگز مراقبہ کرنا نہیں جانتے کہ جو مش تکفرگر بے کی فکر میں بیٹلا ہوتے ہیں، وہ ہرگز مراقبہ کرنا نہیں جانتے۔ کہ جو مثل موش کے وجود یعنی اس کے گھر میں داخل ہو۔ اور پھر گھر سے باہر آئے۔ یعنی بہ سب خطرات دنیا کے تباہ ہو اور اہل مراقبہ خام کو معلوم ہوا کہ دل تیرا سیاہ ہے۔ اور مرشد تبر ناقص ہے۔ چونکہ مردوں کی نظر ہر وقت اللہ پر ہے۔ اور نامرد کی نظر دنیا کی عزت پر ہے۔

مترجم اس کی لذت تو کچھ نقیر مترجم کے دل سے پوچھنا چاہئے کہ جس کو چالیس برس کی تلاش میں اس کو ہونے کا یقین ملا ہے۔ اور اسی یقین پر اس نے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا ہے۔ اور جو اس کی تلاش میں لذت ملی

ہے۔ اس کو کچھ اس کا ہی دل جانتا ہے کہ جو نہ لائق تحریر ہے۔ اور نہ لائق تقریر ہے بلکہ گونگے کا گزاری کو کہتے ہیں۔ پیش رو اپنے کلام میں بھی کہیں کہیں اشارتا کہہ دیتا ہے۔ چنانچہ ایک غزل کا اس کے مطلع ہے۔

سے سائے ذکر تیرا دل میں دعوت ہوتا اسی ہو  
کل جائے خودی تجھ آکے وقت ہو تو اسی ہو

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ تصور اسم اللہ عارفان حق الیقین کے نصیب ہے یہ نعمت عظیٰ اور سعادت کبریٰ ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خاص حصہ اولیاء اللہ کا ہے کہ جوان میں عالم ازل سے دلیعت ہے۔ اور تصور اسم اللہ بغیر مرشد کامل کے تاثیر نہیں کرتا۔ بلکہ قائم نہیں ہوتا ہے۔ جب تک مرشد کامل اس کو قائم نہ کر دے۔ اس کے واسطے مرشد کامل کی خاص اجازت درکار ہے۔

مترجم۔ حضرت غوث پاک مجی الدین جیلانی جیلیتو کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک عرصہ تک آپ اس امر کی کوشش میں رہے کہ تصور اسم اللہ قائم ہو۔ جب حضرت خضر علیہ السلام کی ہدایت ہوئی۔ تو آپ کو یہ تصور قائم ہوا۔ اس کا تذکرہ ہم نے ”شرح فتوح الغیب“ کے ترجمہ کے اوقل میں مفصل لکھا ہے۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔

پس اے طالب صادق! اس واسطے معلوم ہوا کہ جو لوگ بغیر وسیلہ مرشد کامل کے جو شغل واذکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور منزل مقصود تک نہیں بیٹھتے۔ اس واسطے ہر حالت میں مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ بغیر اجازت مرشد کامل کوئی امر نہ کرنا چاہئے۔ ورنہ مفت میں عرضائی کرنا ہے۔

چونکہ طالبان کامل مرشد ہیں نور اللہ، صاحب نور جلوہ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ جو ریاضت اور خلوت میں رہیں۔ بلکہ وہ ہمیشہ اور ہر وقت جمال الا زوال سے متصف اور مشغول رہتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ صاحب خلوت کو بسب خطرات کے ہمیشہ نقصان رہتا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ جل وعلا شانہ ارشاد فرماتا ہے:

قال الله تعالى: وَقَالَ الَّذِي أَمَنَ يَقُولُمْ أَتَيْعُونَ أَهْدِكُمْ سَبِيلَ الرَّشادِ ۝ يَنْقُومُ إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْفَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا ۝ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيَقُولُمْ مَا لِي أَذْعُوْكُمْ إِلَى النَّجَاهَ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُونَنِي لَا كُفَّرَ بِاللهِ وَأَشْرُكَ بِهِ مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَذْعُوْكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْفَقَارِ ۝ لَا جَرَمَ إِنَّمَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَإِنَّ مَرَدَنَا إِلَى اللَّهِ وَإِنَّ الْمُنْسِرِينَ هُمُ اصْحَابُ النَّارِ ۝ فَسَتَدْكُرُونَ مَا أَفُولُ لَكُمْ طَوْافِيْضُ أَمْرِيَ إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصِيرٌ ۝ بِالْعِبَادِ ۝ (۳۸-۴۰)

سوچتا ہوں اپنا کام اللہ تعالیٰ کو۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں سب بندے۔

## تعريف کتاب

(اس کے بعد حضرت مصنف اپنی کتاب بحکم الفرقہ کی بابت فرماتے ہیں۔) کہ میری یہ کتاب اسم اللہ کی تاثیر سے تمام پر ہے۔ اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے موافق ہے۔ جو شخص اس کو پڑھے گا۔ اور اس پر عمل کرے گا۔ وہ عارف باللہ۔ اور جو کوئی اس کے معنی سمجھے گا۔ وہ روش نصیر ہو جائے گا۔

پس اے طالب صادق! روش نصیر سے ہماری یہ مراد ہے کہ جو لوگ علم معرفت میں کامل اور کامل ہیں۔ اور وہ معرفت اور حقیقت کے بھیروں سے آشنا ہوتے ہیں۔ کیونکہ حقیقوں کے ہر ایک دقیقہ اور محققوں کی تحقیق سے آگاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ نسخہ یعنی میری کتاب مشکل پسند آیات قرآنی اور ناسخ آیتوں کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ جس میں رمز و کناہ اور اشارات کا شکار اور عبادت اور عبادت بہ محابات مرقوم ہے۔ میرے نزدیک طالب صادق کو ہدایت کے واسطے ایک یہی کتاب کافی و دافی ہے۔

چونکہ یہ امر مانا ہوا ہے کہ تمام عالم کا رہنماؤ اے قرآن و حدیث کے اور کوئی عالم میں نہیں ہے۔ جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور تمام صاحب تقوی اور صاحب فتویٰ اور تمام عارفوں اور عاشقوں اور واصلین ایلی اللہ اور کاملین لی مع اللہ کا مرشد کامل اور کامل قرآن و حدیث ہے۔ اسی کے سب سے لوگوں کو درجات علیہ نصیب ہوتے ہیں۔ اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔

پس یہی قرآن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کو حرص و ہموں سے باز رکھتا ہے۔ اور مراتب فنا فی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرفاً ایک گوہر ہے بہا اور عالم کی ہدایت کا گواہ ہے۔ جس کے پڑھنے اور سننہیں مشاہدہ انوار الہی اور مقربان بارگاہ یعنی فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے خود ارشاد باری عزاء سے ہوتا ہے۔

(تو سمجھ لو) ان کا جھگڑا چک گیا۔ ان کے رب کے بیہاں اور ان پر غصہ ہے (اللہ کا) اور ان پر سخت مار ہے۔ خدا کی

**دَاهِيَّةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ  
غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ۔**  
(۱۶-۳۲)

اور ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی واسطے اللہ تعالیٰ کے حمد ہے جو پانے والا ہے آسمانوں کا اور پانے والا زمینوں کا۔ اور پانے والا عالم کے لوگوں کا ہے۔ اور اسی کی بادشاہت آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

یعنی جس دن ہم کہیں گے دوزخ کو تو بھر چکی اور وہ بولے کچھ اور بھی ہے۔ اور نزدیک لائی گئی بہشت ڈر والوں کے واسطے دو رہیں۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ  
السَّمَاوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي  
السَّمَاوَاتِ الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ  
الْحَكِيمُ**  
(۲۴۳۶-۵۵)

اور ارشاد ہوتا ہے۔

**يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَاتٍ  
وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَرِيْدٍ ۝ وَأَرْلَفَتِ  
الْجَنَّةُ لِلْمُنْقَيْنَ غَيْرُ يَعْبُدُهُمْ**  
(۳۲۳۱-۵۰)

اور ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایمان لائے اس پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا اور وہ حق ہے ان کے رب کی طرف سے

**قَوْلُهُ تَعَالَى . وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا  
الصِّلَاةَ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى  
مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ**  
(۲-۳۲)

اس کے بعد مصنف علیہ الرحمۃ مسئلہ روح اور نفس کی بابت فرماتے ہیں۔

### مسئلہ روح اور نفس عقل اور علم میں

پس اے درویش! تجوہ کو معلوم ہو کہ آدمی کے وجود میں پندرہ چیزیں ہیں۔ اور دو روح ہیں۔ ان میں ایک روح جمادی اور دوسری روح نباتی۔ ان میں ایک روح سیر

قَوْلُهُ تَعَالَى: ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِمَنْ  
آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۝ وَلَا يَلْقَهُ أَلَا  
الصَّيْرُونَ ۝ (۸۰-۸۸)

یعنی اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے۔ ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات انہیں کے دل پڑتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

اور ارشاد ہوتا ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: لَا تَفْرَحْ بِإِنَّ اللَّهَ لَا  
يُحِبُّ الْفَرِحِينَ**  
(۷۶-۷۸)

یعنی خدا وند عالم اپنے بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ یعنی مت اتراؤ تحقیق اللہ تعالیٰ کو لاتانے والے نہیں بھاتے ہیں۔

اور ارشاد باری ہوتا ہے۔

**وَاتَّبِعُنَّهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةٌ ۝  
وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ**  
(۳۲-۳۴)

اور یتھیچ کی ان کے اس دنیا میں پھٹکار اور قیامت کے دن ان پر رہا ہے۔

یعنی تو نے جو اتاری میری طرف اچھی چیز میں اس کا محتاج ہوں

یعنی سلامت رہو ہم نہیں چاہتے بے سمجھوں کو

یعنی تحقیق تو نہیں ہدایت کرے گا۔ اس کو کہ دوست رکھتا ہے مگر اللہ اور ہدایت کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے۔ اور وہی زیادہ جانے والا ہے۔ اور ان کا جو ہدایت کے لائق ہے۔

ارشاد ہوتا ہے  
**قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّمَا يُحَاجِجُونَ فِي اللَّهِ مِنْ  
بَاتِ مَا اسْتَحْيِيَ لَهُ حُجَّتُهُمْ**

یعنی جو لوگ جھگڑا ذالتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی باتیں جب کہ خلق اس کو مان چکی ہے

کرنے والی ہے۔ اور دوسری روح مقامی ہے۔ اور چار نفس ہیں:  
 (۱) نفس امارہ (۲) نفس ملہبہ (۳) نفس مطمئنہ (۴) نفس لومہ ہے۔  
 اور ایک دل ہے۔ اور حب دنیا کو آتش حرص کہتے ہیں۔ اور دو عقلیں ہیں ایک کا  
 نام عقل کل ہے۔ دوسری کا نام عقل جزو ہے۔ عقل جزو شیطان ہے۔ جس کا نفسانیت  
 اور ہوا و ہوس کے ساتھ، ساتھ ہے۔

پس اے درویش جانتا چاہئے کہ علم کے ذریعے سے تحقیق کرنا چاہئے اور علم کو اپنے  
 ہمراہ رفتہ بنانا چاہئے۔

علم کی بھی دو قسمیں ہیں: ایک کا تعلق علم ظاہر سے ہے دوسری کا تعلق باطن سے  
 ہے۔ چونکہ علم ظاہری نفس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور نفس کی عقل جزو ہے۔ اور علم باطن  
 کا تعلق عارف باللہ روح کے ساتھ ہے اور ارواح کا تعلق عقل کلی سے ہے۔

پس اے طالب صادق! عالم روحانی کے رو برودم نہیں مارتا۔ کیونکہ وہ نفسانی قیود  
 میں مقید ہے قید روحانی کے ہے۔

اب یہ سمجھنا چاہئے کہ عالم نفسانی کیا ہے اور عالم روحانی کس کو کہتے ہیں پس واضح  
 ہو کہ عالم نفسانی وہ ہے کہ جس کی صحبت اہل نفس مردہ یعنی دل ناسوتی کے ساتھ ہو کہ جو  
 عقل اللہ اور ذکر اللہ سے غافل ہوا اور عرفان حق سے جدا اور صفائی باطن سے بے خبر ہو۔  
 عالم روحانی وہ ہے کہ ہمیشہ انبیاء اور اولیاء کی مجلس اقدس اس کو میسر ہو۔ اور وہ  
 عارف باللہ ہوا اور مجلس باطن کی ہر ایک صحیح خبر دیتا ہو۔ اور اس کا دل ہمیشہ ذکر لا إِلَهَ إِلَّا  
 اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَتْبَتْ میں مشغول ہو۔

لیکن فقیر عارف وہ ہے کہ جو ظاہر و باطن کا عالم ہو۔ کیونکہ دونوں علم سالک کے  
 مثل بال و پر کے ہیں اور جو کہ ان دونوں علموں سے بے خبر ہے وہ معرفت حق سے بے  
 خبر ہے۔

### طلب خدا کا طریقہ

پس اے درویش طالب! اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ آدمی ایک دم میں کیونکر را

مولے اور مولی کی طلب کر سکتا ہے۔ اور عارف باللہ ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ  
 اول خدا کا کرم اور دوسرے مرشد کی عطا اور باطن کی صفائی ہے۔ اور مرشد کامل اس کو  
 کہتے ہیں کہ جو تصور اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں بھر دےتا کہ عارف باللہ ہو اور دل کو  
 درست اور چشم باطن کو سرکی چشم ظاہر سے کھولے۔ یہاں تک کہ چاروں آنکھیں یک نظر  
 ہو جائیں۔ اور یہ امر توجہ باطنی مرشد کے نہیں میسر ہوتا۔ چونکہ مقام دل عالم وجودی ہے  
 کہ اس کو عین العیانی کہتے ہیں۔

پس اے طالب صادق! اس مقام میں علم ظاہری اور باطنی میں جو کچھ علموں سے  
 ہیں۔ سب روشن اور معلوم ہوں۔ دوسرے میتہ القلب میں مقام دل وجودی ایں  
 العیانی مثل آفتاب عالم کے روشن ہو۔ اور دماغ میں وہ روشنی پیدا کرے چونکہ بعض  
 کاملین سے ہے کہ سر بھائی دماغ میں ہے کہ اس مقام کو بہت الروحانی کہتے ہیں۔ اور  
 جو کوئی اس اسرار پر پہنچو وہ اسرار، خدا کا اسرار ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچا وہ  
 ہمیشہ دریائے رحمت یعنی نور اللہ و غرق مع اللہ میں رہتا ہے۔ اور مشاہدہ پروردگار عالم،  
 ایک لمحہ اور ایک لمحہ اس کے دل سے فوت نہیں ہوتا۔ اور بیہوٹی سے مدھوٹی میں نہیں  
 آتا ہے۔

بعض صوفیا نے لکھا ہے کہ اس مقام وجود میں ایک بادشاہ ہے۔ اور دل اس کا وزیر  
 ہے۔ اور عقل اس کی مصاہب ہے۔ اور نفس مطمئنہ اس کا رفتہ اور حب دنیا کی جڑ۔  
 شوق کے ساتھ دل سے قطع کی ہوئی۔ اور حرص و ہوا کبر و نفسانیت اس سے جدا اور  
 شیطان اس سے گریز پاتا ہے۔

یہ مقام عارفوں کا ہے کہ معبدوں کے ساتھ ہمیشہ استفراق رکھتے ہیں۔ بلکہ اس مقام  
 میں توجہ اور تفکر اور دلیل اور عقل اور وہم اور خیال اور مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب جباب  
 اکبر ہیں۔ اس واسطے کہ عارف باللہ و حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وحدت کے ساتھ  
 غرق ہو، اور شوق کے ساتھ مسروہ ہو۔ اور یا مجلس محمدی لئے میں حاضر ہو۔ پس جو کوئی  
 ان دونوں حالتوں سے تصور اور تفکر کی جانب آئے یا دیوانہ و مجعون ہو یا استدراج میں

پڑ جائے یا رجوعاتِ خلق کے مراتب میں رہے۔ اسی واسطے کہا ہے۔  
 مَنْ أَرَادَ عِبَادَةً بَعْدَ حَصْوُلٍ      یعنی وہ شخص جو ارادہ کرے عبادت کا وصول  
 الْوَصْوُلِ فَقَدْ كَفَرَ وَأَشْرَكَ بِاللَّهِ      کے حاصل ہونے کے بعد پس تحقیق اس  
 تَعَالَى      نے کفر کیا۔ اور شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
 يَعْنِي جس کسی کو مجلسِ محمدی ﷺ میں حضوری تمام ہو اس عبادت نوافل کب ساد  
 سے۔ اس واسطے کہ وہ فرض ہے یعنی توحید میں غرق ہونا۔ اور مجلسِ محمدی سنت ہے۔ پس  
 جو شخص کہ فرض و سنت سے فارغ نہ ہو۔ اس کو عبادت نوافل کی حاجت نہیں ہے۔ یعنی  
 اللہ بس باقی ہوں۔

پس اے طالب صادق! جو کوئی تصویر اسم اللہ کو نظر میں رکھے اس پر ہمیشہ اللہ کی  
 رحمت ہوگی۔ گو تصورو والا اگرچہ ظاہراً فتن و فجور میں بہتا ہو۔ لیکن برکت اسم اللہ سے  
 آخر کو اس کا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو۔ اور مرنے کے وقت تائب ہو۔  
 قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَابِينَ وَيَعْجِبُ الْمُتَطَهِّرِينَ (۲۲۲-۲) یعنی تحقیق  
 اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے تو بہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی رکھنے والوں کو۔  
 پس اے درویش! جو صاحب ہمیشہ اسم اللہ کا تصور رکھے۔ اس کا خاتمہ بخیر ہو۔  
 پس واضح ہو کہ طالب صادق کو تصویر اسم اللہ کا مقامِ ملنگی عارف باللہ کا ہے کہ نفس  
 اس کا بینا اور دل اس کا بینا اور روح اس کی دیدار مولیٰ کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کو  
 آواز سرود وغیرہ کی پسند نہ آئے بلکہ ہر وقت دریائے وحدت میں مستقر رہے۔ یہ ظاہر  
 ہے کہ بینا کو کوئی آواز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس آواز سے اس کی روح کو تکلیف  
 ہوتی ہے۔ صوفیا کہتے ہیں۔ زندگی کا سرور نفس ہے۔ اور ما سوائے اللہ ہوں ہے۔

خشمش و شہوت بزری پانے تو دارو  
 تا شوی از حیات بر خور دارو

پس اے طالب صادق! جب کہ علام کی تاثیر سے فارغ ہوتے ہیں۔ اس وقت  
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فیضِ محبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اس وقت آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تھوڑا علم مبارک ہو۔

پس اے درویش! علم سے تو کیا چاہتا ہے۔ آیا قضا کا مرتبہ چاہتا ہے یا کوئی  
 معرفت اور رضاۓ الہی کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جو درجات چاہتا ہے۔ وَهُدَى لِلْمُتَّقِينَ  
 الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ہے یعنی کتاب ہدایت ہے پہیز گاروں کو اور ان لوگوں کو جو  
 ایمان غائب پر لائے ہیں۔ یعنی جس سے انبیاء اور اولیاء نے ہدایت پا کر معرفت حق اور  
 فنا فی اللہ کی تلقین کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چونکہ کلام اللہ کا علم روز ازل سے ہے۔ قَوْلُهُ  
 تَعَالَى: إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَخْبَثَ وَلِكُنَّ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ۔ (۵۶-۵۸) یعنی  
 اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، تم ہدایت نہیں کر سکتے ہو اس کو کہ دوست رکھتے ہو۔ مگر اللہ  
 ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اسی واسطے انبیاء اور اولیاء اور مومن اور مسلم تقویٰ کی ہدایت روز ازل سے پاچے  
 ہیں۔ اور يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ پر ایمان لاچے ہیں۔ اور اپنے قلب سے تصدیقِ القلب  
 رکھتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ صاحبِ یقین ہیں۔ اور مقامِ یقین میں مقامِ ملنگی رکھتے  
 ہیں۔

اور قَوْلُهُ تَعَالَى: وَغُبْذُ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔ یعنی عبادت کر اپنے رب  
 کی یہاں تک کہ آئے تھوڑے یقین۔

مادرزاد اولیاء اللہ کو مطلق یقین ہوتا ہے۔ اور یقین پورا معرفت اور ہدایت اور  
 عبادت کا اخیر دم تک ہے۔ بلکہ جان کے لبوں پر پہنچنے تک ہے۔ اور قبر میں حشر و نشر میں  
 ساتھ ہے۔

اس کے بعد حضرت مصنف یقین کی تعریف فرماتے ہیں

### یقین کی تعریف

پس اے طالب صادق! اصل یقین بننے ہے اور بنن کا مقام عین العیان ہے۔  
 پس جس جگہ عیان ہے وہاں پر ذات بے حجاب ہے۔ جس کے بیان کی حاجت نہیں  
 ہے۔ چونکہ بعض اولیاء اللہ مادرزادوں ہوتے ہیں۔ ان کو تلمیذ الرحمٰن کہتے ہیں۔

ایے لوگوں کو مرشد کی حاجت نہیں ہے کہ ان کو تعلیم خدا اور رسول ﷺ سے ہوتی ہے۔ ہاں ملاقات یا صحبت ان کو اولیائے عصر سے ضرور ہوتی ہے کہ جو تحقیقات علم کے واسطے ہے۔ اور یقین اور تعلیم ان کو عالم ازل سے ہو چکتی ہے۔ اور وہ ولی اللہ اور عارف ہدایت کے لائق ہے کہ جواز راہ تصورِ اسمُ اللہ اور تصورِ اسمِ مُحَمَّدٰ دریافتے وحدت میں غرق ہوتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری حاصل کر کے تعلیم اور تلقین کرتے ہیں۔ اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراتب پاتے ہیں۔ اور جو مرشد کی اس قسم کی تحقیق نہیں کرتے ان کو مرید کہنا چاہئے۔

پس اے طالب صادق! مرشد لائق وہ ہے کہ طالب کو طلب کے موافق دے۔ اگر اس کے مقاصد نہ پورے کر سکے۔ وہ مرشد نہیں ہے۔ بلکہ وہ کسی دوسرے مرشد کی تلاش کرے۔ ورنہ ہمیشہ تلاص رہے گا۔ چونکہ مرشد تلاص بہت ہیں۔ ان سے تعلیم لینا ناجائز ہے۔ بلکہ مطلق حرام ہے۔ اور مرشد کامل بھی بہت ہیں کہ جو دریائے معرفت کے تیراک ہیں۔ ان کی تعلیم فرض ہے۔

پس اے طالب صادق! طالب کو دانش علم کے ساتھ نظر رکھنا چاہئے کہ جو تلاص اور کامل کی پیچاگی کر سکے۔ کیونکہ جو مرشد ظاہر ہیں۔ اکثر نام اور نیکی کے ساتھ مشہور ہیں۔ اور وہ باطن میں دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہیں۔ اور ظاہر ذکر یا اللہ یا اللہ یا اللہ یعنی جہر کے ساتھ زبان پر جاری رکھتے ہیں۔ اور باطن کے تصور سے دل میں نفاق رکھتے ہیں۔ ان کے واسطے کیا خوب کہا ہے۔

بر زبان شیع در دل گاؤ خ  
ایں چنیں شیع کے وارد اڑ

چونکہ مرشد ہونا بڑا مشکل کام ہے۔ مرشد کی مثال مثل عطار کے ہے۔ نہ کہ جلاوہ کی کہ جو دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہو۔ بلکہ مرشد وہ ہے کہ طالب کو بغیر ریاضت کے ایک نظر میں شاہراہ معرفت کی دکھادے۔ کیا خوب کسی نے ہندی میں کہا ہے۔

مرشد ایسا چاہئے جیسے دھوپی دھوئے  
دیدے صابن گیان کا اور گل مل ڈالے دھوئے  
بلکہ مرشد کی مثال شہباز کی ہے کہ جولا مکان قدس پر ایک دم میں پرواز کر سکے۔  
یہ مرشد نہیں ہے کہ جس کی نظر مثل غلوی از کے ہمیشہ مردار پر ہو۔ اور طالب وہی ہے کہ جو دیدار پر درگار کے لائق ہو۔ اور دنیا اور الہ دنیا سے ہمیشہ بیزار ہو۔ بلکہ جس کے پھر پر باعث سعادت و رہادت ربانی کے چہرہ پر خیا ہو۔ کسی نے حق کہا ہے کہ صاحبِ دل زندہ اور فکر بیدار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیثُ الدُّنْيَا يَوْمَ وَلَنَا فِيهَا صَوْمٌ۔ یعنی دنیا ایک یوم ہے اور ہمارے واسطے اس میں روزہ ہے۔  
حدیث الدُّنْيَا مَسَاعِدُهُ وَلَنَا فِيهَا طَاعَةٌ یعنی دنیا ایک ساعت ہے۔ اور ہمارے واسطے اس میں طاعت ہے۔  
اور تکفیر معرفتِ الہی کے ساتھ رکھنا اور ایسا تکفیر اس لائق کے جامد کیف نفاسی سے جو باہر ہو۔ بلکہ جو جامدِ روحانی میں داخل ہو۔ اور حدیث تَفَكُّرُ مَسَاعِدُهُ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الشَّقَائِينَ۔ یعنی تکفیر ایک ساعت کا بہتر ہے۔ دونوں جہان کی عبادت سے۔ کیونکہ تکفیر نور ہے۔ اور تکفیر والا ہر وقت مشاہدہ اللہ اور فنا فی اللہ میں غرق رہتا ہے۔  
پس مرشد صاحب تکفیر متمنی وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو معرفتِ الہی کا مشاہدہ کر اس کے۔ اور جو وصال کے سالہا سال میں اس کو میسر ہو، وہ ایک ساعت میں میسر ہو جائے۔  
پس اے طالب صادق! جانتا چاہئے کہ اس علم سے عالمِ عامل نہیں ہوتا ہے۔ اس پر و بال آخرت ہے۔ اور اس ذکر سے کہذا کہ جس سے مرتبہ وحدانیت کو نہ پہنچے۔ وہ ذکر بدتر از گناہ ہے۔ اور اس فکر سے کہ نفس فانی نہ ہو۔ وہ فکر بے حاصل بلکہ خام خیال ہے۔ اور اس دعوت سے کہ مولک آواز نہ دے اور رخن یہرخ نہ نہ پہنچے اور محلِ اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ لے جائے۔ اور جو جواب با صواب روحانی یعنی الہام ربانی نہ ہو۔ اس دعوت سے رجعت اور جنون بلکہ بے حاصلی کمال ہو۔ اور بلا نے والا اس دعوت کے ساتھ جاہل محض ہے۔

اے درویش! جس حسم میں کہ تاثیر اسم اللہ کرتا ہے۔ وہ آدمی کسی دبال میں گرفتار نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ ولی اللہ ہوتا ہے۔ اور وہ جو تصور صاحب اسم اللہ سے ہو، اس کا دیکھنا و حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ نور اللہ سے یا مجلس رسول اللہ ﷺ سے۔ اس بوجہ سے کہ تصور والا اسم اللہ کی وجہ سے مقام ناسوت سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ بلکہ ہمیشہ وہ مقام لاہوت میں اپنے کو دیکھتا ہے۔ خواہ آپ کو جانے یا نہ جانے کیونکہ اصل میں اس کی اسم اللہ کے ساتھ وصل ہے۔ اس واسطے کہ تصور اسم اللہ والے کو کیا قدرت ہے کہ اسم اللہ کو اپنی قید میں لاسکے۔ کیونکہ اسم اللہ غیر مخلوق ہے تبی غیر ہے کہ تصور و عقل اور تصور والا مخلوق ہے۔

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ ترتیب سلوک کی بابت ارشاد فرماتے ہیں۔

### مسئلہ ترتیب سلوک

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ سلوک اول اور دوم کے سلک کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اول مرتبہ کے لئے تلاوت قرآن و درود و طائف نوافل و صوم صلوٰۃ ہے۔ اور دوسرے سلوک کی مطلبی کہ جو ایک دم میں مجلس محمدی ﷺ میں پہنچا دے۔ اور دریائے وحدت میں غرق کر دے۔ یہ سلک مطلبی اسم اللہ کے تصور سے ہے۔ کیونکہ کاملین کے سلوک کا سلک ذکر کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس وجہ سے کمحض عطاۓ الہی ہے۔ اور جس کسی کو کہ حاصل ہے۔ ایسا غرق حضور اس کا ذکر نہ کوئے نیسان سے ہو۔ اس واسطے کہ حضور والے کا ذکر حضور دوسرا ہے۔ اور مراقبہ حضور دوسرا ہے۔ اور وصل حضور اور تصور حضور دوسرا ہے۔ اور توجہ حضور اور وہم حضور اور خیال حضور اور مشاہدہ حضور دوسرا ہے۔ اور نور اللہ کا مشاہدہ دوسرا ہے کیونکہ حضور والا ہر وقت اور ہمیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے۔

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ مقام ناسوت اور لاہوت کی کیا پہچان ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی میں رہتا ہے۔ اور مست اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ناسوت کی مسٹی بالکل حرص و ہوا

سے ہے۔ اور مقام لاہوت میں نفس جا کر نیست اور نابود ہو جاتا ہے۔ صوفیا کہتے ہیں کہ یہ نیست ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے اور ہوشیار کو خود مختار کہنا چاہئے۔ کیونکہ معرفت الہی تقویٰ ہے۔

**قُوْلُهُ تَعَالَى: لَقَدْ خَلَقْنَا إِلَّا إِنْسَانَ** یعنی پیدا کیا، انسان کو اچھے اندازہ پر **فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ**

اور ارشاد ہوتا ہے

**ق۔ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَعَادًا**

اور قولہ تعالیٰ: **إِنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ**

یعنی تحقیق ڈرنے والے کو مراد ہتی ہے۔

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ پر ہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

پس اے طالب صادق! جو کوئی بغیر تقویٰ کر دعوے فقیری اور درویشی یعنی معرفت الہی کا کرے وہ جھوٹا ہے۔

### تقویٰ کی تعریف

تقویٰ کے چار حرف ہیں۔ یعنی ت، ق، و، ی۔ اب ان کی تشریع بھی ملاحظہ ہو کہ ہر ایک حرف سے کیا مراد ہے۔ یعنی تقویٰ والے کو دوڑت چاہئیں۔ ایک ت ترک کی۔ دوسری ت توکل کی۔ اور تقویٰ والے تو دوق چائیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر دوسرا ق قادر ہونے کا اپنے نفس پر۔ اور تقویٰ والے کو دوڑ چاہئیں۔ ایک و واحد کی۔ دوسری وحدت کی۔ اور تقویٰ والے کو دوڑی چاہئیں۔ ایک ی یہاں جتن کی۔ اور دوسری ی یاد حق کی۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ تقویٰ یعنی پر ہیزگاری عمل پوشیدہ، بے ریا اور عمل نیک اور صالح کو کہتے ہیں۔ اور عمل نیک یعنی پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور نجات اسم اللہ ذات یعنی تصور حق ہے ہو کہ جو اسراصل اور تقویٰ کی ہے۔ کیونکہ راز باطن کا ریاضت باطل سے غارت ہو جاتا ہے۔ اور متقیٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس کو ہمیشہ آخر خضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میسر ہو۔ چونکہ یہ مرابت

صرف تصور اسم اللہ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔  
ایسا متفق ظاہری ریاضت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے۔ اس واسطے کہ کفار بھی  
ریاضت بہت کرتے ہیں۔ تو ہم کو ان سے خلاف کرنا چاہئے۔ کیونکہ مومن عارف کوراہ  
راز اسم اللہ سے متعلق ہے۔ اور اسم اعظم اور تقویٰ بغیر حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حاصل نہیں ہوتا۔

باقی ! بہر از خدا تقویٰ نما

بے ریا تقویٰ برد جانب خدا

پس اے درویش ! جس کسی نے پایا ہے۔ اسم اللہ سے پایا۔ چونکہ اسم اللہ سے چار  
حرف نکلتے ہیں۔ یعنی اول اسم، اسم اللہ ہے کہ جو فضل خدا سے ہے جب اسم اللہ سے  
الف دور کیا اللہ رہا۔ کیونکہ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب اللہ سے لام دور کیا اللہ  
رہا کہ اس کا ذکر عطا اللہ سے ہے۔ اور جب لے سے لام دور کیا۔ حورا۔ پس ذکر ہو  
عذایت اللہ سے ہے۔ پس واسطے مرد عارف کے کلمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ**  
کافی ہے۔ یعنی اللہ بس باقی ہوں ہے۔

دوسری ترشیح اس کی یہ ہے کہ ذکر اللہ سے حضور اور ذکر اللہ سے غرور۔ اور ذکر کو  
سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکر ہو سے مغفور ہے۔ یہ سب مراتب شریعت  
محمدی ﷺ کی برکت سے ہیں۔ اور زیادہ خوبی اس ترشیح میں یہ ہے کہ خواص مصنف  
کتاب ہے اور یہی کلمہ ذات ہے۔

### نماز استخارہ

پس اے طالب صادق ! تجھ کو معلوم ہو کہ اب میں استخارہ کی بابت تجھ سے کہتا  
ہوں کہ ایک شخص نے نماز استخارہ کی نیت سے پڑھی کہ میں کسی بزرگ سے بیعت کرنا  
چاہتا ہوں۔ اور اس بزرگ نے ارشاد فرمایا اس کو خواب میں تلقین کیا۔ اور وہ ذکر کہ  
باطن میں تلقین تھا ظاہر ہوا۔ اور اس شخص صاحب استخارہ کا اعتقاد درست ہوا۔ اور وہ  
شخص اس بزرگ کے سامنے حاضر ہوا۔ اور اس بزرگ نے کہا کہ اے فلاں فلاں جگہ

باطن میں میں نے تجھ کو تلقین کیا تھا۔ یہاں تیرے آنے کی کیا ضرورت تھی۔ پس اے  
طالب صادق ! اس طریقہ کے ساتھ طالب اور مرشد دونوں ناقص ہیں۔

### جواب مصنف

حضرت مصنف کتاب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایسا ذکر طالب کا پائیدار نہیں  
ہے۔ جب تک مرشد کامل اس طالب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں نہ  
لے جائے۔ اور اس کو بارگاہ رسالت پناہ ہی سے تلقین نہ کرے۔ اور یا یہ کہ وہ شخص حضور  
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس مقام باطن میں دست بخی نہ ہو۔ اور یہ باعث  
اس تلقین حضوری کے طالب کے وجود میں چار ذکر جمود لا زوال جاری ہو جائیں۔ اور  
طالب اللہ کو نور اللہ کا مشاہدہ اور مقام فنا فی اللہ کی سیر اور بقاء نفس کی لذت اور بقاء  
روح سے وصال نہ ہو جائے۔

پس اے طالب صادق ! جو مرشد تعلیم و تلقین نہ کرے۔ وہ ناقص ہے۔ اس کی کسی  
بات کا اعتبار نہیں ہے۔ ایسے مرشد کے وہو کے میں نہ آئے۔

پس اے طالب مرشد ! یہ مرشد نہیں کہ جو ظاہر میں آدمی کی صورت اور باطن میں  
شیطان کی سیرت ہیں کہ حرم کے روکنے کی تعلیم کریں۔ چونکہ جان ہوا کے ساتھ ہے۔  
اور ہوادم کے ساتھ ہے۔ تو لازم ہوا کہ جب جس دم کیا جائے گا۔ روح کو تکلیف محسوس  
ہوگی۔ پس اس امر میں نہ پڑنا چاہئے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار عام اس سے کہ کوئی ہو، دم  
کے ساتھ سب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی یاد سے کوئی دنیا میں  
خالی نہیں۔ کیا خوب کہا ہے۔

ہر گیا ہے کہ از زیں روید وحدہ لا شریک لہ گوید

### ذکر مقامات وجود

پس اے طالب صادق ! تجھ کو معلوم ہو کہ وجود انسان میں ذکر کے دو مقام ہیں۔  
ایک مقام سینہ میں کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اور دوسرا مقام سر میں ہے۔ جس کا تعلق

روح سے ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ذکر کا دل اور روح کے ساتھ تعلق رکھنا چاہئے اور اسی کی تعلیم حاصل کرنا چاہئے۔ چونکہ مردہ دل ذکر اللہ سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور جو دل سورا اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہوتا ہے۔ زندگی میں اس کی روح کو ذکر سے نیا نام ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ نور اللہ کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ اور ان مراتب کی تائید اس آیت سے ہوتا ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ<sup>۱۷</sup>** یعنی وہ شخص جو اس جہان میں اندھا ہے۔  
**أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى** اور آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔

(۱۷-۲۴)

ہر کہ انجاندید محروم است

در قیامت ز لذت دیدار

پس اے طالب صادق! دل عارف مثل ہدف کے ہے۔ اور ذکر کا مثل تیر کے اور فکر اس کے مثل کمان کے ہے۔ پس وہ دل جو مثل ہدف کے ہے۔ ہمیشہ ذکر کے تیروں سے زخمی ہوتا رہتا ہے۔ اس وجہ سے تمام وجود اس کا فکر کے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص ہمیشہ گریب میں مصروف رہتا ہے۔ اور اگر فدائے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ تو اس کی آنکھ سے خون آنے لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسے ذکر کے وجود میں شیطان کا گزرنیں ہوتا ہے۔ اور وہ ذکر خاصاً خدا میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے ذکر سے شیطان ہمیشہ بھاگتا ہے۔ جیسا کہ کافر کلمہ سے بھاگتا ہے۔ پس ایسے ذکر قبلی کے مغروضوں میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔

مترجم: کہتا ہے کہ ایسا ذکر ترک دنیا اور ترک عقینی اور ترک مولا اور ترک شرک سے گذر جاتا ہے۔ بلکہ ذات رہ جاتا ہے یعنی جس نے دونوں جہان کو ترک کر دیا۔ تو فرمائیے اب وہ کیا رہا۔

حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ اگرچہ وہ اس جہان کی روئی کھاتا ہے۔ لیکن اپنے مشاہدہ میں وہ اس جہان یعنی باطن میں رہتا ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ اس کی ہر ایک خواہش، خواہش خداوند ہوتی ہے۔ اور اس سے جس امر کا ظہور ہوتا ہے۔ خواہ اس کو کرامت کہئے یا مجھوہ یا الہام وغیرہ۔

### علم اليقین اور عین اليقین اور حق اليقین کی بحث

اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ ایسا ذکر زندہ جاوید ہو جاتا ہے کہ جو مقام علم اليقین اور عین اليقین اور حق اليقین کے درجات کو طے کر کے حق کے ساتھ ہو۔ اور اس کے وجود میں باطل نہ رہے۔

پس اے طالب! ایسا ذکر نور نوادرت میں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ مقام نوادر میں اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں دل کی حالت سنبھل جاتی ہے۔ اور دل سلیم ہو جاتا ہے۔

پس صوفیا ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفس مطمئنہ والے کی زبان پر تسبیح اور دل میں اللہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور اس سے مساواۓ اللہ کی ہوں جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت کا مقام یعنی روح کا مقام اس پر کھل جاتا ہے۔ اور قرب الی اللہ کا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ معرفت کا مقام سیر ہے۔ یعنی مشاہدہ ربو بیت ہے۔

پس اے طالب صادق! درمیان شریعت اور طریقت ستر ہزار جواب ٹلمانی ہیں۔ اور ایسے درمیان حقیقت کے ستر ہزار جواب قدرت ہیں۔ پس جو شخص کہ طالب اللہ کو دولا کہ ستر ہزار جواب ٹلمانی سے سات روز میں محض تصور اللہ سے بے جواب کر دے وہ مرشد ہے۔

اور اے طالب صادق! تجوہ کو معلوم ہو جائے کہ مقام طریقت میں مقامات ذکر اور فکر اور مکافہ اور مراقبہ اور محاسبہ اور مقام طیر اور مقام سیر اور مقام طلب ہیں۔ ان کی سیر طالب کو کرنا چاہئے۔ اور مقام طریقت میں طالب کی پیچگی اور فراخ حوصلگی درکار ہے۔ چونکہ طلب سے طاعت اور ذکر سے ذوق اور فکر سے فیض و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات دوست اور مصافحہ سے بیت ہے۔

پس یہ مقامات مقام باطن میں اولیاء و انبیاء کے ہیں۔ اور مکافہ سے دل کی

کدو رت دور ہوتی ہے۔ اور باطن میں صفائی ہوتی ہے۔ اور محابہ سے وجود میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار ذکر کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ تو بھی وہ مرتبہ حقیقت پر نہ پہنچیں۔ اگر ستر ہزار ذکر بالا اشخاص کو اور جو کہ الہام حقیقی کا حق رکھتے ہوں۔ ایک جگہ جمع کیا جائے تو وہ مرتبہ معرفت پر نہ پہنچیں کہ جو مقام فنا فی اللہ کو طے کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر ستر ہزار معرفت والے عارف باللہ اور فنا فی اللہ کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔ تو وہ عارفان باللہ اور معتوق اللہ کے مراتب پر نہ پہنچیں۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حی الدارین اور موحد کا استغراق حق دوام فی الوحدت اور فنا فی النور ہے کہ جو بقاء حضور کے ساتھ ہیں۔ چونکہ یہ مراتب لامکان کے ہیں۔ وہم اور فہم انسان میں نہیں آسکتے۔ بلکہ جن اولیاء کا ان مقامات علیما میں گذر ہے ان کو تعلق ذات سے ہے۔

### شعر مترجم

ذات اقدس کے سوا اور ظہیری کیا ہے  
نور ہی نور ہے۔ اللہ ہے اللہ اللہ!  
یہاں ذات اقدس سے مراد ذات اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چونکہ  
احد کو جو حمد میں دیکھا ظہیری  
تو پرده ہی پرده تھا اور کچھ نہیں تھا  
پس اے طالب! وہ جگہ لا حد ولا تقد ہے۔ یعنی نہ کوئی حد ہے۔ اور نہ کوئی شمار۔  
پس جو کوئی اس جگہ پہنچے۔ وہ فقیر ہے نہ پہنچنے والا کو رچشم ہے۔

### عاشق اور عارف کی حالت

پس اے طالب! اب میں تجھ کو عاشق اور عارف کی حالت بتلاتا ہوں۔ وہ یہ ہے  
کہ عاف باللہ اور واصلین ای اللہ کے ابتداء ان کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جلتی  
ہے۔ اور یہ آگ ان کو ایسا جلاتی ہے۔ جیسے کہ خنک لکڑی کو۔ اذل آگ ذکر کی ہے۔  
دوسری آگ فکر کی ہے۔ تیسری آگ شوق کی۔ چوتھی آگ مراقبہ کی۔ پانچویں آگ  
مکاففہ کی۔ چھٹی آگ محاسبہ کی۔ ساتویں آگ حضور کی۔ اور یہ آگ دو آتش سے مل کر

جلتی ہے۔ یعنی اذل آگ بھوک کی۔ یعنی بھوکار بننے کی۔ دوسری آگ پیاسار بننے کی۔  
پس اے طالب! اگر عاشق مولی کی محبت آگ سے آہ کھینچے۔ یا نظر قبر سے کسی  
ست دیکھے تو مشرق سے مغرب تک آن واحد میں جل جائے۔ اور ہر ایک چیز یو دے  
نایود ہو جائے۔

پس اے طالب مولی۔ اگر تو تمام دنیا کے زاہدوں کو جمع کرے۔ اور کسی عارف  
باللہ کی نظر آ کر ان پر پڑ جائے (تو انسان تو انسان پھاڑتک جل اٹھیں)  
ظہیری طور کا جلوہ نہیں تھا آہ تھی اپنی  
کہ ہم نے عشق مولا میں کیا تھا تعریہ جانکاہ  
حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ان زاہدوں کی کیا قدرت ہے کہ اس  
عاشق کے سامنے دم مار سکیں۔ اس وجہ سے عارف باللہ صاحب تصور ہوتا ہے۔ اور علم  
تصور ہر علم پر غالب ہے۔

### تصوف کی حقیقت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو تصوف کی حقیقت بتلاتا ہوں کہ تصوف کیا  
چیز ہے؟ (یعنی تصوف کے معنی)  
پس اے طالب! تصوف کے معنی مطلق توحید جانے والے کو کہتے ہیں۔ اور  
دوسرے معنی تصوف کے صفائی دل کے ہیں۔ اور تصوف کا علم چار سلک برنسلک ہے کہ  
جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں۔

اب ہر ایک سلک کی تعریف ملاحظ ہو۔ یعنی اذل سلک سلوک تصوف میں خاص  
الخاص ہے۔ جس کا تعلق شریعت سے ہے۔ اور دوسرا سلک سلوک تصوف میں بال سے  
باریک اور تکوار سے تیز ہے۔ اس کا مقام مقام طریقت سے ہے۔ تیسرا سلک سلوک  
تصوف میں حقائق نکات سے ہے۔ جس کا تعلق مقام حقیقت سے ہے چوتھا سلک  
تصوف میں توحید سے ہے جس کا تعلق مقام معرفت سے ہے۔  
چونکہ علم تصوف علم توحید سے ہے۔ علم توحید کا تعلق علم فتنہ سے ہے اور علم فتنہ کا

حوالے سے حال کی طرف لے جائیں کہ جن کے ظاہر اور باطن مراتب مولیٰ کے ساتھ ہیں۔ جیسا کہ خود ارشاد ہوتا ہے:

**قُوَّلُهُ تَعَالَى: وَتَمَتَّ كَلِمَةُ رَبِّكَ**  
**صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ**  
**وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ** (۱۱۵-۶)

یعنی تمام ہوا کلمہ تیرے رب کا ازروئے صدق اور عدل کے، اور اس کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔ اور وہ سننے والا اور جانے والا ہے

پس اے طالب! عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہئے۔ جیسا کہ حضرت بازیزید بسطامی قدس سرہ اسی فرماتے ہیں کہ میں تمیں برس سک خدا کے ساتھ ہمکلام رہا۔ اور مخلوق جانتی تھی کہ ہمارے ساتھ ہمکلام ہے۔ چونکہ عارف کا قال اور ہے۔ اور حال اور ہے۔ جیسا کہ قصہ حضرت مولیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا سورہ کھف میں ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک کشی کو توڑ ڈالا اور ایک جوان کو مار ڈالا اور ایک شیر می (گرنے والی) دیوار سیدھی کر دی۔ پس حضرت خضر علیہ السلام کا کام راہ پر تھا۔ اور حضرت مولیٰ علیہ السلام کی نظر گناہ پر تھی۔ پس اسی طرح عارف ہر حال اور ہر مقام سے خبردار ہوتا ہے۔ اور حوال ماضی و مستقبل اس کی نگاہ میں ہوتا ہے۔

صوفیا کہتے ہیں کہ اسی واسطے ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نظر بہتر ہے۔

از نگاه نیم روشن آہ من

درمیان کفر و ایمان راہ من

اور حدیث الائیمان بین الخوف والرجاء اس کی متوجہ ہے۔ یعنی ایمان درمیان خوف اور رجاء کے ہے۔

پس اے طالب صادق! افسوس ہے کہ تمام عمر میری بے خبری میں گذر گئی۔ اور توحید سے آشنا نہ ہوا۔ چونکہ فقر اکو کسی وقت اطمینان اور سکون میسر نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے ہمیشہ سیر سفر میں رہتے ہیں۔ اگر ہزار کوئی ان کی غم خواری اور دلداری کرے۔ اور ان کو بطور نذر کے بھی کچھ دے۔ یہ جس جگہ ریں میں مثل مسافروں کے رہیں۔ اور ہر ایک

تعلق علم حیا کے ساتھ ہے اور علم حیا کا تعلق محبت مولا۔ اور درد محبت کے ساتھ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ علم تصوف ہر علم پر اولیٰ ہے۔ اس واسطے کہ علم تصوف توحید بالایمان ہے۔

مترجم۔ پس جو انسان علم تصوف سے آشنا نہیں۔ وہ انسان نہیں چونکہ آیات اللہ اور کلمات اللہ سے مراد انسان نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ

تم محمد ایزدی ہیں ظہیری جہان میں

ہم دور ہیں جمال جہان آفریں سے کب

اور اے طالب صادق! جو کوئی علم تصوف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ بدتر از شیطان ہے بلکہ حرص و آزار کا بندہ ہے اور ہرگز اس کا یقین ذات باری پر نہیں ہے چونکہ علم تصوف کے جانے سے اطمینان رحمانی ہے اور نہ جانے سے سراسر کا رشیطانی ہے۔ نعمۃ باللہ نہیں۔

### تصوف کے حروف کے معنی

پس اے طالب صادق! تجوہ کو معلوم ہو کہ مسلک سلوک معرفت مولیٰ کی راہ ہے۔

پس جو کوئی طالب مولیٰ تصوف سے واقف نہیں ہے۔ وہ سراسر گمراہ ہے۔ چونکہ تصوف کے چار حرف ہیں یعنی ت، ص، و، ف۔ اب ان کے معنی ملاحظہ ہوں۔ یعنی ت سے مراد یہ ہے۔ کہ راہ مولیٰ میں اپنے آپ کو تصرف کرے۔ اور حرف ص سے مراد صراط مستقیم ہے۔ یعنی سیدھے راہ صراط مستقیم ہے۔ یعنی سیدھے راہ پر چلتا۔ اور حرف واد سے مراد وحدہ خلافی نہ کرنا ہے۔ اور حرف ف سے مراد فتح الغیب اور فنا فی انسن ہونا ہے۔ پس جو کوئی ان حروف کے معنی سے واقف نہیں اور ان کا عامل نہیں وہ ہرگز تصوف سے آشنا نہیں ہے۔

دوسرے معنی تصوف کے یہ ہیں کہ تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف سے اور الف سے مراد آیہ و علم ادم الاسماء الحکما ہے۔ یعنی سکھلا دیئے آدم علیہ السلام کو کل اسم۔

صوفیا کہتے ہیں کہ یہاں کل اسم سے مراد کل علم اور کل عقل اور کل درجات ہیں کہ

پس اے طالب صادق! تجھ کو معلوم ہو کہ جو علم تقویٰ کے ساتھ ہے وہ اچھا ہے۔ اور آخرت کا تو شہ ہے اور جو علم زر کے بھی حاصل کرنے کے واسطے ہے۔ اور دنیا کی جس میں طلب ہے۔ پس وہ ناجائز ہے۔ مصنف کتاب کہتا ہے۔

اے عالم ناداں کہ تو در علم غروری نزدیک تو معبدوں نہ بلکہ تو دوری  
کشاف ہدایہ اگر امروز تو خوانی تا خدمت خاصاں لکھنی یقین ندانی  
پس اے طالب! علم وہ ہے کہ ظاہر حضوری اس کی باطن میں معرفت مولیٰ کی  
طرف لے جاوے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میر آئے۔ چونکہ جو شخص خدا کے  
دوستوں کی خدمت کرتا ہے۔ وہ مخدوم ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ مصرعہ  
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد  
یعنی خدمت کرنے سے عظمت ملتی ہے۔ اور خادم سے مخدوم ہوتا ہے۔ اور جو کہ  
اولیاء اللہ کا مکر ہے۔ وہ رحمت حق سے محروم ہے۔

#### مثنوی

وقت راضائی مکن اے جان من ایم اللہ رامگو باہر خن  
ہر کہ غفلت می کند ایم اللہ یقین زیں ہرگز نہ باشد سر گناہ  
عارفان را ایم اللہ شد نصیب نفس شیطان در گنجید یا حبیب  
باھو! با ایم اللہ دل گوش ایم اللہ راچہ داند خود فروش  
اور اے طالب صادق! حدیث میں سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءُ یعنی سردار قوم کا  
خادم فقراء ہے۔

#### فقراء کے وجود میں چار دوست ہیں

پس اے طالب! آدمی کے وجود میں چار دوست ہیں۔ اور ان کی دوستی کی سب کو ضرورت ہے۔ اور انہی چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں۔ یعنی اول دوستی خدا کی۔ دوسری دوستی محدث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ تیسرا دوستی قرآن پاک کی۔ چوتھی دوستی فقراء کی۔

حالت میں پریشان حال رہیں۔ ان کی حکمت اَلْأَنْسُرُ لِلَّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ حَشُّ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ  
سے ہوتی ہے۔ یعنی اللہ کے واسطے انس رکھتے ہیں۔ اور غیر اللہ سے توحش کرتے ہیں۔  
اور ہمیشہ ان کی نظر نفرُوا إِلَى اللَّهِ پر ہوتی ہے۔ یعنی بھاگو اللہ کی طرف۔

پس ایسے لوگ ہمیشہ حقوق سے بیزار رہتے۔ چونکہ ان کا شوق محبت اور معرفت الی  
ان پر ہمیشہ غالب رہتی ہے۔ اور مکان ان کا مکان لامکان سے ہوتا ہے۔ اور ان کی  
جان جان جاناں کی طرف لگی رہتی ہے۔ گو جنم ظاہران کا اس عالم اسباب میں ہوتا  
ہے۔

اس سب سے یہ لوگ پریشان حال رہتے ہیں۔ اور بعض صوفیا کہتے ہیں کہ دو گروہ  
کے آدمی کسی کے حکم میں نہیں ہوتے۔ ایک طلی اللہ یعنی بادشاہ وقت۔ اور دوسرے ولی  
الله جو اسرار الہیہ سے واقف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا ہے۔

نفس را رسوا کند بہراز گدا

ہر درے قدے رو رہراز خدا

اور بعض درویش کہتے ہیں۔ کہ ہر محلہ اور ہر ایک شہر فقراء کی برکت سے قائم ہیں۔  
بلکہ فقراء کا پھرنا اور سیر کرنا خالی از حکمت نہیں ہے۔ اس واسطے کہ فَعَلَ الْحَكِيمُ لَا  
يَخْلُو عَنِ الْحِكْمَةِ یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایسا ہی فقیر کا قدم اور  
فقیر کی توجہ اور فقیر کا قبر اور فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی  
نہیں ہوتا۔ کیونکہ اصل ان کی ایم اللہ کے وصل پر ہے۔

#### مثنوی

از علم عالم نہ شد واصل حضور  
تو علم مغدور از حق دور تر  
از علم عالم نہ شد صاحب نظر  
در مطالعہ علم باشی صح شام  
کس نیا بد معرفت از علم نام  
تا ترا حاضر کند با مصطفی  
طلب مرشد راز کن باطن صفا  
به بود لب بسته خاموشی وصال  
سر بر علیه بودا ز قیل و قال

اب ان کی تشریع ملاحظہ ہو۔ یعنی جو کوئی خدا کی دوستی کا دعویٰ کرے۔ وہ ذکر اللہ کے ساتھ مستقر رہے۔ اور فکر میں تمام ہو جائے۔ یہاں تک کہ خدا کے دوستوں کے ساتھ بھی دوستی رکھے۔ جو کچھ ہو خدا کے ساتھ ہو۔

مترجم: دوسرا دلیل خدا کی محبت کی یہ ہے کہ خدا کے دوستوں کی دوستی میں تمام ہو جائے تو خدا کے ساتھ دوستی کر سکتا ہے۔ ورنہ اس کا دعویٰ دوستی کذب و دروغ ہے۔ جیسا کہ اس شعر سے ظاہر ہے۔

ظہیری خاتمه بالخیر الفت ہے صحابہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
رہا اب حشر باقی تو وہ خدا و پیغمبر جانیں

اور اے طالب صادق! جو کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ کرے اور ان کی آل واصحاب اور علمائے شریعت کے ساتھ دوستی نہ رکھے اس کا دعویٰ غلط ہے۔ اور جو کوئی قرآن کے ساتھ دوستی کا دعویٰ کرے اور اسکے عمل کو دوست نہ رکھے وہ گمراہ ہے۔ اور جو کوئی فقراء کی دوستی کا دعویٰ کرے اور فقر و فاقہ کو دوست نہ رکھے اور معرفت مولیٰ کی طرف توجہ نہ کرے اس کی دوستی جھوٹی ہے بلکہ وہ کذاب ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہئے کہ خدا کی دوستی سے شیطان کی دشمنی ہے۔  
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی سے بدعت کی دشمنی ہے۔  
اور قرآن کی دوستی سے بعلمی کی دشمنی ہے۔  
اور فقراء کی دوستی سے اہل دنیا کی دشمنی ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَآتَاهُمْ طَغْيَى وَالثَّرَغَيْةَ الْدُّنْيَا فَإِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَأْوَى لِيَعْنَى جس نے شرات کی اور دنیا کی زندگی کو اچھا نہ جانا تو اس کا ملکہ کانا دوزخ میں ہے۔

### مثنوی

علم دین مغروش دامے دام گیر	طالب دنیا کجا باشد فقیر
علم راقدرے ندارد از طلب	علم عالم چست دانی بہر رب

### علماء اور فقراء کا فرق

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ علماء و فقراء میں کیا فرق ہے۔ اس کی تشریع بھی تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی علماء صاحب ادب اور صاحب شرع اور وارث انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور فقراء تارک الدنیا فارغ عقلي صاحب ذکر و فکر اور خلق محسوس اور فدائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور غریق دریائے وحدت و معرفت کے ہوتے ہیں۔ اور علماء رات دن مطالعہ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں۔ اور فقراء خدا کے ساتھ ساتھ اپنا حال بے حال رکھتے ہیں۔ پس عالم مبتدی کا علم ذکر میں اور فقیر کا حضوری میں۔ پس معلوم ہوا کہ ابتدا میں ذکر حضوری کے واسطے ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے واسطے اعلیٰ درجات ہیں۔ قوله تعالیٰ: وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ذَرْجَاتٍ۔ (۵۸-۱۱) یعنی وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجے عطا کئے گئے۔ اور ان کے مرتبے خدا تعالیٰ کے نزدیک بلند ہیں۔ اب رہے فقراء کے درجات وہ قرب حق تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ قَوْلُهُ تَعَالَى : وَإِذْ كُرْزَ زَيْنَكَ إِذَا نَسِيْتَ . یعنی یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جائے یعنی اسم اللہ کے ساتھ غریق وحدت ہیں۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ درجات ذات کے واسطے ہیں۔ اور ذات خاص اولیاء اللہ کے نصیب میں ہے۔ پس جو طالب مولیٰ معرفت الہی کی طلب کرے وہ شخص شیخ الشائخ اور عالم و فاضل اور متقد و محقق و محترم اسرار ہے اور جو مولیٰ کی طلب نہ کرے۔ وہ حرص و حسد و خند و عجب میں بنتا ہے اس کو کسی کافیض صحبت نفع نہیں دے سکتا۔ خواہ کیسا ہی فقیر مرت اور عالم ہوشیار ہو۔ ہرگز ہرگز وہ فیضیاب نہیں ہو سکتا ہے۔

### دنیا اور اہل دنیا کی نہ مرت اور مصنف کتاب کا جواب

پس اے طالب صادق! مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ وہ دنیا والے مثل مستقی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ چونکہ دنیا کی مثال دریا ہے کہ اس کا پانی زہرآلودہ ہے۔ پس جو کوئی پیاسا اس پانی میں غوط کھائے گا۔ اور وہ زہرآلود پانی پئے گا۔ اور زیادہ تر

تشہاب ہوگا۔ اور یہ تفہیمی اس کو مثل جانکنی کی تلخی سے زیادہ ہوگی باوجود یہکہ دنیا کی تفہیمی حشر کی تفہیمی سے زیادہ سخت ہوگی۔ اسی واسطے فقیر لوگ دنیا کے زہر آلوہ دریا کے کنارہ پر تشنہ لب رہتے ہیں۔ اور اہل دنیا کو روکتے ہیں کہ اس زہر آلوہ دریا کے پانی کونہ ہوئیں۔ جس سے کہ مر جائیں۔ پس جس کسی کو ان کی نصیحت کا گرنیں ہوتی۔ تو یہ خدا کی مرضی پر اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔

پس اے طالب صادق! فقیر کا دل اللہ کے ذکر سے سیراب ہوتا ہے۔ اور ان کو آبر و اور سرخ روئی دونوں جہان کی نصیب ہوتی ہے۔

طلب کن اللہ بامطلب شوی  
بے طلب اللہ بے مطلب روی

### اقسام دوستی

اب اے طالب صادق! میں تجھ کو دوستی کی قسمیں بتلاتا ہوں کہ جو تم قسم پر ہیں یعنی ایک دوستی جسمی۔ دوسرا دوستی قلبی ہے۔ تیسرا دوستی روئی ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہئے کہ دوستی جسمی کا تعلق زبان سے ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور علماء کی دوستی۔ نہ وہ دوستی کہ جس میں قال قال ہو۔ بلکہ جس طرح دوستی حضرت یوسف علیہ السلام کی حضرت بی بی زینب کے ساتھ تھی۔

او قلبی دوستی کا تعلق مقام دل سے ہے۔ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فقر اور فاقہ کے ساتھ دوستی تھی۔ اور آپ اس کو عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ معرفت الہی نبی اللہ کو امر مبارک ہمیشہ فقیروں پر کرم تھا۔ اسی وجہ سے حضور علیہ السلام گروہ فقراء کو بہت عزیز رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فقروں کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بلکہ بعض صحابہؓ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان فقراء کی خداوند عالم بھی عزت کرتا ہے۔ پھر میں ان کو کس طرح عزیز نہ رکھوں۔

اور اے درویش! تیسرا دوستی روئی ہے۔ جس کا تعلق روح سے ہے۔ یعنی جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی خدا کے ساتھ تھی۔

اب جاننا چاہئے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھی کہ یوسف علیہ السلام کی جدائی میں بارہ برس آپ کے گریہ و بکامیں گزر گئے۔

روئی دوستی کی مثال حضرت ابراہیم ظیل اللہ کے ساتھ کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جس کی شہادت قرآن سے ہے۔ قولہ تعالیٰ: **فَلَمَّا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرَدًا وَ سَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ** یعنی ہم نے کہا اے آگ خندھی ہو جا۔ سلامتی کے ساتھ ابراہیم علیہ السلام پر۔

اور قولہ تعالیٰ: **فَلْ مَلِ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ**۔ یعنی فرمادو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں۔ اور وہ جو نہیں جانتے ہیں۔

### فقر اور معرفت کا بیان

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ فقیر اس کو کہتے ہیں کہ جو شریعت کا عالم اور طریقت کا شہسوار ہو۔ اور مقام حقیقت کا ناظر اور مقام معرفت کا جاننے والا ہو۔ اور دنیا کا بوجو جاننے والا ہو۔ جیسا کہ حدیث میں دارد ہے۔ مَنْ عَرَفَنَاكَ حَقَّ مَعْرِيقَتِكَ لَيْسَ بِكَ هُوَ تَيْرِي مَعْرِفَتُ مُحْسِنِي كہ چاہئے۔ ہم نے حاصل نہ کی جو معرفت کا مقام بے پایا اور بے انتہا ہے۔ جس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جان سکتا۔

دیدہ باید لاٽ دیدار او

ایں نہ دیدہ طالب مردار جو

اور دوسرا حدیث میں ہے۔ سبھانک ما عبدناک حق عبادتک۔ یعنی پاک ہے تو ہم نے تیسری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنا چاہئے تھی۔

تو نمیدانی نہ تو نزدیک تر درمیاں خود پر گدہ اے بے بصر پرده را بردار دل بیدار باش راہ عارقال ایں بود ہشیار باش

**قَوْلُهُ تَعَالَى: سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ**  
الْأَعْلَى ۝ الَّذِي خَلَقَ فَسَوْىٰ

(۳۱-۸۷)

**ق-وَادْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً**  
وَأَصِيلًا (۲۵-۷۶)

**ق-فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ**  
اُور حدیث ہے

**لِيْنِي جِسْ نَهْ اَپْنِي رَبَّ کَوْ پِچَا نَا پِنْ تَحْقِين**  
**كُلَّ لِسَانَة**

### علماء کے اقسام

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علماء کی قسمیں بتاتا ہوں کہ علماء چار قسم کے ہیں۔  
یعنی ایک علمائے عامل دوسراے علمائے حامل تیسراے علمائے شامل۔ چوتھے علمائے کامل  
ہیں۔ اب ان کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ یعنی علمائے عامل وہ ہیں کہ جو علم پر عمل کرتے ہیں۔  
اور علم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں۔ اور علمائے شامل وہ ہیں کہ جو علم کا بوجھ مثل گدھے  
کے اوپر اپنے اٹھاتے ہیں۔ اور علم کے خلاف کرتے ہیں۔ اور طلب موئی کی محبت نہیں  
کرتے ہیں۔ اور علمائے شامل وہ ہیں کہ جو شب دروز علم کے مطالعہ میں اپنے اوقات  
عزیز صرف کرتے ہیں۔ اور علمائے کامل وہ ہیں کہ جو جانوروں اور وحشیوں کی زبان  
جانتے اور سمجھتے ہیں۔

پس مرشد کو لازم ہے کہ ان چاروں اقسام کے علماء کو پہلے روز اسم اللہ کی تلقین  
کرے تاکہ کشود باطن ہو۔

رفت عمرش در مطالعه روز و شب

از مطالعه کس نشد عارف برب

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ بغیر مرشد صاحب راز کے ریاضت اور تقویٰ اور

نوافل اور روزہ و نماز وغیرہ بلکہ جلوٹ و خلوٹ اس کی بالکل حرمس وہاں ہے اس  
واسطے کہ تمام عبادت اس کی بے بنیاد ہے یہاں تک کہ اس کا دل شل آفتاب کے اس  
اللہ سے بوجہ مرشد برحق کے روشن اور منور نہ ہو جائے۔

مترجم: یہاں توجہ سے اجازت مرشد مراد ہے۔ چونکہ بغیر اجازت مرشد کے  
عبادت میں لطف نہیں آتا ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ خطا دن رات قرآن  
شریف قبروں پر پڑتے ہیں۔ ان کے دل پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کو اس  
قرآن پڑھنے میں کچھ لطف آتا ہے۔ ہم کو خدا تعالیٰ ہوا ہے کہ جب تک ہم کو  
اپنے مرشد پاک سے قرآن شریف و اعمال و اذکار کی اجازت نہ تھی۔ کوئی  
لطف قرآن شریف کے پڑھنے میں نہ آتا تھا۔ ملا نکہ قرآن شریف حفظ بھی  
کیا تھا۔ اور اکثر اسے پڑھنے کا درود بھی تھا۔ پس جب سہ حضرت مرشد پاک  
سے قرآن شریف و اعمال وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں تھی اس وقت سے کچھ لطف  
نہیں اور آگیا ہے۔ اور ایک ایک آیت پڑھنے میں کیجھ لکھا جاتا ہے۔ بلکہ ایک  
خاص قسم کی بیخودی ہو جاتی ہے۔ جس کی لذت ہمچوں دل میں روشنی نہیں ہوتی۔ اس  
پس اے طالب صادق! جب تک اسم اللہ سے دل میں روشنی نہیں ہوتی۔ اس  
وقت تک اس کا نفس اس کے تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ عالم اللہ دونوں جہاں میں بہتر ہے  
اور جو اس سے خبردار نہیں ہیں وہ دنیا و عینی میں بدتر ہیں۔ کہا جو لوگ درم و دینار کے  
خواہشند ہیں۔ ان کا تعلق خدا کے ساتھ کیونکہ ہو سکتا ہے۔

### فقرا کی خدمتہ

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو وہ مسئلہ بتاتا ہوں کہ جو فقیر کو بطور خیرات  
کے کچھ دے اگر فقیر اس کو مخلوق کی طرف سے جانے تو نقصان ہے۔ اگر خدا کی طرف  
سے سمجھے تو دلیل عرفان ہے۔

مترجم: حدیث قدیم میں ہے کہ ہر روز خدا وہ دنیا اور عالم آخر وقت شب کے  
چوتھے آسمان پر نزول اجالاں فرماتا ہے۔ اور اس وقت خود ارشاد فرماتا ہے کہ

ہم بھوکے ہیں کوئی ہم کو کھانا کھلاؤ۔ ہم پیاسے ہیں کوئی ہم کو پانی پلاؤ۔ ہم نگے ہیں کوئی ہم کو کپڑا پہناؤ۔ چونکہ ذات باری عز اسراء ہر ایک بات سے منزا ہے صرف اس میں اپنی حقوق کی تعلیم ہے کہ اے ہمارے نیک بندو۔ ہماری حقوق کے ساتھ ایسا کرو ایسا ہمارا حقوق کے ساتھ برناو کرنا۔ عین ہمارے ساتھ برناو ہے۔ ہم تم کو اس کا بدلہ دنیا و آخرت میں دیں گے۔

دوسرے حکم خداوندی ہے کہ وَآمَّا السَّائِلَ فَلَا تَهْرُرْ۔ یعنی اے حقوق میرے سائل کو مت جھڑک بلکہ نرمی سے سائل سے بات کر۔

پس اے طالب! جو فقراء کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا کو ترک کر دیا ہے۔ مگر مش پروانہ چااغ اس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور تعلقات دنیا کی نسبت کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے علاقہ کو تنقیح ہمت سے کھلاا ہے۔ ایسے ایسے لوگ حرص و آزمیں بٹلا ہیں۔

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو کہ حق تعالیٰ نے مومنوں اور عارفوں اور انہیاء اور اولیاء بلکہ جمیع مسلمانان کو روح کو بعض عبادت کے واسطے پیدا کیا ہے۔ نہ زر و مال جمع کرنے کی غرض سے کہ جو لوگ طمع دنیا میں بٹلا ہیں۔ وہ دنیا و آخرت سے بے خبر ہیں۔

### فقراء کی پیچان

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقراء کی پیچان بتلاتا ہوں۔ جس سے تم کو معلوم ہو کہ اصل فقراء کی پیچان کیا ہے۔

اول اس کے میں تین سب تجھ کو بتلاتا ہوں۔

اول سبب یہ ہے کہ با ادب ہوں یعنی خلاف شریعت ان سے کوئی امر سرزد نہ ہو۔ دوم: با حیا ہوں حتیٰ کہ اپنی عبادت کو بھی پوشیدہ کرتے ہوں۔

تیسرا: دل ان کا اللہ کی محبت سے پُر ہو۔ کسی غیر کی محبت ان کے دل میں نہ ہو۔ اور گویا تی ان کی وعظ و نصیحت کی ہو۔ بلکہ جو بات ان کی زبان سے نکلے وہ مغز معرفت سے نکلے۔ اور دل ان کا مثل روز روشن کے منور ہو۔

### فقراء کے مقام

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو فقراء کے مقامات سے آگاہی دیتا ہوں کہ ایسے درویشوں کے چار مقام ہیں۔

اول مقام ان کا دل ہے جس کو وہ ہمیشہ خدا کے ساتھ مشغول رکھتے ہیں۔

دوسرامقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے سامنے وہ زبان اپنی نہیں کھولتے ہیں۔ بلکہ جو دارادات ان پر پڑتی ہے۔ وہ ساتھ حق کے ضبط کرتے ہیں۔

تیسرا۔ مقام ان کا مسجد ہے۔ جہاں شیطان کا گذر نہیں ہوتا۔

چوتھا۔ مقام ان کا قبر ہے جہاں وہ آسودہ ہوتے ہیں۔

اور بعض صوفیا کہتے ہیں کہ مقام قبر قیامت کی حقیقت کا دریافت کرنے کا نام ہے۔

ظہیری اپنی ہستی کو مٹایا آکے تربت میں

مقام قبر کو محشر سے زائد ہم سمجھتے تھے

اور اے طالب صادق! اجو فقراء بہت کھاتے ہیں۔ اور وہ سوتے ہیں۔ وہ مردہ دل ہیں۔ اور خدا کی معرفت سے بے خبر ہیں اور جو درویش ہیں ان کی یہ حالت ہے۔

دیدہ ام دیدار حق صد بارہا نفس و شیطان در بکھر خارہا  
گر کنم حق شرح در صلش راتماں خواب واصل را عبادت ہر دوام

### ذکر مراقبہ

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو طریقہ مراقبہ بتلاتا ہوں۔ یعنی مراقبہ بند کرنا دونوں آنکھوں کا ہے ذکر اور فکر کے غلبے سے پس مراقبہ برق سے زیادہ تیز ہو اور صاحب مراقبہ ہوش سے بھیوش ہو۔ دونوں آنکھیں بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ کے تصور کی برکت سے یہاں تک کہ دل کی آنکھ سے دونوں چہاں کو دیکھے۔ اور حقیقت روح کو پہچانے اور اس سے مصافحہ کرے بلکہ اپنے سوال کا جواب با صواب پائے۔ اس وقت

کر دیتا ہے۔ تو ہم اس چیز کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر وہ چیز جس کے منع کرنے کے واسطے ایک لاکھ چوتین ہزار نبیاء علیہم السلام معمouth ہوئے۔ اور سب نے یہ کہا کہ حب الدنیا را اس کل خطیۃ و ترک الدنیا را اس کل عبادۃ یعنی دنیا کی محبت ہرگناہ کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک ہر عبادت کی جڑ ہے۔ اس کی پروانیں کرتے۔

### طلبِ مولیٰ اور طلبِ دنیا کی بحث

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو طلبِ مولیٰ اور طلبِ دنیا کی بحث بتلاتا ہوں۔ جانتا چاہئے کہ فقر کی طلبِ اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب ہے اور فقر کی طلب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلب ہے۔ اور فقر کی طلب اولیاء اللہ کی طلب ہے اور علم و عمل کی طلب تقویٰ کی طلب ہے اور فقر کی طلب عرفان کی طلب ہے اور دنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب قارون کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب نرود کی طلب ہے۔ اور دنیا کی طلب شداد کی طلب ہے۔ اور بعض کے نزد یہ دنیا کی طلب سر ارکفر ہے اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے۔ اور فقر کا طلب کرنا معرفت الہی اور ذکر و فخر سے آشنا ہونا ہے۔

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو فقراء کی قسمیں بتلاتا ہوں۔ یعنی بعض فقیر داتا اور ہوشیار ہوتے ہیں۔ اور بعضے جامل و نادار اور بعضے دیوانہ اور ہجنوں اور بعضے افسانہ گو اور بعضے صاحب شوق اور بعضے صاحب عرفان ہوتے ہیں۔

پس جو صاحب عرفان ہوتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اسم اللہ میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کے غلبہ سے کسی وقت ان کو جھین نہیں ہوتا۔ بلکہ یہی لوگ روشن ضمیر اور صاحب کشف ہوتے ہیں کہ جو ہمیشہ ذکر کے ساتھ زندہ اور باقی رہتے ہیں۔ چونکہ یہ لوگ مُوتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا کے مصدق ہوتے ہیں۔ یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

اور بعضے درویش صاحب اشتیاق ہیں۔ جو بھروسہ فراق میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ اور یہ اس سب سے کہ عالم ازل میں اللہ تعالیٰ نے ان روحوں کو اپنا دیدار دکھلا دیا ہے۔ پس وہ

مراقبہ سے باہر آئے۔

پس ایسے مراقبہ کو مراقبہ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ اس واسطے کہ ذکر اللہ نفس کا قاتل ہے اور اصل ایسے مراقبہ کی تصور اس اللہ سے ہے اور جو مراقبہ ظاہر و باطن شریعت کے موافق نہ ہو۔ پس ایسے مراقبہ کو خواب خیال کہتے ہیں۔ یعنی دل اس کا ابھی تک حب دنیا میں سیاہ ہے۔ اور جہالت سے تباہ ہے۔ پس ایسا درویش جو کوئی بات کہے وہ کذاب ہے۔ اور اے طالب صادق! جو لوگ تصور اس اللہ سے ذات کا مراقبہ کرتے ہیں۔ ان کا مشاہدہ شاہدِ حقیقی کے ساتھ ہے۔ اور ان کی حضوری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

پس جو کوئی مراقبہ والا نورِ حقیقی کے مشاہدہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے محروم ہے۔ وہ بے یقین اور بیدین ہے۔ کیونکہ اس کا دل شیطان کے خضرات سے خالی نہیں ہے۔ نعمود باللہ منہما۔

پس اے طالب! جو علم عین العلوم سے ظاہر ہو وہ خاص ہے اور جو علم قتل و قال سے ہو وہ ناقص ہے اور دوسرا مقام قلبِ شناسی معرفت رب العالمین ہے کہ جو خاموشی احوال سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور ابتدائی مقال جس کا لامہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔ یعنی جب ہم نے دعویٰ کیا کہ تیرے سوا کوئی دوسری دلیل نہیں پس یہ دعویٰ ہوا کہ ہم نہیں ڈرتے۔ مگر اس سے اور ہم امید نہیں رکھتے۔ مگر اس پر پس جب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے امید رکھیں تو ہمارا دعویٰ بربان سے نہ رہے گا۔ بلکہ ہمارا دعویٰ جھوٹا ہو گا۔ اور ایسا دعویٰ کفر و انکار کی حد تک پہنچ گا۔

پس اے طالب صادق! اسی طور سے اگر مخلوق ہم کو دیکھتی ہے تو اس کے رو برو ہم کوئی گناہ نہیں کرتے۔ اور خداوند تعالیٰ ہم کو دیکھتا ہے۔ ہم اس کے سامنے لاکھوں گناہ روز مرہ کرتے ہیں۔ پس اس کا یہ تجھے نکلا کہ ہم مخلوق سے ڈرتے ہیں۔ اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ پس جو مخلوق سے ڈر اور خدا کا خوف نہ کیا وہ کافر ہے۔ افسوس! اگر کوئی طبیعہ کافر سے ہماری بیماری دیکھ کر ہم کو کسی چیز کے کھانے کو منع

اس سبب سے بے جمیں ہیں کہ ازل کے روز اپنادیدار دکھلا دیا ہے۔ اور دنیا میں ہم سے حجاب کیا ہے اور پھر آخرت میں دیدار کا وعدہ فرمایا۔

### اشعار مترجم

دو عالم نظر میں ساتے نہیں ہیں سوا آپ کے اور بھاتے نہیں ہیں  
یہ کیسا ہے پرده یہ کیسا ہے پرده نظر سے نظر کو ملاتے نہیں ہیں  
ظہیری بھی دل کو لگاتے نہیں ہیں نہ آؤ تصور بھی آنے نہ دو گے!  
تمہاری پرتش کو ہم چھوڑ دیں گے ہم اپنی خودی میں ساتے نہیں ہیں  
ازل میں ہے کیا ہوتا پرده ظہیری وہ دنیا میں کیوں منہ دکھاتے نہیں ہیں  
پس اے طالب صادق! جن فقراء نے ازل کے روز الست بِرَبِّكُمْ سن کر قالُوا  
بکی کہا ہے ان کو دنیا میں بھی دیدار خدا کا ملا ہے۔ اور ان کو الہام ہوا ہے۔ اور جن فقراء کو  
دنیا میں عالم خواب یا مراقب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا ہے۔ وہ لوگ دنیا میں اس کی  
لذت سے زندہ دل ہیں۔ اور ان کا فرمودہ، فرمودہ حق ہوتا ہے۔ اس طرح کے فقراء کے  
شرف بدیدار ہیں۔ وہ اولیاء اللہ اور انبیاء علیہم السلام کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اور بعض صوفیہ  
کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو علم لدنی سے بھی کچھ حصہ ملتا ہے۔ اس وجہ سے کہ وہ تلامیذ الرحمن  
ہوتے ہیں۔ یعنی تعلیم یافتہ خدا۔ ان کو ظاہری علم کی حاجت نہیں ہوتی۔ اور بعض ان کو  
طالب مولیٰ کہتے ہیں۔ اور تارک اور فارغ دنیا سے ایسے لوگ ہوتے ہیں۔

### خیر و شر کا مسئلہ

#### اور اہل سنت والجماعت کی تحقیق

پس اے طالب! اب میں تھوڑے کو خیر و شر کا مسئلہ بتاتا ہوں۔ جو یہ ہے کہ بعض  
بیدین یہ کہتے ہیں کہ خَيْرٌ وَشَرٌ مِّنَ اللَّهِ تَعَالَى۔ یعنی بھلائی اور برائی سب اللہ تعالیٰ  
کی طرف سے ہے۔

اب میں تھوڑے سے ان دونوں لفظوں کی شرح بیان کرتا ہوں۔ یعنی خیر اور شر کی کہ یہ  
دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس کے معنی یوں سمجھنا چاہئیں کہ خیر سے اللہ تعالیٰ  
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور آپ کے گیر و کاتم اہل سنت والجماعت  
رکھا یعنی جو لوگ حضور محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب ﷺ کی راہ پر چلے ہیں۔  
پس جو کوئی ان کی راہ پر چلے گا۔ وہ اہل سنت والجماعت سے ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے خیر  
سے اسلام پیدا کیا۔ اور ذکر و فکر اور معرفت فقر اور فیض و رحمت کو اس کے پرد کیا کہ  
امت محمد یہ ﷺ سے فیضیاب ہو۔

### شر کی حالت

پس اے طالب صادق! اب شر کی حالت تھوڑے کو بتاتا ہوں کہ شر سے اللہ تعالیٰ نے  
کفر اور شیطان اور نفس امارہ کو پیدا کیا ہے۔ اور شر سے دنیا کی خواہش کو پیدا کیا ہے۔

پس اے طالب! اب تو خیر چاہتا ہے یا شر کو، بعض گروہ ایسے ہیں کہ ان کے دل  
میں بیماری ہے۔ جن کی نسبت خداوند عالم فرماتا ہے:

**قَوْلُهُ تَعَالَى: فِي قُلُوبِهِمْ مَوْضُعٌ** یعنی ان کے دل میں بیماری ہے۔ پس  
**فَرَأَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا** (۱۰-۲) بڑھایا اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو۔  
پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ يَهْلِكُنَّ اللَّهُ** پر قیامت کے دن پر اور نہیں  
**أَمْنًا بِاللَّهِ وَسَالِبُمُ الْأُخْرِ وَمَا هُمْ** ہیں مومن وہ۔  
**يَمُوْمِينَ** (۸-۲)

اور ارشاد ہوتا ہے۔

یعنی اور جس وقت جاتے ہیں اپنے  
دوستوں کے پاس تو کہتے ہیں کہ ہم  
تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ہم ٹھنڈے بازی  
کرتے ہیں ان سے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَإِذَا خَلَوَا إِلَيْنِي**  
**شَيْطَنُهُمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ لَا إِنَّمَا**  
**نَحْنُ مُسْتَهْزِءُونَ** (۱۲-۲)

پس ایسے لوگوں کی صورت اور ہے اور سیرت اور ہے۔ جن کی نسبت ارشاد ہوتا ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَإِذَا قَبَلَ لَهُمْ لَا فِسَادٌ وَمَا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُضْلِلُوْنَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ ۝ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝**

(۱۲-۲) شعور نہیں رکھتے ہیں

اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ نفس امارہ کی خواہش میں بنتا ہیں۔ چونکہ نفس کا مقام دنیا ہے۔ پس یہ لوگ دنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور دل کا مقام عقبے سے ہے۔ پس جو لوگ اس کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ لوگ نفس کو بہت سخت عذاب میں رکھتے ہیں۔ اور چونکہ روح کا مقام حب مولیٰ ہے۔ پس اس گروہ کے دل میں درد اور محبت ہوتی ہے۔

اس کے بعد حضرت مصطفیٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

**مُحِبُّ اللَّهِ لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا وَ مُحِبُّ الدُّنْيَا لَا يُحِبُّ اللَّهَ تَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنْهَا** یعنی اللہ تعالیٰ کو دوست رکھنے والا۔ دنیا کو دوست نہیں رکھتا اور دنیا کا دوست رکھنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوست نہیں کر سکتا۔

پناہ مانگتا ہوں اللہ کے ساتھ اس سے۔

اور جو لوگ دنیا کا شکوہ کرتے ہیں۔ ان کا شکوہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا ہے۔ یا تو وہ دنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس وجہ سے کہ دنیا ان کی نظر میں دشمنی و شر و اور بد صورت نظر آتی ہے یا دنیا ان کے گھر میں نہیں آتی۔ اس وجہ سے وہ پریشان ہو کر دنیا کی شکایت کرتے ہیں۔

معرفت مولیٰ اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے۔

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ معرفت مولیٰ اڑھائی قدم کے فاصلہ

پر ہے۔ یعنی ایک قدم عالم ازل سے اٹھایا۔ اور دنیا کے سر پر رکھا۔ اور دوسرا قدم دنیا سے اٹھایا اور عقبے کے سر پر رکھا۔ اور عقبی میں قیامت کے میدان میں سر سے گزرا اور مقام بہشت کے دروازہ پر پہنچا۔ اور حق تعالیٰ کی عدالت کہ قَوْلُهُ تَعَالَى: فَإِذْ خَلَقْنَا فِي عِبَادَةِ وَإِذْ خَلَقْنَا جَنَّتَنِي۔ یعنی پس داخل ہو میرے بندوں میں۔ اور داخل ہو جاؤ میری بہشت میں۔

اور نیم قدم سے مراد بھائے رب العالمین سے مشرف ہونا ہے۔ پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے کہ جو نفس کو رازِ رب العالمین کی تکوار سے قتل کرے اور رازِ ربِ ریاضت سے بہتر ہے۔

### راز کیا ہے؟ اور ریاضت کس کو کہتے ہیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ ریاضت کس کو کہتے ہیں۔ اور راز کیا ہے۔

پہلے میں راز کو بتاتا ہوں کہ راز سے ہماری کیا مراد ہے۔ پس صوفیہ کے نزدیک رازِ اطمینان خاطر کو کہتے ہیں کہ جو جمال یار کے ساتھ ہو۔ اور ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت خلق کے ساتھ ہو۔ چونکہ صاحب راز کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

ناظران را بر نظر باشد اللہ

لعنی بر مال دنیا خب و جاه

دوسرے راز کا تعلق مقام فقر سے ہے۔ جس میں سراسر راز اور اسرار ہے۔ اسی واسطے کہا ہے کہ انسان خود راز حقیقت ہے۔

شہرگ نزدیک چوں گویند دور یک دے باحق برم وحدت حضور

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ يَعْنَى** اور ہم بہت نزدیک ہیں اس کی طرف حَبْلِ الْوَرِيدَ شہرگ سے

اور بعض کے نزدیک فقراء لوگ بے پرواہتے ہیں۔ ان کو کچھ دنیا و ما فیہا کی خبر

نہیں ہوتی ہے۔

فقر شاہی ہر دو عالم بے نیاز با خدا  
اجبا جش کس نباشد مد نظرش مصطفیٰ ﷺ  
اور بعض نصویر کہتے ہیں کہ فقر ایک دریائے ناپیدا کنار ہے۔ بعض اس سے ثابت  
اتر گئے اور بعضے اس میں گر کر مر گئے۔

### شعر

ہر قدرہ دعویٰ کر دند من بدریا یا فتم  
عین دریا یافتم خود گم بدریا فتم  
اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ حکایت بیان فرمائی۔

### حکایت وزیر

بیان کرتے ہیں کہ ایک وزیر کے دل میں فراق الہی پیدا ہوا۔ اس وقت اس وزیر  
نے قلمدان وزارت کو رکھ دیا اور خدمت بادشاہی کو ترک کر دیا۔ اور بالاستقلال کوچ فقر  
میں قدم رکھا پس ایک مدت کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ بادشاہ نے  
کہا اے وزیر تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا وزیر نے کہا اے بادشاہ! تجھ میں پانچ  
خلصتیں تھیں۔ جن میں پہلی یہ تھی کہ تو کھانا کھاتا تھا۔ اور مجھ کو نہیں دیتا تھا۔ اب میں  
اس بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے اور مجھ کو کھلاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ  
تیرے رو برو تمام دن کھڑا رہتا تھا۔ اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ اب میں ایسے خداوند کی  
خدمت کرتا ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ  
جا۔ تا کہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو۔ تیری یہ کہ تو تمام رات سوتا تھا۔ اور میں تیری  
محافظت میں پھرتا تھا۔ اور تو نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کو تو بھی آرام کر لے۔ اب میں  
ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا ہے۔ اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری  
محافظت کرتا ہے۔ چوتھی یہ کو تواب مر جائے گا۔ مگر میں اب اس خداوند کی خدمت میں  
ہوں کہ جس کو موت نہیں ہے۔ اور مجھ کو وہ اپنے ذکر سے زندہ رکھتا ہے۔ پانچ یہ کہ

میں تجھ سے خوف کرتا تھا کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جائے گا۔ تو تو مجھ کو سزا دے گا۔  
اب میں اس خداوند عالم کی خدمت میں ہوں کہ اگر کوئی قصور مجھ سے سرزد ہو جائے تو  
جس وقت تو پہ کرتا ہوں وہ معاف کر دیتا ہے۔

جو اب حضرت مصنف کتاب۔ پس اے طالب! فقر کی راہ فیض ہے۔ اور فیض  
عام ہوتا ہے اور فیض عام دنیا کا شرک ہے۔ بلکہ مطلق حرام ہے۔

### شعر

ترک دہ دنیا بیا راہ خدا  
فقر را ہادی است ہادی مصطفیٰ ﷺ  
پس معلوم ہو کہ علم شریعت لطف اللہ ہے اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے۔ اور کلام  
بزرگ سے کلام اللہ مراد ہے کہ جو ہر ایک بندہ مومن کا ذریعہ نجات آخرت ہے۔ اور  
نفس پلید نجس ہے۔ بلکہ دنیا مردار کا وسیلہ ہے۔ پس جو کوئی علم شریعت کو دنیا مردار کا  
وسیلہ بنائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت میں خراب و خستہ کرے چونکہ دنیا اور الٰہ دنیا  
ظالموں کی جگہ ہے۔ جس کی نسبت لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ہے۔ یعنی ظالموں پر  
خدکی لعنت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا والے ظالم بلکہ ظلم ہیں۔ جو ہمیشہ نفاق میں بیٹھا رہتے  
ہیں۔ یعنی فھرائے جو کچھ کہتے ہیں وہ حق باش کہتے ہیں۔ حسد اور نفاق کی راہ سے کچھ نہیں  
کہتے ہیں۔ پس جو اسلام کے نام سے سیراب نہیں ہیں۔ وہ فقر محمدی ﷺ سے بے  
نصیب ہیں۔

پس اے طالب! جو شخص قرآن و حدیث کے برکات سے سیرنا ہوگا۔ وہ کلام  
پاک کی قدر نہ کرے گا۔ ہمیشہ وہ رنج میں بیٹھا رہے گا۔ اور چونکہ (حضرت مصنف)  
کتاب اپنی نسبت فرماتے ہیں) کہ نہ میں فقیر ہوں اور نہ میں کامل ہوں۔ اور نہ میں  
عالم باعمل ہوں۔ بلکہ دنیا مردار کی حرص میں خوار ہوں۔ میرا زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی  
کلمہ نہیں ہے۔ چونکہ اقرار ہے مگر تصدیق نہیں، اگر تصدیق القلب ہوتی تو تبیک ایک

سے سکرات ہوتی ہے۔ پس یہی تھی موت ہے۔ یعنی سکرات۔ پس انسان کو چاہئے کہ ہر وقت کُلْ نَفْسٌ ذَا نَقْةُ الْمَوْتِ کا خیال رکھے۔ ایک دن ہم کو اس کا مزہ چکھنا ہوگا۔ پس لازم ہوا کہ جس نے کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ہادی بنا لیا۔ ضرور وہ صراطِ مستقیم پر رہے گا۔ اور اس کو معرفت کی لذت بھی اچھی معلوم ہوگی۔

**مترجم:** حضرت پیر شر حنفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حدیث میں وارد ہے کہ جب زکر یا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کہاوب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو۔ تو عرض کیا خداوند اور ہی آرا کہ جو تیری راہ میں میرے سر پر چلا تھا۔ قیامت تک چلا رہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا ایک دن سے ایک کیڑا اگر گیا۔ آپ نے یہ کہہ کر انھالیا کہ تو کہاں جاتا ہے۔ کیونکہ تیرا رزق تو اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر مقدر کر دیا ہے۔

اور کتب سیر میں لکھا ہے کہ بعد شہادت جناب سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کے جب اللہ تعالیٰ نے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ علیہ السلام اب تم کیا چاہتے ہو عرض کیا کہ وہی خجرا کہ جو تیری راہ میں میری گردن پر چلا تھا یوں ہی قیامت تک برابر چلا رہے۔

یہ تو اعلیٰ عاشق کا تذکرہ ہے۔ اب میں ایک اور بزرگ کا واقعہ لکھ کر اس نوٹ کو ختم کرتا ہوں کہ مامون رشید کو ایک مرتبہ اس امر کا شوق ہوا کہ کسی سے دریافت کیجئے کہ بعد مرنے کے کیا حالت ہوتی ہے۔ اول یہ مسئلہ علماء سے دریافت کیا۔ جب انہوں نے کہا کہ فقراء کی طرف رجوع کر۔ خیر بعد تلاش بسیار ایک درویش ملا۔ جبھی اس سے یہ امر عرض کیا گیا۔ تو اسے دو توعیذ مرحت فرمائے اور کہا کہ اس میں سے ایک توعیذ تو اس صاحب قبر پر رکھنا جس کو قبر پر آئے ہوئے ایک شب گذری۔ اور دوسرा توعیذ اس صاحب قبر پر

۔۔۔

لاکھ چوپیش ہزار پیغمبران اولو العزام کے ارشاد کو مجالاتا۔ جو فرماتے ہیں۔ یعنی ترک دنیا ہر عبادت کی جڑ ہے۔ اور اس مردار کی محبت ہر ایک گناہ میں آلوہ کرتی ہے۔ نعوذ باللہ منہما۔ اور فرماتے ہیں کہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق چاہتا ہے۔

### کلمہ طیب کے حروف کے معنی

پس اے طالب صادق! تھجھ کو معلوم ہووے کہ کلمہ طیب کے حروف میں ہیں۔ جن میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اس وجہ سے نقطہ دروغ اور ستم اور ظلم اور نفاق اور تکبیر اور ہوا اور طبع اور رشتہ اور بغض اور حسد اور مجب و نخوت اور حرص و بخل اور غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھے گا۔ بلا شک معنی متغیر ہو جائیں گے۔ اور اس کی زبان پاک اور دل صاف نہ ہوگا۔ چونکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور الٰل دنیا کو عزت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا ہے۔ اور نہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے جمع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بلکہ دنیا کے جمع کرنے والوں کو برا فرمایا ہے۔ اور نہ کہیں حدیث میں اس کا اشارہ ہے۔

پس اے طالب! دنیا وہ ہے کہ جو یاد مولیٰ کو دل سے بھلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے باز رکھے اور ہمہ تن انسان دنیا اور الٰل دنیا بن جائے۔ پس یہ خرابی کی بات ہے اور بغض صوفیا کہتے ہیں کہ دنیا وہ ہے جو یاد مولیٰ کے سوا کسی کے دل میں ذوق بخشدے۔ اور جو چیز کو دل میں فرحت بخشی ہے۔ وہ چیز خدا تعالیٰ کی یاد سے باز رکھتی ہے۔ اور جو باز رکھے وہ سُکر ہے۔

پس اے طالب! جو غص کے صاحب سُکر ہے۔ وہ اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ بلکہ نیکی اور بدی اس کے نزدیک سب برابر ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کا طالب ہمیشہ کفر و نفاق میں جتلارہتا ہے۔ اس واسطے کہ نہشہ شراب سُکر جوام الخباثت ہے، ہر وقت طالب دنیا اس سے بدست رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا باب کو اور باب بیٹے کو دار پر کھینچتا ہے۔ اور اے طالب صادق! جب ہم شراب کے تمام سُکر کو جمع کر دیں تو اس

رکھنا۔ جس کو سالہا سال گذر لے ہوں۔ جب ایسے مزار بھی میسر ہو گئے۔ تو دونوں تعویذوں کا امتحان کیا۔ اول نقش ایک شب کے مردہ کی قبر پر رکھا دیکھا کہ قدرت خدا سے وہ قبر پر فوراً شق ہو گئی۔ اور صاحب قبر پر شیان حال قبر سے یہ کہتا ہوا لکا کر خدا کے واسطے جلد بتا دے کہ قیامت آگئی۔ تاکہ اس عذاب سے نجات پاؤں۔ جو لاکھوں برس سے مجھ پر ہو رہا ہے۔ لہذا فوراً وہ تعویذ اس قبر سے اٹھایا گیا۔ اور صاحب قبر داخل قبر ہو گیا اور بحالت اصلی قبر ہو گئی۔ جب دوسرا تعویذ سالہا سال کی قبر پر رکھا گیا تو اس سے بھی بطریق مذکورہ صاحب قبر باہر آیا۔ اور کہنے لگا۔ آپ نے مجھ کو اس وقت کیوں تکلیف دی ہے۔ میں ایک خاص کام میں مشغول تھا۔ یعنی میرا صاحب آیا تھا۔ اور اس کا موتیوں کا ہار مجھ سے ٹوٹ گیا تھا۔ وہ یہ کہکر چلا گیا کہ جب تک موتی نہ چن لو گے۔ ہم ہرگز تمہارے پاس نہ آئیں گے۔ اور ہمارا ملنا ایک خاص لذت پر تم سے منحصر ہے اور وہ لذت ذاتِ الموت ہے۔ لہذا اس امید میں برسوں سے ٹھیکرا ہوا ہوں کہ دیکھنے کب وہ لذت میر آتی ہے کہ جو ذریعہ وصل ممٹوق ہے۔

پس اے طالب صادق! اگر تو بڑی باتوں کو ترک کرے گا۔ اور پچے دل اور پا کی نیت سے کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جائے گا۔ تو خزانِ برکات خداوندی تجھ پر خود بخود کھل جائیں گے۔ چونکہ کلمہ طیبہ کے حروف مثل دریا کے ہیں۔ اور ہر لفظ مثل حباب کے آب رحمت میں ڈوبا ہوا ہے۔ پس جس نے صدق دل سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہا اور فوراً اس پر دروازہ بہشت کھل گئے۔ چونکہ عصمت خداوندی ہے۔ پس جاننا چاہئے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب کلمہ طیبہ کو بیدار کیا۔ تو پہلے خود بے کام وزبان کے قدرت نے پڑھا۔ بعدہ اسی کلمہ طیبہ سے وصل محمد رسول اللہ ﷺ کو کیا اور نام اس کا صورتِ محمدی ﷺ رکھا۔ بلکہ اسی صورت کی خاطر قرآن نازل کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ کلام اللہ کی اصل خاص کلمہ طیبہ ہے۔ اور ہر ایک کتاب و کلام اسی کی

شرح ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاً کہتے ہیں۔ خدا کے ساتھ اخلاص اور موجب ذکر یہی کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور یہی رحمت اللہ اور برکت اللہ ہے۔ اور اسی پر ایمان اور اسلام ہے۔ اور یہی جان کنی کے وقت پڑھایا جاتا ہے۔ تاکہ مشکل آسان ہو۔ چونکہ یہ شیطان کا حصہ ہے۔ جس جگہ اس کا گذر ہے۔ وہاں سے شیطان بجا آتا ہے۔ اور یہی کلمہ طیبہ دوزخ سے بچنے کی سیر ہے۔ اور یہی کلمہ بہشت بریں کی نہروں پر پہنچانے والا ہے۔ اور اسی کلمہ میں تمام دنیا کے علم داخل ہیں۔

## علم کی تعریف

اب اے طالب! میں تجوہ کو علم کے معنی بتاتا ہوں۔ اس وجہ سے کہ العلم دانتن ہے۔ جس کے معنی جانے کے ہیں۔ پس سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کو جانا۔

یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا علم جانا؟ اس کا جواب یہ ہے۔ یعنی خداوند عالم عز انسنا، کا علم سب سے اول ازا بتدائے تا انہائے تکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانا۔ اسی وجہ سے لباس فقر احتیار فرمایا۔ اور ذکر اللہ اور معرفت کے طریقے اہل دنیا کو سکھلائے پس جو لوگ کرازل میں ایمان لا چکے تھے۔ انہوں نے تقدیق کی۔ اور جو مردوں دا بدی تھے۔ انہوں نے ٹکنڈیب کی۔

پس اے طالب! ان عالموں سے جو بے عمل ہیں۔ مجھے تجب آتا ہے کہ جو لوگ علم محمدی ﷺ کے جانے کے خلاف کہتے ہیں۔ اور دنیا کے علموں کا پڑھنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور کافروں کی رسموں کو قبول کرتے ہیں۔ نَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْهُمَا۔

پس اے طالب! انسان ہونا بہت مشکل امر ہے، رکسی نے حق کہا ہے۔ مسلمان در گور اور مسلمانی در کتاب۔

پس صوفیہ کے نزدیک انسان کے دعلم ہیں۔ ان میں سے اول عَلَمُ الْأَنْسَانَ مَالِمٌ يَعْلَمُ ہے۔ یعنی سکھلا تیں انسان کو وہ باتیں جو نہ جانتا تھا۔

اور دوسرا علم وَعَلَمُ أَقْمَ الْأَسْمَاءَ كُلُّهَا یعنی سکھلائے حضرت آدم علیہ السلام کو

کل چیزوں کے نام۔

پس جس کسی کو یہ دونوں علم معلوم ہوں۔ وہ پورا عالم ہو سکتا ہے۔ چونکہ علم کیا ہے ایک نکتہ باریک ہے۔ جس کی باریکی معرفت ہے۔ پس معرفت ہر علم کے ساتھ ہے۔ پس کتابوں کے پڑھنے سے عالم نہیں ہوتا۔ بلکہ قیل و قال کی بحثوں میں طلب مولیٰ سے رہ جاتا ہے۔ اور آجکل کے مسلمانوں نے جس کا نام ترقی رکھا ہے۔ دراصل وہ دنیا کی ترقی ہے۔ جس کی نسبت وعید ہے یا آجکل کے علمانے اپنا یہ شعار کر لیا ہے کہ جس پر چاہا کفر کا فتویٰ دھر گھینٹا۔ وہ اس مسئلہ کو نہیں جانتے کہ مسلمان کو کافر کہنا کب جائز ہے۔ عام اس سے راضی ہوں۔ یا خارجی۔ زندیق ہوں یا مرتد، عالم ہوں یا جاہل سب اسی بلا میں بتلا ہیں۔

### مترجم

آپس میں تم میں چوٹیں نہ جب پہ ہو ہی ہیں  
کیا ان سے قومی حالت سننے لگی پھر جہاں میں  
آپس میں اہل ایمان سب متفق ہیں باہم  
پھر دیکھنا ہماری کیسی ترقیاں ہیں  
با غور کو دے لو پانی اشجار خشک ہیں سب  
خود رو سے ہو گئے ہیں سینچا نہیں کسی نے  
کہتا ہے یہ ظہیری حالی نے مجھ کہا ہے  
پکھم کر لو نوجوان! اٹھتی جوانیاں ہیں

پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہووے۔ کہ علم میں کتنے حرف ہیں۔ یعنی میں اور لام اور میم ہیں۔ معنی حروف علم، اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں یعنی

علم سہ حرف است میں ولام و میم	عالم از علیے شود مرد و فہیم
علم سہ حرف است میں ولام و میم	یا بداراں عالیے قلب سلم
علم سہ حرف است میں ولام و میم	عالم از علیے شود مرد ریم

علم سہ حرف است میں ولام و میم زار شود حاصل صراط مستقیم  
وہ نہایت علم سوئے مصطفیٰ تھا است آں حقائق بردا بزرگ اللہ است  
پس اے طالب! آگاہ ہو کہ اس جگہ نہ کاغذ ہے۔ اور نہ سیاہی بلکہ سراسر وحدت  
حق ہے۔

ظہیری نہاں و عیاں جانتے ہیں  
جو راز حقیقت کو جاں جانتے ہیں  
پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہوتا کہ تاشیر حروف کے پڑھنے پر منحصر ہے۔ بس جس شخص نے علم توحید کو تحض خدا کے لئے حاصل کیا تو اس سے خواہشات مت جاتی ہیں۔ اور علم معرفت کھل جاتا ہے۔ جس نے دنیا کے لئے علم حاصل کیا تو اس کو دنیا مل جاتی ہے۔ مگر خدا کی معرفت سے محروم ہو جاتا ہے۔ اور دنیا کے حاصل کرنے میں کسی دلبویش کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ فقیر ہیں۔ وہ سوائے خدا کے ذکر کے اور کچھ نہیں کرتے۔ آخر کوئی لوگ حیات جاوادی پاتے ہیں۔  
پس اے طالب! فقیر کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ اور کیونکہ ہو۔ بلکہ یہ اہل دنیا کو عَدُوَّ اللہ جانتے ہیں۔ اور بے عمل عالموں کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ اور یہ حق ہے کہ شیطان کی موافقت نفس کی موافقت ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا کی موافقت ہے۔ اور ہوا باطن کی صفائی کے راستہ میں حاصل ہے۔ پس یہ لوگ حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس سے محروم رہتے ہیں۔ نعمہ باللہ منہما۔

اور اے طالب! جس کسی نے علم کو جانا اور عمل نہ کیا۔ وہ شخص نامرد ہے۔ اور جس نے علم کو جانا اور عمل کیا۔ وہ مرد دانا ہے۔ اور جس نے علم سے دنیا کا مرتبہ پایا اور دنیا کو جمع کیا۔ وہ دنیا سے بیگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے۔ اور جس نے دنیا کو آراستہ کیا۔ اس نے شیطان کو گویا معزز کیا۔ اور جس نے شیطان کو عزت دی تو اس نے گویا اپنے نفس کو عزت دی۔ اور جس نے نفس کو عزت دی اس نے گویا ہوا کو عزت دی پس وہ خدا کے

دیدار سے محروم ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ ﷺ کی محفلِ الدس سے محروم رہا۔  
قَوْلُهُ تَعَالَى: أَذِلَّةٌ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعَزَّةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ (۵۲-۵) یعنی ذات  
ہے موننوں کو اور عزت ہے کافروں کے واسطے۔

دوسرا حدیث میں وارد ہے **الْعَالَمُ الطَّامِعُ كَابْفِطِيٌّ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْهُ**  
**كَالْعَقِيمِ فَلَا يَكُوَلُهُ مِنْهُ نَفْعٌ وَلَا حَذْرٌ** یعنی طماع عالم کی مثال مرد عین کی ہے کہ  
دیکھنے میں تو مرد ہے۔ مگر دراصل نامرد ہے اور سننے والے کی مثال عقر یعنی بانجھ عورت  
کی ہے کہ خوبصورت بھی ہے مگر بچہ اس کے پیدا نہیں ہوتا۔

پس اے طالب! اس کے متعلق حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ بعض عالم  
باعمل علم کی قید میں رہتے ہیں۔ اور بعض نہیں۔ پس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے۔ وہ  
علم کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس سے جو کچھ علم کہتا ہے۔ وہ عالم وہی اس کا حکم بجالاتا ہے۔  
اور خدا کے حکم کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے۔ اور اس کو باطل کی طرف نہیں جانے دیتا  
ہے۔ اور حق بخفا ہے اور جس کسی کو علم راہ بے عملی میں مقید کرتا ہے۔ پس وہ ہرگز خدا کی  
نافرمانیوں سے بازنہیں آتا ہے۔ بلکہ اس کو وہی علم دنیا اور اہل دنیا کی طرف یجا تا ہے۔

پس اے طالب! علم کے جانے سے دو چیزوں حاصل ہوتی ہیں۔ اگر کسی نے خدا  
کو جانا وہ عارف باللہ ہوا۔ اور علم اس کا روح کے ساتھ حق کا یار ہوا۔ اور جس کسی نے  
اپنے آپ کو عالم جانا وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوا اسی واسطے **الْعِلْمُ حِجَابُ الْأَنْجَوْرُ** کہا  
گیا ہے۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ یہی مسی حجاب اکبر ہے۔ اور ایک حصہ  
علم ہو۔ پس اگر دونوں کا وزن کیا جائے تو علم کا پلہ بھاری نکلے گا۔ اس واسطے کہ حلم خدا  
کا نام ہے۔ اور اسی حلم سے علم ہے۔ اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ **الْعِلْمُ نَيْجَةٌ مِنَ**  
**الْحِلْمِ** یعنی علم نتیجہ حلم کا ہے۔

پس اے طالب! جو عالم کے علمائے کلام ربانی سے ہیں۔ وہ عارف کلام اللہ  
ہیں۔ جو وہ پڑھتے ہیں۔ قدرت ان کو سنتی ہے۔ اور جو عارف باللہ ساتھ حق کے ہیں۔

وہ خاموش ہیں۔ یعنی جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اس واسطے  
ذا کر رب اور مقرب رب ہمیشہ خاموش رہتے ہیں۔ کیونکہ خاموشی سے معرفت کے  
مرتبے زیادہ ہوتے ہیں۔ جب پرده حجاب علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس وقت فقیر کو مقام  
خاص میسر ہوتا ہے۔

پس جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی لذت ذکر سے اور  
تخیلات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور حلاوت ایمانی میسر ہوتی ہے۔ اس  
واسطے کہ قرآن ابتدا تلاوت ہے۔ اور انہا تلاوت ہے۔ پس ہر ایک حرف قرآن کا  
شیطان کے واسطے تیر کا کام دیتا ہے۔ اور عارف کو ہر ایک حرف اس کا غرق دریائے  
رحمت الہی کرتا ہے۔ اور شیطان سے امان پاتا ہے۔ اور **مُؤْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُؤْتُوا** کے  
مقام میں پہنچتا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے آپ نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

### استغراق کی اقسام

پس اے طالب! اب میں تم کو استغراق کے اقسام کی خبر دیتا ہوں کہ یہ دو قسم ہے  
ایک استغراق ذات اور مجلسِ محمدی ﷺ ہے۔ اور دوسرا استغراق ذات و صفات۔ جس کی  
نسبت حدیث شریف میں اشارہ ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةٍ یعنی جس نے  
اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اور اسی طرف اشارہ خداوند عالم کا ہے۔  
قَوْلُهُ تَعَالَى: وَإِذْ سُكِّرَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا یعنی یاد کر اپنے رب کو صبح و شام۔ پس اس  
ذکر سے بھی خفیہ منہ بند کیا اور **كُلَّ لِسَانَةٍ** کی تصدیق قلب کے ساتھ کی۔ کیونکہ ذکر  
قلب سے ہی قباچش ہے۔ بلکہ ذکر قلب کا اہل قلب کے آگے ظاہر ہے۔

### طالب کی قسمیں

پس اے طالب! اب میں طالب کی قسمیں بتاتا ہوں۔ یعنی طالب تین قسم کے  
ہیں۔ (۱) طالب دنیا (۲) طالب مولیٰ (۳) طالب عقی۔ پس اب یوں سمجھنا چاہئے کہ  
دنیا کے طالب کو دنیا کی طلب ہو۔ بلکہ تمام امور و نوادری کی آلو دگی اور جو عادات غلط کی

خواہش خلق کے ساتھ ہو۔ اور خدا سے دوری ہو۔ اور طالب عقیبے کو محض عقیبے کی طلب

۶۰

میں اور سیاہی اور کدورت کو دور کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طریقہ کے ساتھ صاحب توفیق کو میسر ہوتا ہے اور زندگی فناءِ نفس کرنے والے اور ہواہوں سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ یعنی مشاہدہ، مشاہدہ حقیقی اور حق نامقرب الی اللہ کو کہتے ہیں کہ باطن میں صفائی کے ساتھ انہیاء و انہیاء کی مجلس میں جاتے ہیں۔ اور صورت سے واقف اسرار ہوتے ہیں۔ اور سیرت سے حیات جادوائی پاتے ہیں۔ دوسرے صوفیہ کہتے ہیں کہ صاحب مراقبہ کی مثال مثل ملی کے ہے کہ چوہبے کہ مارنے میں پریشان رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ درمیان میں ہے۔

پس اے طالب! ان اشخاص کو مراقبہ کی حاجت نہیں کہ جو ظاہر و باطن میں ہمیشہ مجلس عجیب اللہ ﷺ میں اور مقام قرب میں رہتے ہیں۔ ان کو مراقبہ ان کی نیت کے موافق ان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اور روز مرہ خدا اور رسول ﷺ کے پیغام لاتا ہے بلکہ پیغام صحیح ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس ایسے شخص کو اکثر آدمی دیوانہ کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیگانہ اور اہل دنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے۔

ومیدم دیوانہ ہشیار باش طالب حق طالب دیدار باش  
اور مشنوی ہے۔

### مشنوی

عارفان را کشف گردد راز رب  
خواب غفلت رفت سوزش درد ماغ  
گر کے از سوز تر سد من بدہ  
نیست آنجا عقل و فکر با حضور  
آب با دریا رسد دریا باب  
نور سرش راز وحدت کبریا  
باز دارو غرق وحدت از وصال  
جان مردہ زندہ نفسے لاف زن

ذکر بزرگی روح آید در قلب  
ہر کر اشد ذکر روحي در دماغ  
یا الہی سوز وہ ایں سوز بہ!!  
انہائے عارفان است غرق نور  
ذکر و فکر و حلم ہر سہ شد حجاب  
فی امان اللہ دهد نور ش خدا  
ذکر و فکر و صحو و سکر و با خیال  
کرد دعوی مدعی با خویشن

اب میں یہ تنا تنا چاہتا ہوں کہ عقیبی کیا چیز ہے؟ صوفیہ کہتے ہیں کہ عقیبی سے مراد طالب کے درجات، جنت اور کھانا اور پانی اور نعمائے بہشت کے ملنے کا نام ہے۔ جس جگہ حور و قصور اور کوش و تسمیم ہے یا خواب میں یا عالم مراقبہ میں ان چیزوں کو دیکھئے۔ اور جب خواب سے بیدار ہو تو تمام عمر اس کو بھوک اور پیاس تک نہ لگے۔ بلکہ رات دن حور و قصور کے خیال میں اپنی زندگی گزارے ایں لِلْمُتَقِّيِّينَ مَفَادًا حَدَّ آتِيَ لِيْهُ بَعْدَ ڈرلنے والوں کو مراد ملتی ہے اور (ان کے لئے) باغ ہیں۔

اور طالب مولیٰ کو معرفت مولیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری درکار ہوتی ہے۔ جس وقت طالب مولیٰ خواب سے بیدار ہوتا ہے۔ صاحب ترک اور صاحب توکل کُلَّ لِسَائِه کا مصدقہ ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے۔ طالبُ الدُّنْیَا مُخَفَّق وَ طَالِبُ الْعُقُبَی مُؤْنَث وَ طَالِبُ الْمَوْلَی مُذَكَّر یعنی دنیا کا طالب مختش ہے اور عقبے کا طالب مونٹ ہے اور مولیٰ کا طالب خاموشی کے ساتھ مذکر ہے نہ خروش کے ساتھ متفکر با وجود یہکہ عارف کی توجہ ہمیشہ متوجہ ہو اور استغراق کے ساتھ حق ہو۔

پس اے طالب! عارف کامل وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف کو حکم پہنچ کر اس آدمی سے بات کر، اس سے اس وقت عارف ہمکلام ہو۔ وگرنہ نہ ہو۔ اور عارف کی کیمی مسم کم بغیر حکم رب کے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عارف بغیر حکم ربی کے کسی شخص سے ہم کلام نہیں ہوتے ہیں۔

### شعر

عارفان مادام باحق ہم محن  
عارفان از غیر حق بستہ ڈہن

پس جانا چاہئے کہ ذکر توفیق الہی سے ملتا ہے۔ اور محصیت و بدعت و گمراہی سے علیحدہ کرتا ہے اور مقام طریقت و حقیقت اور معرفت کی خبر دیتا ہے۔ اور دل کی محبت کا

عارفان را چشم از دل باصر  
کے تو ان کشت نفس دیوشت  
داد آدم را ہلاکت در بہشت  
نفس را توفیق بخشد کردگار  
هر که صاحب راز فرش بے نیاز  
معرفت حق کے رسداں خود فروش  
سر قرآن است رازش مصطفیٰ ﷺ  
سر نبوی ﷺ کس نہ گفتش جزاله

### عقل کل کی تعریف

اے طالب صادق! اب میں تجوہ کو عقل کل کی تعریف بتاتا ہوں، یعنی جس کسی کے  
دل میں جوش ہو وہ لب بستہ خاموش ہو۔ اس کو عقل کل کہتے ہیں۔ وہ ہمیشہ عبادت کے  
ساتھ خاموشی میں رہتا ہے۔ اور دل میں ولود وسیع رکھتا ہے۔ اور جس میں یہ صفت نہ ہو  
وہ ناقص ہے۔

اب میں تجوہ کو بتاتا ہوں کہ ٹکل لسانیہ کی خاموشی میں ستر ہزار حکمتیں ہیں۔ اور  
ہر ایک حکمت میں ستر ہزار حکمت معرفت ہے۔ اور اسرار الہیہ پوشیدہ ہیں۔ اور صاحب  
دل ہر وقت مثل دریا کے موج موج رہتا ہے۔

### فضائل و برکات لفظ اللہ

اے طالب! میں تجوہ کو فضائل و برکات لفظ اللہ کا موازنہ اور ثواب کتاب  
تورات اور انجیل اور زبور اور قرآن شریف سے لے کر بتاتا ہوں کہ جو ثواب تورات اور  
انجیل اور زبور اور قرآن میں ہے وہی ثواب سورہ فاتحہ امام الکتب میں ہے اور جو ثواب اور  
برکت بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ میں ہے اور جو برکت اور ثواب بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ میں ہے۔ وہ ثواب بکیر اولی یعنی اللہ اکبر میں ہے۔ پس جو برکت اور ثواب ان  
چہار رکعت میں ہے۔ وہی برکت اور ثواب بکیر تحریمہ میں ہے۔ اور جو بکیر تحریمہ میں  
ہے۔ وہ سب لفظ اللہ کی شرح میں ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو عامیت اور جامیت اسم اللہ میں داخل ہے۔ وہ بھن  
ذ کر اسم اللہ تعالیٰ میں ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ میں ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ وَلَيْلَةَ كُبُرٍ  
اللَّهُ تَعَالَى أَعْلَى وَأَوْلَى وَأَعْزَّ وَأَتَمْ أَكْبَرْ یعنی اللہ برتر اور بہتر اور زیادہ عزت والا اور  
بڑا بزرگ ہے۔

پس اے طالب! اگر تمام مخلوق کے جن و انس اور حش و طیور و چند پرند لفظ اللہ کی  
تمام برکت اور ثواب بیان کر سکیں تب بھی نامکن ہے کہ شمس اس کی برکت کو بیان  
کر سکیں۔ پس جو کوئی ذکر اللہ اور نام اللہ اور معرفت اللہ اور فکر سے منکر ہوا۔ پس وہ کافر  
ہے۔ یعنی سب کتابوں، سب فرشتوں سب پیغمبروں، سب اصحابوں، سب عالموں، اور  
سب فقیروں، سے منکر ہے۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پدایت و رسالت  
سے برگشتہ ہے اسی وجہ سے کافروں۔ یہودیوں۔ نصرانیوں نے اللہ تعالیٰ کے نام سے  
انکار کیا ہے۔ اور مسلمان کے دشمن ہوئے ہیں۔ اور دارالحرب سمجھ کر ان سے جنگ  
کرتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں ہے کہ اے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) دارالحرب  
کے کفار کو قتل کرو۔

اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے۔ اور جو کوئی  
ذکر اللہ اور نام اللہ کو گالی دے تو معلوم ہو کہ وہ شخص گروہ یہود و نصاری سے ہے اور جنگ  
اس سے واجب ہے۔ اگر وہ توبہ کرے تو توبہ اس کی قبول نہیں۔ اور جو کہ ذکر اللہ اور اسم  
اللہ کو برآ کہے۔ گویا اس نے قرآن اور جملہ اصحاب ﷺ کو برآ کہا۔ پس وہ شخص زمین میں  
زندہ دفن کرنے کے لائق ہے۔ یا اس کو قتل کریں۔ وہ شخص مردود اور مرتد ہے۔ نعوذ بالله  
منہما۔

### ادب اسم اللہ

پس اے طالب صادق!! اب میں تجوہ کو ادب اسم اللہ کا بتاتا ہوں۔ یعنی جو کوئی  
ادب اسم اللہ اور ادب کلام اللہ اور ادب نبی اللہ ﷺ اور ادب اصحاب رسول اللہ ﷺ  
اور ادب شریعت اور ادب علماء اور ادب فقراء کا نہ کرے وہ لمعون اور بیدین ہے۔ نعوذ  
ہے۔ وہ سب لفظ اللہ کی شرح میں ہے۔

کافر! اب جو چاہو وہ کرو۔ اور مجھ سے کچھ طلب کرو۔ اس وقت سب ارواح نے کہا  
خداوند! تجھ کو ہم تجھ سے ملتے ہیں۔

پس اس وقت حق تبارک تعالیٰ نے تم پیالے اپنے ید قدرت سے پُر کئے۔ پس  
ایک پیالے میں دنیا اور اس کا حسد و بغض و کفر و نفاق و کبر و غب بھرا۔ اور اس کو گفت رنگ  
کیا۔ اور تمام دنیا کی زیب و زینت سے اس کو آراستہ کیا۔ یہاں تک کہ اس کو شل دہن  
کے بنا دیا۔ اور اس پیالے کو ارواح کے سامنے بھیجا۔ پس اس سے نوح صہ ارواح اس  
پیالے کا مزاچھہ کر مست ہو گئیں۔ اور **خَيْرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ** ہو گئیں اور دنیا میں مل  
گئیں۔

پھر خداوند عالم نے ان ارواح سے ارشاد فرمایا کہ اب کیا چاہتی ہو کہ جو تم پر بھیش  
کروں۔ ارواح نے کہا خداوند! تجھ کو ہم تجھ سے چاہتے ہیں۔ پس حق تعالیٰ نے دوسرا  
ساغر تقویٰ اور ریاضت اور محنت گوناگوں سے پُر کر کے اس میں نعمائے جنت و حور و قصور  
سے آراستہ کر کے ارواح کے سامنے بھیجا۔ پس نو حصے روحوں نے وہ ساغر بہشتی نوش  
کیا۔ اور حور و قصور کی خواہشات میں بھتلہ ہو گئے۔

تیرا پیالہ ارواح، انبیاء اور اولیا اور فقراء اور عرفاء اور عرقائے احمدیت نے پیا کہ جو ذکر و  
فکر، شوق و دصال اور احوال فنا فی اللہ اور بقا باللہ اور آتش عشق سے پر تھا۔ اور جو کمال  
درج عنایت اور ولایت اور جمال و جلال کے ساتھ الوار پر درودگار کی تجلیات کے ساتھ  
انوار پر درودگار کی تجلیات گوناگوں کے مشاہدہ کا ساغر یکر گئ تھا۔ اس کو وہ مشتاق لقا اور  
عشاق لی من اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام قبر میں کامل ہوئے اور دنیا اور  
جنت ان پر حرام ہوئی۔

**مترجم:** اس کے متعلق ایک حکایت حضرت سلطان المشائخ حضرت نظام  
الدین محبوب اللہ بدایوی زری زریش کی لکھتے ہیں کہ جب حضرت خوجہ  
قطب الدین بختیار کا کی اوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محبوب اللہ سے فرمایا  
کہ اے نظام الدین تم محبوب اللہ بننا چاہتے ہو یا عاشق اللہ۔ آپ نے عرض

باللہ منہا۔

مطلوب یہ ہے کہ خاموشی والا کراما کا تین کے دفتر سے اخلاص ہے۔ اور اس کے  
دل پر اللہ کی رحمت کی نظر ہے۔ اور عام لوگوں کو خاموشی کے مراتب کب میسر ہو سکتے  
ہیں۔ صوفیہ کہتے ہیں کہ خاموشی انبیاء اور اولیا کا وظیرہ ہے۔

### پیدائش نور محمدی ﷺ کا مسئلہ

پس اے طالب! اب میں تجھ کو پیدائش نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بتاتا ہوں  
کہ جب حق تعالیٰ نے چاہا کہ عالم ارواح کو پیدا کروں۔ سب سے پہلے روح پر فتوح  
حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کو پیدا کیا۔  
اور خود ہی اس نور پاک کا والا و شیفتہ ہوا۔ اور حبیب اللہ کا خطاب دیا۔ اور اسی نور سرپا  
ظهور کو مخاطب فرمایا کہ لفظ گن فرمایا۔ اور ان سے اٹھا رہ ہزار عالم کو عرصہ ظہور میں لاایا۔ اور  
تمام جن و انس اور ارواح و ملائک کو پیدا کر کے آئندت بِرَبِّكُمْ فرمایا جس کے جواب  
میں سب نے لفظ بلی کہا۔ پس اے طالب! بعض نے زبان سے کہا۔ اور بعض نے دل  
سے کہا۔ بعض نے زبان سے کہا اور دل سے کہا۔ پس جس نے اقرار ساتھ تصدیق  
کیا۔ وہ مسلمان ہوا۔ اور جس نے کچھ نہ کہا وہ خاموش رہا۔ وہ زندیق ہوا۔ اور بعض  
ذمہ امتنو ائمہ کھفیوں کے مدداق ہوئے۔ یعنی پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے اور  
جس گروہ نے کہ دل سے کہا وہ دنیا و آخرت میں لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ  
کہنے والا ہوا۔ اور اس کا خاتمه بخیر ہوا۔ اور جس گروہ نے نہ دل سے کہا وہ زبان سے۔  
پس وہ دنیا و آخرت میں مرد رہا۔ اور اس کا خاتمه کفار کے ساتھ ہوا۔ کیونکہ اقرار  
باللسان و تصدیق بالقلب ہے۔ یعنی زبان سے اقرار ہے اور دل سے تصدیق اس کی  
ضروری ہے۔

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ جب آئندت بِرَبِّكُمْ کے جواب میں سب رو میں لفظ  
بلی کہہ چکیں اور ان میں سے مشیت نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کافر ہیں اور یہ مسلمان ہیں۔  
پس اس وقت سمجھا تعالیٰ نے ان روحوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے ارواح مومن و

کیا کہ میں کل اس کا جواب عرض کروں گا۔ اس میں آپ کا یہ مطلب تھا کہ میں حضور والدہ علیہ الرحمۃ سے اس کا تذکرہ کروں گا۔ جناب مخدومہ جو فرمائیں گی۔ وہ عرض کروں گا جب آپ خوبجہ صاحب کے بیہاں سے رخصت ہو کر دہلی تشریف لائے تو دہلی کے بازار میں ایک فقیر ایک دوکان پر بیٹھا ہوا ملا۔ اس نے پاؤز کہا کہ نظام الدین کل کیا جواب دو گے۔ آپ نے کہا کہ والدہ صاحب سے دریافت کروں گا۔ اس پر فقیر بولا کہ جا بابا کل ہم بھی تجھ کو اس بات کا جواب دیں گے۔ جب آپ مکان پر تشریف لائے اور حضور والدہ صاحب سے حال عرض کیا کہ میں کل جواب دینے کا وعدہ کر کے آیا ہوں۔ حضور مخدومہ جو فرمائیں وہ میں عرض کروں۔ اس پر حضور کی والدہ نے فرمایا کہ اچھا ہیٹا! کل ہم بھی جواب دیں گے۔ آخر کو آپ خاموش ہو گئے۔ جب صبح ہوئی اور آپ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو حضور کی والدہ نے فرمایا کہ بیٹا پہلے تم اس فقیر کے پاس جاؤ دیکھیں وہ تم کو کیا جواب دتا ہے؟ اس کے بعد میں تم کو جواب دوں گی۔ جب آپ اس فقیر کی حلاش میں بازار تشریف لے گئے تو اس دکاندار سے کہ جس کی دکان پر وہ فقیر بیٹھا ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ فقیر رات کو مر گیا۔ ابھی ابھی اس کی لاش سڑک کے بھلی گھیث کر لے گئے ہیں۔ دیکھا کہ ایک گڑھے میں وہ لاش پڑی ہوئی ہے۔ اور بہت سا کچھ پانی اس پر پڑا ہے۔ آپ نے اس لاش کو دیکھ کر فرمایا کہ وہ آپ تشریف لے گئے۔ اور ہمارے سوال کا جواب بھی نہ دیا۔ آپ نے دیکھا کہ اس لاش کو جنبش ہوئی۔ اور فوراً کلمہ طیبہ پڑھ کر اٹھ بیٹھے اور کہا کہ اے نظام الدین دیکھا تم نے یہی حالت عشاں کی ہے۔ جواب۔

یوں لپکاریں ہیں مجھے کوچھ جاناں والے  
ادھر آبھی ارے او چاک گریباں والے  
جااؤ اور تم مرتبہ معشووقی اختیار کرو۔ خدا کے لئے کہیں عاشقوں کے دفتر میں اپنا

نام نہ لکھوالینا۔ ورنہ میری سی حالت ہو جائے گی۔ یہ کہہ کر آپ پھر لیٹ رہے اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ جب حضرت محبوب الہی صاحب مکان پر تشریف لائے۔ اور کل ماجہہ حضور والدہ صاحب سے عرض کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہی بات میں تم سے کہنے والی تھی کہ عشاں کے لائق تمہارا اطرف نہیں ہے۔ بلکہ تم تو معشوق الہی ہو۔ جب آپ نے دوسرے دن جا کر حضرت خوبجہ قطب الدین سے عرض کیا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے اور آپ کو عروسانی خدامیں داخل کر کے مقام محبوبیت عطا فرمایا۔

اس حکایت سے ہم کو یہ نتیجہ نکالنا مقصود تھا کہ جو لوگ طالب مولی ہوتے ہیں وہ ہرگز دنیا تو دنیا جنت کی بھی پروانہیں کرتے۔ بلکہ وہ مولی کی طلب کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں اور مقام جنت کو بدتر از گناہ جانتے ہیں جیسا کہ اس فقیر نے حضرت محبوب الہی سے فرمایا اور مقام عشق کی کیفیت آپ کو دکھلادی۔ اسی واسطے عشاں اپنے آپ کو ہر وقت مقام عاشقی میں رکھتے ہیں۔ اور جو داردات اس عاشق پر گذرتی ہے۔ وہ سب اس معشوق حقیقی کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسا کہ میری اس غزل سے ظاہر ہے اور جنکا اس جگہ لکھنا مناسب سمجھتا ہوں اور جو یہ ہو۔ غزل مقام توحید۔

نور کس کا مثل بو یوسف کے پیرا، ہن میں تھا  
اے زیغا ہاتھ کس کا تھا جو اس دامن میں تھا  
جلوہ آرا وہ حریم خاطر روشن میں تھا  
جو شعاع نور اوج طور کی چلن میں تھا

اپنے سر پر آپ کیوں فرہاد تیشہ مارتا  
دست شیریں کا اشارہ پر دہ آہن میں تھا  
تو نہ کرتا قتل تو بھی کھنچ کے آتی تیز تن!  
زور مقناطیس کا میری رُگ گردن میں تھا

ایک جانب تیر مڑگاں اک طرف ہے تنقیز  
دل کو جب دیکھا تو اپنے حلقة دشمن میں تھا

قبر کے سائل کو جو ہم نے دیا روکھا جواب  
خاک لیتے کیا ہمارے گور کے دامن میں تھا  
فتنه آفاق تھا یا آفت پیر و جوان  
وہ تمہاری کھیل کا انداز جو بچپن میں تھا  
تو نے لے کر کیا کیا اے دسد طوفان فنا  
نقد حیرت جو حباب بحر کے دامن میں تھا  
شعع کی حاجت نہ تھی ہم کو ظہیری قبر میں  
آفتاب ہمراں ہمراں سینہ روشن میں تھا  
اس کے بعد حضرت مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ پس اے طالب صادق! عارفون  
کو خاموشی کی عادت اسی سب سے ہے کہ وہ اس ساغر وحدت سے ہر وقت جوش و  
خروش میں رہتے ہیں۔ اور کوئی ساتھ خاموشی کے ہشیار ہے۔ اور کوئی مست و سرشار  
ہے۔ پس ان کا لطف بقدر ان کی استعداد کے ہے۔ وہ ہر وقت حضور میں حاضر ہیں اور  
بقدر مراتب قہر اور فیض بہ فیض ہیں۔ پس ہر ایک کے واسطے جو کچھ ان کے لائق  
تھا۔ وہ عالم ازل علی میں مقدر ہو چکا تھا۔ اس کی موید حدیث اللآن کَمَا كَانَ ہے۔ اور  
دوسراؤں اللہ تعالیٰ کا یقُّلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ (۲۲-۱۲) یَحْكُمُ مَا يُرِيدُ (۵-۱) یعنی کرتا ہے  
اللہ جو چاہتا ہے۔ اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔  
لیکن انسان کو نعمت اللہ تعالیٰ سے انصاف کرنا چاہئے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ قوْلُهُ

تعالیٰ:

أَخْسَنَ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ  
لیعنی شکل کر جیسے کہ اللہ نے شکل کی تیرے ساتھ  
اور حدیث الْسُّدُنُّا حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ  
حرام ہے دنیا والوں پر اور عقبے حرام ہے  
الْعُقْبَى وَالْعُقْبَى حَرَامٌ عَلَى أَهْلِ

الْتَّنْبَأُ وَالْعُقْبَى حَرَامٌ عَلَى طَالِبٍ طالب مولیٰ پر۔

پس اے طالب صادق! جانتا چاہئے کہ دنیا کا ذکر وہ شخص کرتا ہے کہ جو دنیا کی  
طلب میں ہوتا ہے۔ پس جو لوگ دنیا کے ذکر میں رات دن مشغول ہیں۔ وہ اس واسطے  
مشغول ہیں کہ دنیا انہی کی معشوق ہے۔ پس وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے پاس دیکھتے  
ہیں۔ اور بیقرار ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت اس کے ذکر میں پریشان رہتے ہیں۔ پس فقیر  
کو چاہئے کہ کبھی دنیا کا نام نہ لے اور نہ کبھی دنیا کا ذکر کرے۔ اس واسطے صوفیہ کہتے  
ہیں کہ شخص دنیا کے نام لینے سے چالیس روز تک سیاہی اس کے دل سے نہیں جاتی ہے۔  
خواہ اتفاق سے فقیر دنیا کا نام لے اور جو کوئی مولیٰ کا نام ایک بار بھی محبت سے لے تو  
ستر بس تک اس کے دل میں روشنی رہتی ہے۔ اور جس کو دنیا کا تقرب ہے وہ خدا سے  
دور نہیں ہے۔

پس اے طالب! اگر تو کسی فقیر کو باعزت ریکھے اور اس کو خانقاہ یا درجات دنیا کی  
منزليت میں مصروف پائے تو جانتا چاہئے کہ حقیقت میں وہ ابھی گمراہی کے جنگل میں  
ہے۔ پس جو شخص دنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ تو وہ گویا نفس کی خواہش کو ترک کر دیتا ہے۔  
اور نفس کو قتل کرتا ہے۔

قولہ تعالیٰ تَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ یعنی قبل کرو اللہ کی راہ میں اپنے نفسوں کو۔  
پس صوفیہ اسی کو جہاد کہتے ہیں۔

مثنوی

اے زمِن وابستہ جائے مردمِ ان دروں تسمِ توئی با ماخن  
آنچہ خواستن ازمِ طلب ہر زہ گر بگذارو گردیدن طلب  
بہر از وقت غمِ مخوارائے جہلا کم نے باشد ہماں روزیئے ما  
پس اے طالب صادق! یوں سمجھنا چاہئے کہ عالم ظاہر اور ہے اور عالم باطن اور  
ہے۔ اور عالم مسی اور ہے اور عالم ہشیاری اور ہے۔ یا یوں سمجھنا چاہئے کہ جس طرح

مست کو ہشیار کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے یا ہشیار کو مست کی صحبت سے عار ہوتی ہے۔ جو کوئی بادشاہ کے حضور میں ہر وقت حاضر رہے گا۔ تو اس کی نظر ہر وقت بادشاہ پر رہے گی۔ پس اسی طرح فقیروں کی نظر ہر وقت اللہ پر رہتی ہے۔ اور یہ لوگ ماسوائے اللہ کو ترک کر دیتے ہیں۔

### مثنوی معنوی

بند بکسل باش آزاد اے پر چند باشی بند سیم و بند زر  
ہر کہ راجا مہ زعشش چاک شد او ز حس و عیب کلی پاک شد  
ہر کہ اواز ہم زبانی شد جدا بے زبان شد گرچہ وارد صد نوا  
حضوری ذکر او مذکور باشد وجود عارفان پُر نور باشد  
پس اے طالب! اسی واسطے ان پر رضی اللہ عنہم و رضوان عنہ کہنا چاہئے۔  
اور حضرت ابو درداءؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ اول وہ چیز  
جو بندہ کے اعمال کے ترازوں میں رکھی جائے گی وہ حسن خلق اور سخاوت ہے۔ اس واسطے  
کہ حق تعالیٰ نے جب ایمان کو پیدا کیا تو ایمان نے کہا کہ الہی مجھ کو زبردست کر اس  
واسطے کہ میں حق عظیم کے ساتھ ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان حسن  
خلق اور سخاوت کے ساتھ مضبوط کیا۔

مترجم: حدیث میں وارد ہے کہ اخلاق سے مخلوق کے ساتھ پیش آئنا اخلاق  
محمدی ﷺ ہے۔ اس جگہ اخلاق کے معنی کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہوں  
کہ ایک مرتبہ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ جو اہمہ عشر سے ہیں۔ ایک دن  
شہر بغداد میں ایک حمام کے ایک جانب تھے کہ اتنے میں ایک لشکری آیا اور  
اس نے ان کو اس جگہ سے اٹھا دیا اور کہا اے اسود (یعنی آپ بہت سیاہ رنگ  
کے تھے اس وجہ سے اسود کہا) میرے سر پر پانی ڈال اور مجھے نہلا دے۔ یہ  
لشکر فوراً امام موصوف نے اس کے سر پر پانی ڈالا کہ اتنے میں ایک اور شخص  
دہا آیا جو کہ امام موصوف کو جانتا تھا۔ اس نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر

جیخ ماری۔ اور کہا اے جندی! تو ہلاک ہوا تو این بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خدمت لیتا ہے۔ پس وہ لشکری آپ کے پاؤں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا کہ جب میں نے تم سے پانی ڈالنے کو کہا تھا تو تم نے کیوں نہ انکار کیا۔ آپ نے یہ فرمایا کہ یہ میرا اخلاق محمدی ﷺ کے بالکل خلاف تھا۔ اور دوسرے انہا المنشوبة یعنی یہ کارثواب تھا۔ اور میں نے نہ چاہا کہ جس کام میں مجھے ثواب ملے اس میں تیری نافرمانی کروں۔ یہ حکایت اخلاق محمدی ﷺ کے متعلق تھی۔ تو اب اس زمانہ میں یہ امر تو ناممکن ہے۔ بلکہ آجھل ہم نے دیکھا ہے کہ بڑے بڑے سیدزادے معمولی بلکہ بدترین لوگوں کے یہاں خدمتگاری پر نوکر رکھے جاتے ہیں اور ان سے طرح طرح کی خدمات لیتے ہیں۔

اب رہی سخاوت دراصل تنی بھی کچھ اور ہی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی فضیلت قرآن و حدیث میں ہے۔ دراصل یہ بات ہے جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

گر جاں طلبی مضافتہ نیست

گر زر طلبی خن دریں است

روپیہ جو ہے اس کا تعاقب ساتھ دل کے یعنی گوشت دل کا گھردار دیدیا آسان گھر  
روپیہ دینا مشکل ہے۔

پس اے طالب! جب حق تعالیٰ نے کفر کو پیدا کیا تو کفر نے کہا خداوند ا تو مجھ کو  
قوی کر اللہ تعالیٰ نے کفر کی خواہش پوری کی اور اس کو بد خلقی کے ساتھ متصف کیا۔

### فقیر مفلس ہے

اب اے طالب صادق! تھوڑوں میں یہ بتاتا ہوں کہ فقیر مفلس ہے۔ اگر فقیر کی ملکیت میں ایک درم بھی ہوگا تو میدان حشر میں اس درم سے اس کی پیشانی پر داغ دیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث اصحاب صفحہ ﷺ میں ہے۔ پس معلوم ہو کہ جس فقیر کی ملکیت میں ایک درم ہو تو وہ بخیل ہے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور سہارا نہیں ہے۔

مترجم: حدیث میں وارد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک

یعنی دنیا تمہارے واسطے اور عین تمہارے  
واسطے ہے۔ لیکن مولیٰ میرے واسطے ہے

یعنی ہمارے موافق اللہ ہے اور اچھا و کمل  
ہے۔

یعنی بہک نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی

اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔  
حدیث: **الَّذِي أَلْكُمْ وَالْعَقْنُ لَكُمْ**

**وَالْمَوْلَى لَنِي**

اور اسی طرف اشارہ ہے: **حَسْبُنَا اللَّهُ**  
**وَنَعْمَ الْوَكِيلُ**

اور قرآن تھالی: **مَا زَانَ الْبَصَرُ وَمَا**  
**طَغَى**

### عشاق کا مقام اور حصہ

پس اے طالب صادق! اب میں تمھے کو عشاق کا مقام اور حصہ بتاتا ہوں:  
یعنی اگر دوزخ عاشقوں کا حصہ ہوتا۔ تو اس کا  
جمال یار کے وصال کے ساتھ شوق کرتے  
اور اگر جنت مشائقوں کا حصہ ہوتی۔ تو اس  
میں بغیر جمال یار کے شور پختے۔

حدیث: **لَوْ كَانَتِ النَّارُ نَصِيبُ**  
**الْعَاشِقِينَ مَعَ وَصَالَ جَمَالَهُ .**

وَأَشْوَقَةُ وَلَوْ كَانَتِ الْجَنَّةُ نَصِيبُ  
**الْمُشَائِقِينَ بِدُونِ جَمَالَهُ فَوَأَنِيلَةٌ**

اکی واسطے خداوند عالم فرماتا ہے:

**قَوْلُهُ تَعَالَى: سَلَامٌ لَّوْلَآءِنْ رَبِّ**

**الرَّحِيمِ**

پس اے طالب صادق! اس شخص کو خدا کا دیدار نہیں مل سکتا کہ جو تارک الصلوٰۃ  
ہے۔ اور جس کے دل میں سخاوت اور ذکر خدا نہیں ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے۔

حدیث: **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُنْهَبُنَ**  
یعنی تحقیق بھلائیاں دور کرتی ہیں برا یوں کو

اور تحقیق سخاوت دور کرتی ہے۔ برا یوں  
کو۔ اور تحقیق کلمہ طیبہ دور کرتا ہے برا یوں  
کو۔

**السَّيْئَاتِ وَإِنَّ السَّخَاوَاتِ يُنْهَبُنَ**

**السَّيْئَاتِ وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبُ يُنْهَبُنَ**

**السَّيْئَاتُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ**

**اللَّهِ**

شخص کا اصحاب صفات سے انتقال ہو گیا۔ جب لوگوں نے اس کی تجربہ و  
عکسین کے واسطے نکالا تو اس کے پاس سے درم نکلا۔ اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ  
والسلام نے فرمایا کہ کل قیامت میں اس درم کا داغ اس کی پیشانی پر دیا  
جائے گا۔ اور یہ شخص دنیا مردار کے گروہ سے اٹھایا جائے گا۔ چونکہ اس کا  
بھروسہ خداوند الغیوب پر کافی نہ تھا۔

اور صوفیہ کہتے ہیں کہ جس کے ترک سے ایک درم نکلے وہ فقیر نہیں ہے۔ بلکہ وہ دنیا  
دار ہے، اس کے بعد حضرت مصنف نے یہ حکایت تحریر کی ہے کہ سلطان العارفین بازیز  
بسطامی قدس سرہ کو نماز نوافل میں چند خطرات گذرے۔ آپ نے فوراً نماز کو توڑ دیا۔ اور  
اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج ہمارے گھر سے دنیا کی بوآتی ہے۔ خدام نے عرض کیا کہ  
حضور ہم تو سخت بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اور ایک حب تک ہمارے پاس کیا ہمارے گھر بھر  
میں نہیں ہے۔ بلکہ ہم بھوک کے سب سے خود جاں بلب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت  
بازیز بھٹکنے نے فرمایا کہ میرے خطرے حکمت سے خالی نہیں ہیں۔ لہذا گھر جہاڑو سے  
صاف کرو۔ جب خدام نے مکان کو جہاڑو دے کر صاف کیا۔ تو ایک پنگ کے نیچے کچھ  
چھوہاروں کی گھلیاں لٹکیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے گھر میں اس قدر متاع ہو وہ گھر  
تاجرا کا ہے۔

اس کے بعد حضرت مصنف فرماتے ہیں کہ فقیر مفلس ہے اور مفلس کے گھر میں  
چور اور شیطان نہیں آتا۔ اس واسطے کہ حدیث **الْمُفْلِسُ فِي أَمَانِ اللَّهِ** یعنی مفلس خد  
اکی پناہ میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیر ہونا آسان کام نہیں۔ پس خدا جس کو چاہے  
فقیر کر دے۔

پس فقیر کو فقر پر اعتبار ہے۔ اور فقر بکار ہے۔ اور نہ زیر بار دنیا نے مردار ہے پس  
اللہ بس باقی ہوں ہے۔

اور حدیث میں جو ہے۔ **مَنْ لَكَ** یعنی جس کے واسطے مولیٰ ہو اس کے واسطے  
**الْمَوْلَى فَلَهُ الْكُلُّ** سب کچھ ہے

پس جیسا کہ صاحب بقا بسب خبر بقاء کے نعمائے بہشت کو فراموش کرتا ہے۔ اسی طرح دنیا اور لذات دنیا کو بلکہ ماسوائے اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مولیٰ کی طلب سے مراد دیدار ہے۔

شرم باید از خلائق، خوف باید از خدا  
ہر کہ راملت نہ باشد او ز کسب از حق جدا

پس اے طالب! جس کسی کی کوئی ملت نہ ہو۔ وہ کسب سے خدا تعالیٰ سے حاصل کرے یعنی معرفت الہی باطن کے ذکر سے حاصل کرے۔

مترجم: صوفیہ کو دو طریقہ سے علم باطن حاصل ہوتا ہے۔ ایک وہی دوسرا کسی ہے۔ پس جو علم وہی ہوتا ہے وہ پیدائشی ہوتا ہے۔ اور کسی کسب سے حاصل ہوتا ہے۔ جس طرح علم ظاہر پیغمبر پر ہے نہیں ہوتا ہے اور وہی سے مادرزادوں ہوتا ہے۔ جس طرح خوبجہش تحریر وغیرہ۔ مگر وہی کم اور کسی زیادہ لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ اور مرتبہ تکمیل میں دونوں برابر ہوتے ہیں۔ صرف فرق اس قدر ہوتا ہے کہ کبی محنت سے اور وہی فضل الہی سے ملتا ہے۔  
اس کے بعد حضرت مصنف کتاب نے چند اشعار ایک غزل کے لئے ہیں جو یہ ہیں۔

اے مرد دیں میدان بیا کر سر رود رفتہ بدہ  
با عشق در میدان بیا گر سر رود رفتہ بدہ  
در کنج باجاناں نشیں مکہ عاقلی گم شد دریں  
عشاق را مردن ہمیں گر سر رود رفتہ بدہ  
مردن ازاں روز است مگر گرجان خیزد سر رود  
ہر گز نہ تام رو گر گر سر رود رفتہ بدہ

پس اس سے معلوم ہوا کہ غاشق کا طمعہ زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت قدم ہے۔ وہ شوق مشاہدہ کے ساتھ ہے۔

زاہد ازْتَهِمْ دُوزْخْ چند ترسانی مرا  
آتشے دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر ات

## عاشق کی تعریف

پس اے طالب! اب میں تھوڑا کو عاشق کی تعریف بتاتا ہوں کہ عاشق اس کو کہتے ہیں کہ جو ساتھ حق کے ہر وقت مستغرق اور متوجہ ہو۔ پس اگر قہر اور جلال کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو تو اسم اللہ کی گرمی سے اگر فقیر چاہے تو مشرق سے مغرب تک ایک آن واحد میں جل جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے اپنے ملک میں اختیار دے۔ اسی قدر مہربانی اس پر زیادہ ہو۔ جس طرح کہ درخت پتھر کھاتا ہے اور پھل دینا ہے۔ اور شرح حدیث مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانِهِ سے ظاہر ہے۔ یعنی زبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جسم اور جوہر مخلوق اور ذات خدا غیر مخلوق ہے۔ اور اس کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا شرک اور کفر ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے تَفَكِّرُوا فِيْ نِعْمَاتِهِ وَلَا تَفَكِّرُوا فِيْ ذَاهِبَاتِهِ یعنی فکر کرو اس کی نعمتوں میں اور مت فکر کرو اس کی ذات میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمت عظیمی ہے۔ جس طرح معرفت وحدت اللہ اور تفکر اور تصور باسم اللہ اور تلاوت کلام اللہ ہے۔

پس مسلمان آدمی وہ ہے کہ جو اپنے نفس کو نیکی اور بدی کے انصاف کا منصف بنا دے اور جو گناہ کو یاد کرے اور خدا کو فراموش، پس یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

پس طالب کو چاہئے کہ اس آیت کو ہر وقت پیش نظر کرے۔ بلکہ ہمیشہ توہہ میں مشغول رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے۔ اور اس سے فضل کا خواستگار ہو۔

قولہ تعالیٰ: وَأَخْرُونَ أَغْرَقُوا  
بِذَنْبِهِمْ خَلَطُوا أَعْمَالًا صَالِحًا  
وَأَخْرَ مَسِيَّاً طَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ  
اور کچھ اور پس جو اپنے گناہوں کے مقر ہوئے اور بلا یا ایک کام اچھا اور دوسرا ایسا قریب ہے کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے

عَلَيْهِمْ طَرَقٌ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَّحِيمٌ .

(۱۰۲-۹)

بِسْكَ اللَّهِ بَخْشِيَّةِ وَالْمُهْرَبَانِ هُنَّ -

اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوہ  
تحصیل کرو جس سے تم انہیں سترہ اور  
پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر  
کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا  
چین ہے اور اللہ سننا جاتا ہے۔

علیہمْ (۱۰۳-۹)

اوہ تیری آیت قولہ تعالیٰ: خُذْ  
لِيْقَنِيْ کیا نہیں جانا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تو بے قول  
کرتا ہے اپنے بندوں کے صدقوں کو قبول  
کرتا ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ تو بے کا قول  
کرنے والا ہے۔

هُوَ التَّوَابُ الرَّحِيمُ (۶-۷)

هر کہ را توفیق یاری از خدا  
نفس دشمن جان من ایمان من  
ازوہن دوئی نیا بد چوں چما  
مرد یا قوتی کہ بنفس امیر  
پس بخور پس نوش دراہ رازگیر  
اسم اعظم راز اسم ھو بیاب  
پس اے طالب! تجوہ کو معلوم ہو وے کہ شرح ذکر اللہ کلمہ طیب و مستغرق فنا فی اللہ  
ذات سے مراد ہے۔ چونکہ

ہر کہ آمد بذات قانی او

کے بسوئے صفات بیند او

یعنی کلمہ طیب سراسر تاثیر رکھتا ہے۔ ادھر اقرار زبانی ہوا۔ ادھر تصدیق قلبی ہو گئی۔  
پس جس وقت تصدیق درست ہوئیں اس وقت کلمہ طیب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدَ رَسُولُ  
اللَّهِ کی تاثیر تمام جسم کے وجود میں سراحت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہو جاتا ہے۔ اور ہر

ایک دل کی روح کے ساتھ مصافحہ اور ملاقات روحانی ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ توفیق حق  
رفق ہو۔ اور اس وقت ولایت اولیاء اللہ کے مرائب پر مشی حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ  
علیہا کے وحضرت سلطان با یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے حق جاتا ہے۔ یوں تو کلمہ  
پڑھنے والے بہت ہیں۔ مثل یزید زاہد کے اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر  
پہنچا اور اس نے کلمہ کی تصدیق کی۔ پس وہ مطلق صادق ہوا۔ اور کلمہ طیبہ اس کے وجود  
میں یکسر تاثیر کر گیا۔ لہذا طالب کو چاہئے کہ کلمہ پڑھنے میں توقف نہ کرے۔ چنانچہ جہاں  
تک ممکن ہو سکے کلمہ طیب پڑھے۔ کیونکہ یہ کلمہ جان کا منس ہے اور یہ کلمہ ایمان کے  
ساتھ ہے۔ خواہ طاعت میں یا معصیت میں ہو۔ چونکہ بخاری شریف کی حدیث میں  
ہے۔

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ يعنی جس نے کہا لا إله الا اللہ محمد  
رَسُولُ اللَّهِ دَخْلُ الْجَنَّةِ بِالْحِسَابِ دُسُولُ اللَّهِ پس داخل ہو اجنت میں بغیر  
وَبِالْعَذَابِ حساب اور بغیر عذاب کے  
اس سے معلوم ہوا کہ حقیقت کلمہ طیبہ کی وہ جان سکتا ہے جو کہ معرفت الہی پر پہنچا  
ہو۔ اور یہ کہ دوزخ کی آگ سے باہر آیا ہو اور نجات پا گیا ہو۔ اور یا کلمہ طیبہ نے اس کو  
دنیائے زمانی سے کھینچا ہو۔ یا یہ کہ کلمہ طیبہ نے اس کو مجلس محمد ﷺ میں پہنچایا ہو۔

### کلمہ طیبہ کی تعریف

پس اے طالب صادق! اب میں تجوہ کو کلمہ طیبہ کی تعریف بتلاتا ہوں۔ جانتا چاہئے  
کہ کنم کلمہ طیبہ کی وصال ہے۔ اور انتہا کلمہ طیبہ کی مشاہدہ الہی ہے۔ پس اس سے معلوم  
ہوا کہ رسم کے مطابق کلمہ پڑھنے والے کو کلمہ گوئیں جانتے۔ گوہ زبان سے کلمہ پڑھنے  
ہیں۔ مگر وہ کلمہ ان کے حلق کے اندر سے یچھے نہیں اترتا ہے۔ بلکہ کلمہ زبانی اور ہے۔ اور  
تصدیق اور ہے۔ پس جس کسی کو کلمہ کی معرفت حاصل ہو گئی۔ وہ صاحب معرفت الہی  
ہے اور اس کی روح زندہ اور اس کا نفس فانی ہے۔ پس جو عشاقد ہیں۔ وہی اس کلمہ کی  
تعریف کو جان سکتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ وصال حق ہوتے ہیں۔

میں مستقر ہوں۔ تو اس پر نماز اور روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص مجدوب حضور ہوتا ہے۔ اور شریعت اسلام میں مجنون اور فاتر الحقل پر نماز ساقط ہے۔ اور جو استغراق نور اللہ عین العنایت ہو۔ اور اس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو تو ایسا فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایسے فقیر کو مست کہتے ہیں۔ جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔

### احکام شریعت

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو شریعت بتاتا ہوں۔ یعنی کہ ہر ایک بندہ مون کو چاہئے کہ جب کوچھ درویشی میں قدم رکھے تو پابندی شریعت کے ساتھ رہے اور قرآن و حدیث پر عمل رکھے اور صحبت علماء و فقراء کو اختیار کرے۔ پس جس امر کے واسطے شریعت کا حکم ہو۔ اس کو اختیار کرے۔ اور جس سے شریعت منع کرے اس سے بیزار رہے اور درمیان میں اس کے کوئی جست شیطانی اور نفسانی کو دغل نہ دے مثل شرک اور کفر اور فتنہ و فساد کے۔ جس طرح کہ حسد اور نفاق اور کبر اور عجب اور الفاظ ناشائستہ وغیرہ مثل اس کے۔

اب میں اے طالب صادق! تجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ شریعت کوئی چیز کا حکم دیتی ہے۔ جس کی اطاعت تجھ پر فرض ہو۔ پس تجھ کو چاہئے کہ تو دین رسول اللہ کو کلام اللہ اور حدیث اور فقر محمدی ﷺ اور صبر اور شکر اور ترک اور توکل اور اطمینان اور غنا اور آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے مضبوط کرو اور ثابت قدم ہو۔

قول مصنف اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ طالبُ العلم خیرٌ مِنْ الْفَرَّادِ وَ حَافِظٌ وَ عَابِدٌ یعنی علم کا طالب ہزار زادہ اور حافظوں اور عابدوں سے بہتر ہے۔ اس واسطے کہ ذکر اور کفر، طریقت اور حقیقت اور معرفت اور مشاہدہ نور اللہ اور مجلس محمد رسول اللہ ﷺ تک پابندی شریعت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ ایک خطرات شیطانی سے دوسرا استدراج پر بیٹھانی سے جیسا کہ ان اشعار سے ظاہر ہے۔

پس اے طالب صادق! جس طرح حاجی دو قسم کے ہوتے ہیں یعنی ایک تو حاجی جان و دل کے کعبہ کے۔ دوسرے حاجی آب و گل کے کعبہ کے۔ اب اس کو یوں سمجھنا چاہیے کہ کعبہ دل رپ جلیل کا بنایا ہوا ہے اور کعبہ گل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

للمبا کعبہ شد قبلہ حاجات      بقبلہ سجدہ از بہر حق ذات  
دو دل حاجی نہ گرد با جابش      کہ دل با قبلہ قبلہ با جابش  
پس جاننا چاہئے کہ طوافِ کعبہ گل سے الہام ہوتا ہے۔ اور طوافِ کعبہ دل سے  
معرفت الہی تمام ہوتی ہے۔

درخدا نیست خدا لا مکان است  
گر خواہی دریافت خدا زندہ بجان است

پس اے طالب! زندہ جان کوئی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہو جائے کہ یہ تاثیر تصور اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے سرپرده چشم کل جاتا ہے۔ اس وقت ایک دم اس کے غلبے سے قرآن نہیں ہوتا۔ اور اس کا مقام یسیسو رافی الارض (۱۰۹-۱۲) ہو جاتا ہے۔ چونکہ

محبت است کہ یکدم نے دہد آرام  
و گرنہ کیست کہ آسودگی نے خواہد

### مقام سکر کی تعریف

پس اے طالب! میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ مقام سکر اور مستی حق تعالیٰ سے دوری پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت اور ہشیاری سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی ملتی ہے۔ اور قرب حضوری ہوتی ہے۔ اور خاص الحصوص ذکر اللہ سے۔ پس سکر تمام اور مستی وہ ہے کہ آدمی ہمیشہ سکر اور مستی میں رہے۔ یہاں تک کہ چیزیا کی آواز اس کے کان میں نہ سائے۔ پس جو فقیر اس حالت کے ساتھ مقام سکر میں مست اور بیخود رہے۔ یعنی کہ ہر وقت وہ تبلیغات الہی

ہر کہ باھو میر ود عارف خدا  
ہر کہ باھو ہست آں مر ہوا  
لا تخف لاتخون زحق آواز شد  
زانکہ باھو دائی نہاد  
نام باھو مادر باھو نہاد  
عارفان را ختم از هو والسلام

### بیان دعوت تکشیر و کیمیائے اکسیر

پس اے طالب صادق! اب میں تھجھ کو دعوت تکشیر اور کیمیائے اکسیر کی تعریف بتاتا ہوں یعنی اکثر آدمی ہیں کہ جن کو ان دونوں معنوں کی حاجت نہیں ہوتی۔ ایک دعوت تکشیر دوسرے کیمیائے اکسیر کی۔ پس معلوم ہو کر ان کا مطلب خلق کا تنخیر کرنا ہے۔ پس دعوت تکشیر والے کو چاہئے کہ پہلے مرشد کامل سے علم نقش دائرہ اور عدد حساب ستاروں اور برجوں اور مولکوں کے قیدیں لانے کا طریقہ حاصل کرے اور اسم اعظم کی زکوٰۃ دے اور ترک جلالی و جمالی کا کرے اور کیمیائے اکسیر کو طلب نہ کرے۔ کیونکہ شروع میں عام لوگ ناقص حوصلہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے حاصل کرنے میں ریجعت اور غم اور خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور طالب اللہ پہلے مرشد سے اللہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس طلب کرے اس کا وجود پختہ اور حوصلہ وسیع اور دل حاضر ہو جاتا ہے اور حضور کی نظر میں منظور ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ برکت تصویر تاشیر روشن ضمیر اور دعوت علم تکشیر اور علم کیمیائے اکسیر اور علم تفسیر اور علم معرفت میں صاحب نظیر ہوتے ہیں۔ اور باطن کی صفائی سے یہ سب مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اور فقیر پر ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ امتحان ہوتا ہے۔ اس وقت حال کھلتا ہے۔

### ذکر چار قسم کے ہیں

پس اے طالب صادق! میں تھجھ کو یہ بتاتا ہوں کہ ذکر چار قسم کے ہیں۔ ان میں اول ذکر رسم کے موافق ہے۔ جس میں دم کا باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ باندھنا اور

دل کو دم کے ساتھ لپیٹنا اور پھیرنا ہے۔ اور جو لوگ مردہ دل ہیں۔ وہ اللہ کے ذکر سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور تھکر کے ساتھ اللہ کا نام لینا دل کی زبان سے ہے پس اس ذکر میں طیر اور سیر طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دنیا کی عزت اور ناموس کا پاس مقصود ہوتا ہے۔ پس اس طریق سے ذکر نور معرفت الہی سے محروم رہتا ہے۔

دوسرًا ذکر قلبی ہے جس میں نظر مرشد کی توجہ سے دل میں جنبش آتی ہے۔ اور قلب زندہ ہوتا ہے۔ اور سلطان الا ذکار ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ اور مساوی اللہ کی طلب اس کے دل سے دور ہو جاتی ہے اور طریق واذکر خام الہام مذکور پر نہیں پہنچتا ہے۔ اور اس کا ذکر ایسا ہوتا ہے۔ جیسا کہ دیگر کا جوش۔ لیکن مطلق جہالت خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے۔

تیسرا ذکر جو کہ دماغ میں متھرک ہوتا ہے۔ اور دن رات آنکھوں میں نیندی رکھتا ہے۔ اور آنکھوں کو بند نہیں ہونے دیتا ہے۔ اسی طریقہ سے ذاکر پریشان اور مجھوں ہو جاتا ہے۔ اور مشاہدہ وصال حقیقی سے محروم رہتا ہے۔

چوتھا ذکر تصور اسم اللہ ہے۔ جس سے مشاہدہ اور تجلیات مطلق حاصل ہوتا ہے۔ یہ مقام تو حید کا ہے جس میں الا اللہ کی آواز اس کے وجود میں ہو یہاں ہوتی ہے۔ اور اس کی تاثیر سے ذاکر کا وجود پاک فُورٰ علی نُور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا کھانا اور پینا نور اس کا دل نور اور اس کی نظر نور اور اس کا وہم نور اور اس کا خیال نور اور اس کا کلام سراسر نور اور توجہ پر نور ہو جاتی ہے۔ اور اسی طریقہ سے اس کا وجود کامل اور مکمل ہو جاتا ہے۔

پس ہر ایک ایسا ذاکر خواہ واقف ہو یا شہ ہو باطن میں ہمیشہ مجلس اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود رہتا ہے۔ اور جبکہ وجود نور اور وجود جسد حضور اور جنتہ ظاہر اور جسہ باطن ایک وجود ہو جاتا ہے۔ اور چشم ظاہر اور چشم باطن ایک ہو جاتی ہے تو دونوں آنکھوں میں ایک ہی نور ہو جاتا ہے۔ اس کو مراتب باطنی کہتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری عز اسمہ ہے۔

قولہ تعالیٰ: **لَيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ** تاکہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشنے

مِنْ ذَبْيَكَ وَمَا تَأْخُرَ  
(۱۰۸)

تمہارے الگوں کے اور تمہارے چھپلوں  
کے۔

صوفیہ ان مراتب کو خلاصہ فقر محمدی ﴿لِتَطَهَّرُ فِي إِيمَانِ اللَّهِ﴾ کہتے ہیں کہ جو ملتی اولیاء اللہ  
کا ہے۔ جن کی نسبت ارشاد ہے:-

قولہ تعالیٰ - آلَّا إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا  
يَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾  
یعنی اولیاء اللہ کو کچھ خوف و غم نہیں ہے ان  
کے مد نظر بھیشہ اللہ ہے۔ اور وہ ہر حقیقت  
سے خبردار ہیں۔

پس مرشد کامل وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو پہلے روز بغیر رنج اور ریاضت کے تصور  
اسم اللہ کی تاثیر سے وجود باوجود کوئی نور کر دے۔ اور حرص و حسد اور کبر و عجب اور ریا کو  
اس کے وجود سے دور کر دے اور جو مرشد کم پہلے روز طالب کو رکونور حضور کے مقام میں  
نہ پہنچا دے۔ اس کو مرشد نہ کہنا چاہئے۔

اور بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ وہ مرشد ہے کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور  
کبھی مقام ابد کے مشاہدہ میں رہے اور دنیا اور اہل دنیا سے دل سرد رکھتا ہو۔ بلکہ تائب  
دنیا ہو۔ اور ہر وقت اس کو مجلس قدس محمدی ﴿لِتَطَهَّرُ مِنْ زَنْجِ دُنْيَا﴾ میسر ہوتا ہے۔ اور بعض کو تصور اسم اللہ  
سے وہ خزانہ کر جو زیر زمین ہیں، روشن اور واضح ہوں۔ بلکہ ظاہر ہو جائیں۔ اور وہ  
سوائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کو بنظر خریداری نہ دیکھے۔

اور بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے ایسا استغراق مع اللہ ذات میں پیدا ہو کہ بھیشہ  
لاکلام ہو۔ اور اسرار باطنی کے ساتھ سلوک تمام ہو۔

اسم اللہ ذوق بخند ببا وصال  
بے زبان گوید بخن بس قیل و قال

اور بعضے تصور دیکھنے اسم اللہ کو جس طرح کہ آئینہ مشاہدہ میں مد نظر رکھتے ہیں۔ اور  
حرم کعبہ اور پیش نظر ان کے جگی شمشی و قمری میدان ازل کی رہتی ہے بلکہ عرصہ گاہ محشر اور  
عرصات ابداً و دروازہ بہشت کو مثل روزہ منورہ کے جس کے دروازے پر بخط جملی لا

إِلَهٌ أَلَا إِلَهٌ مُّحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَكُمْ هُوَا هُوَ - وَلَكُمْ هُوَا هُوَ  
ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

پس اے طالب صادق! جو کوئی کلمہ طیب اور اسم اللہ کا منکر ہے۔ وہ کافر ہے۔  
کیونکہ اسم اللہ طریق تحقیق ہے۔ اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا توفیق کے ساتھ ہے کہ اس  
اللہ اس کا رفیق ہے۔

اسم اللہ رہبر است در ہر مقام

از اسم الله يا فتحه فخرش تمام

پس اے طالب! واضح ہو کہ فقر قرب اور وجہ اور دیوانگی کے ساتھ دوسرا ہے۔  
اور نظر نہ کوڑہ مشاہدہ حضور دوسری چیز ہے۔ نظر کامل اور تماشائے آسمان اور زمین  
طبقات کی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلس محمدی ﴿لِتَطَهَّرُ مِنْ زَنْجِ دُنْيَا﴾ اور صافہ ہر دنیٰ اور دینی چیز  
ہے۔ اور نظر سے آتش اور گرمی جو ذکر اللہ سے پیدا ہو اور طالب اللہ اس میں جل کر مر  
جائے دیگر شے ہے اور نظر رجوعات مخلوقات اور ترقی درجات کا اور دنیا کا عز و جاه اور  
چیز ہے۔ پس اسی واسطے آخر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حدیث مَنْ عَرَفَ  
رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَائَةً یعنی اسرار مشاہدہ نور اللہ باطنی کے احتیق اور نادان اور مردہ دل  
کے روپ و کہ خدا سے غافل ہو ظاہر کرنا موجب نقصان کا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ  
فَقَدْ كُلَّ لِسَائَةً یعنی جس کسی نے پہچانا اپنے پروردگار کو بھیشہ اپنی زبان کو گویائی سے  
بند رکھتا ہے۔ اور جو کچھ کہتا ہے۔ وہ حق کہتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ  
لِسَائَةً یعنی عارف بھیشہ مقام لاہوت میں رہتا ہے۔ اور نادان کی قیل و قال سے  
لب بستہ اور سکوت میں ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَائَةً کیونکہ کلام غیر  
سے گویائی اور شناوائی عارفوں کو پسند خاطر نہیں ہوتی۔ بدیں وجہ کہ عارف سوژش عشق  
اور حرارت حریت کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے اللَّهُمَّ زِدْنِي تَحْيِيًا۔ یعنی  
اے اللہ زیادہ کر مجھ کو تحریر کر یہ حریت حضوری سے ہے اور حریت کا مقام بھی چند قسم پر  
ہے۔

## مقاماتِ حیرت

پس اے طالب! اب میں تجوہ کو مقاماتِ حیرت کی سیر کرتا ہوں۔ پس جانتا چاہئے کہ حیرت کا مقام حرز جان ضروری ہے۔ اور حیرت روح مغفولی ہے اور حیرت سر مطلق حضوری ہے۔ اور جذب و جدسروری ہے۔ اور حیرت نفس کے واسطے لذت اور طلب دنیا اور عزت و جاه کی مغفولی ہے۔ اور حیرت وصال اللہ اور مغفرت و حقیقت ہے۔ پس مطلب اس قدر ہے کہ عارف کا دل جبکہ ذکر کے ساتھ گویائی پکڑتا ہے۔ تو گویائی مطلق سے زبان اس کی مردہ ہو جاتی ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةٍ اور رُبُّ الْعُجُوزِ

پس عارف کی پانچ فتمیں ہیں۔ ایک عارف عالم رب کا ہے۔ دوسرا عارف زاہد جورب کے واسطے عبادت کرے۔ تیسرا عارف متقد کہ جورب کے واسطے تقویٰ اختیار کرے۔ چوتھا عارف ذاکر کہ جورب کے واسطے ذکر کرے۔ پانچواں۔ عارف عابد کہ جورب کے واسطے عبادت کرے۔ تو اب یوں سمجھنا چاہئے کہ عارف مذکور نے جو عبادت کی وہ اللہ کے واسطے عبادت نہیں کی۔ اور عالم نے علم پایانہ اللہ کی معرفت اور زاہد نے بہشت پایانہ خدا کی معرفت۔ اور ذاکر نے ذکر سے سوچنی اور شوق پایانہ معرفت اور مذکور نے قرب وصال پایانہ معرفت حق۔ چونکہ مجموعہ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے نیق سے ہے اور صاحب مشاہدہ ہمیشہ اسم اللہ کی ذات میں غرق رہتا ہے۔ جیسا کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةٍ ہے۔

دو چشم پوش و جاں از جاں بدر کن  
پچشم سر حق معراج دیدہ  
دو چشم کور کہ بیند صفائی  
پس اے طالب صادق! جب فقیر معرفت حق دل کی آنکھ کھولتا ہے۔ تو ہر وقت مشاہدہ دیدار کے ساتھ رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ زندہ دل آدمی ہمیشہ بیدار ہوتا ہے۔  
جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ يُنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي یعنی میری آنکھ سوتی ہے اور

## میرا دل جاؤتا ہے۔

پس جانتا چاہئے! کہ طالب مولیٰ کی طلب میں جان کے فدا کرنے کو ہر وقت تیار ہے۔ چونکہ مرشد کامل ایک دم میں معرفت پروردگار سے فیض یا ب کر دیتا ہے۔ پس جو طالب صادق نہیں اور مرشد کامل نہیں ہے۔ وہ دونوں جہان میں ذلیل اور خوار رہتے ہیں اور معرفت پروردگار سے دور رہتے ہیں۔

## مقام ہمہ اوست

پس اے طالب صادق! جس طالب کا وجود باوجود وجود ہوا وہوں سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ مقام ہمہ اوست میں عرق ہو کر مقام فنا فی اللہ کا مغزفہ پوست ہن جاتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةٍ سے دل اس کا سر بخود رہتا ہے۔ چونکہ

فرض و سنت واجب وہم منتخب  
دل نماز دائیٰ از بہر رب!

پس اے طالب! جو کوئی ان مراتب پر پہنچا ہے۔ تو باطن کے سلک سلوک میں اس کو فاضل اور فیض بخش معرفت الہی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ راہ عرف کے ساتھ متعلق نہیں ہے بلکہ عرفان حق کے ساتھ۔ پس جس کسی کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ اس کو اس مقام فنا فی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس واسطے کہ راہ معرفت میں گفت و شنید ہی نہیں ہے۔ اور نہ اس کا اس سے تعلق ہے۔ پس جس کسی پر اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہوتی ہے۔ وہ بخش عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

مسنی آنکہ باشد لازوالے  
نہ آنجا ذکر و فکر نے وصالے  
بود غرش بودت عین آنی  
فنا فی اللہ اسرار نہانی

یعنی تفرقہ کی مصیبت سے باہر ہو۔ اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریائے وحدت کا غریق ہو۔ اور حقیقت میں عارف باللہ اور ہے۔

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے غلط کہا۔ عارف باللہ ہوتا ایک دشوار امر ہے۔ کیونکہ غوث، قطب، ابدال اور اخیار عارف باللہ کے مرتبوں پر نہیں پہنچتا ہے۔

عارف از نفس بر آیت غرق نور  
شہ رگ نزدیک شد رحمن مرا  
ایں بود تعلیم و سلیمان از خدا  
عقلی گم شد دریں گنام باش  
عارف باللہ بجز مولیٰ مجو  
پس اے طالب صادق! جو شخص کہ عارف باللہ ہو۔ وہ مراتب غوشیخہ اور قطبیت اور ابدال اور اخیار کے مرتبوں کو اختیار نہیں کرتا۔ اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ مراتب مذکورہ بالامولی سے جدا ہے اور غرق مع اللہ ہوتا دلیل کیتا جائی ہے۔ اور ہر مرتبہ کہتر ہے۔ پس مرتبہ مولیٰ اعلیٰ اور بہتر ہے۔

اب میں اے طالب تجھ کو بتلاتا ہوں کہ بہتر اور کہتر کون مراتب ہیں۔ پس تجھ کو معلوم ہو جائے کہ جو عارف باللہ کے ساتھ مقید ہے وہ بہتر ہے اور جو رجوعات خلق کے ساتھ ہے اور مریدوں اور کشف و کرامات کے طالبوں کے واسعے ہے وہ کہتر ہے۔ اس مرتبہ کا تعلق خدا کے ساتھ جدا ہے بلکہ اس کا تعلق اور تعین استدرانج پر ہوتا ہے کہ جو بدترین خلاائق ہے۔

پس اے طالب! جس نے اپنے نفس کی معرفت حاصل کی اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

چونکہ نفس امارہ کو ذائقہ کی قوت اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ اور ہمیشہ اس میں جتلارہتا ہے۔ بلکہ نفس امارہ کے واسطے پیشہ گناہ مطلق راہ ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر آدمی دن رات طاعت و عبادت میں رہتے ہیں۔ جیسے نماز اور روزہ بلکہ قائم اللیل اور صائم الد ہر بھی بعض ہوتے ہیں۔ مگر نفس امارہ ان کا اس پر بھی گناہ سے باز

نہیں آتے۔ بلکہ گناہ کی طلب میں دن رات لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کی خصلت گراہ ہے۔ مگر جس بندہ کو توفیق حق دیتی ہوتی ہے۔ وہ اس کو مغلوب کر لیتا ہے۔ اور بعض آدمی علم فقد اور مسائل اور ریاضت اور تقویٰ اور تلافات قرآن اور حدیث کے مطالعہ میں دن رات رہتے ہیں۔ ان کا بھی نفس امارہ گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ چونکہ ان کے دل میں دنیا کی طلب اور نفس امارہ کی خواہش ہوتی ہے۔ اور شیطان ان کے ہمراہ ہوتا ہے۔

اور اکثر آدمی خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں۔ اور فکر و ذکر اور مرائقہ و محاسبہ اور مکافحتہ اور کشف القلوب اور کشفہ القبور میں رہتے ہیں۔ اور مراتب غوشیخہ اور قطبیت کے رکھتے ہیں۔ جب بھی نفس امارہ ان کا گناہ سے باز نہیں آتا ہے۔ اور ہمیشہ گناہ کی طلب میں رہتا ہے۔ کیونکہ نفس امارہ کی نظر ہمیشہ گناہ پر رہتی ہے۔ اور جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش مارتا ہے۔ اور اس کو غرق نور اللہ کے ساتھ حضوری اور قرب کا ملتا ہے۔ اور تجلیات الہی پیدا ہوتی ہیں۔ مثل شعلہ امام اللہ کے ذات مطلق سے اس وقت عارف باللہ مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے۔ اس مقام پر نفس کو آریہ وزاری ہوتی ہے۔ اور گناہوں سے باز آتا ہے۔ اور قدرتی اللہ کا الہام بغیر کام و زبان کے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے نفس کو حکم دیتا ہے کہ اب تو مسلمان ہو۔ پس اس وقت نفس مسلمان ہوتا ہے۔ اور **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ** کا اقرار ساتھ نہدیق تکب کرتا ہے۔ اور گناہوں سے باز آ کر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور راستی اختیار کرتا ہے۔ اور دین محمدی **سَلَّمَ** کے ساتھ مراتب ولی اللہ میں منٹھی ہوتا ہے۔ اور تمدن عَرَفَ نَفْسَهُ لَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کا مصدقہ ہوتا ہے۔ یعنی نفس کو مقام معرفت الہی کی منٹھی میں پہنچتا ہے۔ اور رب کو نفس مقام امتحان انتہائے الہام ربائی سے پہنچاتا ہے۔ کیونکہ اس مقام میں معرفت نہیں رہتی ہے۔ اور نفس میں نفسانیت اور خوئے شیطانی نہیں رہتی ہے۔ اس کے بعد اگر نفس کے گرد نعمائے بہشت اور حور و قصور وغیرہ کی لذات لائی جائیں۔ اور اگر تمام دنیا کی زیب و زینت جمع کر دی جائے۔ تو نفس

ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ جو مرشد طالب کو پہلے روز میں۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ کے مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ وہی مرشد لاائق ہدایت کے ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ وجود آدمی کا مثل گلتان کے ہے۔ اور اس کے وجود میں خزانہ دل ہے۔ اور اس کنج پر یہ نفس میں سیر طسمات کے ہے۔ پس اس سیر طسمات کو صاحب طسمات ہی جان سکتا ہے۔ اور اس کی آتشِ عشق میں جل سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم بھی مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَائَةٍ سے غافل نہ رہے۔ پس طالب اللہ عارف باللہ ہے اور مرشد خاموشی ہے۔

### عارف باللہ کی تعریف

پس اے طالب صادق! اب میں تجھ کو بتلاتا ہوں کہ عارف باللہ کس کو کہتے ہیں۔ پس معلوم ہو جائے کہ عارف باللہ کی مثل مسکین کے ہے۔ اور مسکین اس کو کہتے ہیں کہ جو خاکسار ہو۔ اور اس کی ملک اسی قدر خاک ہو کہ جس پر وہ بیٹھا ہوا ہو۔ اور لا یَمْلِكُونَ مِنْهُ خَطَابًا۔ اس کا خطاب ہو۔ اور بعض صوفیہ کے نزدیک مسکین فقیر کو بھی کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب دیتے ہیں۔

پس غریب اس کو کہتے ہیں کہ اس کے وجود میں غیرت اور غصہ اور غضب اور غرور اور دنیا و آخرت کا غم سوائے ما سوائے اللہ کے اور کچھ نہ رہے۔ پس جو کوئی ان صفتوں کے ساتھ موصوف ہو، وہ عارف باللہ اور معرفت مولیٰ کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ صوفیہ اس کو خضر باطنی کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات بسب پینے آب حیات کے ہے۔ اور خضر باطن کی حیات آب حیات اسم اللہ اور محبت ذات سے ہے۔ پس اے طالب! جس نے یہ بادہ توحید پی لیا وہ ولی اللہ ہو گیا۔ اور حدیث قدسی اُن اُذیتائی تھت قبائی لَا يَغْرِيْهُمْ غَيْرِيْنَ کا مصدقہ ہو گیا۔ یعنی میرے اولیاء میری قباقے نیچے ہیں۔ پس سوائے میرے ان کو کوئی نہیں پہنچانا۔ اور مخلوق خضر بنی اللہ کی طلب میں ہے۔

ہر یکے بگزار و بگزار زال چار  
دز دولت بگذشت یکتا مرد کار  
پس جو کوئی ان مراتب پر پہنچے۔ وہ وہم اور فہم میں نہ سائے۔ اور اس کی نہایت لا  
نہایت ہو۔ پس اس کو عارف اور زاد کہتے ہیں کہ جو مدد سے لحد تک اور ازال سے ابد تک  
عینہ بعینہ بقاۓ نفس اور بقاۓ روح کے ساتھ بیاس فقر پہنچے ہوئے ہے۔  
پس اے طالب! تجھ کو معلوم ہو جائے کہ فقیر اور شجاعت اور خاوت اور مصلحت ہر  
ایسے آدمی کی کہ جس کا وجود کرم کے کریم اور حیا کے ساتھ باحیا ہو  
اب میں اے طالب! اس کی شرح کرتا ہوں کہ شرح عارف باللہ کی یہ ہے کہ آدمی  
نے طاعت کے سب سے نفس کو پہنچانا۔ اور نفس کی شناخت والا ہوا۔ مگر خدا کا عارف نہ  
ہوا۔

اور نفس کی شناخت سے آدمی صاحب دل حق نہ ہوا۔  
اور دل کی شناخت سے صاحب روح ہوا۔ مگر عارف باللہ نہ ہوا۔  
اور روح سے صاحب سرزا ہوا۔ مگر خدا کا عارف نہ ہوا۔  
جبیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ الانسان سری و انا سروہ یعنی آدمی میرا بھید  
ہے۔ اور میں اس کا بھید ہوں۔

پس یہ چاروں مقام تن اور طاعت اور عبودیت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ اور  
مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ کے مطابق اس مقام میں نفس کی شناخت اور تحقیق کی۔ اور جب نفس  
کو تحقیق کر لیا۔ تو نفس قافی ہوا۔ جبیسا کہ حدیث میں ہے۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ  
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ یعنی جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ پہنچانا پس تحقیق اس میں  
اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہنچانا۔

خلق را طاعت بود از کسب تن

عارفان راطاعت است از رُكْ تن

پس اے طالب صادق! تن کی طاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور اشتهاجت

تاری ہے۔ اور طلب میں رجوعات خلق اور شہرت اور خواری ہے اور جب اشتہائے ناری اور غونا اور خواری سے باہر ہوا۔ پس وہ مرتبہ ربویت معرفت الہی میں داخل ہوا۔ پس اس مقام میں عارف باللہ کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور دل اس کا صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

### شرح النفس

پس نفس کی شرح، دونوں جہاں میں اس سے زیادہ بد بلا اور کتر نہیں ہے۔ پس جس کسی نے خدا کو پیچانا۔ ہمیشہ وہ نفس کو ذمیل و خوار رکھتا ہے۔ اور اپنے آپ کو خودی میں گم کرتا ہے۔ اور جس کسی کا نفس رفیق ہوا۔ وہ نفس میں اسیر ہوا۔ اور ہوا وہوس کے ساتھ مبت ہوا۔

پس صوفیہ اس نفس کو سرکش اور خود پسند کہتے ہیں اور مخلوق کے نزدیک آدمی کی صورت ہوتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک مثل خوک (سُور) اور خرس (ریچھ) اور سگ دیوانہ اور بوزنہ (بندر) کے ہوتا ہے۔ گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے پس حیوان سے بات کہنا مناسب نہیں ہے۔ پس شیطان سے صاحب نفس اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے۔ پس طالب حق ہمیشہ حضور کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اہل نفس سے دور رہتا ہے۔ پس اللہ بس باقی ہوں۔

### ذکر پاس انفاس

پس اے طالب صادق! جاننا چاہئے کہ نفس ان فقیروں کا کہ جو ذکر اللہ اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مقبول اخلاق کی مثال یوں سمجھنا چاہئے کہ جس طرح کاغذ اور حروف اور سطور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقیروں کا دل حضوری میں ہو۔ ان کا دفتر معرفت الہی سے ہوتا ہے۔ اس واسطے عارفوں کا کوئی گناہ ظاہر اور باطن کے دفتر میں ملائک نہیں لکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ اور زبان پر مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہل حدیث ہوتے ہیں۔ اور

دنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے طالب نہیں ہوتے۔  
پس معلوم ہو کہ عارف معشوق اللہ کی مثل ہیں۔ بلکہ ان کا گناہ ثواب ہوتا ہے۔  
اس وجہ سے عشق اللہ کے ساتھ مستقر رہتے ہیں۔ اور ان کے اور اللہ کے درمیان میں کوئی پردہ اور حجاب نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ کا دل پر نور ہوتا ہے۔ اور عارف باللہ ہمیشہ حضوری حق میں رہتا ہے۔

پس اے طالب! تھجھ کو معلوم ہو دے کہ غلبات کے سبب سے شوق کی آگ ہر ایک گناہ کو آہ کے ساتھ ہر دم اور ہر ایک ساعت ایسا جلا دیتی ہے اور عارفوں کا وجود ذکر اللہ اور اسم اللہ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور عارف لوگ ہر وقت اسم اللہ سے برا بینختہ رہتے ہیں۔ پس کسی آدم کو قدرت نہیں کہ اسم اللہ پر غالب ہو۔ اور صاحب اسم اللہ ہر ایک چیز پر غالب ہوتا ہے۔ کیونکہ مولیٰ کی طلب میں طالب ہے۔

### طالب کس کو کہتے ہیں؟

پس اے طالب! اب میں تھجھ کو بتاتا ہوں کہ طالب کس کو کہتے ہیں جاننا چاہئے کہ طالب اس کو کہتے ہیں۔ جو دونوں جہاں کے مراتب طے کر لے۔ اور مقام تی میں مستقر ہو۔ اور جو طالب کہ معرفت الہی میں بصارت رکھتا ہو۔ پس وہ طمع نہ رکھے۔ اور جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے نفس، شیطان اور دنیا گویا ان تینوں کو آزمائش کے واسطے پیدا کیا ہے۔ اور ہبیت اور قہر کے واسطے نہیں پیدا کیا ہے۔

نفس نیکو بد بود ہاوی وہم باہوا

نفس عارف نفس رہزن باخبر شو باھو

اور آدمی کو عزت اور بزرگی اور قرب اور نعمت خداوند تعالیٰ کے دیدار اور نعمائے بہشت اور قرب حضوری اور نور اللہ اور وصال اللہ کی تجلیات اور ولایت ہدایت اور فضل و عنایت کے سبب مرتبے نفس کی برکت سے ملتے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ نفس اگر نفس نہ ہوتا تو خدا تک کوئی نہ پہنچتا۔ اور حق تعالیٰ کی معرفت کسی کو نہ ملتی۔

پس نفس منس اللہ تعالیٰ کے نزدیک رہا۔ اور آزاد ہوا۔ اور نفس امارہ مغذب اور

دشمن اور خونخوار ہوا۔ اور نفس غوٹ اور نفس قلب اور نفس عارف بآخدا ہوا اور نفس امارہ کافر اور نفس فرعون ہوا۔ اور نفس شیطان باعث ہوا وہوں کا ہوا۔

### نفس کی خصلتیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو نفس کی خصلتیں بتاتا ہوں۔ یعنی نفس کی چار خصلتیں ہیں۔ جو چاروں نفسوں سے پہچانی جاتی ہیں۔ پس جن کو کافروں اور منافقوں اور کاذبوں کے ساتھ دوستی ہو۔ اس کا نفس امارہ کفر کی عادت رکھتا ہے۔ اور جس کو مولیٰ کی طلب ہو اور ہمیشہ وہ طلب میں بیٹلا رہے اور دنیا کو ترک کرے۔ تو اس کا نفس ضرور مومن ہے اور عارف باللہ ہے۔

اور جس کسی کو علم کی طلب اور اس پر عمل اور تقویٰ ماوریا پاٹ میں ہمیشہ کوشش ہو۔ اپنے کافی نفس مسلمان ہے۔

اور جس کسی کو خوف رہتا ہو اور ہر وقت رجاء میں رہے۔ پس اس کا نفس صدق ہے۔

پس اے طالب! اگر بظر تحقیق دیکھا جائے تو نفس اگر نیک ہو۔ تو دونوں جہاں میں نفس کے برابر کوئی بزرگ اور بہتر نہیں۔ اور جس کا نفس بد ہو، تو دونوں جہاں میں اس سے بدتر اور کہتر (کتر، حقر) کوئی نہیں ہے۔ اشعار

سُخْنَ رَبِّيْ رَبِّيْ رَبِّيْ رَبِّيْ	صَدِّ هَزَارِ اَلِّيْ سُخْنَ در دل ساختم
دَرِّ هَزَارِ اَلِّيْ چَلَمِ يَكِ دَمِ سُوزِبَه	از خدائے معرفت تحقیق شدا
عَارِفَانِ رَاتِقَوِيِ اَزْ تَوْفِيقِ شَدَ	از خدائے معرفت تحقیق شد
عَارِفَانِ رَاتِقَوِيِ شَدِ اَزْ صَدَقِ دَيِس	تقویٰ غُنا ظاہر و خلقش میں
دَلِ بِهِ دَرِيَاءِ مَحِيطِ اَسْتَ كَبَرِيَا	موج دم دُڑے است لوتو بے بہا
پَسِ اَے طَالِبِ! عَارِفَ باللَّهِ رُوحُ نور اور سر اسرار الٰہی سے ہوتی ہے۔	پس اے طالب! عارف باللہ کی روح نور اور سر نور اور اسرار الٰہی سے ہوتی ہے۔
اسِ وَاسِطَهِ کَهْ عَارِفَ باللَّهِ سَاتِهِ بَقَا باللَّهِ کَهْ ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے۔	اسِ وَاسِطَهِ کَهْ عَارِفَ باللَّهِ سَاتِهِ بَقَا باللَّهِ کَهْ ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے۔
رَئِسَةِ بِالْبَقَاءِ يَعْنِي اَسَ کَ وَجْدِ مِنْ هُوْنِ نَهْيَنِ رَهْتَی ہے۔	رَئِسَةِ بِالْبَقَاءِ يَعْنِي اَسَ کَ وَجْدِ مِنْ هُوْنِ نَهْيَنِ رَهْتَی ہے۔

طالب اور محبت مرید کے ہو جاتی ہے۔ پس یہ مراتب جو بیان کرنے گئے ہیں۔ عارفان حق کے ہیں۔ مثل حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا اور حضرت سلطان بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے۔

اور اے طالب! تو نے ابھی تک یہ نہ جانتا کہ تیرے وجود میں نفس یزید ہے اور روح تیری بایزید ہے۔ پس جو کوئی یزید کا دوست ہے۔ وہ بایزید کا دشمن ہے۔ کیونکہ دنیا والے مثل یزید عید کے ہیں۔ اور فخر محمدی ملتِ اللہ والوں کی مثال بایزید سے ہے۔ پس اے طالب! اس راستے میں مرشد کامل وہ ہے جو بحق کے ساتھ محبت رکھتا ہو۔ اور سوائے طریقہ اسم اللہ اور مقام فتنی اللہ اور مراقبہ بقا باللہ اور مشاہدہ غرق مع اللہ مذکور حضور حق کے طریق لاسوئے اللہ کے اور کوئی ذکر نہ رکھتا ہو۔

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر

ایں است ہمہ غلامہ فکر

پس اے طالب! یہ مذکور بے زبان ہے کہ جو حضور دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وجہ سے کہ کلام اور نطق سے یہاں پر ایک حرفاً زبان پر نہیں لاتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهْ فَقَدْ كُلَّ لِسَانِهِ پَرْ عَمَلٌ ہوتا ہے۔ اس کے متعلق ایک حکایت بیان کرتا ہو۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس کی جو اصل ہوتی ہے۔ وہ اسی طرف رجوع کرتا ہے۔

حکایت کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر فرشوں کے محلے میں جا کر رہا۔ اور ہر طرف سے اس کے دماغ میں عطروں کی خوشبو پہنچی، جس کی وجہ سے اس کے ہوش جاتے رہے اور وہ شخص یہوں ہو گیا۔ اور یہاں تک کہ اس خوشبو نے اس کے دماغ میں سرایت کی کہ اس کی حالت مثل سکرات کے ہو گئی۔ جب اہل محلہ نے یہ خبر سنی۔ تو سب اس کے گرد جمع ہو گئے اور عطر و گلاب اس پر چھڑ کنے لگے۔ اور کسی نے تختہ سو نگھا یا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ وہ کچھ اور بد حواس ہوتا جاتا تھا۔ اس درمیان میں ایک حکیم کا بھی وہاں سے گذر ہوا۔ اور اس حکیم سے اس شخص کی حالت بیان کی گئی۔ حکیم صاحب نے مریض کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بد بوداں چیز سو نگھاو۔ چنانچہ جب وہ غلامت

اور بد بودار چیز اس کی ناک پر رکھدی تو اسی وقت وہ شخص ہوش میں آگیا اور بالکل تندروست ہو گیا۔

اس کے جواب میں حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بد بودار چیز سے مراد گندگی دنیا ہے۔ اور اس کی شرمندگی۔ اور عطر سے مراد بندگی مولا ہے کہ جو مرض خدا کے ہیں وہ عطر فروشوں کے کوچ میں رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی خوبی سے مست رہتے ہیں۔ اسی واسطے کہا گیا ہے۔

نیم نظر فقیر بہ از کیما

زان نظر واصل شود عارف خدا

پس اے طالب صادق! جانتا چاہئے کہ آدمی کے دل پر ستر ہزار حجاب ظلمانی اور شیطانی مثل تاریخ گوت کے ہیں کہ جو دل کے آس پاس تھے ہوئے ہیں اور ان وساوس و خطرات کی پیدائش آب منی سے ہے۔ جن کے سبب سے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام میں جھگڑا بہشت میں ہوا تھا۔ اور جن کے بہکانے کے سبب سے وہ دنوں بہشت سے علیحدہ کئے گئے چونکہ الہیں خبیث ہے۔ پس اسکی تاشیر کفر اندر ونی اور شرک اندر ونی ہے۔

اسی وجہ سے صوفیہ کہتے ہیں کہ دولا کھستر ہزار زتا رجُب اور کبر اور حسد اور بعض اور نفاق اور قبر اور غصب اور حرص اور کفر اور شرک حجاب شیطانی کے پردے ہیں۔

اب یوں سمجھنا چاہئے کہ حجاب شیطانی کے پردے اور کفر نفسانی کے زنا، علم اور فضیلت اور مسائل فقہ اور تلاوت قرآن اور حج اور زکوٰۃ اور نماز اور روزہ اور ریاضت اور تقویٰ اور وعظ اور حدیث اور وظائف وغیرہ سے نہیں علیحدہ ہو سکتے۔ جب تک کہ تصور کامل اسم اللہ کا نہ ہو۔ اور توفیق رفیق مرشد کامل اکمل کی نہ ہو۔ سوائے اس کے کہ اسم اللہ کا تصور کیا جائے۔ اور باطن میں ذکر الا اللہ ہو۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ سوائے اس صورت کے اور کوئی صورت ان جبابات کے طے کرنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تصور دل کی آتش کو اس قدر روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجاب

شیطانی اور زنار نفسانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک مرشد کامل فنا فی اللہ اور بذکر اللہ کی نظر کا دیلہ نہ ہو گا۔ یہ مراتب ہرگز طے نہ ہوں گے۔

پس جو کوئی ان مراتب پر پہنچے اور حجاب شیطانی اور زنار نفسانی کو نہ توڑے۔ تو وہ شخص مسلمان اور درویش نہیں اور جو سوائے اس کے دعویٰ کرے کہ میں عارف باللہ ہوں۔ اور پکا اور سچا مسلمان ہوں۔ وہ شخص کذاب ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری عز اسمہ ہے۔

**قوله تعالیٰ: اَفَمَنْ شَرَحَ اللّهُ نَّبَغَ مِنْ  
صَدْرَةِ الْلّاِسَلَامِ فَهُوَ عَلَى نُورٍ مِّنْ  
رَّبِّهِ طَفَوِيلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ  
ذِكْرِ اللّهِ أَوْلَئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝**

یعنی جس کا سینہ کھولا اللہ نے اسلام پر (یعنی مسلمانی پر) سودہ اجائے میں ہیں۔ اپنے رب کی طرف سے اور خرابی ہے ان کو جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ پڑے پھرتے ہیں بھکے ہوئے ۲۲-۳۹

یعنی مردہ دل آدمی ذکر شیطانی کے باعث ہوتا ہے۔ اور زندہ دل آدمی ذکر اللہ اور تصور اسم اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ سوائے حق کے دوسرے شخص سے بات کرنا نقصان جانتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ **شَيْطَانُ الْأَنْسِ أَشَدُّ مِنَ الشَّيْطَنَ الْجِنِّ**۔ یعنی آدمی کا شیطان زیادہ سخت ہے۔ جنوں کے شیطان سے۔

### آداب خاموشی

پس اے طالب! عارف باللہ کا ہر شخص یعنی شخص غیر سے ہمکلام نہ ہونا آداب خاموشی ہے۔ پس جانتا چاہئے کہ جو عارف باللہ حق کی معرفت پر پہنچے اس کا شان یہ ہے کہ اس کو سرود کی آواز بری معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ وہ خوش الحالتی کے ساتھ ہو۔ لیکن اس کو وہ آواز مکروہ معلوم ہو۔

اس کے بعد حضرت مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جانتا چاہیے کہ فقیر از راح حسد نہیں کہتا بلکہ بطور حساب کے کہتا ہے کہ علم کے معنی جانتا علم فقد اور مسائل فرض اور واجب اور مستحب کا ہے۔ اور علم کے معنی جانتا حلال و حرام اور مکروہات کا ہے۔

اور علم کے معنی جاننا فرق درمیان اسلام و کفر کے ہے۔ اور علم کے معنی حق و باطل کا جانا ہے۔

### علم کے کیا معنی ہیں

پس اے طالب! اب میں تجوہ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ علم کے کیا معنی ہیں۔ پس تجوہ کے معلوم ہو کر علم کے معنی وہ ہیں کہ جو آدابِ محدث صلی اللہ علیہ وسلم کو نگاہ رکھے۔ اور علم کے معنی وہ ہیں کہ آدابِ شریعت اور آدابِ علماء کو نگاہ رکھے۔ اور ان سب کا تعلق اعمال ظاہر عبادت کے ساتھ ہے۔ جس طرح کہ ظاہر ابدن عبادت اور طاعت کے واسطے ہے۔ اور نجات جس کا مقصود اصلی ہے۔ اور نجات مقصود اصلی معرفت مولیٰ اور حب ذات ہے۔ جس طرح کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام نے حبِ مولیٰ کے سب سے رب ارنی انشد طریق کہا۔ یعنی اے رب دیکھ مجھ کو میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں۔ اس ذات سے تجلی ہوئی۔ کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ اور کوہ طور جل کر خاک ہو گیا۔

اور اسی حبِ مولیٰ کی طلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غار میں لے گئی تھی۔ اور یہی حبِ مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعثِ معراج ہوئی تھی۔

### عالم مولیٰ کی طلب نہیں کرسکتا

پس اے طالب صادق! اب میں تجوہ کو یہ بتانا ہوں کہ عالم فاضلِ مولیٰ کی طلب نہیں کرسکتا۔ اس واسطے کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی تمام عمر کو علم کے مطالعہ میں صرف کیا۔ اور اس کے بعد حضرت علم کے روپ و المثال کی کہ اے کلامِ رباني مجھ کو معرفتِ مولیٰ اور تحفیلاتِ الہیہ بطریقِ باطن تعلیم کراور حضورِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف فرم۔ تو علم کی طرف سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اس وجہ سے کہ علم تعلیم طاعت کا رفتہ ہے۔ اور سوائے اس کے کہ اس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر علم کہتا ہے کہ مرشد سے طلب کر، کیونکہ علم قال اور ہے۔ اور علم حال اور ہے۔

پس مرشد سے حال اور معرفت وصال کا ذکر حاصل کر۔  
اس کے بعد حضرت مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا علم  
وہ ہے کہ اس سے معلوم کے مقام پر پہنچ۔

### معلوم کیا ہے

پس اے طالب صادق! اب میں تجوہ کو یہ بتانا ہوں کہ معلوم کیا ہے؟ اور اس سے فقیر کی کیا مراد ہے۔ پس معلوم ہو کر علم جب وجود میں داخل ہواں وقت وجود میں جہل اور شرک اور کفر اور عجبِ حجاباتِ ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں۔  
اور علم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے۔ بلکہ علم سے معرفت کا اکشاف ہو اور نفس کا تحریک ہو جائے۔

آفرین بہ نفسِ مرکب زیر بار  
        سے رساند معرفت با کردگار

اور علم فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آتُوكُمْ  
    أَنَّقُوا اللَّهَ وَأَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ یعنی اے ایمان والواڑو اللہ سے اور چاہو

اتَّقُوا اللَّهَ وَأَبْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ اس کی طرف وسیله

اور اے طالب صادق! یہ جو اکثر آدمی کہتے ہیں کہ قرآن اور فتنہ اور مسائل کو وسیله گردانہ چاہئے وہ بھی حق کہتے ہیں۔ لیکن اتنا فرق ہے کہ قرآن شریف کلامِ اللہ کو جو غیر مخلوق ہے اور مرشدِ ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔ پس جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی وہ صاحب مخلوق ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے بہتر بہ ولایت اور ہدایت کے سلسلہ کو ابد آلا بادٹک جاری رکھتے ہیں۔

اسی واسطے کہا گیا ہے کہ مرشدِ اہل ہدایت ہے۔ اور ذکرِ اللہ کے وسیلے کو طلب کرنا فرض اور واجب اور مستحب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔  
حدیث: مَنْ لَمْ يُؤْذِدْ فَرَضَ الدَّوَامِ یعنی جو کوئی فرضِ داعی کو وادا نہ کرے گا۔ اللہ لَمْ يَقْبَلْ اللَّهُ فَرَضَ الْوَقْتِ . تعالیٰ اس کے فرضِ وقت کو قبول نہ کرے گا

قوله تعالیٰ۔ إِلَّا الْمُصَلِّيُّنَ الَّذِينَ  
مُّهُومُونَ عَلَى صَلَاتِهِمْ قَائِمُونَ

### فرض ظاہر اور فرض باطن

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں اور فرض ظاہر اور فرض باطن سے آگاہ کرتا ہو۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ ایک فرض ظاہر ہے ایک باطن! پس دونوں متفق درج قبولیت کے ہیں۔ ان میں سے ایک فرض وقتو ہے اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے۔ جس کی تفصیل ہم آگے بیان کریں گے اور ایک فرض عمری ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ ہے کہ اس کا حکم بالغ ہونے کے اوپر ہے یعنی ایک بار کلمہ شہادت کا کہنا اور آخر پرست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام و روز بان کرنا۔ اور تصدیق رسالت کرنا۔ پس اس کی گردان سے یہ فرض ساقط ہوا۔

اور دوسرا فرض عمری یہ ہے کہ سن بلوغ کے بعد ایک مرتبہ کعبہ شریف کا حج ادا کرنا بشرط استطاعت پس یہ فرض بھی ساقط ہوا۔

اور فرضِ وقتو سے مراد نماز بخیان ادا کرنا ہے۔ اور فرضِ ماہی سے مراد رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور فرضِ سالی سے مراد نصاب سے زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اور فرض فصلی سے مراد ہر فصل کے غلہ سے دسوال حصہ خدا کی راہ میں دینا ہے۔ پس اے طالب یہ فرض ظاہر کے میں جو بیان کئے گئے۔

اب میں تجھ کو باطن کے فرض بتلاتا ہوں کہ بالحق کے فرض کئے ہیں۔ پہلا ذکر ذکر خفی ہے پس ذکر خفی اس کو کہتے ہیں کہ اس کا ذاکر ذکر ظاہری کو ترک کرے۔ اور ذاکر کے ذکر کو زیادہ تراٹھائے اور سوتے جا گے اس سے غافل نہ ہو۔ اس ذکر سے مراد ذکر پاس انفاس ہے اور حدیث میں ہے۔

یعنی ہم نے شیخِ کامل کو انسان کے واسطے نفع تائفِ انسان کمًا جَعَلْنَا نَبِيًّا پہنچانے والا بنایا۔ جیسے کہ ہم نے نبی آخر الزمان ﷺ کو بنایا۔ اور شیخ ناقص کو اخْرِيِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَيْخَ النَّاقِصِ

خَابِرِ الْأَنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا رَجِيمَ  
انسان کے واسطے نقصان پہنچانے والا بنایا  
الشیطان  
جیسے کہ شیطان۔  
اسی واسطے کہا گیا ہے۔

مرد مرشد سے بود در ہر مقام  
مرشد سے نا مرد طالب زر تمام  
ارو فرض دوسرا یہ ہے کہ حاجی بغیرِ حجاب کے دل کے گرد جو ہمیشہ طواف کرے۔  
اور جواب با صواب پائے اور تیسرا فرض یہ ہے کہ عاجزی کے ساتھ نماز دائی ادا کرنا ہو۔ نہ ہستی اور حرص کے ساتھ مشغول ہو۔ اور چوتھا فرض، روز حساب تک۔ دنیا سے روزہ رکھنا۔ یعنی پابندی شریعت کے ساتھ گذر جائے۔ اور پانچواں فرض وجود کی زکوٰۃ کا دینا ہے۔ یعنی اپنے آپ کو فدیہ خدا کر دے۔ اور اپنے حال کو الا اللہ کی راہ میں ساتھ معرفت حق کے صرف کرے۔ اور اسرار الہیہ سے واقف ہو۔

### علماء و فقراء کا فرق

پس اے طالب! اب میں تجھ کو علماء اور فقراء کا فرق بتلاتا ہوں کہ اس شخص میں جس نے علماء کی تعلیم سے علم حاصل کیا ہو۔ اور اس شخص میں جس نے فقراء کی تعلیم و تلقین سے علم معرفت سیکھا ہو۔ کیا فرق ہے؟ پس تجھ کو معلوم ہو کہ علماء علم کے طالب ہوتے ہیں۔ اور فقراء مولیٰ کے طالب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔

علم نہ علم است کہ بر ارباب جاہ جادو است آں از پے تیمیر شاہ  
خوبجہ پتکار بے زاں روو تاشودش خو کہ بے سلطان روو  
صوفیہ کے نزدیک علماء کے سر پر علم کا نام ہے۔ اور علم کا جاننا یعنی اپنے مدعا کا جاننا  
نش کے تابع کہا گیا ہے۔ یعنی طاعت حق میں نش کو تابع کرنا محض معرفت الا اللہ سے ہے۔

پس جس کسی نے علم کو اس کے سوا جانا وہ عالم بامثل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کو جاہل کہیں گے اور فقیر کے سر پر اللہ کا نام ہے۔ اور اللہ فرماتا ہے کہ لا سوی اللہ کے گرد خط

سخنچ اور ہستی و مرگ کے میدان میں آ۔  
پس اے طالب! جو علماء کہ دانستن کے صینہ میں ہیں وہ دانستن میں ہی رہتے ہیں۔ اور جو فقراء کہ طالبِ مولیٰ ہیں۔ فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ بقا اللہ میں ذات ہو جاتے ہیں۔ جس طرح قطرہ دریا میں مل جاتا ہے۔

پس اے طالب صادق! یہ فرضِ محض بزرگی اور وسیلہ کے سبب سے ہے۔ یعنی مرشدِ کامل صاحبِ معرفتِ مولیٰ، حیات اور ممات میں وسیلہ نجات ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

**حدیث : إِنَّ اللَّهَ يَسْعَى بَعْضُ الْجَبَرِ** یعنی تحقیقِ اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے۔ داشتند السَّمِينَ وَ بَيْتَ اللَّهِ عِمِينَ فربہ کو اور گوشت پکانوں والوں کے گھر کو (کہ گوشت پکائیں لفڑ کی لذت کے واسطے)

### جسم کے اقسام

پس اے طالب! اب میں تجوہ کو جسم کی تقسیم بتاتا ہوں۔ صوفیہ کے نزدیک جسم دو حصہ ہے۔ پس ایک وہ ہے کہ جو طاعت اور اشغالِ اللہ کے ساتھ ضرب لا الہ الا اللہ میں مشغول ہو۔ اس جسم کو جسمِ نوری کہتے ہیں۔ اور دوسرا جسم وہ جسم ہے کہ جو دنیا کی حرص میں بیٹلا ہو۔ اور خواہش دنیا میں ذلیل و خوار ہو۔ پس وہ جسم ناری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نور جنت اور ہے اور نار جہنم اور ہے۔

### تقسیم علم

پس اے طالب صادق! اب میں تجوہ کو علم کے اقسام بتلاتا ہوں۔ جانتا چاہئے کہ علم تین قسم کا ہے۔ ایک وہ کہ جس کا تعلق قیل و قال سے ہے۔ اور جو کسب سے علم کو حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ کلامِ اللہ مغفور ہے اور اس کا پڑھنے والا بھی مغفور ہے۔ اور جس طرح علم فقہ فرض اور واجب اور سنت و مستحب ہے۔ یعنی مقام فقر اور معرفت رب کو جس طرح کسی نے پایا۔ پس علم فقہ سے پایا۔ اور دراصل علماء

صاحبِ ادب اور صاحبِ فضیلت کا نام ہے۔

دوسری قسم علم فیض کی ہے کہ جو شعراء کو حاصل ہے کہ وہ خال و خط مطرب و ساقی سے محض اپنے شعور سے کام لیتے ہیں۔ اور تصویرِ خیالی معموق کو ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ علم فیض کو زندہ کرتا ہے۔ اور مردہ دل لوگ محض شعر کے سنتے پر مرد ہو جاتے ہیں۔ دوسرے کہا گیا ہے۔

علم را تحقیق کر دم از علم  
علم خاص الخاص غلق با علم

یعنی جس قدر اس علم میں قرب ہوگا اسی قدر قربِ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف لے جائے گا۔

اور تعمیر اعلم عارفان باللہ کا علمِ لدنی ہے۔ پس یہ عالمِ فضلِ اللہ کے ساتھ بھیشہ میں نظرِ خدا کے رہتے ہیں۔ اور جو اس علم سے جدار رہتے ہیں۔ وہ خوار ہوتے ہیں۔

### فقہ کے تین حرف ہیں

پس اے طالب! اب میں تجوہ کو تلاتا ہوں کہ فقہ کے تین حرف ہیں۔ تا کہ تجوہ کو معلوم ہو دے کہ تین حروف سے کیا مراد ہے؟ یعنی ف، ق، و۔ پس ف کے حرف سے فضیحت مراد ہے۔ اور ق کے حرف سے قباحت مراد ہے۔ اور وہ کے حرف سے ہوائے نفس پر مراد ہے۔ اس سے معلوم کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل کرنا ہر ایک مسلمان پر فرض عین ہے۔

### فقر کے بھی تین حرف ہیں

اب اے طالب صادق! میں تجوہ کو تلاتا ہوں کہ فقر کے بھی تین حرف ہیں۔ یعنی ف، ق، ر۔ پس علم فقہی حرف ف سے فتاۓ فرش کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کا تابع و فرمانبردار ہوتا ہے۔ اور سوائے عبادت کے جو سرمایہ ایمان اور سعادت بالیقین ہے۔ کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ تقویٰ کو ساتھ ارادت

کے اختیار کرتا ہے۔ اور حرف ق سے عالم فقیہ کا قوی دین ہوتا اور دین کو ملک دنیا اور بادشاہی کی تکمیل کے ساتھ بدلتا مراد ہے۔ اور حرف ر سے عالم فقیہ کا ہوتا۔ ساتھ ہدایت اور وعظ و نصیحت کے مراد ہے۔ یعنی رہنمائے خلق ہوتا ہے۔ پس جو کوئی اس صفت سے موصوف ہو۔ اس کو عالم باعمل کہہ سکتے ہیں۔ اور وہی شخص صاحب تقویٰ ہو سکتا ہے کہ جس کی ذات مثل آب حیات کے ہوتی ہے۔ اور مخلوق خدا اس کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہے۔

اور اے طالب! پس جو کوئی ساغر معرفت کو نوش کرتا ہے۔ وہ ابد الہاد تک نہیں مرتا ہے۔ بلکہ زندہ جاوید ہوتا ہے۔ اور یا یہ کہ ذکر اللہ مشیل باران رحمت کے ہر ایک زمین پر برستا ہے۔ اور اس کے برنسے میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ جس کا جس قدر ظرف ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اس باران رحمت سے مستفیض ہوتا ہے۔ لیکن کھاری زمین میں خارو خس پیدا ہوتے ہیں۔ اور جوز میں خالص ہوتی ہے۔ اور اس پر گلاب و چینیلی پیدا ہوتے ہیں۔ صرف فرق اپنے ظرف کا ہے۔

### اعتقاد منِ بس است و پیر منِ خس است

پس اے طالب! اب میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ عام لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ "اعتقاد منِ بس است و پیر منِ خس است" اس کو یوں سمجھنا چاہئے کہ ہر ایک کام کے واسطے ایک وقت ہوتا ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے کہ عام لوگوں کے واسطے جدا اور خاص لوگوں کے واسطے جدا ہوتا ہے۔ پس جب کہ میرا پیر ملہیاۓ مقام معرفت میں احتقر ہے۔ تو اعتقد میرا بس ہے۔ یعنی کافر ہے۔

### شاعرا کی فسمیں

پس اے طالب! اب میں تجھ کو شاعرا کی فسمیں بتاتا ہوں۔ یعنی شعرا دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو معرفت الہی اور نعمت رسالت پناہی کو ہمیشہ کہتے ہیں۔ اور اسی کو اپنی سعادت دارین جانتے ہیں۔ اور سوائے اس کے دوسروں کی مدح میں اپنے لب

نہیں کھولتے۔ پس ایسے شعرا کے واسطے یہ حدیث ہے:  
حدیث: انَّ تَحْكَمُ الْعَرْشِ كَنْزٌ  
يُعْنِي تحقیق عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے۔  
وَمَفْتَاحُهَا لِسَانُ الشَّعَرَاءِ  
اور اس کی کنجی شاعروں کی زبان ہے

### شرح تفکر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو شرح تفکر بتلاتا ہوں۔ یعنی تفکر کے چار حروف ہیں۔ ت، ف، ک، پیس ت کے حرف سے ترک ہوا ہے۔ اور ف کے حرف سے فنائے نفس ہے۔ اور ک کے حرف سے کرامت روح ہے۔ اور حرف ر سے راز حق مراد ہے۔ جس میں یہ حرف نہ ہوں۔ وہ تھکر سے خالی ہے۔ اب میں تم کو اس کا نشان بتلاتا ہوں کہ وہ دونوں جہان سے مبراء ہے۔

اسی وجہ سے فقیر کا اصل خطاب قتال ہے کہ وہ اپنے نفس کو قتل کرتا ہے۔ اور وصال لی مع اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک حالات میں طالبوں کے حالات سے خبردار رہتا ہے۔ پس ایسا شخص لاائق ارشاد کے ہے۔ اور مرشد کامل مکمل صاحب ارشاد ساتھ ان صفتوں کے موصوف ہوتا ہے۔ جس کی مثال آفتاب ہی ہے کہ اس سے تمام عالم فیض پاتا ہے۔ اور آفتاب اپنے آپ کو سب جگہ پر موجود رکھتا ہے۔ اگرچہ ایک روئی کے برابر ہے۔ مگر فیض پہنچانے والا تمام عالم کا ہے۔

### کتاب محک الفقر

پس اے طالب! اب میں تجھ کو اپنی کتاب محک الفقر کی کیفیت بتلاتا ہوں کہ یہ کیا کتاب ہے۔ پس تجھ کو معلوم ہو کہ یہ وہ کتاب ہے کہ کس کی قدرت ہے جو اس کے آگے دم مار سکے۔ یعنی یہ کتاب تذكرة الاولیا ہے یعنی یہ کتاب ابتداء سے انتہائی وحدانیت کی راہ ہے۔ پس کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے آگے دم مار سکے۔ اور یہ کتاب نزہت الارواح ہے۔ یعنی دانا اور خبردار را را۔ یعنی یہ وہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے انسان کبر و ہوا سے حفظ ہوتا ہے۔

پس اے طالب صادق! جب کہ خدا تیرے ساتھ ہے۔ تو تو کسی دوسرے سے خوف نہ کر، اور کسی سے امید مت کر لیعنی جو کوئی خدا کو اپنے ساتھ جانتا ہے۔ پھر وہ کسی دوسرے کو نہیں پہچانتا۔

پس جس کسی نے دوسرے کو جانا اور پہچانا تو وہ بے گانہ ہوا۔ پس مرد وہی ہے کہ خدا کو یکتا اور یہاں اور حاضر و غائب یکتا جانے۔ جس طرح کہ طالب صادق اپنے مرشد سے جان و مال تک کو دریغ نہیں کرتا۔ بلکہ ہر دم اپنے آپ کو فدائے مرشد قرار دیتا ہے۔ اور ہر دم مرشد کا جلوہ پیش نظر رکھتا ہے۔ آخر کو فاقی اشیخ ہو کر خود شان مرشد بن جاتا ہے۔ اور پھر اسی شان میں فنا ہو کر مقام فاقی الرسول حاصل کرتا ہے۔ اور آخر کو فاقی اللہ ہو جاتا ہے۔

پس اے طالب! مرشد کامل وہ ہے کہ پہلے طالب کو نظر کامل سے معرفت مولا پر پہنچائے۔ اس کے بعد طالب کے مال کو تصرف میں لائے۔ تو جائز ہے۔ اور اگر مرشد اور طالب دونوں اس صفت کے ساتھ موصوف نہ ہوں تو دونوں خام خیالی ہیں۔

### از وصال باشد لازوال

ابتدائے مست باشد بے وصال

پس جانتا چاہئے کہ جو مرشد کامل ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ معرفت کے دریا میں غرق رہتا ہے۔ اور خدا کے ساتھ خلوت اختیار کرتا ہے۔ اور ایسا مرشد کہ جو آدمی کے وجود میں داخل ہوا اور اس سے باہر آئے پس ایسا مرشد مردہ دل طالب دنیا ہے۔ خواہ اس میں عالم ہو یا فاضل ہو۔ صوفی ایسے مرشد کو شیطان کہتے ہیں۔ یعنی مرشد کا کام ہے کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو۔ اور اس کے دل پر انگشت شہادت سے اسم اللہ لکھ دے اور توجہ بالطفی سے طالب میں ایسی آگ پھونک دے کہ ظاہر میں اس میں بخار سامعلوم ہو۔ اور اس کے تمام جسم میں ایک لرزہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے قلب میں خود بخود کر اللہ پیدا ہو جائے۔ یہاں تک کہ وہ جان بلب ہو جائے۔ بلکہ وہ طالب اس وقت یہ کہنے لگے۔ یا مرشد! مجھے اندر وہی آگ جلانے دیتی ہے۔ اس کے بعد

مرشد کامل کو چاہئے کہ دوسرے ساتھ دوسرے مرشد میں طالب کے وجود میں داخل ہو اور اس کے قلب کو پارہ پارہ کر ڈالے اور قلب کے کھولنے میں روشن ضمیری سے کام لے جس وقت طالب کے دل کی آنکھیں مکمل جائے۔ اس وقت وہ طالب روشن ضمیر اور صاحب معرفت اور صاحب جمیعت خاطر ہو جائیں گے۔ اور سرستے قدم تک طالب اللہ پر اور ہو جائے گا۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگے گا

پس اے طالب صادق! ایسے طالب کے وجود میں شیطان نہیں داخل ہو سکتا ہے۔ اور وہ طالب نفس اور شیطان کی خرابی سے ان ٹھیک ہو جاتا ہے۔

پس اے طالب! یہ مراتب جو میں نے پان کئے ہیں۔ سو یہ مراتب طالب مع اللہ یا اخلاص کے مراتب ہیں کہ جو مرشد کامل اپنی توجہ بالطفی سے اس طریقہ کے ساتھ ایک ساعت میں مقام وصال میں پہنچا دیتا ہے۔ اور اس کے بعد عطا ہر میں طالب کے ساتھ ہم بخن ہوتا ہے۔ اور اس کا آداب ظاہری اور قیل و قال شریعت محمدی ﷺ کے موافق ہوتا ہے۔ پس اے طالب! جو مرشد ان صفات سے موصوف نہ ہو اس کو مرشد نہیں کر سکتے۔

### عالیٰ باعمل کی تعریف

اب میں طالب! میں تجھ کو عالم باعمل کی تعریف بتانا ہوں۔ جانتا چاہئے کہ عالم باعمل وہ ہے کہ اقل سے آخر تک جو قید علم کے ساتھ ہو۔ اور اس کا اس پر عمل ہو اور مطالعہ سے علیحدہ ہو۔

پس ابتداء علم کی "الف" سے ہے۔ اور یا ب" سے کہ تمام برکت اور عظمت کی انتہا ہے۔ اور انتہائے علم کی "اور" سے یہاں ہوتا مراد ہے کہ جو معرفت مولیٰ کے ساتھ ہو۔ ان علماء کی شان اعلیٰ اور ادنیٰ ہے۔

### فقیر کامل

پس اے طالب! فقیر کامل وہ ہے جس قدر وہ تصریح کرے وہ کم نہ ہو بلکہ دنیا

وآخرت میں اللہ کو بس اور مساوی اللہ کو ہوں جانے۔

مت را ہشیار گرداند وصال

مت مطلق وهم باشد و خیال

اس کا یہ مطلب ہوا کہ اے خام! وہم اور خیال کو ترک کر۔ اور وصال کی طرف متوجہ ہو۔ تاکہ پروردگار عالم کے دیدار پر انوار کے لائق ہو۔

طالبان را با طلب مطلوب خویش ہر مطلب آئینہ بنود پیش

رُنگ دروئے خویش میں در آئینہ رونما آئینہ طالب در آئینہ

### طلب مولیٰ

پس اے طالب! مولیٰ کی طلب بہت مشکل امر ہے اور نفس کی مخالفت ایسی ہے۔  
جیسے کہ سر کو پھر مارنا۔ پس نفس کے ساتھ جنگ مشکل ہے۔

حربہ جنگی راحت است از ہبرتن!

نفس توئی نفس خود را خود بزن  
کے تواند کشت نفس خویش را

بلکہ آں باشد کہ در عالم پر نہ

ایں نہ درویش اند با خود پسند

بہر لقمہ نان ہر دم انطار

رسوا کردن نفس را بہر از خدا

بادل رشیدہ درویشے کجا!

بے نیاز آنچ ۰ ۰ نج و ذاتقہ

با فضل بارحت درویش کو

روسیاہی بہتر آں درویش را

بہر درویشان خلق قائم مقام

### صفت درویشی

پس اے طالب صادق! صفت درویشی کی اب میں تجوہ کو خبر دیتا ہوں کہ قرآن شریف میں جو آیت صفت درویشی کی بابت ہے۔ خداوند عالم فرماتا ہے: وَيُطْعِمُونَ

الطَّعَامَ عَلَى حُبَّهِ مِسْكِينًا وَ يَتِيمًا وَ أَسْيَرًا - (۸-۷۶) یعنی کھانا کھلاتے ہیں۔ اپنی حب کے موافق مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔

## دنیا کی زندگی مثال مقامات علیین سے ہے اور معرفت الہی کی مثال مقامات علیین سے ہے

پس اے طالب! جان لے کہ جب اولیاء اللہ کے دل میں حب مولیٰ جاگزیں ہو جاتی ہے اور غلبات سکرا اور معرفت الہی کے سبب سے ہر دم موت کو اس کی ملاش ہوتی ہے۔ تو دنیا کی زندگی نظر میں مقامات علیین اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے۔ اور معرفت الہی اس کو مقامات علیین کا لطف دیتی ہے۔

پس اے طالب جب کسی کو مرنے کے بعد مقامات علیین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اور اولیاء اللہ کی صحبت میسر ہوتی ہے۔ تو اس کو دنیا کی زندگی خراب معلوم ہوتی ہے۔ اور عالم ناسوت کی طرف اس کی روح متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ چونکہ دنیا کی زندگی جب اس کی نظر میں علیین سے زیادہ سخت ہے تو علیین کی زندگی تو اس کو بد رجہ اولے اچھی اور بہتر ہوگی۔ اور صوفیہ کہتے ہیں کہ بعض عشاوق کو بجز دیدار کے کوئی مقام اچھا معلوم نہیں ہوتا خواہ علیین ہو یا علیین ہو۔

## اولیاء اللہ کی قبر

پس اے طالب! اس طریقہ مذکور سے اولیاء اللہ کو قبر میں مردہ مت سمجھ۔ کیونکہ قبر ان کے واسطے سونے کی جگہ ہے جیسے کہ نوم العروس ہے۔ یعنی قیامت تک ایک لحظہ ان کو مثل خواب کے ہے۔ پس جس کسی کا وجود بذکر اللہ خاک کے نیچے سوتا ہو۔ اس کی قبر کی آرائشی اور نقش و نگار قبر کی کیا حاجت ہو۔

اور اگر اولیاء اللہ کو موت میں زندگی اور موت مثل خواب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کا لطف نہ ہوتا۔ تو ہرگز وہ موت کو اختیار نہ کرتے اسی واسطے زندگی میں

مُؤْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا کے مصدق ہو جاتے ہیں۔

### دنیا داروں کی قبر

اور اے طالب! دنیا والوں کی موت ایسی ہوتی ہے جیسے کہے بلے مر جاتے ہیں۔ اور ان کو کسی گڑھے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ ہمیشہ عذاب الہی میں جتنا رہتے ہیں۔ گوان کی قبروں پر نقش و نگار ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے وہ اور مذب ہوتے ہیں۔ اسی واسطے شارع علیہ السلام نے قبروں کے پختہ کرنے کو منع فرمایا ہے۔ مگر خام قبر کی فضیلت بتائی ہے کہ شاید اس کی قبر پر کوئی بزرہ پیو ہو جائے۔ یا کسی اولیاء کا قدم اس پر پڑ جائے۔ جس کے سب سے اس کے تخفیف عذاب ہو جائے۔ اور مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ ہے۔

آل روز یاد کن کہ یارے تو کس نباشد      جز عمل او ایمان او دیگر بکس نباشد  
با ہو بکس نباشد یکبار گفتن اللہ!      اللہ کہ بس تراشد خطے بکش مع اللہ

### مولیٰ کے حروف کے معنی

پس اے طالب! اب میں تجھ کو مولیٰ کے حروف کے معنی بتلاتا ہوں۔ یعنی مولیٰ میں چار حروف ہیں۔ م، و، ل، ی۔ پس مولیٰ کا طالب وہ ہو سکتا ہے کہ جو چار چیزوں کو اختیار کرے۔ یعنی جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا۔ اور بار بار موت کو یہ کیا وہ زندہ جاوید ہوا۔ اور حرف و سے واحد میں قنافی اللہ ہو کر گوشہ غلوت اختیار کرنا ہے۔ اور حرف لام سے دنیا پر لعنت کرنا ہے۔ حرف ی سے لیگانہ خدا سے ہونا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص اس صفت سے موصوف ہے۔ وہ طالب مولیٰ ہے۔ اور یہ امر بھی جان لے کہ مولیٰ کا راستہ اور فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ علم سے نہیں ملتا ہے۔ کیونکہ علم ایک نقطہ ہے۔ جیسا کہ العلم نقطہ کہا گیا ہے۔ اور اس کے حروف کے معنی ہم بیان کر سکتے ہیں۔ یعنی جس نے حرف عین نہ جانا اور مقام عینیت کو نہ پیچانا وہ شخص اندھا

ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ الْأَعْمَى فَلَهُو فِي الْآخِرَةِ أَغْصَى۔ (۱۲۰-۱۲۱)

ہر کہ انجا ندید محروم است  
در قیامت زلت دیدار

اور حرف لام سے اپنی خاطر کی نفی نہ کرنا اور دل سے لا بحاج نہ ہونا۔ اور إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو نہ جانتا۔ اور م ہے اپنے آپ کو مردار دنیا سے علیحدہ نہ کرنا اور نفس کا بتلا ہونا ہے۔

فقراء کہتے ہیں کہ جو کوئی حضرت علم کے فرمودہ کو بجانہ لائے۔ حرف عین سے عاق اور حرف ل سے لادین یعنی بیدین اس کو کہتے ہیں کہ جو رشت خور اور سود خوار ہو۔ جس کے سبب دنیا میں ذلت اور عاقبت میں خواری ہو۔ اور حرف م سے مردود فی النفس ہو۔

علم از عین است عینش عین دان  
کی ۳۰ ہزار ان علم از قرآن بخواں

جیسا کہ سورہ علق سے اشارہ ہے کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور حلق سے پیدا ہوا۔ اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ علق کے سب سے اول تعلیم دی گئی۔ اور فرمایا قرآن پا شیم رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ دا اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کو حق بجانہ و تعالیٰ نے بے کام اور بے زبان کی تعلیم فرمایا۔ اور اس کے بعد غار حرامیں وہی کا نزول ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور کلام اور اسرار معرفت سے آگاہ فرمایا۔ جس طرح آدم علیہ السلام کو وَعَلَمَ اَكْمَ الْأَسْمَاءَ كُلُّهَا سے ممتاز فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دَبَّ اَرِينَى اَنْظَرَ إِلَيْكَ کی تعلیم فرمائی۔

صوفیہ کہتے ہیں کہ جس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سورہ اقراء کو تعلیم فرمایا۔ اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر دس لاکھ ستر ہزار مقامات کو جو عرش پر او پر تھے۔ آپ پر کھل گئے۔ اور مقام قاب قوسین اور سدرۃ المکہ آپ کی نظر سے گذرا اور اللہ تعالیٰ سے بے حجاب ہے۔ اور اب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے

کوئی سورہ اقراء کو پڑھتے تو وہ اسم اللہ اور ذکر اللہ اور معرفت اللہ میں تھنچ سکتا ہے۔ مگر پڑھانے والا کامل بلکہ مکمل ہو۔ اور ہمیشہ حضور علیہ السلام کی صحبت کا جلسہ ہو۔ ما شتا کا یہ کام نہیں ہے کہ طوطے کی طرح سے پڑھائے۔

پس اے طالب! جانتا چاہئے کہ تمام قرآن سورہ اقراء میں ہے۔ چونکہ تمام قرآن اقراء میں ہے جو کوئی سورہ اقراء کے خلاف کرے وہ شیطان ہے۔ اس وجہ سے کہ قرآن بسم اللہ کی ب سے شروع ہے اور والناس کی س پختم ہوتا ہے۔ پس یہ دونوں ملانے سے لبس ہوتے ہیں جس کے معنی یہ ہوئے کہ قرآن دو جہان کے واسطے لبس ہے باقی باللہ بس اور ما سوائے اللہ ہوں ہے۔

### قرآن کی صفت

اے طالب صادق! بحر قرآن کی گہرائی کی ابتداء ب سے ہے۔ اس قرآن کی ابتداء کے دریا میں اسم اعظم مثل موتی کے۔ پس جو عالم اور فاضل صاحب تحصیل کہ قرآن کے دریا میں غواص نہ ہو۔ اور اسم اعظم کا موتی قرآن کے دریا سے نہ پائے۔ اور قرآن کے انہا سے معرفت الہی کے سریعین سے صاحب اسرار اور عالم فاضل نہ ہوں کو عالم اور فاضل کس طور سے کہہ سکتے ہیں۔

از پیغمبر باھو را تلقین شدہ  
با ہدایت راز رحمت دین شدہ  
خلق را تلقین کن بہر خدا  
شد اجازت باہو راز مصطفیٰ ﷺ  
چوں بہ پیغم طالباں را زر طلب  
طالب دنیا بود از اہل طلب  
ذکر و فکر غرق وحدت با ادب  
کم کے طالب ز بہر راز رب  
رفت عجب و لائق دیدار شد  
ہر کہ طالب هو بہ باھو یار شد  
ماسوئے اللہ غیر را ہرگز ندیدا!  
از تصور هو شد حق الیقین  
ہر کہ طالب هو بہ هو بہ میں  
در مقام غرق فی اللہ جان دهد  
ہر کہ از باھو طلب اللہ کند

### مقام معرفت

اے طالب صادق! جان کہ معرفت اور فکر کی ابتداء ذکر اور فکر اور مرافقہ اور مکافہ اور منزل اور مقامات اور کشف و کرامات اگرچہ تجلیات نور کے لئے خون جگر کا پینا بہت دشوار ہے۔ مگر معرفت پر ابتداء نہ کی۔ جیسا کہ قبض اور بسط اور سکر اور صحو، ہمیشہ خون کھانا، عشق کی آگ میں جلنا۔ موتی کی محبت کی آگ میں جتنا ہوتا۔ واسطے طلب دیدار کے محتاج اور پریشان رہنا۔ اور دن رات انتظار کرنا۔ آخرت کے وعدہ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا۔ اور اپنی جان کو اس پر نٹا رکھنا۔ یہ سب معرفت الہی اور فقر کی ابتداء ہے۔ اور انہا فقر کی یہ ہے کہ مشاہدہ ربوبیت کا اللہ کے نور کے غرق سے ان کا سا کرے کہ ان سے ذوق شوق توحید کے غرق کا اور وصال فتنی اللہ اور بقا اللہ کا ہوتا ہے۔

فقر را دریاب بایک دم قدم  
ابتداؤ انہا فقرش ختم!

اے عزیز جان لے کر اللہ تعالیٰ غیب ہے۔ اور ایسے ہی اس کی معرفت آدمی کے وجود میں غیب ہے۔ اور ذکر خفی بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کا انوار کی تجلیات سے بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ پس جس کسی کو مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب وجود باطن میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش اور فضل سمجھنا چاہئے اور جو اس پر اعتبار نہ کرے۔ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لا رَبِّ يُفْهَمُ هُدًى لِّلْمُفْتَنِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ اس میں کچھ تک نہیں ہے پر ہیز گاروں کیلئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان لائے ہیں۔ ہاں پر ہیز گاروں کیلئے ہدایت روز ازل سے ہے نہ علم کے پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے معرفت کا فضل اللہ کا فضل انجیاء اور اولیاء سے عقیدت کا نتیجہ اللہ ہے۔ اللہ بس اور ما سوئی اللہ ہوں ہے۔

علم باعمل است بشنو ہو شمند نیست برو تکتب خواندن فرض چند

گے۔ اور حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت سر تکریبی شہزاد مراج میں حضور میں صورت شجرہ النور مغفور کی کہ خالق اللہ کے ساتھ مشہور تھی۔

اے طالب صادق! غیب پر غیب مت لیجا کہ یہ راہِ محمدی نکھلنا ہے جو کہ لاتا ہے۔ کافر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور جو کوئی ایمان اور صورت نور اللہ ایمان اعتبار کے ساتھ نہ رکھے۔ شاید کہ اپنا ایمان برداشت دیتا ہے۔ منافق اور بے ایمان ہے۔

### شرح تکفیر

اور نیز شرح تکفیر یہ ہے کہ صاحب تکفیر مخفی غرق فانی اللہ نکھلی کی سلامتی کے ساتھ ہے اس صاحب تکفیر کی برکت سے دونوں جہاں سلامت رہتے ہیں۔ اس واسطے کہ ایک روز حضرت بی بی رابع رضی اللہ عنہا نے ایک ہاتھ سے پانی کا پیالہ اور ایک ہاتھ سے آگ لی تھی۔ آدمیوں نے کہا اے رابع یہ کیا حال ہے؟ حضرت بی بی رابع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آگ سے بہشت جلا دوں گی۔ اور پانی سے دوزخ بچاؤ گی۔ اس واسطے کہ دونوں آدمیوں کو اپنی اپنی طرف لے جاتے ہیں اور کوئی مولیٰ کی طلب نہیں کرتا۔ پس مراتب تکفیر اور طلب مولیٰ کے یہ ہیں:

حدیث میں ہے۔ تَفَكَّرُ سَاعَةً خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الْقَلَمِينَ۔ یعنی ایک بل بھر کے برابر تکفیر کرنا دونوں جہاں کی عبادت سے بہتر ہے۔

اے طالب! جان کے تکفیر تین قسم کا ہے۔

(۱) تکفیر مبتدی (۲) تکفیر متوسط (۳) تکفیر مخفی۔

پس تکفیر مبتدی کا ایک سال کی عبادت ہے کہ اس ذکر فکر کی ابتداء سے صاحب تکفیر کو مطلق موت کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ مرگ کے مطالعہ سے کسی وقت خالی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی زندگی سے امید قطع کر دیتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ہر ساعت اور ہر دم اور ہر رات دن مسافر جانتا ہے۔

خاصہ خلوت خانہ باشد قور از جدائی خلق با خالق حضور  
عارفان را قبر از حق شد خبر شد وجودی ذکر عارف سر بسر

زال علم عالم شوی صاحب شور علم یک حرف است روشن ہم چونور  
نظر مولیٰ سے برد با مصطفیٰ واقف اسرار گردو از الله  
ختم گرد علم و علم ہر مقام ایں چنیں تحصیل عارف شد تمام  
رفت عرش در مطالعہ با رقم معرفت حاصل نہد افسوس ہم  
اے طالب حق! بے معرفت کا علم شیطان ہے۔ اور جو کہ مولیٰ کی طلب نہ کرے  
حیوان ہے۔ ان اوقات پر لعنت ہے کہ بلا مشغولی ذات اسم اللہ کی غفلت میں گذرے۔

در تکفیر طیر و سیر و ہر مقام

ہر کہ اندر در تکفیر مرد خام ملتعنی کا تکفیر پہنچتا ہے۔ بہت مشکل سے تکفیر کی راہ میں مرشد کامل اور فقیر و محبیر کامل چاہئے۔ اور نیز شرح تکفیر کی یہ ہے۔ کہ جب مرشد نے طالب کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر کے ساتھ تکفیر بخشا اور صاحب قصور اور تکفر (اپنے) آپ سے بے خود ہوا۔ اور مراقبہ میں کہ شل خواب کے ہے دونوں جہاں کی زینت یعنی دنیا اور عینہ کی صاحب تکفر کے آگے لائی گئی ہے۔ اور صاحب تکفیر اللہ کا اعتماد اور اسم اللہ کا دونوں جہاں سے بہتر جانتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں دونوں جہاں کو بہت چھوٹا سمجھتا ہے۔ تو فوراً غیر مخلوق آدمی مخلوق (کو) ایسا اپنی طرف کھنچتا ہے کہ غیر کی طرف سوائے اللہ کے جانے نہیں دیتا۔ اس کا اختیار حق الحق کے مقام کے ساتھ موتا صدقہ پکارتا ہے۔ اور جو کوئی مشرک ہو وے وحدت رب اپنی سے مشرک ہوتا ہے۔ اور تکفیر نتیجہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ اور تکفیر صورت کا سردار ہے۔ جیسا کہ آدمی کے وجود میں ایمان ہے۔ نور اللہ سے اور اولیاء اللہ کے بعد مردنے کے وہ صورت جنمتے سے نکلتی ہے۔ بلکہ اپنے جنازہ کو اپنے اہل جنازہ کے ساتھ بلا تی ہے۔ اور سوائے عارفان باللہ اور اولیاء اللہ کے اس کو کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور ایمان کی صورت جس کسی کی روح پاک کے ساتھ ہے۔ اس کو حساب لینے والے سے کیا ڈر ہے۔ جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا۔ الَا إِنَّ أُولَىٰءِ الْأَنْفُسِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْرَجُونَ۔ یعنی خبردار ہو جاؤ کہ حقیقت اولیاء اللہ اس نہ خوف ہے ان پر نہ وہ غم میں رہیں

اور حضرت عزرا میل علیہ السلام اس سبب سے بے خبر ہیں کہ اولیاء اللہ کو موت نہیں ہے۔ بلکہ مولیٰ کے ساتھ حیات اور ہمیشہ اللہ کی ذات کے ساتھ اس کے نور میں ڈوبا رہتا ہے۔ پس جس کسی کو کہ زندگی اللہ کے نام سے تجلیات کے ساتھ حاصل ہے۔ اور اللہ کی ذات میں فنا ہے۔ وہ رات دن ڈرتا ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ جوزیادہ عارف ہے۔ وہ زیادہ عاجز ہے۔ اس واسطے کہ بھی خوف اور بھی رجائے غیر سے غیرت دوام کے ساتھ ساتھ حیرت اور یہ حیرت ان کے حق کی حضوری سے ہے۔

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز  
حیرت بر حق بر اے جان عزیز

دوسرامتوسط کافلر کہ ذکر سلطانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کو سیر مشاہدہ نور اللہ مطلق رحمانی کہتے ہیں۔ اور کفر حرف سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے۔ بعد اس کے ذکر سلطانی منہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین اور سلطان الواصلین اور سلطان الصابرین اور سلطان العاشقین اور سلطان الذارکرین کا کیا نشان ہے کہ ذکر سلطانی مطلق عین العنانی ہے۔ بلکہ قدرت اور سربراہی ہے کہ سلطان الذارکرین خطرات شیطانی اور اوہام نفسانی سے فارغ ہے۔ اور یہ ذکر روح سے تعلق رکھتا ہے۔ اور صاحب ذکر روح کو سختی اور رنج اور بلا ایسی خوش معلوم ہوتی ہے۔ اور خوش وقت ہوتی ہے۔ جیسے کہ بچوں کو شرمنی اور طوہ کھاتا۔ اس کو دل قوی کہتے ہیں۔ اور دل بھی تین قسم کا ہے۔

اول دل مجان میل پہاڑ کے ہے کہ نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے۔

دوم دل صدقیال میل درخت کے ہے کہ اس کی جڑ معمبوط ہے۔ اور شوق کی زمین سے جدا نہیں ہوتی ہے۔

سوم دل عاشقاں میل درخت کے پتوں کے ہے کہ عاشق کی گری اور حرارت کی باذخزاں جب چلتی ہے۔ کبھی برہنہ اور بکھی ڈھکا ہوا۔

چنانچہ یار کے ساتھ بھار کیا کام۔ دل جاتا ہے۔ ذکر اشغال اللہ کے ساتھ اور دل مردہ کفر میں ہے زنگار دار۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ استغفار پڑھنا چاہئے اور

صاحب معرفت کو چاہئے کہ معرفت کی آنکھ دوسری ہو کہ اس کی آنکھ کی بینائی سر کے دیدہ کی نظر سے جدا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسرا رکھتی ہے۔ اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے۔ لیکن بواسطہ عام آدمیوں کی دلداری ہے۔ کیونکہ عارف جو کچھ دیکھتے ہیں۔ نور الہی سے دیکھتے ہیں۔ نہ مخلوقات سے گمراہی کے حسن سے۔ اے صاحب علم معرفت الہی کی طلب کر کہ گن تجھ کو مقامِ فیکُونُ پر لے جائے اور یہ پیشہ اور فکراندیہ ذکر سلطانی سے حاصل ہوتا ہے اور ذکر سلطانی اس کو کہتے ہیں کہ تمام وجود کو اللہ کے ذکر کے ساتھ سیراب کرے۔ گمراہی اور گناہ کو وجود میں راہ نہ دے۔

اور ذکر سلطانی چار ذکر کا مجموعہ ہے۔ زبان اور قلب اور روح اور سر اور ذکر سلطانی کے تھکر میں ایک ساعت کی عبادت ستر برس سے بہتر سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس تھکر میں کبھی غیرت کے ساتھ اور کبھی جذب جلالی اور کبھی وجہ جمالی کے ساتھ رہتا ہے۔

اے صاحب مشاہدہ ان احوال میں باخبر رہو کہ اس مقام میں شرک اور کفر اور انا ذکر کے غلوتوں سے اور سکر بہت ہے۔ اور بعض اتنا سے مثل شیطان کے راندہ در گاہ ہو گئے ہیں۔ اوزا ثبات قدم کی راہ کے لازمے یہ ہیں کہ ہمیشہ نظر اسم اللہ پر کہ حق ایقین پر ہے۔

تیسرا منتهی کی فکر۔ اور وہ یہ ہے کہ فقیر جہان کے فکر سے یعنی فکر ازال اور فکر ابد اور فکر دنیا اور فکر عقیلی سے خالی ہو جائے۔ اور جو فقیر چہار ذکر جیسا کہ ذکر زبانی عبادت اور ذکر دل بارادت اور ذکر روح عبادت اور ذکر سر سعادت۔ اور چار دم۔ جیسا کہ دم ناسوت اور دم جبروت اور دم ملکوت اور دم لاہوت اور چار نفس جیسا کہ نفس امارہ اور نفس امامہ اور نفس ملہیہ اور نفس مطمئنہ اور چار مقام، جیسا کہ مقام شریعت اور مقام طریقت اور مقام حقیقت اور مقام معرفت سے کسی کو طے نہ کرے اور اپنے پس پشت نہ ڈالے۔ اور منہ اللہ کے نور میں غرق نہ کرے۔ اور اللہ میں نور فنا فی فداء اور بقاء فی بقاء مغفوری مغفور اور مرتبتوں قرب وصال حضور سے عین بعین نہ ہو۔ اس کو فقیر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے ابھی بُوہم اور میں کی آتی ہے۔

ماء انا ونی جدا ماندہ  
من تو رفتہ و خدا ماندہ  
جیسا کہ حدیث نَفِیْسَکَ غَذَوْفَیْنِ مَتِّنَکَ ہے۔ یعنی تیر انفس دشمن ہے۔ تیرے  
بدن میں۔

اور جانتا چاہئے کہ بعضی فقیر کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قید میں لے  
لیتے ہیں۔ دونوں جہان کا اس کو غلام دنیا اور اہل دنیا کا اس کو پاپوش بناتے ہیں۔ ترک  
اور توکل اور توحید اور صبر اور سکر اور معرفت اور ذکر، فکر الہی عطا کرتے ہیں کہ ہمیشہ  
مستغنى خدا کے ساتھ رہتا ہے۔ اور جس کسی پر فکر غالب آتا ہے۔ اپنی قید میں کرتا ہے۔  
وہ بدر پھراتا ہے۔ گدائی اور رسوائی کرتا ہے۔ ہر سوال کے ساتھ محروم وصال سے۔ پس  
فقر میں فکر کرتا چاہئے۔

اے طالب صادق! مردوہ ہے کہ اسماۓ الہی سے اللہ کے انوار توحید سے جس  
کے دل غائب الشیب دو جہان سے اٹھ جائے۔ اور شرح تکفیر دل اور طریقت احوال دل  
کی کس کو کہتے ہیں۔ اور قطب کس کو کہتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ زمین ایک ذرہ ہے۔ وسعت آسمان کے نزدیک اور آسمان ایک  
قطرہ ہے۔ نزدیک بلندی اور فراخی لوح محفوظ کے اور لوح محفوظ ایک شہ ہے۔ نزدیک  
قلم کے اور قلم ایک قطرہ ہے۔ نزدیک کری کے اور کری ایک قطرہ ہے نزدیک عرش کے  
اور عرش اکبر کے بیمارستان کری ہے۔ اور ہر کنکرہ پر ذکر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** اور ہر کنکرہ پر ایک قندیل لکھی ہوئی ہے اور ہر قندیل میں قدرت  
اللہی سے چودہ طبق ہیں۔ زمین اور آسمان کے ساتھ طبقاً عن طبق میں اخبارہ ہزار عالم اور  
سب کوئی (کسی) زبان سے بولتے ہیں۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** عرش اکبر  
اور قادریل دل کے نزدیک ایک قطرہ ہیں اپنے دانہ کے برابر۔

اے عزیزان! لے جو شخص کہ اہل اسلام اور عارف باللہ کے دل کوستاتا ہے۔  
اخبارہ ہزار عالم بلکہ کل مخلوقات عرش اور کری سب جنہیں میں آتے ہیں۔ اور حق تعالیٰ

فرماتا ہے کہ حاملان عرش اور کری ایسا کیوں ہٹتے ہیں۔ ان کے حامل عرض کرتے ہیں  
کہ مومن کا دل جلالیت میں جنبش کنایا ہے۔ اس کو کسی نے ستایا ہے۔ اس سبب سے  
جنہیں ہے۔ پس حق تعالیٰ کا قہر اس پر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منها۔

### توحید کے معنی

حکایت ہے کہ کسی ایک بزرگ نے حضار مجلس سے سوال کیا کہ توحید کیا ہے؟ پس  
ایک عورت نے جواب دیا: **الْتَّوْحِيدُ هُوَ الْوَاحِدُ - تَوْحِيدُ اَيْكَ** ہے۔ بزرگ نے فرمایا۔  
جواب خوب دیا اے عورت! کس کام میں مشغول ہے؟ جواب دیا کہ کھبیت کے کام میں  
مشغول ہوں۔ بزرگ نے فرمایا کہ کھبیت مردوں کا کام ہے۔ اور تجھ پر اسباب زراعت  
کے میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ پس تو کس طرح کھبیت کرتی ہے۔

عورت نے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تیل بنا�ا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور  
جفت رانی کرتی ہوں۔ اور اپنے سینہ کو زمین بنا�ا ہے۔ اور معرفت اور عبادات کا فتح ہوتی  
ہوں۔ اور اپنے تمام کھبیت کی تمام رات جاگ کر نگہبانی کرتی ہوں۔ اور گریہ وزاری  
بے پانی دیتی ہوں۔

جب بزرگ نے یہ کیفیت سنی تو فرمایا کہ اے عورت باغ میں بوستان سے بھی  
الفت ہے۔

عورت نے کہا کہ ہاں چنانچہ حدیث خَلِقَ اللَّهُ عَشَرَ بَسَاطِينَ فِي قُلُوبِ  
الْمُؤْمِنِينَ یعنی اللہ تعالیٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے ہیں۔  
اول باغ توحید، دوسرا باغ علم، تیسرا باغ حلم، چوتھا باغ تواضع، پانچواں باغ  
سخاوت چھٹا باغ توکل، ساتوں باغ قسم، هشتمواں باغ سنت، نوام باغ خوف،  
دواں باغ رجایا رضا۔

چھتر شرط حفاظت باغ کی یہ ہے کہ جب صحیح ہو اپنے باغ کے اندر باغبان تلاش  
کرنے اور جو خار و خس ہو اس کو جهاڑے اور باہر ڈالے۔ اور سوائے نہال اصلی اور  
شوک اصلی کے کچھ نہ چھوڑے۔ جیسا کہ جو مومن توحید کے باغ میں آتا ہے۔ کفر اور

شُرک کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب باغِ علم میں آتا ہے۔ سرکشی اور بے ادبی کا خار نکال ڈالتا ہے۔ اور جب باغِ توضیح میں آتا ہے۔ نخوت اور غرور کا خار دور کرتا ہے۔ اور جب باغِ سخاوت میں آتا ہے۔ بخل اور حرص کا خار علیحدہ کرتا ہے۔ اور جب باغِ تسلیم میں آتا ہے۔ خصوصت اور نفاق کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب باغِ سنت میں آتا ہے بدعت اور ریاء کے خار باہر گردیتا ہے اور باغِ خوف میں آکر نخوت اور غرور اور بے ہیقی کے خار کو دور کرتا ہے۔ اور جب باغِ رجاء میں آتا ہے۔ غیبت اور رشوت کے خار باہر ڈال دیتا ہے۔

جب اس عورت نے ان دس باغوں کو بیان کیا۔ بزرگ نے ایک آہ بھرنا ہے۔

شیخ نے کہا جسے میرے کام میں اچھا مرض ہے۔ میرے کام میں توجہ کر۔

عورت نے کہا اے شیخ تقویٰ کی ہڑ (ہلیہ) لا۔ اور اپنے دونوں لب مضبوط بند کر۔ اور آنسوؤں کا پانی ندامت کے اخلاص کے ساتھ اس میں ڈال کر بدلی اور بے فرمائی کیوں کی۔ اور پیٹ کی دیگ میں مہر کراور اس کے نیچے عشق کی آگ جلا۔ اور ہر صبح و شام اس دوسرے غربی کا زہر کھا۔ تاکہ صحت کامل پائے اور دنیا کی محنتوں سے خلاصی پائے۔ آزمایا ہوا مجرب نہ ہے۔

جواب مصنف باہو فنا فی ہو کہتا ہے کہ آدمی کا وجود اللہ تعالیٰ کی کان ہے اور اس کان میں پتھر ہے۔ دل کے پتھر میں لعل ہے۔ بے بہا کہ اس کو قدرت الہی کا خزانہ کہتے ہیں۔ جیسا کہ آفتاب کی نظر ہمیشہ پہاڑ پر پڑتی ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر عارفوں کے دل پر اور یا یہ کہ آدمی کا وجود مثل ظلمات کے ہے۔ اور ظلمات میں آب حیات اور آب حیات کا طالب سکندر چاہئے، اور مرشد مثل حضرت خضر کے اور نش مثل مادہ اسپ کے ہے۔ جب کہ حضرت خضر سکندر کو ظلمات میں ٹلے گئے۔ اور حضرت خضر نے کہا۔ اے یارو آب حیات کسی نے نہ پیا ہے۔ لیکن مصلحت یہ ہے کہ

آب حیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں وہ اٹھاؤ۔ پس جو لوگ حضرت خضر کا فرمانا بجا لائے پتھر اٹھائے اور ظلمات سے باہر آئے۔ پس حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ان پتھروں کو توڑ دو۔ جب انہوں نے توڑے تو ان میں سے لعل بے بہا نکلے اور جو لائے تھے ان کو بھی افسوس ہوا کہ بہت سے کیوں نہ اٹھائے۔ اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے۔ انہوں نے اپنے سر پر خاک ڈالی۔ پس مثل دنیا کے بھی ظلمات ہے۔ اور فقر مشر پتھر کے لعل کا بھرا ہوا۔ اور اس کی حقیقت قیامت کے روز معلوم ہوگی۔ اور دل اور دل کے ذکر کی وہاں امداد کرے گی۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچے۔ نفس سے باخبر رہ۔ اور معصیت سے اگرچہ تھوڑی ہو ڈبودیتا ہے۔ نفس اور چیزوں کو پیشاب کا بھی سیلا ب ایک بڑا دریا ہے اور سفلہ کو دنیا کے اسباب عقبے سے زیادہ اچھے ہیں۔ جیسے کہ چوہیا کو گور کی نو عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے۔

### خدا کی نظر انسان کے دل پر ہے

جان کے نظر اللہ تعالیٰ کی عرش اور کرسی اور لوح اور قلم اور صورت انسان اور علم زبان اور عبادات ظاہر اعمال اور جن فرشتوں پر نہیں ہے، بلکہ انسان کامل کے دل پر ہے۔ اور انسان کامل انبیاء اور اولیا ہیں کہ ان کا دل اللہ کے غفل میں مشغول رہتا ہے۔ اسی واسطے دل وسیع ہے کل مخلوقات سے، برائے عظمت اور کرامت اور معرفت الہی کے۔ اور تنکر دل کا ہر صاحب دل کا اور مراتب دل پر پہنچا بہت مشکل ہے۔

یعنی نقشے نیست کز آئینہ دل پہاں کہ ہست

دل چوروشن گشت کتب و دفتر و درسیدہ است

حدیث:- **الْقَلْبُ عَرْشُ اللَّهِ الْأَعْظَمُ** یعنی دل اللہ کا بڑا عرش ہے۔ اور کرم اور رحمت ازلی قلب ہے کہ اللہ کا خزینہ ہے۔

حدیث قدسی: **خَرَازَاتِي أَعْظَمُ مِنَ الْعَرْشِ وَأَوْسَعُ مِنَ الْكُرُبَسِيِّ وَالْلَطْفُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَرْبَعُ مِنَ الْمَلَكُوتِ وَأَرْضُهَا الْمَعْرِقَةُ وَسَمَاتِهَا الْإِيمَانُ وَشَمَسُهَا الشَّوْقُ وَقَمَرُهَا الْمُحَاجَةُ وَنَجُومُهَا**

الْخَوَاطِرِ وَسَاحَابَهَا الْعُقْلُ وَمَطْرَاهَا الرَّحْمَةُ وَأَشْجَارَهَا الطَّاعَتُ  
وَانْهَارُهَا الْإِحْلَاصُ وَاجْدَارُهَا الْيَقِينُ وَمَكَانُهَا الْهَمَّتُ وَلَهَا  
أَرْبَعَةُ أَرْكَانٌ التَّوَكُّلُ وَالتَّفَكُّرُ وَالْأَنْسُ وَالْذِكْرُ رِبِّهَا أَرْبَعَةُ أَبْوَابٍ  
الْعِلْمُ وَالْجَلْمُ وَالصَّبْرُ وَالرِّضَا فِي الْقَلْبِ۔

الله تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا خزانہ عرش سے بڑا اور کرسی سے زیادہ وسعت والا اور جنت سے بہت پاکیزہ اور ملکوت سے زیادہ زینت دار ہے۔ اس کی زمین معرفت ہے۔ اور اس کا آسمان ایمان ہے۔ اور اس کا سورج شوق ہے، اور اس کا چاند محبت ہے، اور اس کے ستارے بخطرے، اور اس کا بادل عقل اور اس کا مینہ برحمت اور اس کے درخت بندگی اور اس کی نہریں اخلاص اور اس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان ہمت اور اس کے چار ارکان میں توکل اور تفکر اور انس اور ذکر اور اس کے چار دروازے علم، حلم اور صبر اور رضادل میں ہیں۔

پس عرش کی عزت کہ اس کو عرش کریم و رحیم کہا بہت بڑی ہے۔ اور وہ عرش بھی دل ہے کہ اس کی تعریف بیان میں نہیں آتی۔

حدیث دل اگر گویم بصد دفتر نے گنجید  
کمال و صفت دل ہرگز بہ بحر و بر نے گنجید  
بیا اے طالب صادق بحال خوش خوش بکر  
کہ اور در عالمے آمد کہ پائے سرنے گنجید

ـ دل کہ از اسرار خدا غافل است  
ـ دل نباید گفت کہ مشتے گل است

مصنف لعلیۃ الرحمۃ کہتے ہیں کہ مرشد کامل سے پہلے روز لوح طفل خوانی کی دل کا سیر ہے۔ اور توحید کی راہ کی ابتداء دل سے چاہ کے صاحب دل ہرگز صاحب نہیں ہوتا۔ لیکن دل بہت قائم کے ہیں۔ جیسا کہ قلب قاری اور قلب برے اسرار باری کے صاحب دل کو

ہمیشہ مطالعہ قلب اور قلب مطلق عزمیت معرفت اور احادیث صدیت صراحت مستقیم کے اور انہیاً نے قلب کو کوئی نہ پہنچا ہو گا۔ نہ بجز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دوسرا کوئی ہو، عطا اور بخشش حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

حدیث: **الْقَلْبُ عَلَى تَلْكِيفِ الْنَّوَاعِدِ دَلْ تَمَنِ قُمْ پَرِ ہے۔ قَلْبُ سَلِيمٍ وَقَلْبُ مُنْبَيْتٍ وَقَلْبُ شَهِيدٍ ایک دل سلیم۔ دوسرا دل نیب تیرا دل شہید اما القلب السليم هُوَ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ سَوَى اللَّهِ لیکن دل سلیم وہ ہے کہ اس میں سوائے اللہ کے دوسرا نہیں ہے۔ وَأَكَمَ الْقَلْبُ الْمُنْبَيْتُ هُوَ الَّذِي فِيهِ مَعْرِفَةُ اللَّهِ اور لیکن دل نیب وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہو۔ وَأَكَمَ الْقَلْبُ الشَّهِيدُ هُوَ الَّذِي يَكُونُ فِي طَاقَتِ اللَّهِ أَكْبَادًا۔ اور لیکن دل شہید وہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں ہو وے جیسا کہ اسرار العارفین میں ہے۔**

مصنف لعلیۃ الرحمۃ کہتا ہے کہ دل کا صفا اور صدق اور دوستی کی ہے۔ اور اللہ کے نور سے بھرا ہوا ہے کہ اس میں کذب اور نفاق اور سیاسی فریب کی نہ سائے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔ **كُنْ ثَابِتًا وَمَعْدِنِ الْإِحْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مِنْ مَغْرِفَةِ الْكَاذِبِينَ** یعنی ثابت اور کان اخلاق کارہ اور جھوٹوں کے فرقہ سے مت ہو۔ اور جو دل کہ اللہ کے ذکر سے اور اللہ کے نام سے پڑ ہو۔ اسی خصلتیں کبر اور کذب اور نفاق اور طلب دنیا وغیرہ کی اس سے مطلق مر جائیں گی۔

ـ ذکر و فکر شد در دلم پر نور شد	ـ رف ذکر ش معرفت مذکور شد
ـ عین راز ازاں عین ہست حق یقین	ـ عین راز ازاں راز میں!
ـ باھو! چوں شد یقین عین الوجود	ـ روز از لش کرده ام ہاجتع بحود
ـ مست فقیروں نے الاست کے دن سے اس کے سخنے سے قالو ابلی قبول کیا۔	ـ الان کما کان اب تک جیسے کہ تھے ویسے ہی ہیں۔ دنیا کا منہ تک نہیں دیکھا ہے۔

ـ ہر کہ دار دلک خود نام خدا	ـ نام اللہ سے برد با مصطفیٰ
ـ ہر کہ دار دلک خود دنیا تمام	ـ قدم دنیا سے برد دوزخ مقام

پس جو شخص کہ جائیں کی تنجی کا وقت اور قیامت کے دن کا حساب اور میدان اس کا اور پاک صراط اور ملک الموت حضرت عزرا ملک کے ساتھ طلاقات یاد رکھتا ہے۔ وہ جو چیز کہ اس کی ملکیت میں ہوں مال اور خانہ سب کا سب خدا کی راہ میں تصرف کر دیتا ہے۔ اور دم نہیں مارتا۔

از نام باھو دنیا بگریزد دوام زائلہ باھو غرق باھو ہر دام  
سوبار اس کی ماں پر آفرین اس کا نام باھور کھا۔ اور باہول کابی لبی راستی کا ہے ہو  
سے شاد ہوئی ہے۔

رحمت و غفران بود بر راتی  
باھو راشد دست بیعت از ازل  
گشت فارغ ترک داده از خلل!  
نہ قبائے حق بدرومیش و فتیر  
ے شنا سد چشم زاں روشن ضمیر  
عارفان رازیں سخن شد اجمون  
دل ز دل سخن بود باہم سخن  
صاحب دل کے ایسے مراتب ہیں۔

دل چو جنید مے جنا ند عرش را  
عرش را دل فرش سازد زیر پاء  
تونی دانی کہ صاحب دل عظیم  
عرش را عزت بود از دل سلیم  
جب دل سلیم اللہ کے ذکر سے زبان کھوتا ہے۔ بلندی آواز سے عاملان عرش  
قلب اللہ کے ذکر سے کہتے ہیں۔ جل جلالہ حاملان عرش مع فرش کے حرکت اور جنبش  
میں آتے ہیں۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے حاملان عرش، عرش کیوں ہلتا ہے۔  
وہ التماس کرتے ہیں۔ خلاو ندا! تو خوب جانتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے  
حاملان عرش قلب سلیم کی حرکت سے اور ذکر قلب سلیم کا اور ذکر قلب کا۔ اور صفائی قلب  
کی اور فراخی قلب کی۔ اور کشف قلب کا اور روشنی میری رحمت کی نظر سے ہے۔ اور دل  
کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ ثواب ستر ہزار ختم قرآن کا ہے۔ قلب با  
حضور و سوسہ اور خطر دل شیطانی سے خلاص ہے۔ اور قلب اللہ کا عرش روشن دونوں کی  
عظمت کا رونما ہے۔

ہاں دنیا مردار بد بودار کے طالب کہتے ہیں۔ صاحب دل اللہ کا فرش وہ ہے کہ  
لائق دیدار دوام کے اللہ کے نور کے مشاہدہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ دل ہر دم مشاہدہ نہ  
ہے۔ نہ وہ دل کہ جس میں حب دنیا ہے۔ اور سراسر ہوا ہے۔

پس ذاکر قلبی ہونا آسان کام نہیں ہے۔ بلکہ ذکر قلب میں اللہ کے نور کا مشاہدہ  
اسرار کا سر اور ایک بڑا اشتہار ہے کہ دونوں چہاں مدنظر ہیں۔ اور دل عارف باللہ کا اللہ  
کے نور کے ساتھ عرش اکبر ہے۔ اور اللہ کی توحید کے ساتھ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور انبیاء اور اولیاء کے ساتھ شامل ہے اور یکتا ہے۔

چنانچہ ایک حرف ب حرف س اور م کے ساتھ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ہے۔  
اور حق سبحانہ تعالیٰ قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے۔

اے طالب صادق! جان کہ صاحب دل کے دلوں پر تصرف رکھتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے  
کہ اگر تمام عالم کو شفقت کی نظر کرے ہر جاں کو اپنی نظر میں عالم باعمل اپنے اثر کے  
فیض سے بنائے۔ اور اگر صاحب تصرف دل کا نظر جہان کے عالموں پر کرے۔ ایک  
لمر میں ان کے دل سے علم رکی اور کبی اٹھائے کہ مظلوم ایک حرف نہ پڑھ سکتیں۔ اور یہ  
بھی مراتب ادنیٰ ہیں۔ بلکہ اللہ کا حجاب ہے۔

اور حجاب دو قسم کا ہے۔ ایک ظاہری ابتدائے علم کے پڑھنے سے اور انتہا علم سے  
نکلنے کی۔ دوسرا حجاب باطنی، ابتداؤ کر کے پڑھنے کی اور انتہا نکلنے کی ذکر سے پس علم اور  
ذکر سے آدمی عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

## عارف کے معنی

اے طالب عارف کے چار حرف ہیں۔ ع ا ر ف۔ پس حرف ف عبادت میں اور  
میں عبادت اس کو کہتے ہیں کہ اس کا ع وحدانیت میں غرق ہو۔ اور اس جگہ سے میں نور  
اللہ کا پائے جس نے میں کو پالیا۔ میں رب کو پیچان لیا۔ اور جس نے میں رب کو پیچانا۔  
میں عارف باللہ ہو گیا۔ اور حرف ا سے دوسرے سے سوائے حق تعالیٰ کے الفت نہ  
کپڑے۔ اور حرف ر سے راز میں حق الیقین کا ہو اور حرف ف سے اس سے عبادت

بہتر یہ ہے کہ (اپنے) آپ کو تجلی کے تحصیل کے ساتھ چارغ روشن کرے۔  
مصنف علیہ الرحمۃ کہتا ہے۔

ہر کتاب نقطہ از دل کتاب  
دل کتاب دفتر حق بے حاب  
دلے از معرفت سر الہی دلے کاغذ باسرار سیاہی  
سیاہی سر درونت نور گردد دو جیشے یک نظر منظور گردد  
مطالعہ دل کتاب است کہ بے کاغذ سیاہی دل کتاب است  
کے زان علم عالم علم خواند بہر دو عالیے آل زندہ ماند  
اے طالب صادق! جان خدا اور بندہ کے درمیان میں دیوار اور پہاڑ کو سوں کی راہ  
نہیں ہے بلکہ درمیان بندے اور اللہ کے پیاز کے پردے کے بہادر پر وہ ہے۔ اور پیاز کا  
پردہ چیرنا کیا مشکل ہے۔ مرشد صاحب راز کی نظر سے، لیکن اس شرط پر کہ طالب ہو۔  
ان آثار کے ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقدی اور پرہیز کار، اس واسطے کہ ایک نقطہ کھولنا علم  
ظاہر اور باطن سے بہت دشوار ہے۔ جمال ہزاروں ہزار کو ایک نظر میں دیوانہ اور  
مست کرنا مشکل کام ہے۔ اس واسطے کہ طالب علم مولیٰ کی طلب کے ساتھ سوائے  
امتحان مشاہدہ حقیقی اور بزرگ اسرار معرفت الہی کی تحقیق ہرگز نہ ہو۔ اور طالب مولیٰ جب  
راہ باطنی صنادیکھتا ہے۔ سب سے بہتر ہوتا ہے۔

### قلب مومن عرشِ اعظم ہے

اے طالب! یہ بھی مراتب صاحب قلب کے ہیں۔ جیسا کہ حدیث قدسی ہے۔  
**قلوب المؤمنين عروش الله تعالى مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔**  
قوْلُهُ تَعَالَى أَكْرَحْمَنْ عَلَى الْعَرْشِ ابْسُونِي (۵۰-۵۰) رحمن عرش پر ہے، اور آدمی  
ہرگز مراتب فقر کو نہیں پہنچتا ہے۔ جب تک سلطان الفقر کہ اس کے باطن میں صورت سر  
کی ہے۔ اس آدمی کو بغل میں نہ لے اور منہ نہ دکھائے۔ اور تلقین نہ کر لے۔ اور تعلیم نہ  
فرمائے اگر ریاست کے ساتھ سر پر پھر مارے اور سوائے اشارہ سلطان الفقر کے ہرگز

ظاہری فوت نہ ہو۔ فرض اور واجب اور سنت اور منتخب جو اس صفت سے موصوف ہو،  
عارف رب کا، ورنہ مثل کتے کے بے ادب ہے۔ پس عارف ہونا آسان کام نہیں ہے۔  
بلکہ معرفت میں اللہ تعالیٰ کے عظیم اسرار ہیں۔

اے طالب! جان کہ جب قلندر زندگی سے ساتھ اللہ کے نور کے مشاہدہ سے اور  
اللہ کے ذکر سے بیدار نہ ہو۔ ازل سے ابد تک ہرگز خواب اور غفلت نہ پکڑے۔ اور  
صلب نہ ہوا اور ہرگز نہ مرے۔

عارفان را خواب از بیدار بہ خواب ایشان جنت دیدار بہ  
زندہ جان مردہ تن رانیست خواب خواب نتوال گفت مطلق بے حباب  
اور ذکر قلبی غریق کلہ تو فیق مُؤْتُوا قبْلَ آنَ تَمُوتُوا ہے۔ یعنی قبل مرنے سے  
اپنے آپ کو ہلاک کر دو۔

### عقلِ مُکل اور علمِ لدنی کی تعریف

اے طالب! عقل کل اس کو کہتے ہیں کہ اس میں ہر علم اور ہر مراتب اور ہر کلام  
چیزیدہ ہو۔ اور علم کلی اس کو کہتے ہیں یعنی علم لدنی نتیجہ انبیاء اور اولیاء اللہ اور عارف باللہ کا  
ہے۔ اور علماء کی عقل اور علم مطالعہ سے زیادہ تر ہوتی ہے۔ اور کافروں کی عقل اور علم  
جنونیت شیطانی سے ہے کہ اس عقل میں ترقی دنیا کی خواہش کی ہے۔ وَهُوَ إِنَّ النَّفَسِ  
فِي السَّفَرِ اور نفس کی خواہش جہنم میں ہے اور دھقان جاہلوں کی عقل وحشی ہوتی ہے۔  
اور صاحب غریق جو کہ قلب اس کا قالب میں غریق ہو۔ اور دونوں لباس روح پہنے، اور  
جب لباس روح کا پہنے دل کے عظیم ملک میں سیر اور مشاہدہ کے ساتھ آئے۔ چنانچہ  
باطن دیکھنے ظاہر دکھلانے اس کو صاحب دل کہتے ہیں کہ دلیل اور توجہ اس کی عقل کی  
موافق نقل کے ہے اس واسطے کہ دل کو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے دریا فرمایا ہے۔  
دل بتدیر خود نتوال یافت بگذر از خود کے بخود نتوال یافت  
میکنہ درودت خانہ سیاہ پھر اسے کہ شوی روئے براہ

اس کو فرنیں پہنچا کے سلطان الفقر ہمیشہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے ہے۔ یہ بھی امداد فقراء محدثین سے ہے۔

چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ جو کوئی ان دو طائفہ کو یعنی میری امت کے علماء اور فقیر کامل کہ دونوں ستون دین کے ہیں۔ ان کے ساتھ ہم صحبت ہو۔ اور تعلیم اور تلقین ان سے قبول کرے قیامت کے دن ہرگز پریشان نہ ہوگا معلوم کرنا چاہئے کہ عابد جاہل کو مولیٰ کی معرفت ہرگز فیض نہیں ہوتی۔ اور جو کشف غیب کا کہے، جتو نیت اور استدراج ہے۔ چنانچہ ایک فقیر عالم بہتر ہے۔ میں ہزار عابد سے کہ جاہل ہوں اور ویسے ہوں کہ عابد قائم اللیل اور صائم الدہر اور ادات کے جانے والے اور دن کو روزہ دار، اگر میں ہزار عالم فقیر کو توجیح کرے ہرگز ایک عارف باللہ کے مراتب کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور عارف باللہ اس کو کہتے ہیں کہ ابتداء عالم عامل اور انتہا فقیر کامل ہو۔ اور کامل اس کو کہتے ہیں کہ جو کچھ دنیا اور کلام ربائی اور معرفت الہی ہو۔ اس میں تصرف کرے۔ کم نہ ہو۔ کمالیت سے کامل یہ ہے کہ کامل صاحب علم بالیقین ہے۔ نہ مثل جاہل کے بیدین ہے۔

(حکایت) نقل ہے کہ ایک بادشاہ تھا۔ اور مرشد کامل رکھتا تھا۔ کسی سے اس بادشاہ نے کہا کہ جادیکہ ہمارا مرشد کس کام میں مشغول ہے۔ اس آدمی نے جا کر دیکھا کہ مصلیٰ پرشیخ کی جگہ کتاب بیٹھا ہے۔ یہ بدر بادشاہ کو دی۔ پس بادشاہ نے حکم دیا کہ کوئی دوسرا آدمی جائے۔ دوسرے کو بھیجا۔ جب وہ گینا تو دیکھا کہ مصلیٰ پرشیخ کی جگہ سور (خوک) بیٹھا ہے۔ آکر بادشاہ سے کہا۔ بادشاہ خود گیا اور دیکھا کہ مصلیٰ پرشیخ بیٹھا ہے۔ یہ حقیقت بادشاہ نے اپنے مرشد کے آگے بیان کی۔ شیخ نے جواب دیا کہ اے بادشاہ وہ آدمی جس نے مجھ کو کتاب دیکھا دنیا کا طالب ہے۔ اور وہ آدمی جس نے مجھ کو سور دیکھا وہ دیوبیشیطان ہے۔

فقیر با ہو کہتا ہے کہ فرقہ امشل آئینہ کے ہیں۔ جس صورت میں فقیر کو دیکھے حقیقت اپنی صورت کی نظر کے آگے دکھائی دیتی ہے۔

پس جو شخص کے فقیر کو بے برکت اور خالی جانے وہ دونوں جہاں میں بے برکت اور خالی ہے۔ لیکن فقیر کو چاہئے کہ نفس پر امیر ہو۔ نہ خود پرست اور (امیر) اللہ بس اور ماسوی اللہ ہوں۔

اے طالب! یہ خطاب دل کا ہے۔ اور اہل دل کی راہ تصدیق قلب ہے۔ اور محبت ایک صورت رکھتی ہے۔ جیسے کہ صورت انسان کی بھوک سے جان کا گوشت کھا لیتی ہے۔ اور پیاس سے جگر کا خون پیتی ہے۔ اور برہنگی سے لباس عبرت اور حرمت کا پہن لیتی ہے۔ محبت ایسی صورت ہے کہ پاؤں کا طالب رکھے۔ اور سر خیال کارکھے۔ اور سینہ بے کینہ صفار کھے۔ اور آنکھ معرفت الہی کی رکھے۔ اور دل رحیم روشن ضمیر سیم، ارادت کے ساتھ اور یقین کے ساتھ رکھے۔

اور یقین کو کہتے ہیں۔ جو کہ عبادت یقین کے ساتھ کرے۔ اور یقین مقام ملٹھی ارواح مُوْبُواً قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوا کا ہے۔ یعنی جو کہ مقام یقین پر پہنچے۔ اس کی مجلس انبیاء اور اولیاء اللہ کے ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین مت کے مقام کو کہتے ہیں کہ بعد مردنے کے مقام یقین..... مقام حجتین یا علیین۔ پس خاص یقین حق کے یہاں تک ہے۔ اور صاحب یقین کو۔ زبان ہر مقام کی کنجی رکھتی ہے۔ اور ہاتھ کریم رکھتا ہے۔ اور گویا ای اور شنوائی آواز اور اشتیاق دیدار کے اپنے پروردگار کا رکھتا ہے۔ اور اس کی نظر اللہ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اس کا دم پروردگار کا دم۔ محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے۔ اور محبت کی آگ کہ آہ سوز ہے۔ دوزخ کی آگ سے سخت تر ہے۔ چنانچہ اس کی سوزش رات دن دکھائی دیتی ہے گوشت اور پوست اور ہرگز وجود اعضا کو ایسا کھاتی ہے۔ جیسا کہ آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔

پس اے زاہد مددی طلب ریاضت باطنی کی کر، کہ ریاضت باطنی خاص و عام اور ریاضت ظاہری غونا اور ریاضت کے ساتھ ہے۔

دل با حضوری شکم پر طعام!  
کہ ایں است معراج واصل تمام

اس واسطے کے وصل متنی کی سیری اور گریگی برابر ہے  
دل پر خطر شکم بے طعام  
ریاضت ہناموس کفر است نام  
حدیث: الْرَّبَّ يَأْمُدُ أَشْدَى مِنَ الْكُفَّارِ . ریا کفر سے زیادہ سخت ہے  
**معرفت مولیٰ**

جاننا چاہئے کہ کوئی ریاضت اور جاہدہ محبت اور آتش عشق اور گری ذکر خفیہ سے سخت  
تر نہیں ہے۔ وہ شخص جانتا ہے کہ ان مرتبوں پر مولیٰ کی معرفت کے قریب پہنچا ہے۔ اور  
اشتیاق حق کی محبت کا قبول کیا ہے اور صاحب محبت حرم راز الہی اور بے محبت محروم  
معرفت مولیٰ سے گمراہی ہے۔

#### بیت باصو

بَاكَيْهُ مُرْدُ مُحْبَتْ حَقْ دَامْ  
مُوتْ آنْجَائِيْهُ نَيَادِيْهُ وَالسَّلَامُ  
كہ موت ان کی وصل ہے۔ اور وصل ان کا اللہ کے نام سے اصل ہے صاحب  
معرفت کو ہمیشہ معرفت مولیٰ کی مراجع ہے۔ مُؤْتُوا قَبْلَ آنَ تَمُؤْتُوا - مردہ تن اور زندہ  
دل اللہ کے ساتھ۔

اس طریق سے مرتبے ذکر خفیہ کے ہیں اور ذکر خفیہ کو بعض بسر کہتے ہیں۔ کہ ذکر  
سرتیز ہوا کی طرح درخشیت و جو بذدا کر کو پاؤں تک ہلا دیتا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ ذکر خفیہ نہ دم سے نہ قلب سے نہ روح سے نہ سرسے کوئی تعلق  
رکھتا ہے بلکہ ذا کر خفیہ اللہ کا اسم غیر مخلوق قصور سے اسم اللہ دیکھنے کے ساتھ اسم اللہ سے  
تجھی نور اللہ کے مشاہدہ ربوبیت کا نور اللہ کے جہاں کا دیدار برکت سے ذکر خفیہ کے  
دل روشن اور اطمینان کے مثل اس کی بستہ نہ ہو۔ کسی آثار پروردگار سے ذکر خفیہ باطن غرق  
اور ظاہر باشریعت ہوشیار کر صاحب شریعت لائق دیدار کے اور صاحب بدعت لائق  
دوڑخ کے اور نار کے۔ اور جو کہ غرق نور اللہ کے ساتھ ہو باخبر ہوشیار ہو۔ چنانچہ حضرت

محمد ﷺ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسانَهِ  
جو شخص اپنے رب کو پہچان لیتا ہے۔ اس کی زبان گنگ ہو جاتی ہے۔  
جس کو اس طریق سے ذکر خفیہ حاصل ہو، اس کو ذکر دوام صاحب وصال کہتے ہیں  
جو اس طریق سے ذکر خفیہ نہ کرے، اس کا ذکر مثل خواب و خیال کے ہے۔ اور دوسری  
خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے۔ اس کو حقیقت کا ردیٰ اور دنیوی سے دل سے آگاہی ہو۔  
آگاہی کی راہ سے جیسا کہ کہہ اسی طور سے ہو۔

نیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اس کا دل کسی چیز سے میل نہ کرے۔ اور اس نہ  
پکڑے سوائے حق تعالیٰ کے۔

نیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اس کے منہ سے قَالَ اللَّهُ أَوْ قَالَ الرَّسُولُ لَكَ  
کہ پالیقین ہے اور نور تاباہ پیشانی پر ہے۔

اور خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ اگر اس کا دل کوئی مجلس انہیاء اور اولیاء کی طلب  
کرے۔ مراتبہ میں یا خواب میں پیسر کرے اور ملاقاتات پائے۔ اور جواب با صواب  
لے۔ اور ذکر خفیہ غلق اور ایسے ہی کم اور پہاں ہو۔ جیسا کہ امام عظیم قرآن میں پہاں  
اور شب قدر رمضان میں۔

سے شاند مرد را از راه راز

چون شاند شاہ دراز بے نیاز

اے عزیز! جان کہ ذکر خفیہ صحیح و عظیم اور آواز اور صورت نہیں ہے بلکہ ذکر خفیہ  
معرفت الہی مشاہدہ قرب راز کا ہے۔ اور ذکر خفیہ صاحب زاد اور صاحب آزاد ہے۔ اور  
باطن آباد ہے۔ اور شوق غسل اللہ کے ساتھ شاد ہے۔ اور ذکر خفیہ عالم عامل اور فقراء اور  
معرفت الہی میں کامل اور حوصلہ و سمع بار بردار حق کے ساتھ حال۔

نیز خاصیت ذکر خفیہ کی یہ ہے کہ چار نظر رکھتا ہے۔ جیسا کہ نظر ازل اور ابد اور دنیا  
اور عقبی کی۔ پس جس کسی کے ساتھ کہ راہ اخلاص سے دل نظر کرے طالب اللہ کو نظر کے  
ساتھ مطالب پر ہر ایک مرابت کے پہنچائے اور خود ہمیشہ غرق توحید ہو، یہ ہے ذکر

بasheriyat aur ذکر خفیہ کو نہ خوف خوف سے نہ رجارجا سے ہمیشہ غرق بخدا۔ اور ذکر خفیہ مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔ **الَا إِنَّ أُولَىٰ سَأَلَةِ الْفُلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔ خبردار ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے نہ وہ غم میں ہو لے گے۔

## حرف الف کی تعریف

اے طالب! الف ایک حرف ہے اللہ کے نام سے کہ دونوں جہاں اس سے ہیں۔ محبت اور معرفت الہی بھی اسی حرف سے ہے۔ کہ لطیفہ شریفہ غیب الغیب کا دل سے اٹھتا ہے اور دل کو مطلقاً خواب نہیں آنے دیتا اور دل عارفوں کے جانے والا ہے۔ اzel سے ابد تک مہد سے لحد تک۔ اور اس راہ میں جاہل مردہ دل خلاف شرع اور دنیا کا طالب نہیں چل سکتا کہ دل کو محمد ﷺ کی کنجی لگی ہے۔ اور وہ کنجی حضرت محمد ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ پس بجز دست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اجازت اور اصراف اور ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اور ذکر قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کوئی تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سرمارے واصل نہ ہوگا۔ اور اس طریق کو دل کا شاغف کہتے ہیں۔ جو دل کے پر نور اللہ سے ہو جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔ **قَدْ شَفَقَهَا حُبُّ تَحْقِيقِ إِنْ كُوْشْغُولِ كَرِيلِيَا** ہے۔ ازوئے حب کے۔ اور جو دل کر اللہ کے نور کے تکڑا اور ذکر خیر سے بھرا ہوا ہو۔ ایسا تکڑا تعلق نہ اzel سے رکھتا ہے۔ نہ ابد سے نہ دنیا نہ عقبے سے چنانچہ حدیث لَذَّتِ الْأَنْكَارِ خَيْرًا مِنْ لَذَّتِ الْأَنْكَارِ ہے۔ مزہ انکار کا باکرہ عورتوں کے مزہ سے بہتر ہے۔

یہ تکڑتی خاصہ خاص الفاظ محمد ﷺ کا ہے۔ غرق مع اللہ بخدا کہ نفس کو ہوا کی طرف لوئے نہیں دیتا ہے۔

اب جانتا چاہئے کہ نفس کس کو کہتے ہیں۔ اور قلب کس کو کہتے ہیں۔ اور روح کیا چیز ہے۔ اور سر کو کیا خطاب دیا ہے۔ پس نفس امارہ کی تشبیہ۔ جو کہ سگ اور خوک اور پیچھو اور سانپ اور خر سے

ہے۔ پس نفس امارہ کو موفق عمل کے حب پہچانا چاہئے۔ چنانچہ طمع اور حرص اور بغض اور بخل اور کذب۔ کذب اور بحسب اور کبر۔ کبر اور قلب اللہ کے ذکر کی محبت سے پہچانا جاتا ہے اور غیر ذکر اللہ کے نفرت کرنے سے اور روح کو پہچانا جاتا ہے۔ امر خدا سے کہ انبیاء اور اولیاء نے اللہ تعالیٰ کے تمام امور کو قبول کیا ہے۔ اور سر ز کو پہچانا ہے۔ سر ز پر دہ آسرار معرفت الہی سے یہ معرفت اور محبت اہل عرفان اور عاشقوں کو نصیب ہے۔

عشق دانی چیست کشتیں نفس خلیل  
روز و شب شورش بود دل راز ریل

اے درویش! سوچ کہ اندیشہ واسطے سجنان کے ہے نہ واسطے فرزند اور نان  
کے۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے:

وَمَا مِنْ ذَايْنَةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى  
اللَّهِ رِزْقُهَا (۲-۱۱) ق۔ نَعْنُ قَسْمَنَا بَيْنَهُمْ مَعِيشَتَهُمْ  
فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَكَنَنَا بَعْضَهُمْ  
فَوْقَ بَعْضٍ (۳۲-۳۳)

ق۔ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ  
الْمُتَقِّنُ (۵۸-۵۹)

ق۔ وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا  
تُوعَدُونَ (۵۱-۵۲)

ق۔ وَكَائِنُ مِنْ ذَايْنَةٍ لَا تَحْمِلُ  
رِزْقَهَا اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِنَّا كُمْ وَهُوَ  
السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (۶۰-۶۱)

ہے اور تم کو اور سننے والا اور جانے والا ہے  
مرشد وہ ہے کہ ظاہر طالب کو تابع کرے، متوكل اور یا باطن سے فقر محمدی ﷺ بخشنے  
کے اس کا دل با جیعت متوكل ہو۔ جو کہ مراتب متوكل کے نہ رکھے اور مراتب متوكل

کے۔ اس واسطے کہ ریاضت واسطے راز کے ہے۔ اور مجاہدہ واسطے مشاہدہ کے۔ اور عبودیت واسطے روپیت کے ہے۔ اور سرواسطے پرده اسرار کے ہے اور طالب مولیٰ دیدار ہے اور معرفت واسطے محمرست کے ہے۔ اور محبت واسطے سو عشق کے ہے۔ اور ذکر واسطے فیض اللہ اور فلکر کے ہے اور فنا فی اللہ واسطے بقاۃ اللہ کے ہے۔ اور نفس واسطے حامیہ کے ہے۔

پس جو مرشد کہ روز ازل سے شروع تلقین سے یہ سب مقامات اور احوال نہ کھوئے معلوم ہوا کہ وہ مرشد خام ناقص ناتمام ہے۔ اور جو چاہے کہ طالب اللہ حال پر ہے۔ حادث شیطانی اور ہوائے نفسانی سے جمیعت پکڑے۔ ذکر اللہ کے ساتھ وہ مطلق قدرت بجانی ہے۔ اور اعتقاد اللہ کے طالب کا فاسد نہ ہو۔ اور وصال میں لازوال رہے۔ اول مرشد، طالب پر اسم اللہ سے علم بخٹے۔ ایک اسم اللہ کا اور دوسرا اسم اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ اس میں مطلق تاثیر ہے۔ یا تفسیر رون ضمیر کی ہے اور دوسراعلم دعوت بخش اور علم دعوت عالمگیر علم عکسیر ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور عکسیر کے بے پروا اور غیر محتاج ہوتا ہے۔

### دعوتِ قرآن

شرح دعوت کی یہ ہے کہ خاصیت دعوت قرآن مجید کلام اللہ کی کہ پیشواؤ اور ہادی اور ہبر دونوں جہان کا ہے۔

شرح دعوت کی علیمہ علیمہ ہے۔ دعوت جزو دعوت کل دعوت ذکر۔ دعوت فلک دعوت تجلیات نور اللہ اور دعوت قرآن سے ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا۔

اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلْمَةِ إِلَى النُّورِ (۲۵۸-۲) یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے۔ جو ایمان لائے ہیں۔ نکالتا ہے ان کو

اندھیرے سے نور کی طرف۔

اور دعوت قرآن کی کہ صاحب نظر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔

قولہ تعالیٰ: **أَلَا إِنَّ أَوْلَيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْرُجُونَ** آگاہ ہو جاؤ کہ تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے بنمیں ہوں گے۔

مردم شد اہل دعوت حق حضور  
مرشد خود نیں بود اہل الغرور  
اور صاحب دعوت ملطفی اگر کسی کو قہر اور غصب کی نظر سے کھینچے، اللہ تعالیٰ کے حکم  
سے اسی وقت جان سے بیجان اور مردہ ہو جائے کہ کھینچا قہر فقراء کا نمون قہر خدا کا ہے۔  
اور اگر کسی طرف اخلاص کے ساتھ جذب کرے وہ شخص اسی وقت زندہ دل اور خالص مولیٰ کا طالب اور خدا کا بابا اخلاص ہو۔

اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ جیہر من خس است مگر اعتقاد من بس است اس کو جانتا چاہئے کہ ایسا کلمہ کج فہمی اور بے عقلی اور جہل اور نادانی کی راہ سے کہتے ہیں۔ پس حرف اس کا وہ ہے کہ میرا ہبیر صاحب اسرار خاص الخاص اخص ہے۔ اور اعتقاد میرا بہت ہے۔ اے طالب صادق! جان کر دعوت قید میں لانا جنونیت اور مولکوں کا ہے۔ اور دعوت حضوریات اور مکفرات اور حاضرات ارواح مقدس ہر انبياء اور اولیاء اور اصفياء اور اتفیاء اور غوث اور قطب اور شہدا خاکیہاں اہل اسلام ہے۔

چاہئے کہ پڑھنے والا دعوت کامل، کامل اور عامل شہوار، وقت رات کے قبر کے نزدیک جائے اور اس قبر کے آس پاس پڑھنے۔ پس اگر روحانیت حاضر ہو۔ یا وہم اور خیال کے ساتھ ہر طریق سے مشرف کرے۔ کام اس کا سب مطلب کو پہنچے۔ اور جو نہیں معلوم ہوا کہ صاحب قبر نالب ہے۔ اور یا اس کو کلام اللہ کی نعمت کی بدولت اللہ کا نور پہنچتا ہے۔ اس سب سے کام میں سستی کرتا ہے۔ پس پڑھنے والے کو چاہئے کہ قبر پر سوار ہووے جیسا کہ گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں۔ اگرچہ قبر پر سوار ہونا گناہ ہے۔ مگر واسطے ہم اسلام کے اور نفع دینے مسلمانوں کے مردم خاص اور عام مطلق کے ساتھ صواب کی راہ سے ہے۔ جو کوئی بحر قرآن کو پڑھنے اور غوطہ نکال کر لائے۔ علم عامل سے اور صاحب دعوت عکسیر کامل سے مکمل ہو۔ چنانچہ قرآن کو نزدیک قبر شہید یا قبر فقیر فنا فی اللہ کے پڑھنا

ایسا کمال رکھتا ہے کہ صاحبِ دعوت کو دعوتِ حق تعالیٰ کے حکم سے ایسی عظمت اور امر اور قہر اور جلالیت اور جبراہ لیجاتی ہے کہ اس وقت میں پڑھنا صاحبِ دعوت کو ایسا توفیق بخشتا ہے کہ اگر آہ کھینچنے تو عرش سے تحتِ الفری میں جو زمین اور آسمان اور کعبۃ اللہ اور مدینہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ سب زیرِ ذرہ ہوئے۔ پس اور کیا ہو۔ اور اگر اس طریق سے صاحبِ دعوت اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی کو اپنی طرف نظر سے کھینچنے، مغرب سے مغرب تک مثل عزرا نسل کے ایک لمحہ میں جان قبض کرے نعوذ باللہ منہا۔

باصو بہر خدا بہر رسول ﷺ  
اطلاعے زین مدد اہل الوصول

اے طالب صادق! جان کہ جو لوگ اسی دعوت کامل میں لاتے ہیں۔ مردم آزاری کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اور کسی کو نہیں ستاتے ہیں۔ اور اپنے ہر احوال پر خبر رکھتے ہیں۔ اس واسطے کہ اللہ کا طالب دونوں جہان پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے کہ اس سے عداوت کرے ہے۔

ملک و فلق بزری پایہ فقیر  
جاودا نی بازی سایہ فقیر

حدیث: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ۔ بہتر وہ آدمی ہے کہ آدمی کو نفع پہنچائے کہ قبر پر سوار ہونے سے روحانی کو بار پہاڑ سے زیادہ غالب آتا ہے اور وقت پڑھنے کے ایک تنکا ہاتھ میں لے اور شل کوڑے کے قبر پر مارے وہ روحانی کو ایسا زخم کرتا ہے کہ تلوار اور تیر اور نیزہ اور چھپری اور بندوق کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور زخم کھا کر وہ روحانی ہجر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے فریادی جاتا ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم اعلیٰ حق تعالیٰ کے کرم سے اس کے کام کی کشاش کا ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا جلد مقصود کو پہنچتا ہے۔

پس اس طریق دعوت کو نفع برہنہ کہتے ہیں۔ اور پڑھنے والا سیف زبان اور زندہ

دل اور مردہ نفس، اور رخصت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سے ہوتی ہے۔

ہر کہ را رخصت نباشد از رسول ﷺ

ایں مراتب کے روی وحدت وصول

بلکہ موافق اس حدیث کے دَعَى نَفْسَكَ وَتَعَالَى اپنے نفس کو چھوڑ آؤ۔ اور حدیث اَقْتُلُوا انفَسَكُمْ بِسَيِّفِ الْمُجَاهِدَاتِ اپنے نفس کو مجاهدہ کی تلوار سے قتل کرو۔ لیکن نفسانی کو یا قادر ہے کہ روحانی قبر کے نزدیک جا کر جنگ کرے۔ یہ ایک راہ ہے روحانی کی حقیقت روحانی کو غالب الاولیاء اچھے طریق سے جانتا ہے۔ اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے مجاهدہ کی تلوار ایک مرتبہ میں ہرگز رواں نہیں ہوتی ہے۔ اور عمل میں آتی ہے۔

### مراقبہ قادریہ

سوائے مذکورہ بالا طریق کے صاحبِ دعوت، دعوت کو شروع کرے۔ اور وقت پڑھنے کے اللہ تعالیٰ کو حاضر جانے، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفعت لائے۔ اور حضرت پیر ان چیر غوث صدماں شاہ عبدالقدار جیلانی محب الدین کو اللہ کا امین کرے اور خود منصف ہو۔ اور مثل مراقبہ کے آنکھیں بند کرے۔ اور تکریم میں آئے کہ اللہ تعالیٰ سے کون چیز بہتر ہے کہ اس کے واسطے میں پڑھتا ہوں۔ اور اس کو سخرا کروں، اگر جانتا ہے کہ تمام تخلوق کہتر اور خالق بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر سہرا بن ہو گا۔ اور دونوں جہان اس کے تابع اور خدمت گذار کر دے گا۔ جو کئی اس مرتبہ پر پہنچے اس کی نظر میں خاک اور زر برابر ہے کہ اسم اللہ سے کلیہ تاثیر اور اسم اعظم سے روشن ضمیر اور ہر ملک اور ولایت پر امیر کہ ہر ولایت قاف سے قاف تک شرق سے مغرب تک اس کی قید اور حکم میں ہوتی ہے۔ اس واسطے کہا ہے کہ بادشاہ غل اللہ تابع اللہ کے ہے۔ اور جس کے قیتوں و نصرت اور بادشاہی پائی۔ فقیر اور درویش سے پائی ہے۔

بر در درویش روہر صبح و شام  
تا ترا حاصل شود مطلب تمام

اور فقیر کی نظر میں خاک اور زربراہ ہے کہ اس کا قدم خزانہ بے رنج پر ہے۔

### فقیر محتاج نہیں ہے

حدیث: **الْفَقَرُ لَا يُحْتَاجُ إِلَّا عَلَى الْفَقِيرِ محتاج نہیں ہے سوائے اللہ کے اور فقیر اور دردش کی چھ خصلتیں ہیں۔ چھ حروف سے، چنانچہ الف سے اللہ کیں اور حرف ب سے با برکت تمام۔ اور حرف ت سے ترک اور حرف ث سے ثابت قدم اور حرف ج سے جامل نہ ہو۔ اور حرف ح سے حلاوت نہ دے نفس کو۔ اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔ اس کو تین غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے۔ مارڈانا چاہئے کہ ذکر خفیہ روٹی اس جہان کی لکھاتا ہے۔ اور اس جہان کا کام کرتا ہے۔**

ایں جہاں و آس جہاں است یک نفس کے تو اندر کشت نفس بد ہوں  
کار مرداں است تقویٰ باطنی! ہر کہ ایں تقویٰ نداند رہنی  
تقویٰ صبر و شکر راضی باخدا ایں چنیں تقویٰ بود باطن صفا  
باھوا بھر خدا بے کام باش لب ب لب بستہ زماں آرام باش

### دعوت فقیر

جاننا چاہئے کہ دعوت فقیر کی حضوری کی دلیل ہے اور ہربات فقیر کی مش بات حضرت خلیل علیہ السلام کے ہے۔ اور ہم جلیس فقیر کارب جلیل کے ساتھ جلیس ہے۔ اور ایسے ہی نور اللہ کا فقیر جہان میں قلیل ہے۔ ہاں جس کسی کا باطن صفا ہے۔ اس کا دل جام جہاں نہ ہے۔ اور معرفت الہی سے تمام ہے۔ ہونٹ اس واسطے باندھے ہیں کہ اللہ کے ساتھ ہیوستہ ہیں۔ بلاحق کے بات نہ کرے کہ کھن سے دونوں جہاں کا غم پیدا ہوتا ہے۔

در جہاں کم بود بے غم بود

غم مراعم سے برد غم غم خورد

دنیا نام غم کا ہے۔ اور فقیر کو نام اللہ کا غنیمت۔ پس مجلس اہل غم کی اور اہل غنیمت کی

راست نہیں آتی اور فقیر صاحب دعوت محتاج قوت ظاہری اور باطنی کے ساتھ لا رجعت اور لازوال ہے۔ اس پڑھنے والے کو مراتب قرب و وصال کے ہیں۔ محتاج صاحب دعوت کو کیا حاجت ہے۔ ستاروں کی اور بروج کے شمار کی۔ اور کیا حاجت ہے شمار اور عدد ساعت سعید اور شخص کی کہ لا تَعْجَفْ وَلَا تَخْزُنْ قبر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں۔ اور (اپنے) آپ سے بیہوش ہوتے ہیں۔ اور روحانی سے جواب باصواب لیتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں قبر سے خبر دل کی راہ سے لیتے ہیں کہ دلیل باطنی از روئے شرح کے ہے۔ ظاہری فقیر نہ کر صاحب دعوت وجود صفا قلب ظاہر ہو۔ ایسے پڑھنے والے کو قاتل کہتے ہیں کہ نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے کہ نظر اور توجہ تیز تکوار ہے۔ مرد فقیر قاتل وہ ہے کہ اذل اپنے نفس موزی کو قتل کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے جیسا کہ حدیث ہے:

**أَقْتُلُو الْمُؤْذِيَاتِ قَتْلَ الْأَنْذَاءِ مُؤْذِيُونَ كُوْلِيْنَ كَارِذَالُو۔** ایسے فقیر کو سیف اللہ او الامر کہتے ہیں۔ کبھی تُعَزُّ مِنْ تَشَاءُ کے مرتبہ میں آتا ہے۔ اور کبھی تُذَلُّ مِنْ تَشَاءُ کے یعنی تو ہی عزت دیتا ہے۔ اور تو ہی ذلت دیتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حخت بھی اللہ کے واسطے اور بغرض بھی اللہ کے واسطے چاہئے۔

جان کے بعض دعوت کے پڑھنے میں عامل اور بعض کامل کی اجازت دیتے ہیں۔ اور صاحب دعوت وہ ہے کہ عامل اور کامل دونوں ہوں اور نیز باریاضت اور با اجازت اور با ارادت اور با سعادت۔

### کفار کے نام کا فتیلہ

اے طالب صادق! جان کہ اگر کوئی چاہے کہ کفار پر غالب رہوں۔ بلکہ کفار اور رفاض اور بیدینوں کو اسلام کی قید میں لاوں۔ چاہئے کہ یہ چوناام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر لکھے۔ وہ یہ ہیں۔ نمرود، شداد، قاڑوں، یہ ایک کاغذ پر لکھے۔ فرعون، ہامان، ابلیس، علیہم لعنت۔ دوسرے کاغذ پر لکھے۔ اور ان دونوں ٹکڑوں کاغذ کو نیچے دونوں پاؤں کے دے۔ اور دور رکعت نماز بارواح حضرت محمد مصطفیٰ پڑھے۔ اذل رکعت میں بعد فاتحہ سوہہ ”اَنَا فَتَحْنَا“ پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورہ پیغم پڑھے۔ اور بعد سلام کے بعدے

میں جائے اور یہ دعا پڑھے۔

اللَّهُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ  
وَاحْذَلْ مَنْ حَذَلَ دِيْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ - بعد  
ازال دوگانہ کو بارواح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم مع اصحاب کبار شاہزادین  
بکش دیوے۔ تو اس ترتیب سے دعوت پڑھنے سے کار بستہ کھل جائے اور جلد مقصد کو  
پہنچے۔ کلام رباني برحق ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اگر کوئی بہت جلد پڑھے درمیان ہر دو  
رکعت کے ختم قرآن کرے۔ متواتر تین رات دن عمل اس کا قیامت تک نہ ٹوٹے اور یہ  
دعوت تنخ برہنہ، وہ شخص پڑھے۔ جس کو حکم خدا اور اجازت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
اور رخصت حضرت شاہ محبی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے کہ مرد شہسوار ظاہر اہل قبور پر اور باطن  
دوام مجلس محمدی میں حضور اس صفت سے موصوف ہو۔ فرد

شہسوارم شہسوارم شہسوار  
غوث و قطب آپھوں مرکب زیر بار

### مد والہل قبور

حدیث: إِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْأُمُورِ فَاسْتَعِنُوْا مِنْ أَهْلِ الْقُبُوْرِ - جب تم اپنے  
کاموں میں متحیر ہو تو اہل قبور سے مدد چاہو۔ اس امر کو خوب سمجھنا چاہتے ہیں کہ قبر کی دعوت  
میں اگر مردہ دل اور زندہ تن بے قوت اولیاء اللہ زندہ جان مردہ تن زندہ خاک زندہ شوق  
کی قبر کے پاس جاتا ہے۔ اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا قبر کے سر کی طرف سے یا  
قبر پر سوار ہو کر پڑھتا ہے۔ اسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے۔ بلکہ جاں بلب ہو کر مر جاتا ہے  
یا رجعت ہو جاتی ہے یا بیمار یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اور اگر پڑھنے والا غالب صاحب قوت  
میں اولیاء اللہ کے غالب قبر کے پاس جاتا ہے تو اہل روحانی اس کے پاس اس کی  
عظمت سے ہو جاتے ہیں۔ اور وہ باطن صفا صاحب قوت قبر پر جس طرف چاہے  
پڑھے۔ خواہ بالا خواہ زیر پس قبر کی ہم شیئی بہت مشکل اور دشوار ہے۔ ہر ایک اس کام  
کے لاائق نہیں ہے۔ اس کے لاائق صاحب دعوت عامل ہے۔ صاحب دعوت قبر پر ہر قبر

سے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عامل نہ ہو قبر کی بیماری سے مرجانا  
ہے۔

با تو گوئیم بشنو اے الی یقین!  
لاخف با شند اوaz صدق دین  
روح بالاعرش قالب زیر خاک  
احتیا بجے نیست روپہ جان پاک  
گم قبر گنام و گم نام و نشان  
جسہ را با خود برد در لامکاں  
اویاء را در قبر خفتہ بدایا  
هم سخن ہم با کلامش یار کن  
ایں چیں سخن زالہاے مدام  
اویا داں زندہ اندر زیر گل!  
طرفة زد حاضر شوند تو روپرو  
ایں چیں دعوت بود در عمل مرد  
الل رجعت کے شناسد دل سیاہ  
لا تخف دعوت بود سرِ اللہ  
با ھو! بہ زیں بنا شد در جہاں  
خود پرستی را بینیں جز بین داں  
اے طالب صادق! جان کہ اول قرب وصال اور حضور ہوتا ہے۔ اس کے بعد قبر  
پر دعوت کے قابل ہوتا ہے۔ اور جو اس طریق سے نہیں پڑھتا ہے۔ بیک رجعت کھاتا  
ہے۔ اور بیمار اور مجتوں ہو جاتا ہے۔  
جاننا چاہئے بعض ولی اللہ ایسے ہیں کہ آدمی ان کو خواب میں جانتے ہیں اور ظاہر  
جسم ان کا مست است پڑا ہوا ہے۔ اور باطن اللہ کے مشاہدہ اور حضور میں غرق ہوتا  
ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ظاہری آنکھ خواب میں دل بیدار، مثل ذکر دل کے، اور مردہ  
دل کے ہے۔ خواب ظاہر باطن غفلت کے ساتھ خراب ہے۔

### شرح دعوت

اے طالب! جان کہ دعوت کے ساتھ گنج ہیں۔ اول گنج الہی عرش داکبر کے نیچے  
ہے۔ اور دوسرا گنج زمین کے نیچے ہے کہ نقدی خزانہ چاندی سونے کا ہے اور تیسرا گنج دنیا

پر ہے اور چوتھا نجف عقیقی پر ہے۔ جیسا کہ بہشت اور پانچواں نجف ازل ہے۔ اور چھٹا نجف ایمان ابدی ہے اور ساتواں نجف اللہ تعالیٰ کی معرفت: یہ ساتوں خزانے اولیاء اللہ کی قبر کے خزانے کی کان سے کھولتے ہیں۔ چنانچہ دعوت کا پڑھنے والا مذکور کارگزار شہسوار ہے۔ اے طالب صادق! جان کے فقیر کو رجعت مولیٰ تعالیٰ کے چھوڑ دینے سے پیدا ہوتی ہے اور دوسرے کے پیچے رجوع لانے سے اور علماء کی رجعت خلاف علم سے ہے۔ اور اہل دنیا کی رجعت بجل سے، اور جاہل کی رجعت شرک سے، اور بادشاہ کی بے عدلی سے اور بے انصافی سے، اور صاحب دعوت فقیر وہ ہے کہ نظر کے ساتھ اور تمام رہنماؤں کو درفع کرے۔

جان کہ قبر کی دعوت کا عمل وہ آدمی جانتا ہے کہ قبر کی دعوت کے مرتبوں کو پہنچا ہو۔ کیونکہ قبر مثل شیر کے ہے۔ قبر پر وہ سوار ہو سکتا ہے کہ شہسوار شیر ہو۔ اور قبر مثل کوہ طور کے ہے اس پر وہ سوار ہو کہ مثل حضرت مولیٰ کلام اللہ کے حضور جانے۔ اور قبر مثل آگ کے ہے، آتش میں وہ جائے کہ مثل حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہو۔ جان کہ قبر کے ایک طرف آگ ہوتی ہے۔ اور ایک طرف قبر پر قدم رکھنا آگ پر قدم مارنا ہے۔

لیکن قبر کا عمل تین چیز کے واسطے درکار ہے۔ ایک یہ کہ جب بادشاہ کفار سے لا ایں لڑے۔ دوسرے یہ کہ جہاں ملدے ہوں۔ تیسرا یہ کہ جب اسلام کی عزت نہ ہو۔ ان تینوں وجودوں کے واسطے رو ہے کہ قبر پر سوار ہووے۔ اور قرآن شریف جو جانتا ہو پڑے۔ مگر یہ کام آسان نہیں ہے۔ جان فدا کرنا ہے، بہت دشوار ہے۔

لَا يَمُوتُونَ بِلْ يَنْقِلِبُونَ مِنَ الدَّارِ إِلَى الدَّارِ۔ یعنی اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں ایک گھر سے دوسرے کی طرف چلے جاتے ہیں۔

### یوصل الحبیب الی الحبیب

حدیث: الْمَوْتُ جَسْرٌ يُوْصِلُ الْحَبِيبَ رَمَوْت ایک میل ہے کہ حبیب کو حبیب کی طرف پہنچا دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کی حیات مطلق فراق ہے۔ اور محمات عین وصل

جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضور اور ملاقات اور اگر اولیاء اللہ اپنے مراتب باطنی کا احوال دنیا میں دیکھیں، پیش اپنے ہاتھ سے پیش چیر کرائے آپ کو ہلاک کر دیں اور اگر اہل دنیا اپنے حالات باطنی کو دیکھیں۔ تمام عمر سوائے اللہ کے نام کے اور کچھ نہ کہیں۔ اور دنیا سے ایسے سرد ہوں کہ موت اختیار کریں۔ اور دنیا ہرگز اختیار نہ کریں۔ اس واسطے کہ دنیا مغضوبہ اللہ کی دشمن خدا کی، دوستوں کے گھر میں اگر کوئی لائے تو خدا کے دوست اس کو دشمن جانتے ہیں اور ایک درم میں نہیں۔ اللہ بس مساوائے اللہ ہوں۔

اَمْ يَا هُوَ بَيْكَ نَقْطَهُ يَا هُوَ شُودُ  
وَرَدْ يَا هُوَ رُوزُ وَشَبَّ يَا هُوَ شُودُ  
اَمْ حُوسِيفَ اسْتَ يَا هُوَ بَرْ زَبَانُ  
قُتلَ كَنْ اِيْنَ لَفْسَ كَافِرْ هَرْ زَمَانُ  
اَمْ يَا هُوَ گُشْتَ يَا هُوَ رَاهِبُرْ  
بِشَوَّاهَ شَدْ مُحَمَّدَ عَلَيْهِمُ  
دَعَوْتَ بَاطِنِيَّ كَيْ تَرْتِيبَ كَذْكَارُوْلَكَرَسَ  
خَاصَّ الْحَامِسَ هَيْ تَقْ طَلَبُ زَنَدَهُ دَلُ دَعَوْتَ مَلِ غَرَقَ اُورْ جَذَبُ اللَّهِ كَنَامَ كَيْ سَاتَّهُ اُور  
دَعَوْتَ تَجَلِّيَ كَرَ اَمَّ اللَّهِ كَيْ اَمَّ ذَاتَ سَاتَ سَهُوْنَ۔ اَنَّ سَهُوْ نُورِ کَيْ بُونَدَیِں مَشَلَ مَيْدَنِ کَيْ بُونَدَوْنَ  
كَيْ اللَّهِ كَيْ حَرَفَ كَيْ دَرْمَيَانَ سَهُتَّیِں ہُیں۔ چنانچہ حرف اللہ اور حرف ل اور حرف دوسرال حرف و سے ٹکتی ہیں اور ان کے دیکھنے سے دل کی آنکھ میں ایقین اور ظاہر آنکھ معرفت الہی کا سر علم ایقین کی طرف لے جاتا ہے۔ اور جو اس ایقین سے بے ایقین ہو پیش کافر ہو۔

اور تخلی کی تحقیق محمدی اللہ طریق سے کرنا چاہئے کہ بوقت بر سے نور تخلی کے آس پاس ناری شیطان بہت آتے ہیں۔ آدمی کو بدعت اور شرک اور استدرج اس مقام میں ہے باخبر رہ۔ اس مقام اور احوال میں مرشد تغیر باخبر کھینچتا ہے۔ زیر وزیر ہونے سے کہ گمراہی ہے۔ توفیق الہی بہر اسی اَمَّ اللَّهِ رَفِيقٍ ہو جاتی ہے۔ پس متاع بھلک کو چھوڑ کر شریعت حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابتدا اور انتہا میں تمام وکال ہاتھ میں لے کر سیہی دین ہے اور دعوت ریاست دوسری ہے اور راز دوسرا ہے۔

دم رواں باشد بہشل تنخ تیز دعوت چوں تیر وسم از دل بخیر  
اس دعوت کو تنخ برہند کہتے ہیں۔ اور بیان کی کیا حاجت ہے۔ کامل فقیر کوشروع  
کرنا چاہئے۔ اس میں کل مخلوقات اور انیاء اور اولیاء کے ارواح اور تمام اہل اسلام کے  
ارواح **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کے پڑھنے والے ہیں۔ لور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع  
اصحاب کبار **رضی اللہ عنہم** کے ایک لاکھ ستر ہزار اصحاب صفة اور بدر شیخوں اور اہل عرب اور عجم ہیں  
حاضر ہوتے ہیں۔ اور مولک اور طالک اور اٹھارہ ہزار عالم جنمش میں آتے ہیں۔ اور تمام  
طبقات اس کی قید میں ہو جاتے ہیں۔

اس دعوت سے کوئی دعوت سخت نہیں۔ اگر زیادہ روز متواتر پڑھے۔ تو حق جل وعلا  
کی قسم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ فرشتے اس ملک اور سر زمین کو ہلاک پشت پر ڈال  
لیں۔ اور زیر وزبر کر دیں۔

اس دعوت کو کم از کم ایک روز اور اگر سخت کام ہو تو تین روز پڑھے۔ اگر زیادہ  
پڑھے تو قیامت تک عمل باقی رہے گا۔ جو شخص اللہ کے کلام میں اور دعوت میں دعائے  
سیفی کے شک لائے کافر ہے۔ اس واسطے کے دعوت کلام رباني کی بحق ہے۔ لیکن بشرط  
اس کے پارہ کشف نہیں ہوتا۔ اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور قبل کیمیا کے نہیں ہوتا۔ بجز  
کیمیا گر کامل کے۔ لہذا یہ دعوت بجو ہم نہیں قبر اولیاء اللہ کے دستیاب نہیں ہوتا۔ اور نہ اس  
کی رجعت ہو سوائے اجازت مرشد کامل کے۔

جاننا چاہئے کہ صاحب دعوت عالی کامل کو کچھ مشکل نہیں ہے کسی بات کا قید میں  
لاانا اور تابع کرنا۔ علم اکسیر سے علم تکشیر زیادہ ہے۔ **الْعِلْمُ تَكْبِيرٌ فَوْقَ الْأَكْسِيرِ**۔ جو  
اس طریق سے دعوت دیتا ہے۔ ظاہر محتاج اور باطنی غنی ہو جاتا ہے۔

نفس را رسوا کند بہر از گدا

بر ہر درے قدمے زند بہر از خدا

اے طالب صادق! جان کہ ہم نہیں قبر سے قرآن پڑھنا مشکل کھول دیتا ہے اور  
باطن میں مجلس روحانی اور لغایاء اولیاء سے ملاقات حاصل ہوتی ہے۔ اور مراتب عیسیٰ

روح اللہ تم باذن اللہ کے اور اسم عظیم کے اولیاء اللہ کی قبر سے ملتے ہیں۔ اور الہام  
و حدانیت اور جاری ہونا ذکر اور فکر قرآن سے حاصل ہو جاتا ہے۔ اور علم لدنی اور  
معرفت الہی اور علم کبی اور رسمی قرآن کا اولیاء کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام ملک  
مثل سلیمان علیہ السلام کے قید میں لانا اور ہر مقام ظاہری اور باطنی اور عالیکریب بادشاہی  
دنیا وی قرآن سے قبر اولیاء اللہ سے ظاہر اور حاصل ہوتی ہے۔ اور آدمی عالم عارف  
ہو جاتا ہے۔ لیکن بحکم اجازت مرشد کامل کے کہ مراتب باطنی اولیاء اللہ صاحب دعوت  
کے بہت ہیں۔ اور ہمیشہ چار لکھر باطنی اس کے گرد بگرد مخالفت کرتے ہیں۔ اگرچہ وہ  
ظاہر آنکھ سے نہیں دیکھتا۔

اور چار لکھر یہ ہیں۔ اول لکھر ارواح سرور عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم من اصحاب کبار **رضی اللہ عنہم** اور جمیع احباب۔ لکھر دوم لکھر شہدا اور جمیع امامین شہیدین  
ابی محمد الحسن وابی عبد الحسین تیراللکھر فرشتوں کا جو متوکل ہیں۔ چوتھا جزوں کا۔

اور صاحب دعوت ولی اللہ ہر تھیار تنخ اور منع تیر کمان اور سنان اور نیزہ اور کارو  
اور بندوق وغیرہ سے آراستہ ہوتا ہے۔ غیب الغیب سے جس کسی پر جذب اور غصب اور  
قهر کرے۔ اس کا دشمن غیب سے جان پر زخم کھائے۔ اور اسی درد سے مر جائے۔ لیکن فقیر  
کو چاہئے باخبر خدا ترس بردار ہے۔ اور کسی کونہ ستائے۔ چنانچہ حدیث ہے: مَنْ  
خَضَرَ بَيْرُ الْأَخِيَّةِ فَقَدْ وَقَعَ فِيهِ جُنُخٌ اپنے بھائی کے لئے کنوں کھو دتا ہے۔ خود اس  
میں گرتا ہے۔

## الْحُبُّ لِلَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ

حدیث: **الْحُبُّ لِلَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ**۔ اللہ کے واسطے دوستی اور دشمنی کرنے، جو خدا  
کے دوست کوستائے گا۔ دونوں جہان میں خراب ہو گا۔ اور یہ کہ بعض آدمی اہل دنیا پر  
دعوت پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی شخص سانپ پر متصر پڑھے۔ اور اپنے حکم میں لائے۔  
ایسے آدمیوں کو ولی اللہ نہ کہنا چاہئے۔ افسوس گر ہے۔ اور جو کلام پاک کو خلق کے رجوع  
کے واسطے پڑھتے ہیں۔ اور یہ مطلب دل میں رکھیں کہ مسخر ہوں اور ان کے درم و دینار

بطور نذر کے لیں۔ مخفی رزق اس طور پر رکھیں۔ اور جانیں اور اللہ عزوجل پر اعتبار اور یقین نہ رکھیں۔ وہ شرک اور ریاء میں جتنا ہیں۔ نعوذ باللہ منها، اللہ تعالیٰ اس فرقہ سے نگاہ رکھ۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **وَلَا تَشْتَرُوا بِأَيْمَانِي ثَمَنًا قَلِيلًا** (۲-۳۱) میری آئتوں کو تحوزے سے دام میں مت پھو۔

اگر نصیب دنیا میں ہوتا۔ تو فرعون کا نصیب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔ صاحب نصیب وہ ہے کہ تمام عمر (اپنے) آپ کو ظاہری اور باطنی عبادت میں تصرف کرے۔ چنانچہ معرفت نماز کی عبادت نماز کی۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى:** **فُلْ مَنَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ** کہہ دو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ دنیا کی پونچی بہت تحوزی ہے۔ اور درم و دنیا بخیل جمع کیا کرتے ہیں۔

ہر کہ بر دین محمد ﷺ شد فنا

میر سد در مرتبہ اولیاء

حدیث مَنْ تَكَلَّ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ هَلَكَ جس مخفی نے اللہ کے غیر پر بھروسہ کیا وہ بلاک ہوا۔

اور سمجھنا چاہئے کہ صاحب دعوت کو جو کامل ہو، زکوٰۃ اور نصاب اور دور بدor اور بذل ختم کی حاجت نہیں ہے۔ اور پڑھنے کا وقت پچھانا اور جائے قیام اور رجعت اور عدد اور حساب نیک و بد اور ترک حیوانات جمالی اور جلالی اور کمالی کہ یہ سب وسو سے اور خطرات رجعت کے ناقصوں کے پیدا ہوتے ہیں اس واسطے کہ حاجت کے درمیان حبیہ اللہ اللہ کا نام لاتے اور تخلوق کے واسطے پڑھتے ہیں۔ اور روپیہ پیسہ لیتے ہیں۔

با منکل دائمہ عدد و حساب از بروج کو کوش شد اکتاب

بہتر آں باشد کہ باحق راز کن تا ترا حاصل شود آواز کن

کنہ حق دریاب دل شوی در ہر قدم ہچھو جبابش میر وی

ہر زموش ذر از دریا کشی موجود دم دریک شود یکتا شوی

جان کہ ذکر اور فکر اور مراقبہ اور محاسبہ اور جھرہ خلوت یہ سب مرتبے خام اور ناتمام ہیں۔ اس واسطے کہ دل کا جھرہ اور خلوت مٹی کے جھرہ اور خلوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ مٹی کا جھرہ کم تر ہے جس نے پایا دل کے جھرہ سے پایا۔ اور جس نے پایا دل سے یا گل سے دور ہو گیا۔ بلکہ گل کے جھرہ میں چالیس روز بیٹھنا جہل ہے۔ اور شرک اور کفر ہے۔ کس واسطے کو کہتے ہیں کہ یہ بات مجھ کو چلہ سے حاصل ہوئی ہے خدا کو بھول جاتے ہیں۔ اس سبب سے جھرہ اور خلوت سب استدرج ہے۔ بہتر نہیں ہے کہ ظاہر شریعت کے ساتھ نماز سنت اور جماعت اور باطنی قوت کے ساتھ طریقت اور حقیقت اور معرفت ظاہر تخلق اور باطن بخلق۔ ہاں چار مرشد ہونے چاہئیں۔ اول مرشد شریعت۔ دوم مرشد طریقت شوم مرشد حقیقت اور چہارم مرشد معرفت۔ اور اگر ایک ہی مرشد سے ہر چار مقام حاصل ہوں۔ تو اسی سے یکتا کی اسبق لے۔ اللہ بس ماسوائے اللہ ہوں۔

تمام ہونا معرفت الہی کا یہ ہے۔ فقر محمدی ﷺ وہ رہا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

گر بکرم گر بکرم جاں روں چوں بکرم  
جہاں درکارے شدم یا بکرم یا جاں وہم

جان کہ راہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تماشا بنی نہیں ہے۔ خلق کے غوغاء اور ہرزہ گردی میں نہیں ہے کہ فقیر محمدی ﷺ سے بہت یہید ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:  
**نُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَعْمَيْتُونَ ۝ ۵۰ ۝ پھر حقیقت تم بعد اس کے البتہ مروگے اور پھر إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ تُبَغْفُونَ** (۲۲-۱۹۵) قیامت کے دن البتہ اھوگے اللہ کے نام کے ساتھ مشغول رہ کیونکہ قیامت کے دن ذا کرا اور عارف قبر سے اللہ کا ذکر کرتے اٹھیں گے۔ اور بلا حساب اور بلا عذاب بہشت میں داخل ہوں گے۔ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی برکت سے۔

دوسری ترتیب دعوت یہ ہے کہ اول علم دعوت آدمی کو چاہئے۔ اور علم دعوت علم بخیث کو کہتے ہیں۔ اور جو علم بخیث میں عالی ہو۔ نہ اس کو رجعت ہونہ زوال۔ اور علم بخیث چار علم

کھوئی ہے۔ علم تفسیر اور علم تاثیر اور علم کلیہ تزکیہ اور تصفیہ اور تخلیق۔ یہ وہی روشن ضمیری اور مراتب کیمیا نظری کے ہیں کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں کہ اس کا دل آواز بلند کے ساتھ اللہ اللہ پڑھتا ہے۔ اور کیمیا نظر اس کو کہتے ہیں کہ ایک نظر میں جاہل کو عالم بنادے۔ اور علم بخش دے کہ ہر علم سے کشف ہو۔

مصنف کہتا ہے کہ یہ کیمیا نظری نہیں ہے کہ کیمیا نظری وہ ہے کہ دل زندہ کرے کہ کبھی نہ مرے نور کرذ کرے، جو کوئی نور نور کو پہنچتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے مشرف ہوتا ہے۔ یعنی تمام متابعت اخضرات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرے یعنی سنت کو زندہ کرے اور بدعت کو مارے اس کو سوائے متابعت اخضرات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپ کی راہ کے اور آپ کے راز کے کچھ خوش نہ آئے۔ اس کو حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ کہتے ہیں۔ اور خدا کی معرفت کا رسیدہ۔ اور فقیری بھی ہیں ہے۔

### خلقت العلماء والقراء

حدیث: خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ عالم میرے سینے سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور صَدِّرِي وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ سادات میری پشت سے۔ اور فقراء اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔

صُلُبِي وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى اور حدیث: الْفَقْرُ فَخْرٌ وَالْفَقْرُ فقیری میرا خیر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔

بوجب اس کے آیہ کریمہ۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشِيِّ بُرِيَّدُونَ وَجَهَهَ وَلَا تَعْدُ عَيْنَكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۝ وَلَا تُطْعِنَ مَنْ أَغْفَلَنَا قُلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَأَقْبَعَ هُوَ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا۔ (۲۸-۱۸)

یعنی: صبر میں ڈال دے تو اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ کہ پکارتے ہیں

اپنے رب کو صبح اور شام خاص اسی کے واسطے اور مت ملا آکر اپنی ان سے کر قصد کرتے ہیں زینت کا دنیا کی زندگی کیلئے۔ اور مت تابع داری کر ان لوگوں کی کہ جن کا ذکر ہمارے ذکر سے غافل ہے۔ اور اپنی خواہشوں کے تابع ہیں اور ہے اس کا امر۔

### مسکین کی تعریف

اے اللہ! مجھ کو مظلوم گردان اور ظالم مت حديث: اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مَظْلُومًا  
گردان اے اللہ! مجھ کو مسکین زندہ رکھ اور  
وَلَا تَجْعَلْنِي طَالِمًا اللَّهُمَّ أَخْبِرْنِي  
مسکین مار اور میرا حرث مسکینوں کے زمرہ  
مِسْكِينًا وَأَخْسِرْنِي فِي زُمْرَةِ  
الْمُسَاكِينِ میں کر۔

اور مسکین اس کو کہتے ہیں کہ سوائے اللہ کے نام کے اپنے یہاں میں کچھ نہ رکھ کر یا یہ کہ اس کا یہاں خاک ہے۔ زمین پر جہاں بیٹھ جائے۔ پس مسکین فقیر عارف باللہ کو کہتے ہیں۔ اور اولیاء مفلس فی امانت اللہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حلالہما حساب وَحَرَامُهَا عِقَابٌ مشہور ہے۔ اور ولی اللہ مفلس ہے کہ وہ کسی کو شر میں نہیں لاتا۔ اور نہ کچھ رکھتا ہے اور نہ منہ حساب کے میدان میں لاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ آلا اینَ أَوْيَاءُ اللَّهِ لَا خَوْقَ عَلَيْهِمْ وَلَا كُمْ يَخْزُنُونَ۔ اور اولیاء اللہ ان احوال سے پہچانا جاتا ہے کہ ہمیشہ اللہ کے ساتھ غرق ہو اور سر واسطے بجدہ کے اور تن واسطے طاعت کے اور زبان واسطے شاء کے اور دل واسطے ذکر کے اور آکھ واسطے دیکھنے معرفت کے ارواح واسطے ذکر و فیض کے جیسا کہ واسطہ آفتاب کا ہے اور قدم واسطے زیارت مونین کے اور کرواسطے باندھنے ہر امر معروف کے اور کان واسطے سننے کلام الہی کے رکھتا ہو۔ باقی اللہ بس مساوی اللہ ہوں۔

پس ولی اللہ عارف باللہ کو سر و اور نعمہ مطرب اور حسن پرست مطلق خلاف ہے کہ ان ناشاکستہ امور کو وجود میں کھاں جگہ دے۔

غیر مولی در دل جائے من ہر چہ بینی غیر مولی راہرن

”ایں سر و دنگہ ہست افسوس ہوا“ طالبان ایں ہوا دور از خدا  
اور جو شخص کہ گناہوں سے باز نہ آئے اور رات دن پیشان نہ ہوئے۔ اور تائب  
نہ ہوئے معلوم ہوا کہ اس پر نفس غالب ہے۔ پس اس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اس اعظم  
پڑھے اور دل میں فکر کے ساتھ ذکر کرے کہ اس کی لذت سے اور ذکر کے غلبے سے نفس  
مغلوب ہو۔ اور تمام عمر بھر گناہ نہ کرے۔ اور جو معرفت کی راہ سے سلب ہوا ہو یا  
معرفت کی راہ اس کو نہ کوئے اور ہر ذکر اور ہر عبادت سے اس کو جاہب ہو یے۔ اس کا  
علاج یہ ہے کہ اسم اللہ کا تصور زبان کے درد کے ساتھ اور روح کے درد کے ساتھ  
پڑھے۔ اور پڑھے۔ اس کا حال، حال پر اور کھائش پر ہو جائے گا۔ اور معرفت مولیٰ پر  
پہنچ گا کہ وہم اور فہم میں نہ مائے گا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو اور جو پڑھے  
رجعت پیدا ہوئے۔

### ذکر اللہ کی ترکیب

اس کا علاج یہ ہے کہ آدمی رات کو جنگل میں جائے۔ اور دریا کے کنارے پر پہنچے  
اور دو گانہ بارواح پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے اور حرف اس اعظم  
اللہ کا اسم محمد ﷺ کے ساتھ چند بار بخرا کرے تاکہ سیاہی اس کے دل کی دور ہو یے۔  
اور موکلان جنوںیت الہ اسلام خاکیوں کے ارواح کے ساتھ باطن میں اس کے ساتھ  
صافیگہ کریں اور مقصد کو پہنچے۔ اور اس کا نفس تابعدار ہو یے۔

نفس چول غالب شود بردل کہ تعبیرش میں  
شخن چوں ظالم شود دہ را خرابی اکبر است

جان کرن مقام سے لکھنا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ ایک دنیا دار سے تارک اور  
فارغ ہونا مشکل ہے۔ جیسا کہ کافر کو کہ لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہنا مشکل  
ہے۔ دوسرے الہ کشف کو کہ ہر مرد کے ساتھ اخلاص کرے واسطہ رجوعات خلق کے  
اور زیادتی دنیا کے چنانچہ یہ مقام طریقت کا ہے۔ اور طریقت کے مقام میں بالکل نفس  
کی آسائش ہے نام اور ناموں کے ساتھ اور حقیقت معرفت کو پہنچانا مشکل ہے کہ الہ

طریقت (اپنے) آپ کو حضور جانتے ہیں لیکن بہت دور ہیں۔ سوائے دشمنی مرشد کامل  
کے کب حضور ہو سکتا ہے۔ تیسرا مقام دعوت پڑھنے کا وجود خام کو مشکل ہے کہ بعض  
دعوت پڑھنے سے موکلان جزویت دیوانے ہو جاتے ہیں۔ اور بعض پریشان اور سر  
گرداں ہمیشہ سیر اور سفر میں اور بعض دعوت سے الہ بدععت الہ شرب تارک الصلوة  
مطلق جزویت عالم غیب سے خراب اور بعض کو فقر مکب۔ حدیث تَعْوَذُ بِاللَّهِ مِنْ فَقْرِ  
الْمِكْرِ۔ پناہ چاہتا ہوں میں اللہ کے ساتھ فقر مکب سے حدیث الفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ  
فِي الدَّارَيْنِ فقر دوںوں جہان کی رو سیاہی ہے۔ اور بعض کو دنیا دعوت سے حاصل ہوتی  
ہے۔ جیسا کہ خزانہ ظاہر اور باطن یہ بھی دعوت سے رجعت کھا کر ہوتا ہے کہ دنیا کا تمام و  
کمال ہونا۔ مراتب فرعون کے ہیں۔ کوہہ اور شرک میں پڑھ جائے کہ کسی مفلس نے آتا  
رَبِّكُمُ الْأَعْلَى میں تھمار ارب برت ہوں۔ نہیں کہا اور دعوت دریائے عیق ہے۔ اور لائق  
پڑھنے صاحب توفیق کے ہے اور صاحب توفیق ولی اللہ کو چاہئے کہ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ  
الرَّحِيمِ د کے حرف کے تصور میں رہے یہاں تک کہ بیہوش ہو جائے۔ اور اس کے  
دریائے عیق میں غرق ہو جائے اور مشاہدہ تجلیات کی تحقیقات کا دیکھے کہ باطن اس کا  
ظاہر ہو یا یہ کہ اس کے حروف سے دل میں الہام ہو یے۔ پس جب اس کیفیت پر پہنچ  
تو سمجھے کہ یہ حرف اعظم ہے۔

پس اے طالب! جانا چاہئے کہ تیک حرف عرش اعظم کے آس پاس جو لکھے ہوئے  
ہیں۔ پس انہیں تیک حروف سے تیک ہزار علم پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان علموں کو سوائے  
حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا ہے۔

پس علم کشف اور علم معرفت اور علم لدنی کسی کو بغیر اجازت حضور محمد رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل نہیں ہوتا۔ اور نہ بغیر مطالبہ حرف و عرش کے کسی کو حاصل ہوتا  
ہے۔

پس جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرش کے حروف سے حاصل کرے۔ تو اس کو  
چاہئے کہ حرف الف سے حاصل کرے۔ پس جو کوئی حرف الملف سے حاصل نہ کرے گا

وہ ہرگز کامیاب نہ ہوگا۔ اور نہ منزل مقصود پر پہنچے گا۔

چونکہ صوفیہ کہتے ہیں کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے۔ اور باقی حروف بیس۔ وہ سب الف کی صفات ہیں۔ ہم جب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہو جائے گا۔ تو صفات خود بخود حاصل ہو جائیں گے۔ اور سراپرده ظاہری اور باطنی آنکھ کا اس علم سے واضح اور روشن ہوتا ہے۔ لیکن اس شرط سے کہ اس علم کے تین حروف سے ایک حرف مثل دائرہ حاضرات روحانیات کے کشف اور کرامات اور مقامات ذات اور صفات کل جزو کا تصور اور تصرف میں ہے۔ اور ان تینیں حروف کی تیس کنجیاں ہیں، ان کنجیوں کو صاحب خزانہ کا جانتا ہے۔ اور کیا جانے الیں تقلید سے کہ یہ را ہے۔ اور اگر کسی کو نصیب نہ ہو۔ بے نصیب ہے پس نصیب تینیں حروف کے علم سے ہے۔ اور جو کوئی اس علم کو رات دن مطالعہ میں لاتا ہے۔ تو یہ مطالعہ لوح پر لیجاتا ہے۔ اور لوح کے مطالعہ سے اللہ میں غرق ہوتا ہے۔ اور اللہ میں غرق ہو کر عارف باللہ ہو جاتا ہے اور مرتبہ عارف باللہ کا بے حد اور جیسا ہے جو وہم میں اور فہم میں نہیں سماتا ہے۔

فرشتہ گرجہ وارد قرب درگاہ  
نہ سمجھد در مقام لی مع اللہ

جیسا کہ حدیث میں ہے لِئِنْ مَعَ اللَّهِ وَقَتْ لَا يَغْنِي مَلْكُ مُقْرَبٍ وَلَا تَبِي  
مُرْسَلٌ اللَّهُ كے ساتھ مجھ کو ایک ایسا وقت ملتا ہے کہ اس میں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں سماتا۔ اور علم منطق اور معانی اور جو علم کہ تو جاتا ہے۔ اور پڑھتا ہے، علم ظاہری اور باطنی اور معرفت ربانی سے ان تینیں حروف میں سے پس کوئی چیز باہر نہیں ہے۔ لیکن مرشد اور استاد کامل چاہئے مثل پڑھنے والے سورہ مزمل کے، جو کوئی سورہ مزمل کو پڑھتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں کامل ہوتا ہے۔ اور مکمل بنتا ہے۔ اور وہ تینیں حروف یہ ہیں۔

- |                  |                 |                 |
|------------------|-----------------|-----------------|
| (۱) تصور ا (الف) | (۲) تصور ب تصرف | (۳) تصور تصرف   |
| (۴) تصور ش تصرف  | (۵) تصور ح تصرف | (۶) تصور ف تصرف |
| (۷) تصور خ تصرف  | (۸) تصور د تصرف |                 |

- |                   |                  |                  |
|-------------------|------------------|------------------|
| (۱۰) تصور ز تصرف  | (۱۱) تصور ر تصرف | (۱۲) تصور س تصرف |
| (۱۳) تصور ش تصرف  | (۱۴) تصور ص تصرف | (۱۵) تصور ف تصرف |
| (۱۶) تصور ط تصرف  | (۱۷) تصور ظ تصرف | (۱۸) تصور ع تصرف |
| (۱۹) تصور غ تصرف  | (۲۰) تصور ق تصرف | (۲۱) تصور تصرف   |
| (۲۲) تصور ک تصرف  | (۲۳) تصور ل تصرف | (۲۴) تصور م تصرف |
| (۲۵) تصور ن تصرف  | (۲۶) تصور و تصرف | (۲۷) تصور ه تصرف |
| (۲۸) تصور لا تصرف | (۲۹) تصور ع تصرف | (۳۰) تصور ی تصرف |

اور یہ تیس حروف عرش کے آس پاس لکھے ہیں۔ اور ہمیشہ اس میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہے ہیں۔ بغیر حکم اور اجازت حضرت پیغمبر صاحب ﷺ کے جاری نہیں ہوتے ہیں۔ اور عمل میں نہیں آتے۔ اور تاثیر نہیں کرتے، لیکن اس طریق سے رواں ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ ساتھ حروف واسطے شمشیر کے واسطے قید میں لانے ملک بادشاہ کے کھل الہی ہے۔ اور ساتھ حروف واسطے معرفت اور توحید الہی کے کہ مرتبہ الیں اللہ عارفان باللہ کا ہے۔ اور ساتھ حروف مطلق کلید ہیں کہ خزانہ اللہ الہی کے کہ مرتبہ الیں اللہ عارفان باللہ کا ہے۔ اور ساتھ حروف مطلق کلید ہیں کہ خزانہ اللہ کے ظاہر اور باطن حالہ فقیر صاحب نظیر ولی اللہ کے ہیں۔ اور ساتھ حروف واسطے دعوت کے موکل اور جنون اور ارواح خاکیوں الیں اسلام کے قید میں لانے کو اور ہر علم کی کھائش اور دنیا کے درجنوں کی ترقی کو کہ مرتبہ بندوں کے ہیں۔ اور ان ہر ایک مرشد کامل عرش اکبر کے حضور میں خواب میں یا مراقبہ میں لے جا کر لوح سے اگر واقف نہ کرائے۔ اور حضرت پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت نہ دلائے اور مطالبه کو روز اول نصیب نہ کرائے اس کو مرشد نہیں کہہ سکتے کہ مرشد ہوتا آسان کام نہیں ہے بلکہ مرشدی اور طالبی میں اللہ کا عظیم اسرار ہے۔ اللہ بس اور ما سوائے اللہ ہوں۔

اے طالب صادق! جان کہ تیس حروف چار قسم کے ہیں۔ چنانچہ سات واسطے توحید الہی مرتب باطنی کے، اور ساتھ حروف واسطے کھائش کے علم ظاہری کے اور تفسیر کے اور ساتھ حروف واسطے علم دعوت شمشیر کے اور نو حرف واسطے کیمیائے اکسیر کے،

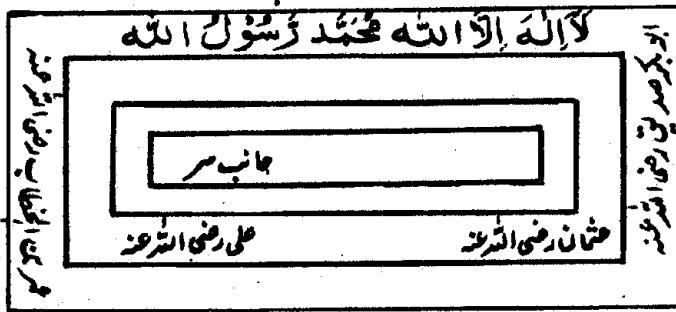
علم اکسیر کی بحث و طریق دعوت

اگر کوئی چاہے کہ کام دینی اور دینی ملک علم اکسیر کے اشارہ کے ساتھ جلد مقصود کو پہنچ اور ہم اور کاربستہ اس طریق کے ساتھ دعوت پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لمحے میں یارات دن میں یا انہما ایک ہفتہ تک حاصل ہو۔

تو چاہئے کہ رات کے وقت یادن میں جائے۔ جہاں ریگستان ہو۔ اس ریگ پر قبر بنا دے اور اس کے آس پاس پانچ نام لکھے۔ اور ہر چہار طرف نام پاک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھے۔ اور ہر چہار طرف نام حضرت اصحاب نبی ﷺ کے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعد اس کے دو گانہ نماز فضل بارواح مبارک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ مع اصحاب کبار نبی ﷺ شروع کرے۔ رکعت اول میں چھ بار سوہ لیں اور رکعت دوم میں پانچ بار پڑھے اور شروع نماز میں حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مع اصحاب کبار نبی ﷺ حاضر جانے، جس نیت سے پڑھے گا حاصل ہوگی۔

اور اگر واسطے قہر اور غصب دشمن کے پڑھے، شہر اور مقام اور زمین وہاں کی قیامت تک دیران رہے۔ اور اگر واسطے آبادی کے پڑھے، قیامت تک آباد رہے۔ اس دو گانہ کو مستحباب کہتے ہیں۔

نونہ قبر میارک کا یہ ہے



جو ان حروف کو پڑھے منکل حاضر ہوں۔ اور آواز دیتے ہیں۔ اور ترتیب کیمیائی درست کرتے ہیں کہ ہرگز اس میں خلاف نہیں ہوتا۔ سب آسان کام ہے اور دنیا قافیٰ بے اعتبار ہے۔ اور محنت ایک رات دن ہے۔ اور ہمیشہ مہوس کیمیائی کی طلب میں مرے ہیں۔ اور مطلب کو نہیں پہنچے اور ایمان اپنے ساتھ نہیں لے گئے ہیں۔ پس مولیٰ کی طلب کر کہ یہ مقصود ہے۔ جو مولیٰ کے سوائے مطلب کرتا ہے۔ مجنونِ محجوب اور مجذوب ہے۔ دیگر ترتیب دعوت کی کہ ویرانہ میں جائے کہ جہاں ریگ ہو۔ اور اس میں نقشہ روضہ مبارک آراستہ کرے اور قبر مبارک بنائے۔ بطریقِ نمونہ کے کہ درج ذیل ہے۔ اور جو کہ گرد روضہ شریف کے لکھا ہے پڑھے۔ انشاء اللہ بحرمت روح مقدس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام میسر ہوگا۔ جو شک لائے کافر ہے۔ نعوذ بالله منہما۔ اور وقت پڑھنے کے روح القدس حضور انصار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضر ہوتی ہے بلکہ خواند باللہ مشروع حازیارت کرتا ہے اور جواب یاتا ہے۔

## طريق دعوت

۱۔ طالب طبع از جان بردارد و از حرف ط طاعت بسیار کند	ل۔ طالب صادق صدق نه زندگانش انصاف ده باز اراده صادق وارد الاصفا با و فا ز حرف ا	ب۔ طالب بد بخش از ده باش بزاید مثل آئینه رو نماید و از حرف ب دام با ادب باشد	ل۔ طالب لاجتہان لاف حروف لائق لقاء ربت العالمین شود
مر مرشد ب حرف مر مر میدان ازل و بد پهلوان دفع کنده خاک نفس شیطان محومرف علف بلند	دواز حرف د دوام غرق حکم باشد	ش دواز حرف ش شاہد حال در محل حق لازو وال	دواز حرف ر را و بخش رب العالمین

شرح: جو مرشد کر اللہ کے طالب کو حضوری میں حضرت نبی اللہ کے نہ کرے۔ مثل شیطان کے ہے اور مرشد صاحب نظر چار نظر سے ناظر ہوتا ہے۔ اللہ کے وصال کو حضوری حق کہتے ہیں۔ اور صاحب نظر متوجہ راز حقیقی ہے۔ اگر علماء کی جانب عامل نظر کرے۔ علم باطنی معرفت الہی کل اور جزو واضح ہووے۔ اور وہ عالم عارف باللہ قابو ہو جائیں۔ اور بلا ریاضت اور محنت مشقت کے اور بلا ذکر اور فکر کے اور بلا مرآقبہ اور حاصلہ اور بلا کافہ کے صاحب خزانہ ہوں۔ اور علم معرفت کے سینہ میں آئے۔ علم رسمی سینہ سے زبان کھل جائے۔ اور اگر صاحب نظر توجہ سے راز الا اللہ کے جاہل کی طرف نظر کرے۔ تو علم ظاہری اس کو ظاہر ہو جائے۔ مثل حضرت خضر علیہ السلام کے۔ اور اگر صاحب نظر اہل دنیا کی طرف نظر کرے۔ تو اس کے دل پر خوف الہی اور ذریمت کے حساب کا ایسا پیدا ہو جائے کہ یکبارگی دنیا کو ترک کر دے۔ اور فقیری میں قدم رکھے۔ اور تمام عمر فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار کرے اور واسطہن حق سے ہو جاوے۔ اور اگر مفلس اور عاجز کی طرف کرے۔ ایسا غنی نہوے کہ تمام عمر دنیا میں کسی کام تجھ نہ ہو۔ مگر ایسا ناظر خام ہے۔ کیونکہ بسیاری دنیا خواری ہے۔ ناظر وہ ہے کہ اس سے تمام مطالب ناظر کے پیدا

ہوں۔ ایک نظر میں اپنے طالبوں کو اسرار ربوبیت پر پہنچا دے مثل مجموعہ پانچ نظر کے کہ بالا (اوپر پہلے) لکھا گیا۔ اس کی ایک نظر میں ہووے۔

چوں پنج نظر شیخ یک نظر شد یک وجود از پنج پنج پنج گنج یافت زودا! ہر کہ خود را داد نظر ش باخدا نظر اللہ سے رو آں راحضرت مصطفیٰ ﷺ جو یکتاںی سے نظر کی یکتاںی کے ساتھ حق کو پہنچا تو خودی اور بد خونی اس کے وجود سے اٹھ جاتی ہے۔ نیستی سے ہست ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہستی مع اللہ ثواب اور نیستی مطلق عذاب ہے۔ یعنی ہستی اسلام بحق ہے۔ اور نیستی کفر باطل۔

مرد کامل وہ ہے کہ حق کی طرف لے جاوے اور مرشد ناقص شیطان ہے کہ باطل کی طرف کھینچتا ہے، یعنی حق اور باطل سے۔

پس اے طالب حق! جان کر حق کس کو کہتے ہیں اور باطل کس کو، یعنی حق فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کفر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور باطل دنیا میں فرعون کا ہے۔ جس پر فرعون نے فخر کیا ہے۔ اور مجلس شیطان اور انسان کی راست نہیں آتی ہے۔ جیسا کہ حدیث قدیمی ہے۔

## شیخ کامل کی حقیقت

یعنی پیدا کیا ہم نے شیخ کامل کو نفع حدیث: جعلنا شیخُ الْكَامِلِ نَافِعٌ  
پہنچانے والا انسان کا جیسا کہ نبی آخر  
الْأَنْسَانَ كَمَا جَعَلْنَا نَبِيًّا أُخْرِ  
الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شِيَخَ النَّاقِصِ  
خَاسِيرِ الْأَنْسَانِ كَمَا جَعَلْنَا رَجِيمَ  
ذَلِكَنَّهُ وَالا انسان کا جیسا کہ شیطان  
الشیطانِ سُكَّنَسَارَ۔

پس جاننا چاہئے کہ ہفت سالہ خدمت مرشد کامل کی بہتر ہے۔ تمام عمر کی عبادت سے جو عبادت کر کثرت کے ساتھ ہو۔ خدمت مرشد سے انسان ہو جاتا ہے۔ پس اس ایک ساعت کی خدمت دوام عبادت سے بہتر ہے کہ کسی وجہ سے نفس خلاف نہیں چلتا۔

اور آدمی کو نہ سے چھکنے رائیں ہوتا ہے۔ سوائے خاص اخلاص حاصل ہونے کے چنانچہ حدیث قدسی ہے۔

**كُلُّ الْعَالَمِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا الْعَالِمِينَ**  
یعنی تمام عالم مردہ ہیں مگر عمل کرنے والے  
**وَكُلُّ الْعَامِلِينَ أَمْوَاتٌ إِلَّا**  
اور تمام عمل کرنے والے مردہ ہیں مگر  
**الْخَافِقِينَ وَكُلُّ الْخَافِقِينَ أَمْوَاتٌ**  
ڈرنے والے اور تمام ڈرنے والے مردہ  
**إِلَّا الْمُغْلِصِينَ**  
ہیں مگر خالص لوگ۔

اور خالص خاص اب کو کہتے ہیں کہ اس کے وجود میں ذکر خفیہ بے قیاس ہو کر جیسا کہ دریا آب رواں کا بلکہ اس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر رنگ لایک موج مارے، اللہ اللہ اللہ کی کہ خود آواز سننے اور دوسروں کو سنائے۔

شرح طالب کی کہ حرف ط سے طیروجود۔ اور جو کہ طیروجود کے ساتھ ہے۔ وہ ایک وجود واجب الوجود کے ساتھ ہے۔ اور حرف الف سے امان اللہ اور حرف ل سے لایحناج اور حرف ب سے بہرہ نہ ہوئے نفس کو، سوائے لذت اپنے گوشت کھانے کے اپنے وجود کے۔

## گوشت کی تعریف

معنی لذت گم

دنیا میں چار گوشت اور مزے ہیں، ان چار گوشت سے جیسا کہ واقع ہوا ہے۔  
**لَحْمٌ بِاللَّحْمِ وَلَحْمٌ فِي اللَّهِمْ** ایک گوشت گوشت کے ساتھ، اور ایک  
**وَلَحْمٌ قَوْقَ الْلَّحْمِ وَلَحْمٌ كُلُّ** گوشت گوشت میں، اور ایک گوشت  
**اللَّحْمِ** گوشت پر اور گوشت تمام گوشت۔

ہر کہ بخورد گوشت جان خویش را

صد ہزاراں لذت درویش را

اور جو کوئی واحدانیت کی تحقیق سے ظاہر اور باطن میں ہر چیز رکھ کر کے ساتھ ایک وجود نہیں ہوتا اس کو ذا کرنیں کہہ سکتے۔ اور جو کوئی دنیا کی محبت سے سرگردان ہو کر نہ

لٹکے تو رات دن اس کو ملازمت حضور اور صلی اللہ علیہ و آله و سلم کی میر نہیں ہو سکتی۔ اور مرشد لا تلق ارشاد کے وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو سات چیزوں سے نکال ڈالے۔

چنانچہ اذل گانے بجائے کے شوق سے اگرچہ آواز وادی محن کی ہو۔ وہ دوسرے غفلت سے اور غفلت ملک دنیا سے ہے۔ اگرچہ دنیا ملک سلیمان ہو اور تیرے بخل سے اگرچہ بخل کے پاس قادر ون کا خزانہ ہو، سیرہ نہ ہو۔ اور چوتھے قیل و قال سے۔ اگرچہ قیل و قال علم اور فقہ کے مسائل کی ہو۔ اور پانچوں ہوا سے اگرچہ ہوا عرش کے سیر کی ہو ہو۔ اور چھٹے ترک صلوٰۃ سے اگرچہ تارک الصلوٰۃ مثل شیطان کے ہو اور صاحب شراب کو بھی نظر سے سیراب کر دے اور ساتوں تھجیل علم سے اگرچہ علم بآعور کا ہو۔

معرفت اللہ کے مرتبوں پر ایسا مستغرق ہو کہ ظاہر زبان بستہ ہو، اور اگر زبان کھولے اللہ کے نام سے کھولے۔ مرشدی طالبی میں ہوا اسرار ہے۔ اور قلب کی حرکت آواز بلند کے ساتھ ذکر قلب نہیں ہے۔ بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے۔ یہاں تک کہ دل سے راز ربو بیت حقیقی کے مشاہدہ کا پیدا نہ ہو اور ذکر جاری نہ ہو۔ کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مرشد سے مولیٰ کی حضوری کی طلب نہ کرے وہ مولیٰ کا طالب نہیں ہے۔ اور جو مرشد کہ طالب کو دوام حضور حاصل نہ کرائے وہ مرشد نہیں ہے۔ اور اگر طالب، مرشد کو ظاہر اور باطن میں اپنی شرگ سے نزدیک نہ جانے مطلوب کو نہیں پہنچتا۔ گمراہ حضوری کی اسم ذات کے تصور سے اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سرور کائنات کے تصور سے ہو۔ یعنی لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُمَّ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور جو کوئی راہ حق کے حضور سے مکفر ہوتا ہے، کافر ہوتا ہے۔ نعوذ باللہ منها۔

## اسم اعظم کی دعوت

اگر کسی کو کوئی مشکل آئے کہ کسی طرح آسان نہ ہو، چاہئے کہ اگلست ز کے ناخ پر اسم اعظم لکھے اور اس پر نظر رکھے اور چند مرتبہ پڑھے۔ اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر پڑھے حقیقت معلوم ہو گی۔ اور اگر متواتر پڑھے گا کاربست کی کشاوش ہو گی۔ اور ہر مقصد پورا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے۔ اس دعوت کو طرفہ اعين کہتے ہیں۔

طالبان را از طلب معلوم کن  
زان طلب معلوم کرون ہر خن

### طالب کی حقیقت

طالبیوں کو طلب سے معلوم کرو اس سے ہربات معلوم کر لے۔ طالب مردار دنیا جیفہ کے بہت ہیں۔ اور باہوں بہت ہیں۔ طالب مولیٰ مثل خاک کے مردہ نفس اور زندہ دل اور روح پاک ہوتا ہے۔ مرشد کے پاؤں کی خاک پلکوں سے جھاڑتا ہے۔ اس کا نفس مرشد کی نظر سے کھنچ جاتا ہے۔ اگر طالب جانفشاں نہ ہو۔ تو وہ طالب اپنے مطلب کے ساتھ رہا ہے۔

اے باخو! باخبرہ، طالب بد صفت مت ہو۔ صورت شیطان کی فریب دینے والی ہے لا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ طالب بد کردار اور عورت تجھے خوار سے دونوں جہان کی خرابی ہے۔ بلکہ دشمن ایمان اور دوسرا شیطان ہے۔  
 قَوْلُهُ تَعَالَى يَا يَاهُ آدَمَ أَنْ لَا اَتَعْبُدُوا الشَّيْطَنَ إِنَّهُ لَكُمْ تھارا ظاہر دشمن ہے۔

عَذَّلُ مُمِينٌ (۴۰-۳۶)

اور علم سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم جاننے کو کہتے ہیں۔ اور جس فوج جانا دیکھا۔ اور جس نے دیکھا اعتقاد لایا۔ یعنی جاننے سے اور دیکھنے سے حق کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ آنکھ جسم حق ہیں ہو جاتی ہے۔ اور علم بھی کئی قسم کا ہے۔ علم رسم یعنی زبان سے پڑھنا اور آنکھ سے دیکھنا اس میں سراسر شور و فغاف ہے۔ اور علم معرفت باطنی تو حیدر الہی ہے زبان کے پڑھنا اور بے آنکھ کے دیکھنا، مرتبہ میں غرق، مشاہدہ مطلق کے ساتھ خاموش۔

جاننا چاہئے کہ یہی راہ فقر کی ہے کہ ابتداء میں دعوت اور مجاہدہ کرے۔ اللہ کا طالب مجاہدہ کار دعوت سے عالم کامل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی برکت سے اس کی زبان سیف اللہ ہوتی ہے کہ جوزبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے۔

اور اگر کوئی شخص اللہ کا طالب اسم اللہ کے تصور سے اور یا عطاے فیض اللہ سے اور یا مرشد کامل سے تزکیہ نفس اور تزکیہ قلب سے تجلیہ روح اور مشاہدہ سرحاصل کرے تو ان علوم کی برکت سے طالب کا پردہ باطنی کھل جائے۔ اور معرفت کی آنکھ ظاہر ہو وے اور پردہ ظہماتی کی تاریکی سے اسم ذات کی برکت کے ساتھ باہر آئے اور مشاہدہ طبقات ارضی و سماوی کا عرش سے تحت اعلوٰی تک نمودار ہو وے۔ اور جو چیز کہ آدمیوں پر پوشیدہ ہے۔ شروعاً اس کو دیکھے۔ چنانچہ بطن میں ظاہر ہو وے اور معرفت مولیٰ کی راہ سے ہر ایک کو شرح بتائے اور اس کے احوال کو موافق قرآن اور حدیث کے بیان کرے۔ مگر راہ تحقیقات کی اسم ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں آنا آسان نہیں ہے۔ لیکن توحید کی معرفت کا دریا ابتداء سے انتہا تک نگاہ رکھنا بہت مشکل ہے۔ اور دشوار ہے کہ اندر دریائے معرفت الہی کے دل کے ساتھ مونج مارے، اور طغیانی میں جوش اور خروش کے ساتھ رہے۔ اور عارف باللہ خاموش۔ مرو عارف وسیع حوصلہ ہم صحبت نبی علیہ السلام کا دریانوш ہے۔ مگر ان مقامات معرفت الہی کو کم حوصلہ خود فروش کیا جانے اور عارف کا ہر روپکارا شوق کے لئکنکر فوج ہے۔

مراؤں باشد پوشید خوش را  
راہ عرقاں ایں بود ذروش را

جاننا چاہئے کہ ہر ایک مقام اس منزل کا پُر آفات ہے۔ کیونکہ طے کرنا را فقیر باطنی کا آسان نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ میں ہزار دہ بیڑا اور بیٹھار غار ہیں۔ پس یہاں مرشد کامل چاہئے کہ صاحب صدق اور ایک دل اور یک رنگ ہو۔ لیکن صدق اور یقین طالب کا ہمیشہ نفس کی نیکی اور بدی ہے اور جو کہ نیکی اور بدی مرشد کا طالب اور جاسوس ہے۔ وہ مدی سرکش جان مرشد کا دشمن ہے۔ مرشد کے اختیار سے نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردوں اور بے مقصود کو طالب نہیں کہہ سکتے۔ اور طالب حقیقی حق پرست خدا کی وحدانیت کا مست ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔ ورنہ یوں تو بیٹھار ہیں۔ طالب ہوتا آسان کام نہیں ہے۔ مولیٰ کی طلب میں بڑا اسرار ہے۔

اور جب اللہ کا طالب مقام ذکر اور فکر اور مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے۔ بعد اس کے مقام توجہ میں آتا ہے۔ اور توجہ وہم سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہم خیال سے، اور خیال قرب وصال مشاہدہ عرق فنا فی اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس مقام میں پہنچتا ہے۔ اس کے وجود میں چون وچہ اور خودی اور غرور اور مہنی نہیں رہتی ہے۔

مثل ہے کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے ہمکلام ہو۔ وہ آدمی عام آدمیوں سے ہمکلام نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر زبانِ کھولتا ہے تو سوائے بادشاہ کی بات چیت کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ ہم خن اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے۔ دوسرے سے بات نہیں کرتا۔ خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور خلوت سے جگر کے خون کا نوش رکھتا ہے۔ اور (اپنے) آپ سے بیوش رہتا ہے۔ اور غیر سے فراموشی، بات بجھن کے ادائیگی ہوتی فاذ گھروئی اذ گھر نکم۔ پس ذکر کر و تم میرا ذکر کروں گا میں تھہارا۔ دوسرے کے ساتھ بات چیت کرنا نقصان ہے۔ مَنْ عَرَفَ رِبَّهْ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةِ جِسْ فُحْشَ نَے اپنے رب کو پھان لیا۔ اس کی زبان بند ہو گئی۔ ان لوگوں کی شان میں ہے اور ان کے مرتبہ احوال سے الٰہ دنیا مردہ دل پر بیان ہے۔

جانا چاہئے کہ اکثر آدمی اپنے آپ کو ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ پانچ آدمی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہیں۔ (۱) صاحب شرب (۲) طالب دنیا، اگرچہ وجہ حلال سے ہو (۳) وہ کفر سے دوستی نہ رکھتا ہو۔ یعنی خدا کی راہ میں فدا نہ ہو (۴) وہ اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دنیا کو بہتر جانے کے راہ مولیٰ میں تصرف نہ کرے (۵) وہ کمکر ہو دے از امر و مصروف۔

### دنیا کی محبت کی خرابی

قول مصنف: الرِّبَّيَا وَالزِّنَاءُ  
وَشُرُبُ الْخَمْرُ وَحُبُّ الدُّنْيَا  
بِكُلِّ الْإِيمَانِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارَ  
الْحَطَبَ

ریا اور زنا اور شراب پینا اور دنیا کی محبت ایمان کو ایسا چھاتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو۔ اور ان سب سے بدتر دنیا کی محبت ہے۔

**قُولُهُ تَعَالَى: يَوْمَ يُعَرَضُ الَّذِينَ** فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس روز کہ پیش کئے جائیں گے وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا ۱  
**كَفَرُوا عَلَى النَّارِ أَذْهَبْتُمْ** ۲ جائیں گے کہ جنہوں نے کفر کیا  
**طَبِيتُكُمْ فِي حَيَاةِكُمُ الدُّنْيَا .** ۳ ہے آگ کے سامنے کہ لے جاؤ تم اپنے طبیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کئے تھے۔ (۲۰-۲۱)

یعنی حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قیامت کے دن بیگانوں کو کہ کوئی آرزو دل میں نہ چھوڑی ہو، نہ حلال سے نہ حرام سے ان کو آگ میں جلا دیں اور کہو **أَذْهَبْتُمْ طَبِيتُكُمْ** فی حیَاةِكُمُ الدُّنْيَا (کہ لے جاؤ تم اپنے طبیبات کو جو دنیا کی زندگی میں کئے گئے) کہ تمام خوشیاں اور آرزوؤں کیں کہ دنیا میں تھیں تم نے دیکھیں آج قیامت کے دن تم کو یہ سبب کفران نعمت کے خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تم کو ہم خوار کریں۔

مصنف کہتا ہے کہ دنیا کا ترک کرنا مقام اعلیٰ اور حق تعالیٰ کی قربت کا ہے جو اس مقام میں پہنچتا ہے وہ وہم اور خیال میں نہیں ساتا۔

پس اصل مرشد کامل وہ ہے کہ جو وجود اللہ کے طالب کا طالب کا اللہ کے نام سے ملا دے اور مع اللہ میں شامل اور مقامات جزو کل ابتدا اور انجما طرفہ اعین میں ہر طریق سے دکھائے اور صاحب احوال بنائے۔ یہ طریق مرشد کامل کا ہے۔ ورنہ مرشد خام ہے۔ اور مرشد خام کو دست بیعت کرنا حرام ہے۔

مرشد نامد ناقص خود نہیں!  
مردو مرشد فیض بخند با عطا!  
طالبان را طلب باید سر راز  
ایں چنیں طالب بود چوں شہباز  
چنانچہ سرا پرده ظاہری اور باطنی کا امام ذات اللہ سے ہے اور ہر حقیقت آیات  
قرآن سے اور علوم سے اول روز ظاہر اور روشن نہ کرے ناقص ہے معلوم ہوا کہ مرشد  
ناقص ناسوتی عالمی آدمی ناقص اور ناتمام ہے۔

بر مسلمان تاختہ مانند گرگ  
نفس دانی چیخت دیو بس برگ  
مطلع دے نیست جزاں کر دگار  
رواح دانی چیخت امرحق گزار  
لقب دانی چیخت سُجْنَ معرفت  
از لطیفہ غیب شد دروے صفت

سالکوں کے ساتھ اے مرد خدا  
ہر زمان سوئے عدم دریا روی  
فارغ البالی سدا از شر و خیر  
محو ہوتا در جمال ذوالجلال  
مارتا اپنا ہے اے دلدار شوق  
بخششوں پر حق کے کہنا بار بار  
دونوں عالم پر ہے پشت پازدن  
غیر سے ہے باز رکھنا دھیان کا  
جواب مصنف

تائے گرد مرد فی اللہ جاں ثار  
باخو کثرت بود سلک و شمار  
حریم را شام از نظر عارفان حق بندہ به از خضر

### اپنی شناخت

اللہ تعالیٰ و سبحانہ کی عارفوں سے کسی راہ معرفت مولیٰ کی اور مشاہدہ تجلیات کا پوشیدہ  
نہیں ہے کیونکہ رoshن ضمیر کیمیا تائیں صاحب نظر حق رسیدہ ہے۔ نادیدہ نہیں ہے۔ جس  
عارف نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا۔ اس نے اللہ کے نام میں (اپنے) آپ کو چھپا لیا۔ اور  
توحید میں غرق کر لیا۔

ہر کہ پوشید نویش را آں باخدا  
تاتوانی خویش را از خلق پوش  
عارف باللہ ہمیشہ اللہ کے نام کے ساتھ ہم سخن ہے۔ اگر عارف اللہ کا کوئی سر  
گردن سے جدا کر دے دم نہیں مارنے گا۔ اور کسی سے ہمکلام نہیں ہو گا۔ سوائے حکم خدا  
اکے دست بیعت اور تلقین قبول کرنا مرشد کامل سے فرض اور واجب اور مستحب اس  
واسطے ہے کہ ذا کر زندہ دل کے دل پر شیطان غالب نہ ہو وے۔ ذا کر اللہ کے وجہ میں  
شیطان داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اللہ کا ذکر آگ کی مانند ہے۔ اور شیطان کوڑے کی مانند

سمو کیا ہے! ناپنا ہے راہ کا  
سکر کیا ہے جان مرگ معنوی  
انس کیا ہے! جان استغفار ہے  
کشف کیا ہے! دیکھنا حسن و جمال  
ہے جلانا اپنا اے محبوب ذوق  
شکر کیا ہے اپنا عجز و انکسار  
سر کیا ہے سن لے تو اے یار من  
جود کیا ہے دینا اپنی جان کا  
جواب مصنف

پس بدان رہ سوئے حق بھیافت  
تیرگی دل ازاں روشن تراست  
مشتعل بودن دراں در فکر اوست  
مشتعل بودن دراں در فکر اوست  
سر خود یکبار زیں عالم زدن  
ہر زبان بسا کاں آسودن است  
ہر زمان سوئے عدم دریا روی  
فارغ آید از سواد شرو خیر  
محو گشتن در جمال ذوالجلال  
نیست گردی بعد ازاں در ہست وے  
شوق دانی چیست خود را سوختن  
بر عطا ہائے کہ بخیید است او۔  
بر سر کو نین پشت پاء زدن  
ترک غیرے اوست اندر جتو!

کرتا ہے جملے مسلمان پر چو گرگ  
اس سے تو واقف نہیں جز کردگار  
غیب سے ہے اس میں پیدا اک صفت  
حق کی جانب دوڑنے کی بات کی  
چھوٹا ہے تیرگی کا جس سے داغ  
مشتعل ہوتا ہے دل کا کھینچنا ہے عزیز  
مشتعل رہنا سدا در فکر دوست  
عالم فانی سے ضم ہوتا ترا

علم دانی چیست رہ دریافت!  
عقل دانی چیست نور روغن است  
جذب دانی چیست بون سوئے دوست  
قال دانی چیست داکم ذکر دوست  
حال دانی چیست در حق گم شدن  
صحو دانی چیست راہ پیمودن است  
سکر دانی چیست مرگ معنوی !!  
انس دانی چیست استغفار غیر  
کشف دانی چیست دیدن آنجال  
سکر دانی چیست باشی مست وے  
ذوق دانی چیست خود را سوختن  
شکر دانی چیست عجز و فکر او  
سر دانی چیست بشنو یار من  
جود دانی چیست جاں دادن بد و  
ترجمہ نظم: فارسی به لفظ اردو  
جاں لے تو نفس کو دیو بزرگ  
روح کیا ہے، ہے وہ امرق گذار  
قلوب کیا ہے، ہے وہ حجج معرفت  
علم کیا ہے، راہ ہے دریافت کی  
عقل ہے اک سر داب روشن چماغ!  
جذب کیا ہے دل کا کھینچنا ہے عزیز  
قال کیا ہے جان لے ہے ذکر دوست  
حال کیا ہے حق میں ہوتا ترا!!!

ہے اور کوڑے کو آگ جلا دیتی ہے۔ شیطان ذا کر کے نزدیک نہیں آتا ہے۔ اور مردہ دل سے شیطان دفع نہیں ہوتا۔ خواہ عالم فاضل ہو، بے عمل، رشت خوار، خواہ جاہل ہو کہ شیطان سوتے وقت فرصت پا کر بعض کے منہ میں محنت دیتا ہے۔ اور بعض کی آنکھ میں اور بعض کے کان میں اور بعض کے مقدام میں اس کے پیشاب کی تاثیر سے حواسِ خسہ معصیت شیطانی کی طرف کھینچتے ہیں اور ان کا منہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے۔

پس مرشد لائق ارشادوہ ہے کہ اگر اس کے طالب بعضے تامیت کی طرف پہنچے اور بعض طریقت اور شریعت میں خام رہیں۔ بعد مرنے کے مرشد صاحب ہدایت خام کو باطن میں معرفت الہی کی تلقین تمام بخش دے۔ اور نشان مرشد فقیر کامل کا یہ ہے۔ کہ جو اس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں سرمد کی طرح لگائے، عرش سے لے کر تحت العروی تک روشن ہو جائے۔ اور زندہ دل ہو جائے اللہ کے ذکر سے۔ اور ہرگز اس کا دل نہ مرے اور جو وہ خاک اپنے سینہ پر ملے اس کا سینہ صفا ہو جائے کہ کشف القلوب اور کشف التبور دونوں حاصل ہوں۔ اور اگر سخت یماری والا اس خاک کو اپنے بدن پر ملے۔ صحت کلیہ حاصل ہو دے۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس کی قبر اور خاک اللہ کے نام کے ذکر سے پاک ہے۔

### مرشد ناقص کا بیان

جاننا چاہئے کہ مرشد ناقص کے طالب کہ خلق کی نظر میں مقبول ہیں۔ اور خالق کو نہیں پہنچے ہیں۔ اگر کامل ہوں۔ اور طالب مرشد کامل کے اگر ناقص اور مردود ہوں تو بہتر ہیں۔ مرشد ناقص کے طالبوں نارسیدہ سے، اس واسطے کہ قیامت کے دن مرشد کامل اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے مردود طالبوں کو مقبولوں میں جمع کر لے گا اور آگے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچائے گا۔ اور داخل کر لے گا۔ جو مرشد ایسا نہ ہو۔ اس کو امر کرتا اور تلقین حرام ہے کہ قیامت کے دن مرشد ناقص شرمندہ ہو گا۔ اور رو سیاہ ہو گا۔ اور اللہ کے طالب کو بھی چاہئے کہ دست بیعت اور تلقین مرشد کامل سے لے۔ اور ناقص کی صحبت سے بھاگے جیسے تیر کمان سے اور اگر طالب نے مرشد ناقص

سے تلقین لی ہو۔ اس کو چھوڑ دے اور مرشد کامل کی طرف منہ اخلاص کالا دے۔ تحقیق عمر ضائع نہ کرے کہ روایہ اور جو طلبِ موی نہ کرے ہو ایں ہے:

**قَوْلُهُ تَعَالَى: شَهِيدَ اللَّهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلِكُ كُوَّا لُو الْعِلْمُ**

سوائے اس کے نہیں ہے اور فرشتے اور صاحب علم، عدل کے ساتھ قائم ہیں۔

فَإِنَّمَا بِالْقِسْطِ (۱۸-۲)

### علم کی تعریف

(بعض علم)

اے طالب صادق! جان کہ علم بھی تین قسم پر ہے۔ چنانچہ اول علمِ ایقین اور موسط عینِ ایقین اور آخر حقِ ایقین۔

علم اول جانا چاہئے کہ علماء کو علم پر یقین ہے۔ اور درمیان میں علم دیکھنے کا ہے کہ وہ مقامِ مجد و بدب ہے۔ عینِ ایقین سے تجلیاتِ اللہ کے نور کی دیکھتا ہے۔ مگر حوصلہ و سعی نہیں رکھتا ہے۔ اور طاقت برداشت معرفتِ ربانی کی نہیں لاتا۔ اور غلبوں کی زیادتی سے اور عشق اور محبت کی آگ سے پریشان اور دیوانہ اور بیرون اور مجد و بدب ہو جاتے ہیں۔ اور آخر میں حقِ ایقین ہے۔ جس نے حقِ ایقین پالیا حق کی طرف ہو گیا کہ سوائے حق کے اس کے وجود میں باطل نہیں رہتا۔ بالکل حق ہو جاتا ہے۔

پس علم کے تین مرتبے ہوئے محبوب اور مجد و بدب۔ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید وہ ہے کہ مراتبِ محبوب میں پہلے روز طالب محبوب ہو دے۔ اور مرشد مجد و بدب سے روز اول طالب مجد و بدب اور مرشد محبوب سے روز اول طالب عارف باللہ محبوب ہو۔

### اقسامِ درویش

اے طالب صادق! درویش بھی دو قسم پر ہیں، بعضے پسندِ خلق اور ناپسندیدہ خلق اور بعضے پسندِ خالق اور ناپسندیدہ خلق۔

ہر کہ باشد پسند خالق پاک  
ترجمہ: جو کہ ہو وے پسند خالق پاک!  
اس حال میں اگر طالب اللہ بھر میں آتا ہے۔ شورش کی آگ سے طاقت نہیں پاتا  
ہے۔ اور اگر وصال میں آتا ہے کہ حوصلگی سے بوجہ نہیں اٹھاتا ہے۔

نزو دیکاں رابیش بود جیرانی  
لہنہا و انڈس پاہی سلطانی  
قوّۃ تعالیٰ: یقین وَجْہُت وَجْہِی  
تحقیق میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اس کے  
لِلَّدِی فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ  
واسطے کہ پیدا کیا جس نے زمین اور آسمان  
حَيْثِقَا وَمَا آتَاهُنَّ مُشْرِكِینَ  
اور نہیں ہوں میں مشرکین سے۔

(۲۷۶)

پس معلوم ہوا کہ بھر اور وصال میں بے جمعتی ہے اور بے جمعتی میں زبان سے فریاد  
نکتی ہے اور دم مارنا اس راہ میں کفر اور شرک ہے۔

طالب و صل شدن غایت کو تہ نظری است

یار در دل چو مقیم است چہ بھراں چہ وصال  
جان کہ سلک (لڑی) تصور کی غرق من اللہ کے تصور کے ساتھ سر کی راہ سے اسرار  
کھوتی ہے۔ فقیر صاحب اسرار کو اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ سرور رہتا ہے۔

سردانی وحدت فی اللہ فنا

واز توحیدش دور ماند سر ہوا

### اقسام حضوری

اے طالب! مستقر قرب اللہ کی حضوری کی تین قسمیں ہیں۔ چنانچہ ابتداء  
وصال قرب اللہ کی حضوری کا وہ ہے کہ ایک جس کے ساتھ اور ایک مراقبہ کے ساتھ اور  
ایک دم کے ساتھ چالیس برس استغراق میں گزار دیں۔ اور درمیان اس کا یہ ہے کہ  
چپ ہو کر قیل و قال سے فنا فی اللہ میں غرق ہوں۔ اور اس کا انتہا یہ ہے کہ ہمیشہ فنا فی  
اللہ میں غرق رہیں اور بقا باللہ حاصل ہو وے اور مشاہدہ و انوار ہیست کار ہے۔

میان بھر و صلش فقر اعلیٰ  
فنا فی اللہ شود باحق تعالیٰ  
جانا چاہئے کہ جب اللہ کا طالب، ابتداء اللہ کے شغل میں مشغول ہوتا ہے۔ تو  
شیطان علیہ الملعونیہ ہوتا ہے۔ اور ہر جدت اور دلیل نفسانی اور زیست دنیا اس کے آگے لاتا  
ہے۔ اور معرفت الہی کی ابتداء اور انتہا میں شیطان ہزاروں ہزار برجا بکرتا ہے۔  
اور مرشد کامل وہ ہے۔ اللہ کے طالب کی ابتداء اور انتہا ایک کردے کہ وہ مولیٰ کی  
طلب میں ایسا ہو جائے کہ سوائے مولیٰ کے نفس اور شیطان کو نہ جانے۔ اللہ بس  
سوائے اللہ ہوں۔  
جانا چاہئے کہ آدمی کو ریاضت ظاہری کے ساتھ خلق میں عزت و عظمت اور  
کرامت اور شرف اور آداب اور غوغاء، نام اور ناموں کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس طریق سے  
نفس خوش وقت اور روح عاجز اور خوار ہوتی ہے۔  
جان کے نفس امارہ چور اندر وہی اور شیطان چور بیرونی ہے۔ دونوں دشمن ایمان کے  
چور ہیں۔ ایک ساتھ اتفاق محال ہے اور جس کا نفس امارہ بند ہو جاتا ہے۔ اس کی یہ مثال  
ہے کہ چور کو گھر میں قید کر لیا۔ اور باہر کا چور شیطان اس سے بھاگتا ہے اور پاس نہیں  
آتا۔ اور دونوں میں مفارقت ہوتی ہے۔ اور نفس شیطان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور ہرگز  
تالیع مسلمان نہیں ہوتا۔ تو جانتا ہے کہ شیطان آدمی کا ہمیشہ دشمن ہے۔ جیسا کہ دم جان  
کے ساتھ ہے۔

دشمن ابلیس با تو روز و شب قتل کن ابلیس با تیغ ادب

دشمن ابلیس ہے ہمراہ تیرے اے عزیزا!

قتل کر تیغ ادب سے اس کو اے والا تیز

جانا چاہئے کہ آدمی کے وجود میں نفس امارہ بادشاہ اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ اور  
اعضا اور اس کی رعیت جس وجود میں کہ گمراہی اور خلل قبول کرتا ہے، نفس امارہ بارہ رہتا  
ہے اور روح کی چڑیا ایک گھر میں، اور اگر روح بادشاہ کے وجود میں اور دل اس کا وزیر ہے۔

اور رعیت اس کے اعضا ملک کی جمیعت کے ساتھ دار الامان میں اور نفس پر پیشان ہوتا ہے جیسا کہ وجود میں روح کے ساتھ شہباز کے ہوتی ہے۔ اور نفس کی چیزیا عظمت اور بیت سے دم نہیں مار سکتی، روح کے ساتھ شہباز کے آگے نفس مردار کی چیل مردار ہے۔

نفس را دریافت م بازار حق      کس نیا بد نفس از تقوی لق  
نفس گریر است سر ہوا      گر گرسنہ میشود دشمن خدا!  
باھو! در داشتن به نفس را      تانیا ید بولے از چون د چما  
حدیث الایمان بین الخوف والرجاء ایمان در میان خوف اور رجا  
کے ہے۔

مردہ سے جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے وہ ہیش مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتا ہے۔

مارا برائے نفس تم گرچہ ماتم است      دشمن اگرچہ بغاۃ بمیر و کرام است  
تہناہ حاتم است کہ جو دے کند تخلق      ہر کس کہ از کے نہ ستاند و حاتم است  
جواب مصنف علیہ الرحمۃ۔

عالیے حاتم علم باجود بخش      عارف حاتم بحق مقصود است  
اور سخاوت اس کو کہتے ہیں کہ آج ایک بارہ کل دوبارہ اور ہر روز اسی طرح دونا دیتا  
رہے اور قیامت تک اس کی بخشش نہ باز رہے۔ وہ پورا شخص ہے۔ اور اس کی سخاوت مثل  
دریا کے جاری ہے رات دن۔

سخاوت کہ ہر گز نہ ماند بیاز  
یکے اسم اللہ ڈگ علم ساز!  
اور سخنی اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز دل کو عزیز ہو جائے کہ اس سے عزت پائے، اس کو  
بخش دے۔ پس اللہ کا اسم اعظم عزیز ہے اور دنیا اور آخرت میں فقیر عارف باللہ کے  
برابر کوئی شخصی نہیں ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے اور اسم اللہ کا وجود میں جود اور کرم کے

ساتھ نہ کرتا ہے۔ اور علم تفسیر علم ناشر میں آیا ہے اور ہر علم اور ہر سعادت علم میں ناشر کرتی ہے۔ بس فقیر معرفت الہی کا علم اس وجود میں ہے کہ اس سے وجود میں کرم اور نعمت اور عظمت اور عزت اور ایمان کی بیت کے ساتھ حرمت اور حیا آتی ہے۔ سخاوت وہ ہے کہ فرقہ میں ذوق الہی بخشنے اور بخشنی درم دینار کا اور ہوا وہ ہوس دور کرے۔ بلکہ فقیر سر برہنہ سرتاج ہے کہ فقیر کو غرق مع اللہ ہمیشہ معراج ہے۔ محبت الہی کی معرفت کے ساتھ۔

مرد را را ہے بودا ز را صفا  
ذکر و فکر معرفت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ کے طالب کومولی کی معرفت کے ذکر اور فکر سے جو اس کو ہوتا ہے۔ وہ اس کے نفس سے نہیں ہے۔ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ۔ جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔ بقا باللہ پر بخشنی جاتا ہے۔

اور فقیر پانچ خصلت سے پہچانا جاتا ہے۔

اول۔ علم کہ جہل اور ریاست نکال دے اور خدا کی طرف لے جائے۔  
دوم۔ جسم کی حلیمی ہو۔ اور حلیم اللہ کا نام ہے۔

سوم۔ خلق کہ خلقت خدا کو پیش بخشنے۔

چہارم۔ سخاوت کہ فی سبیل اللہ درات دن خرچ کرے۔

پنجم۔ فقر اختیاری کہ اس کی نظر میں خاک اور زبرہ برابر ہو دے۔

### اقیام فقیر

جان کے فقیر چند قسم کے ہیں۔ چنانچہ فقیر تحقیقی اور فقیر حقیقی اور فقیر توفیقی اور فقیر رفقی اور فقیر طے طبقات طریقی اور فقیر اہل شرب تارک الصلوٰۃ اور بے عمل اور بے علم جاہل اورخالف شرع یہ فقراہ بدعۃ ہے اور زندگی ہے۔ پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر سے فقراء کو پہنچا ہے۔ اور فقر کے مقام کے فقر کو پہنچا ہے۔ اور کوئی فقر سے فقر افتادام کو کو پہنچا، ہزاروں مثل اس کے ہیں۔ اور کوئی ایسا ہے کہ

نقر سے فقر تمام کو پہنچا۔ پس جو فقیر کہ فقر سے تمام کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام عالم دنیا اور عینی اس کے حکم میں ہے۔ دنیا اور اہل دنیا اس کے غلام اور نفس فرمانبردار قدم کے نیچے ہے اور روح اس کی یار اور مصاحب ہے۔ اور اس کا دل ہمیشہ بیدار ہے۔ اور شیطان اس سے مطلق بیزار ہے نہ دعویٰ معنی کا نہ مدد عالیہ۔ اور شہوت اور ہواں کے پاؤں کے نیچے ہے۔ اور عقل اس کی خدمتگار ہے۔ اور طاعت اس کی توفیق اور معرفت حق اس کی رفیق۔ عجب ہے اس قوم سے کہ معرفت الہی اور فقرِ محمدی ﷺ سے ایسا بھاگتے ہیں کہ تیرکمان سے اور خلقِ اللہ کی طرف درہم دینار کے لئے رجوع کرتا ہے اگرچہ ایمان جائے، اور کافر ہو جائے۔ مگر دنیا سے فرعون کی طرح منہ نہ موڑے۔ جو آدمی کہ دنیا اور اہل دنیا سے سیر نہ ہو اور فقر حاصل نہ کرے۔ اور دعویٰ فقر کا کرے اور محتاج ہو وے اور فقیر کا ذب اور بے حیا اور خود فروش ہے۔

### جادو دانی الجائے ماقر باشد تمام احتیاج از کس با شد فقر بحاج تمام

جاننا چاہئے کہ آدمی چار چیز سے خوار اور چار چیز سے ابرار ہوتا ہے۔ چنانچہ چار چیز خوار اربعہ عناصر ہیں کہ ہر ایک کی تاثیر علیحدہ ہے۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک دن میں سوبار اس کا یقین پھر جائے اور دل قرار پر نہ رہے۔ اور توقع اور طمع اس میں پیدا رہے اور ہوا کی تاثیر یہ ہے کہ یہ ہو دہ بات بہت کہے۔ اور آگ کی یہ تاثیر ہے کہ ظلم اور غضب اس میں بہت پیدا ہوا۔ اور بہت کھانا کھائے۔ اور خاک کی یہ تاثیر ہے کہ بہت سوئے اور شہوت کا غلبہ روز بروز زیادہ ہو وے اور قیامت کا غم اور خدا کا ذر نہ رکھے۔

مصنف کہتا ہے کہ وجود موننوں اور مسلمانوں اور صدیقوں اور صالحوں اور درویشوں اور عارفوں اور واصلوں اور عاشقوں کا اربعہ عناصر سے اللہ کے نور کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے کہ ان کا مقام لا ہوت ہے اور مقام لا ہوت کا یہ نشان ہے کہ جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ اربعہ عناصر کے ناموں سے بھاگتا ہے۔ اور دل اہل لا ہوت کا پر از نور معرفت ہے۔ اور دم ہمیشہ شوقِ الاَللّهُ کے ساتھ اور روح پاک اور مقدس اللہ کے

### ولی اور نفسِ مطمئنہ عارف باللہ۔

پس معلوم ہوا کہ ان کا لباس تقویٰ ہے۔ اور تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ ظاہری حواس بند کرے اور سوائے حق کے غیر کو نہ لے۔ اور لباس تقویٰ کا وہ آدمی پہنتا ہے کہ معرفت الہی کا پیالہ نوش کر لیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقویٰ سے تقویت حاصل ہوتی ہے۔ باطن کا تقویٰ حق کی حضوری ہے۔ اور تقویٰ خلق کی مزدوری اور نفسِ امارہ کی مغزوری ظاہر کرنا ہے۔ اور باطن کے تقویٰ سے خبر نہیں رکھتا۔

ظاہر کے تقویٰ سے خلق میں غلغله اور نام بلند اور خود پسندی اور نفسِ امارہ زندہ اور فربہ ہوتا ہے۔ اور ریا اور کفر ہاتھ دیتا ہے۔ اور شرکِ دامن گیر ہوتا ہے۔ اور شیطان مصاحب ہوتا ہے۔ اور دنیا مہربان ہوتی ہے۔ اس سے روح پر مزدودہ اور نفسِ لوماہ اور ملہیہ اور مطمئنہ پر بیشان۔ اور جو باطنی ریاضت کرتا ہے۔ اس کے وجود میں معرفتِ الہی کا آنکاب طلوع کرتا ہے۔ اور اس کا نفسِ امارہ خراب ہوتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔ اور روح زندہ ہوتی ہے۔ اور نفسِ ملہیہ صدق قبول کرتا ہے۔ اور لوماہ بخشتا ہے۔ اور مطمئنہ بدل کرتا ہے۔ یہ مراتب تقویٰ کے ہیں۔ متقدی صاحبِ معرفت عارف باللہ رونٹ ضمیر ہوتا ہے۔ متقدی فقیر کا نفسِ امارہ حواس سے نہ اور روحِ اللہ کے ساتھ بقا پاتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوں۔

ایے طالب، جوان مراتب پر پہنچے۔ اس کو مجموعہ فقر جان اور اس پر دونوں جہاں قربان ہیں اور ان مرتب کو فنا فی النورِ محمد مصطفیٰ ﷺ کہتے ہیں۔ اور فنا فی النورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فنا فی النورِ اللہ کہتے ہیں اور جو کہ فنا فی النورِ اللہ کو پہنچتا ہے۔ مثلِ مَنْ دَخَلَهُ كَانَ أَهْنَى ہو جاتا ہے مراتب اولیاء اللہ کے مولیٰ کے ساتھ یکتا ہوتا ہے۔ وہ شخص عیب اور گناہ اور دونوں جہاں سے فارغ ہوتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ اللہ کے طالب کو مرشد چار نظر اور چار علم کے ساتھ حضوری کر دیتا ہے۔

اول نظر یہ ہے کہ مقامِ شریعت میں توجہ کرے کہ طالب کو علمِ شریعت کھل جائے

اور طالب علماء پر غالب ہو۔

دوم نظر سے علم طریقت کو ملے کہ کشف القلوب حاصل ہو۔

سوم نظر سے علم حقیقت کہ کشف الارواح منہ دکھائے۔

چہارم نظر سے پچاس ہزار علمانی حجاب اور پچاس ہزار شیطانی حجاب کہ باطن میں ہیں اور پچاس ہزار نفسانی خناس کے سوٹ کے حجاب سے۔ بلکہ سب کے سب حجاب کل اور جزو مرشد کامل سے ایسے جل جائیں جیسے لکڑی آگ سے اور علم روشن ہو۔ اور صاحب نظر ہو جائے۔

علیٰ کہ راہ بدوسست حرف زال بخوان

آں در کتاب نیست زاسرار دل بدال

جو علم کہ دوست کی طرف راہ نے جائے۔ اس کا علم پڑھو دہ کتاب میں نہیں ہے۔ دل کے اسرار سے ہے۔ اگر مرشد صاحب نظر ہزار دل اس طریق سے زندہ اور بیدار کر دے۔ تو یہ نظریں نظر خاص پروردگار سے نہیں لانا چاہئے۔ نظریں کرتا کام مبتدی ہاصل ناتمام کا ہے۔ مرشد وہ ہے کہ صاحب نظر چشم دل کے ساتھ توجہ کرے کہ دل کی توجہ سے اللہ کے طالب کو ہر ایک مقام سے کھینچتا ہے۔ اور مقام نور اللہ میں غرق کر دیتا ہے۔ یہ نظریں مشکل نہیں ہیں۔ اور نظر توجہ دل کی بھی عام ہے۔ وہ مرشد صاحب نظر ہے کہ دیدہ دل کی نظر سے سر کا امین کر دے۔ اور طالب کو مقام حق ایقین پر پہنچا دے کہ ایک بار میں صاحب یقین ہو جائے۔ الْمُرِيدُ لَا يُؤْنِدُ مَرِيدٌ نہیں قصد کرتا ہے۔

### قسمت کی تعریف

اور قسمت بھی چار قسم ہے۔ فقیر جو قسمت کا کھاتے ہیں اس سے نور معرفت اللہ کا بیان کے وجود میں پیدا ہوتا ہے۔ اور ان کا رزق توکل پر ہے۔ اور توکل اس کو کہتے ہیں کہ ہر طریق سے اللہ تعالیٰ ان کو رزق پہنچائے۔ اس کو وہ خدا کی طرف سے لے جائیں بعضے رزق کو کسب نے جانتے ہیں۔ اور بعضے رزق کے داسٹے علم پڑھتے ہیں۔ اور بعضے رزق کو غریبوں سے ظلم اور تعدی سے لیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ فقر ایک دولت ہے اور

سعادت اور عزت ہے۔ اور فقر مراتب عظیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فقر صاحب عظمت اور اپنے بیگانہ کو عطا کرتا ہے۔ اور بیگانے فقر کا منہ نہیں دیکھتے۔

با تو گویم بشنو اے جان عزیز

از خدا بہتر نبا شد یعنی چند

غلق رزق چاہتی ہے اور فقیر رازق کو چاہتے ہیں۔ غلق کی نظر سیم وزر پر ہے۔ اور فقیروں کی قادر اکبر پر

حدیث: مَنْ مَاتَ فِي حُبِّهِ فَقَدْ جَوَ اللَّهُ فَقَدْ مَاتَ شَهِيدًا

دنیا کے طالب موئی کی طلب سے بے نصیب ہیں۔ اور موئی کی طلب کے برابر دونوں جہان میں اولیٰ اور اعلیٰ کوئی چیز نہیں ہے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو ہم نے قولہ تعالیٰ۔ اَتُلُّ مَا اُوْحِيَ إِلَيَّكَ  
تم پر وحی کی ہے اس کو تم پڑھو اور نماز قائم  
مِنَ الْكِتَابِ وَإِقِيمِ الصَّلَاةَ طَافَ  
کرو تحقیق نماز وہ چند ہے کہ منع کرتی ہے  
الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ  
کہ اس کا انتہا ہے۔ اور بہت اللہ  
وَالْمُنْكَرِ طَوَّلَدُكْرُ اللَّهُ أَكْبَرُ طَوَّلَ  
بری اور خراب باتوں سے۔ اور البہت اللہ  
تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے

(۲۵-۲۹)

زبان کا ذکر کر عادت ہے اور قلب کا ذکر کرادت ہے۔ اور روح کا ذکر کر عبادت ہے۔

اور سر کا ذکر سعادت ہے اور سعادت سے میرا پردہ خدا کی معرفت کا کھل جاتا ہے۔

ہر کہ را باطن بود بادل صنا باطن آں را سے برد با مصطفیٰ

ہر کہ باطن سے برد حاضر رسول آں ترا مرشد شود وحدت وصول

جان کہ آدمی کی لاکوں کی سی خصلت ہے کہ اس کے وجود سے مجموع حرص اور حسد

اور طمع اور بعض کا ہرگز نہیں لکھتا اور جو عالم لا کپن میں علم پڑھتے ہیں یا بچوں کو پڑھاتے

ہیں۔ صحبت کی تاثیر ہوتی ہے۔ کیوں کہ بچوں کی رسم ہے کہ مانگتے ہیں۔ روپیت کر لے

لیتے ہیں۔ پس عالم بھی لا کپن کے مرتباوں سے ہرگز نہیں لکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جب

العشق نار فی القلوب يحرق عشق دلوں میں ایک آگ ہے کہ محبوب  
ماسوی المحبوب کے غیر کو جلا دتی ہے۔

اور عارف باللہ کو صاحب معراج اور دوام کہتے ہیں۔ اس طریق سے کسی وقت  
حال سے (اپنے) آپ کو فارغ نہیں رکھتا۔ چنانچہ نماز معراج اور تلاوت قرآن ذکر و فکر  
معراج اور غرق نور اللہ معراج اور اصل میں معراج دو قسم کی ہے۔ ایک معراج خدا کی  
معرفت کی کہ وہ دل کے حضور سے متعلق ہے۔ دوسری معراج عرش پر کہ اس سے  
حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرف اور سرفراز اور ممتاز ہوئے۔ پس معراج  
محمدی ﷺ خواب میں یا مرافقہ میں محمدی ﷺ رفاقت سے ہوتی ہے۔ اور اللہ کا طالب  
اس کو پہنچتا ہے۔ نشان معراج خدا کا یہ ہے کہ صاحب معراج کو چوں چڑھنیں رہتی۔ اور  
یہ بھی مرشد کامل کی بخشش سے ہے۔

کاملم ہم عارف ہم عالم باطن صفا  
عائشم معاشو ہم واصل عحضرت مصطفیٰ ﷺ

مرشد کامل وہ ہے کہ جس کے حکم میں کل اور جزو مقامات ذاتی اور صفاتی اللہ تعالیٰ  
کے حکم سے ہوں۔ اور جو مقام طلب کرے یہ رنج اور مشقت کے بغیر اس کو عطا کرے  
اور بخنددے۔ ایسے مرشد کو اللہ کا خزانہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں کہ تاثرم ذات  
اللہ کی آتی ہے۔ اس میں کوئی اثر نہیں یانیت دنیا کا نہیں رہتا ہے۔ جو وجود کہ فنا فی اللہ  
ہو جاتا ہے۔ اس کو خلق الشیخیں کشف کرامات دکھانے کی حاجت نہیں رہتی۔

### طریقہ قادری

جاننا چاہئے کہ قادری طریقہ دو قسم کا ہے زابدی صاحب مجاهدہ اور ریاضت عوام  
الناس اور ذکر جہر ضرب اور فکر کے ساتھ اور محاسبہ نفس کے ساتھ اور درود و طائف کے  
ساتھ رات کو جائیں اور دن کو روزہ رکھیں۔ باطن کے مشاہدہ سے بے خبر صاحب قال  
کے ساتھ اور دوسرا طریقہ قادری سروی خراب حال قرب وصال کے ساتھ صاحب  
مشاہدہ ایک نظر میں طالب کو پہنچا دیں اللہ کے ساتھ پروردگار کے ساتھ حق ایقین، اس

تک عارف باللہ کی مجلس میں نہ جائے گا۔ بزرگی کو نہ پہنچ گا۔ اور عارف باللہ کی بزرگی  
اللہ تعالیٰ کے بزرگ نام سے ہے ہاں اگرچہ بصدق اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ کے علم  
کے درجول کو تم دیئے گے ہو۔ لیکن مراتب فنا فی اللہ کو نہیں دیئے گئے۔ جیسا کہ امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے  
ہیں۔

چوں بعقل و علم درکار شدم گفتہ کہ مگر حرم اسرار شدم  
ہم بعقل و غفلیہ بودم علم حجاب چوں داشتم از هر دو بیزار شدم  
عمل کوربت نہیں دیکھتا جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔  
اَنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورَكُمْ وَلَيَ تُحْقِنَ اللَّهُ تَعَالَى نَهْيَنِ دِيكَمَا ہے۔ تمہاری  
إِلَى أَعْمَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ فِي صورَتُوں اور تمہارے کاموں کو۔ لیکن دیکھتا  
فَلُوْبِكُمْ وَنَهَايَاتِكُمْ ہے تمہارے دلوں کو اور نیتوں کو۔

پس اگر علم سے رفیق اور عمل سے تحقیق تونہ حاصل کرے۔ اور ذات احادیث کی  
طرف نہ آئے لیکن اگر علم کو چھوڑ دے اور شریعت سے نکل جائے۔ اور طریقت میں قدم  
مارے اور ہوا و ہوں کے ساتھ کوشش کرے۔ آثار شیطان کی بیرونی کے ہیں۔ یعنی مثل  
شیطان کے آدمیوں کا رہن ہو جائے۔

مصنف کہتا ہے۔ باطن کی شریعت میں خدا کی نزدیکی اور قرب وصال اللہ کی  
معرفت کا عارف کو درستی اور ہوشیاری اور تمام بندگی ہے اور بے شریعت کو خدا کی دوری  
اور قہر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ استدرج تمام گندگی ہے۔ جو خلق اللہ کو دھکلاتا  
ہے۔ صرف دعویٰ ہے۔

### عشق کی صفت

چنانچہ غوث العظیم بیدنگیر نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ خداوند اعشق کیا ہے؟  
جواب آیا کہ عشق وہ ہے کہ جو غیر کے ہو۔ سب دل سے جل جائے اور ناقیز کر دے۔  
جیسا کہ فرمایا ہے:

روشن ہوتا ہے۔ اور نیز حقیقت اور ماہیت سروری قادری کی وہ ہے کہ ہر طریقہ کے طالب کو عامل کامل ہنادے اور مکمل کر دے۔ کیونکہ اسم اللہ کے تصور سے اس طریقہ میں تاثر تمام ہوجاتی ہے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے یہ انشار پاتا ہے۔

### غوث الاعظم ﷺ کی تعریف

جاننا چاہئے کہ حضرت مادرزاد ولی اللہ اور فقیر نافی اللہ اور وزیر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے عارف اللہ کے اور معشوق اللہ کے بھیر دیکھیر محی الدین قطب بقا باللہ، اور غوث الاعظم خطاب اس سبب سے کہ طالبان اور مریدان سروری قادری کو اول روز امام عظیم نصیب اور مجلس حضور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میں جیبیب غالب الادلیا ہنادیتے ہیں۔ اس طریق سے مرید اور طالب باطن صفا ہمیشہ حضور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حابس ہیں۔ سروری قادری صاحب ہدایت اور راز دان عنایت بے عنایت ہیں اور دنیا و عینی سے بے غم ہیں۔ دونوں جہان کا تماشا کرتے ہیں۔ ہر ایک دم میں صاحب جودو کرم ہیں۔ کشف و کرامات سے نگ رکھتے ہیں۔ ان کی نظر ہمیشہ خدا کی وحدانیت پر ہے۔ جیکی بادشاہ ہیں کہ اسرار معرفت الہی سے آگاہ ہیں۔

غوث و قطب و بھیر باشد زیر بھیر      عَلَى بَايْدَ إِنْ جَنِينَ مَالِكَ اَمِيرَ  
آں وزیر مصطفیٰ داں باخدا      هر مقامے زیر گامش کردہ پاء  
غوث قطبے شدمیریش از مریدان مرید      ہر کہ مکر شد ازیں مطلق بدان اور ایزید  
بندہ با ہونچو گوید ہر کہ میراں شد غلام      ہم جلیس شد محمد شد برو دوزخ حرام  
اور یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں۔ جس شخص کو اول خاتم النبین رسول رب العالمین نواز دیتے ہیں۔ پھر باطن میں حوالہ حضرت شاہ محبی الدین عبد القادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرتے ہیں۔ اور حضرت بھیر اس کو نوازتے ہیں۔ اور (اپنے) آپ سے دور نہیں کرتے۔

پر اعتبار لانا چاہئے کہ نفس کے قتل کرنے والے پیش روں سالار کارزار ہیں۔

### التوحید والتوكيل

حدیث: التَّوْكِيدُ وَالتَّوْجِيدُ تَوَامَانٌ توکل اور توحید ملی ہوتی ہے۔ حق بولنا اور صدق المقال وَأَكْلُ الْحَلَالِ حلال کھانا۔

معرفت حق کو ایسا آدمی پہنچتا ہے جو حلال کھانے والا اور حق بولنے والا ہو۔ اور نیز سروری اس کو کہتے ہیں۔ کہ جس کو دست بیعت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوا اور اس کے وجود میں گھوار گوفر شتوں کی سی، شرع محمدی ﷺ کے ساتھ رفتہ ہو۔ اور شریعت مش شہر (دارالامان) کے ہے۔ اور جو راہ اس شہر میں آتی ہے۔ وہ فقر اور شریعت محمدی ﷺ ہے۔ جس کو طریقت اور مقام توحید سے آگاہی ہو۔ وہ بادشاہ ہے اور جو خلاف شرع کرتا ہے وہ مردود اور گمراہ ہے۔ اس میں نظر کرتا سو گناہ کے برابر ہے۔

حدیث: لَا يَجِدُ السُّرُومَعَ أَهْلَ الْبَيْتِ كیونکہ بے تحقیق ان میں غلبہ کفار حرب کا کفرۃ الحزب ہے۔

پس مومن اہل علم کو ہمیشہ سکوت اور درستی چاہئے۔ جیسا کہ حدیث ہے:-  
مَنْ سَكَتَ سَلَمَ وَمَنْ سَلَمَ نَجَا جو خاموش رہا سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

حدیث: الْمُؤْمِنُ لَا يُكَذِّبُ مسلمان جو ہے وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

حدیث: عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَتَرَى تو رج کو لازم پکڑ اور عجائب کو دیکھ العجائب

ہر حدیث و آئیت تو بشنوی  
مرد عارف آں بود بر دیں قوی

نیز قادری سروری اس کو کہتے ہیں کہ شیر ز پر شہسوار ہو۔ اور غوث و قطب اس کے زیر پا ہوں یہ مراتب قادری مریدوں کو روز اول ہوتے ہیں۔ ماہ سے ماہی انک اس پر

اور سروری قادری کے چار خطاب ہیں۔ چنانچہ سروری قادری کو صدقیق باطن صفا  
بہیش محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں رہنے والا ہے۔ اور صاحب توجہ طفی  
المدارین غرق مع اللہ کہتے ہیں۔ اور مشاہدہ بین حق ایقین قوت القوی بھی کہتے ہیں۔  
اور صاحب سراز اور نظر نظارہ بر شیر ز شہسوار بھی کہتے ہیں۔

اور سروری قادری اللہ کے طالب کو ایک نظر میں مطلب پر پہنچا دیتا ہے۔ اور مجلس  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں موجود کردیتا ہے۔ اور نظر سے توحید میں غرق کر دیتا  
ہے۔

مرشد لائق ارشاد وہ ہے، جس کی کو کہ حکم خدا سے اور اجازت محمد مصطفیٰ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم سے اور رخصت پیر دیگیر سے ہو۔ اس کی تلقین سے طالب صاحب یقین  
مشاہدہ میں ہے۔ اور کہ جو بے حکم خدا اور بلا اجازت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
رخصت پیر دیگیر کے خود سے تلقین کرے۔ اس کا طالب اہل بدعت صاحب سرود و حسن  
پرست اور ہوا نے نفس میں غرق اور خود مست اور مغروڑ لاست اور شرمندگی اور سیاہی  
قيامت کے دن اٹھائے گا۔ نعوذ باللہ منها۔

### اقسام درویش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسالہ کی شرح میں لکھا ہے کہ درویش پانچ قسم  
کے ہیں۔ اول درویش کشف القلوب کر دل کے تمام حالات اور ارادہ سے خبردار ہو۔  
دوسرے درویش کشف القبور کہ باطنی راہ سے اہل قبور کے ساتھ ہم بخ ہو۔ تیسرا ہے  
درویش اوتاد ہے کہ مشرق سے مغرب تک خبردار ہو۔ چنانچہ درمیان مشرق اور مغرب  
کے ایک بینڈ مرغ اس کی نظر سے پوشیدہ نہ ہو۔ چوتھے درویش قطب کہ ہر طبقات  
زمین اور آسمان سے خبر دیتا ہے۔ پانچواں درویش غوث کہ ایک سوسائٹھ قطب کے برابر  
ایک غوث مراتب رکھتا ہے۔ اور غوث وہ ہے کہ عرش پر جو ستر ہزار جماب ہیں اور غوث  
اس سے فوق کی خبر دیتا ہے۔ اور ایک سوسائٹھ آدمی کہ سب عبادات میں مشغول ہوں،  
اوٹاد کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے۔ اور اوٹاد پیر نہیں ہے۔ اور غوث پیر ہے۔ پس جو کہ دعویٰ

جیزی کا غیر غوث اور قطب کے کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ جھوٹ اور لغو ہے۔ اور قیامت کے  
دن رو سیاہ اور شرمندہ ہو گا۔

مصنف کہتا ہے کہ مراتب غوث اور قطب اور اوٹاد کے عرش کے اوپر سے زمین  
کے نیچے تک جتنے طبقات ہیں۔ اس کی سیر گاہ ہیں۔ پس لائق مرشدی اور پیری کے وہ  
ہے کہ طالب اور مرید کو آگے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لے جائے  
اور حضور انور اس کو تلقین دیں اور ہدایت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت پائے۔

بیو پھو بیو من نائب رسول ﷺ

ہر مریدے را کند باحق رسول ﷺ

بیو کہنے سننے اور پیغام میں نہیں ہے۔ بلکہ تلقین میں بیو پیر اسرارِ معرفتِ الہی کا  
ناتمام ہے نہیں نہیں میں نے غلط کہا ہے۔ پیر وہ ہے کہ دنیا کے لباس کو پارہ پارہ کر دے  
اور دامن دنیا کا چاک کر دے اور نظر پاک رکھے کہ وجود کامس ایک نظر میں زر خالص  
ہنادے نہیں نہیں، غلط کہا میں نے۔ یہ مراتب بھی اونی ہیں۔ پیر مرشد لائق ارشاد کے  
وہ ہے کہ طالبوں اور مریدوں کو اذل روز مرتبہ خضر باطنی کا بخش دے کہ خضر ظاہری کو  
بینائی باطن سے ان کے مرتبہ کی صفائی نہ پہنچے۔ پس خضر ظاہری سے کیا حاصل ہوے۔  
اور خضر باطنی کس کو کہتے ہیں۔

جان کے نظر سے خضر ظاہری کے علم ظاہری رکی اور کسی اور خزانہ ظاہری کے سیم اور زر  
ہے اور مجلس حضرت خضر علیہ السلام کی حاصل ہوتی ہے۔ اور جو خضر باطنی سے ملتا ہے۔  
اور خضر باطنی سلطان الفقرا کو کہتے ہیں۔ اگر خضر باطنی کسی کے ساتھ ملاقات کرے۔ علم  
ظاہری فرماؤش ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ علم باطنی سے معرفت اور توحید الہی نور کی تخلی  
کے ساتھ ایسا باطنی معمور قرب وصال میں حضور ہوتا ہے کہ خضر ظاہری سے نہیں رکھتا  
ہے اور نہ خبر سیم وزر سے اور نہ نفس سے نہ شیطان سے نہ دنیا سے نہ خلق سے اسے ایک  
وجود کہتے ہیں۔ ظاہر شریعت ہمیشہ اور باطن میں معرفتِ الہی تمام پس پیر اور مرشد کو خضر  
باطنی کے مراتب پر پہنچائے، مرشد اور پیر مرد ہے مذکور، ورنہ اس کو پیر نہیں کہہ سکتے۔

بلکہ راہر ہے کہ قیامت کے دن شرمende اور خوار ہوگا  
مرشد کی شناخت  
جاننا چاہئے کہ مرشد صراف اور زرگر کے مثل ہو کہ ہر ایک حق اور جمیعت کو نظر سے  
پڑھ لے۔

جان کو دل ریاضت سے اور معدہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے۔ اور ریاضت  
سے طیر اور مشاہدہ زمین اور آسمان کے طبقات ماہ سے ماہ تک اڑنا کمکی کا مرتبہ  
ہے۔ اور پانی پر چلتا خس و خاشک کا مرتبہ ہے۔ اور یہ دونوں مرتبے جس دم سے پیدا  
ہوتے ہیں اور جس کفار کی رسم سے عبث ہے۔ اور سیر اور طیر اور مشاہدہ آسمانی کے  
مراتب زنداقی اور کفار بھی رکھتے ہیں۔ ان کو مراتب ہدایت اور غوہیت اور قطبیت کے  
نہیں کہہ سکتے ہیں۔ بلکہ مطلع استدرج ہے۔ اور غوث اور قطب بھی دو قسم ہیں۔ غوث  
اور قطب کو ریاضت کے ساتھ ہو۔ یہ مراتب اسم ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو  
راہ کے کفار کی ہو۔ اس سے خلاف چاہئے۔ وہی مرد ہے جو خلاف کفار کے کرے اور قدم  
شریعت میں مضبوط مارے اور باطن میں حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو۔  
اور جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمادیں۔ اور اس پر عمل کرے اور بال  
بھر بھی خلاف نہ کرے۔ اور خدا کو حاضر ناظر جانے۔ اور خدا کے خوف سے کاپنے۔

میں اس قسم سے تعجب کرتا ہوں کہ سیم وزر کے طالب اور خدا اور رسول ﷺ سے  
غافل ہیں۔ علم فضیلت ناتمام اور علم میں جاملوں کی مانند ہیں۔ ان کے باب میں کیا  
فرماتے ہیں کہ سیاہ دل باطن بے صفا دنیا کے طالب دونوں جہان میں پریشان ہیں۔  
اللہ بس مساوئے اللہ ہوں۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے موننو!  
قَوْلُهُ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا  
تَسْخَلُوا عَدُوَّنِي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلَيَاءَ  
میرے دشمن کو دوست مت بناؤ جو کہ  
میری بندگی کے لاائق نہیں وہ تمہاری دوستی  
تُلْقُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ (۱-۲۰)  
کے قابل نہیں ہیں۔

کہ دنیا اس کے اہل اور نفس شیطان اور کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ پس خدا کے  
دوستوں کو ان سے ترک چاہئے کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ  
میں نیک کردار اور پرہیز گار ہوں اور امت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں۔ اور دنیا  
سراسر تکلیف ہے۔

روایت کی معقل بن یمار نے فرمایا ہے۔  
روی مَعْقِلَ بْنِ يَصَارِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فُقْرَاءَ أُمَّتِي  
بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ لَيَذْخُلُونَ الْجَنَّةَ قَبْلَ أَغْنِيَاءَ هُنْ  
شَرَح۔ جان کے غوث اور قطب صاحب طبقات مقامات اور صاحب درجات دنیا  
نام اور ناموس صفات اور ہے غوث اور قطب غرق ذات اللہ اور ہے۔ اور غوث قطب  
تجزید اور تفہید اور ہے اور غوث اور قطب ہیر دیگر اور امیر اور ہے۔ اور فنا فی اللہ تفہید اور  
ہے۔ اور جو غوث قطب خدا کی وحدت اور مقام فردانیت میں غرق اللہ کے ساتھ اور مجلس  
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر کر اس کو محض سرفراز اولیا کرتے ہیں اور ہے۔

### اولیاء کی تعریف

اوْلَيَاءِيْ تَحْتَ قَبَائِيْ لَا يَعْرِفُهُمْ یعنی میرے اولیاء میری قباکی نیچے ہیں۔ ان  
غَيْرِيْ کو غیر نہیں جان سکتا ان کی شان ہے۔  
شَرَح۔ درمیان پیر اور مرشد کے کیا فرق ہے۔ اور طالب کس کو کہتے ہیں۔ مرشد  
مرا و بخش اللہ کی محبت کا طالب کے وجود میں اللہ کے نور سے روشن مرشد کی نظر سے غرق  
مع اللہ آتا ہے کہ جو ما اور منی سے سب نکل جاتی ہے اور باطن کی راہ میں اول پیر کو  
چاہئے کہ مرید کے سر سے سات بال گن کے ہاتھ میں لے اور مفترض سے تراشے اور  
سات مرتبوں پر پہنچائے چنانچہ اول بال کے تراشے سے مرید کے وجود کو جیعت بخشنے  
کو دل غنی ہو۔ اور حرص نہ رہے اور دوسرے بال تراشے سے ذکر حاصل ہو اور حد نہ

رہے۔ اور تیسرے بال کے تراشنے سے معرفت الہی منہ دکھائے اور غرور نہ رہے۔ اور چوتھے سے اللہ کے فور کی تجلیات اور روشن ضمیری ہو۔ اور بغض نہ رہے۔ اور پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدہ ظاہر ہو اور عجب نہ رہے۔ چھٹے سے مجلس انبیاء اور اولیاء کی حاصل ہوئے اور غصہ نہ رہے۔ اور ساقویں سے مشاہدہ حقیقی اور لذت تحقیقی حاصل ہو۔ اور اٹھ جائے اللہ اور اس کے درمیان کا۔

یہ مرشد کامل کی نظر سے حاصل ہوتا ہے۔ جو مرشد کہ خود طالب دنیا مدار کا ہے۔ وہ خوار ہے۔ اور مل کاۓ عصار کے ہے۔

جان کہ اول پیر مرید کو ظاہر اور باطن مردار کو کھانے نہ دے۔ اگر اتفاقاً کھائے اس کے وجود میں قرار نہ پکڑے بلکہ تے یادتوں سے نکل جائے۔ پیر کی شان کا یہ نشان ہے۔ نہ پیر دنیا کے واسطے پر بیشان۔

پیر کو چاہئے کہ اول مرید کو سات طبق آسمان کے ظاہر کر دے اور لوح محفوظ اس کے مطالعہ میں کر دے۔ جو پیر، مرید کے سات بال تراشنے سے ان مراتب پر پہنچا دے، پورا ہیر ہے اور نہ جام ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ نہیں نہیں، میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوتی، ناقص اور ناتمام، نذر نیاز مرید سے اس کو لینا حرام ہے۔ اس طریق سے بے توفیق مرید کو بہت پیر ہیں۔ اور دنیا میں پیر کے کیا مراتب ہیں، یعنی اہل دنیا کو مرید کرنا حرام ہے۔ دل سیاہ روز و شب گناہ کی طلب میں ہے اور پیر کو دنیا کی ترقی مرید سے اور رجوعات اور اس کے آداب کا نگاہ رکھنا گو یا شیطنت ہے۔ اس واسطے کہ جب دل کی زبان کھولے من بند ہو جاتا ہے۔ ہر گز بات نہیں کرتا۔ اس واسطے کہ صاحب خاموشی خدا کو حاضر جانتا ہے کویا بمحض اس آیہ کے وہ مَعْنُكُمْ أَيْنَا كُنْتُمْ وَهُنَّا كُنْتُمْ سے خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو، اور جب تو جان لے کہ خدا تیرے ساتھ ہے پھر کسی سے ڈرنہیں اور نہ اندیشہ۔ اور اگر تو جانے کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے، مشرک اور خراب ہو گا۔ نعوذ بالله منہا۔

ملک و ملک بہ یک ہو زیادہ چیز کشم

ما کہ در قلیوم توحید نہیں ہو نہیں آمدہ ام

جب ہو کے مطالبہ کے ساتھ دل کا ورق غرق ہو۔ اس کو کوئی چیز خوش نہیں آتی۔

نہیں کہتی اگر پر چیز بھر ہو۔

جانا چاہئے کہ مرتبہ فقیر کا یہ ہے کہ اگر اہل دنیا کی طرف نظر کرے۔ اور وہ اہل دنیا اگرچہ مثل خضرت ابراہیم (ادہم) کے ہو کہ بادشاہ تھے۔ اور شاہی ترک کر دی۔ اور خاک پر سوئے۔ اور نہ وہ اوڑھے، اور رات دن ظاہر باطن اللہ کے ذکر اور اطاعت میں کوشش کرے۔ اور گھر چھوڑ دے اور خلق سے دور پڑے اور صبح و شام اللہ کی طلب میں رہے۔ اور شغل اللہ میں غرق ہو۔ اور دوام مع اللہ ہونے کو غنیمت جانے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی طرف منہ نہ کرے اور لباس شریعت کا پہنے۔ اور خاموشی میں کوشش کرے۔

مصنف کہتا ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فائدے ہیں۔ اور وہ ستر ہزار فائدے سات کلموں میں جمع کئے گئے ہیں کہ ہر کلمہ میں ہزار ہا فائدے ہیں۔ چنانچہ اول خاموشی کی راحت کرانا کاتبین سے۔ اور دوسرا خاموشی عبادت بے رنج تیری زینت ہے بے لباس۔ چوتھی بادشاہی ہے بلا سلطنت۔ پانچویں قلعہ ہے بے عمارت۔ چھٹی ہے نیاز ہے۔ مغفرت چاہئے سے۔ ساقویں عیوب چھپا تی ہے۔

مصنف کہتا ہے۔ خاموشی سب میں خود فروشی ہے۔ یہاں تک کہ دل اللہ کے ذکر سے شور میں۔ اور غرق مع اللہ ہر گز بیہوں نہ ہو۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةً۔ جس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اس کی زبان بند ہو گئی۔ عارف باللہ کا یہ نشان ہے۔ جو یہ مکان نہ رکھے پر بیشان ہے کہ مطلب خاموشی کا یہ ہے کہ جب دل کی زبان کھولے من بند ہو جاتا ہے۔ ہر گز بات نہیں کرتا۔ اس واسطے کہ صاحب خاموشی خدا کو حاضر جانتا ہے کویا بمحض اس آیہ کے وہ مَعْنُكُمْ أَيْنَا كُنْتُمْ وَهُنَّا كُنْتُمْ سے خدا تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو، اور جب تو جان لے کہ خدا تیرے ساتھ ہے پھر کسی سے ڈرنہیں اور نہ اندیشہ۔ اور اگر تو جانے کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے، مشرک اور خراب ہو گا۔ نعوذ بالله منہا۔

خلق میں بے شعور اور خالق کے ساتھ حضور ہے۔  
باصو ! بروادہ دل فراں ناپسند  
جز خدا با دیگرے دل رامبند  
جب ذکر حکوما وجود پر غالب آتا ہے قید کر لیتا ہے۔ سوائے ہو کے اور کچھ نہیں  
رہتا۔

دے بے یاد حق مطلق گناہ است بخود مشغول یو دن کفر راہ راست  
ترًا ہر دم کھد پندرار ہستی ! سوئے ظلمت سرانے بت پرستی  
خودی کفر است نئی خوبیش کن زود کہ جز حق درحقیقت نیست مقصود  
مولیٰ کی طلب پیشوائے پیر راہ ہے اور دنیا کی طلب پیر گراہ ہے۔ جو عین مریدوں  
کو معرفت خدا کی طرف یجا تاہے۔ وہ ہشیار ہے اور اس کے مرید لائق دیدار پروردگار  
کے ہیں۔ جیسا کہ میرا پیر حضرت شاہ محبی الدین عبدال قادر جیلانی قدس العزیز کہ ہر روز  
ہزار مرید پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں شرف کرتے ہیں اور سات منصب  
دلاتے ہیں۔ اور توحید میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور مرید سبقت غوث اور قطب سے  
یجاتے ہیں۔ اولیاء اللہ لا یسمونون اولیاء اللہ مرتب نہیں ہیں اور ہرگز دنیا کی طرف  
منہ نہیں کرتے

سگ درگاہ میراں شو چو خواہی قرب رباني  
کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

جس کسی نے مرتبے غوشیت اور قطبیت کے اور سعادت اور نعمت اور ولایت پائی  
ہے۔ یہیں سے پائی ہے۔ دونوں جہان کی کنجی ان کے ہاتھ میں ہے۔ جوان سے منکر  
ہے، وہ مردود ہے اور ابلیس ہے۔ اور جو اللہ کا بندہ مومن اور مسلم امت حضور انور علیہ السلام  
کی ہے۔ وہ غلام حضرت کا ہے۔ کوئی ان کی مریدی سے باہر نہیں ہے۔ اور جو باہر ہے  
اس کو معرفت کی راہ حاصل نہیں ہے۔ اور وہ سلب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ان کا خطاب غوث  
التفکین غوث الحین و الانس و المعنیۃ۔ عقل مند کو اتنا ہی اشارہ کافی ہے۔

## قدمی علی رقب کل ولی اللہ کی بحث

اس واسطے کے قدم مبارک حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ  
کی گردن پر رکھا ہے۔ اور ان کا قدم گردن پر تمام اولیاء اللہ کے شاہ مفعحی اللین بنقا  
**بِسْمِ سَيِّفِ اللَّهِ غَوْثِ التَّقْلِيْنِ غَوْثِ الْجِنِّ وَالْاَنْسِ وَالْمَعْلِيْكَةِ الْاَرْضِ الَّذِينَ**  
**وَصَلَّى فِيهِ.**

آپ کے فرزند نے عرض کی کہ آپ مجھے کچھ دعیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اللہ  
تعالیٰ کے تقویٰ کو لازم پکڑ، اور سوائے خدا عز وجل کے ہر گز کسی سے مت ڈراور ملت  
کسی کو سوائے اللہ تعالیٰ کے جان۔ اور اپنی حاجتیں سب خدا کے پر درک کوئی نعمت اس  
سے علیحدہ نہیں ہے۔ پس سب اسی سے مانگ اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر دعویٰ ملت  
کر تو حیا لازم پکڑ۔

فرمایا آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان  
میں اتنا بعد ہے جیسا کہ آسان اور زمین کے درمیان میں۔ پس مجھے کو کسی پر ملت قیاس کر  
اور نہ کسی کو مجھ پر۔

فوج الغیب اور اسی طرح مفتاح الفتوح اور بھجہ الاسرار میں ہے۔ فرمایا  
حضرت نے میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔

جیسا کہ حضور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ اس طرح حضرت پیر  
پیغمبر زندہ جان روشن دین عارف بالحق ایشیان شاہ محبی الدین قدس سرہ اسرار ہم ختم  
اولیاء ہیں۔ اور ختم القراء اور ختم الفقر اور ختم الولايت اور ختم الہدایت اور ختم العنايت  
ہیں۔ برکات کے پہنچانے والے غرق ذات، وزیر حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے دوام حضور کو دونوں جہان کی کنجی ظاہر اور باطن ان کا مرتبہ ہے۔ جوان کے  
مراتب کا زندگی اور موت میں دعویٰ کرے کاذب اور دروغ گو ہے کہ شاہ محبی الدین میرا  
پیغمبر دنیا اور دین زندہ جان ہے۔ میری جان اور جان نزدیک ہے۔ جو کوئی نزدیک تر پیر کو  
جان سے نہ سمجھے۔ اس کو مرید نہیں کہہ سکتے پریشان ہے۔ اور قدم حضرت پیر کا شریعت

پر ہے کہ شریعت میں ایک حرف سے حضرت پیر کو نام شرف ہے۔ وہ حرف ب ہے۔  
**بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ** کی۔ اور ب سے بنائے اسلام ہے۔ اور ابناۓ اسلام میں  
 مسلمانی تمام ہے۔ آپ کی تجھی ہمیشہ قادری گم نہ ہوگی۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ  
 اور صاحبِ کلید ہیں اور تو حید میں غرق اور طریقہ قادری میں کوئی تقید نہیں ہے۔ مع اللہ  
 عارف باللہ ہیں۔ کوئی خانوادہ اور طریقہ ابتدائے قادری کو نہیں پہنچتا ہے۔ اور کوئی کہے  
 کہ پہنچتا ہے۔ دروغ ہے اور لاف ہے۔

**شرح:** حضرت پیر دیگیر شاہ محبی الدین قطب الاقطاب کے طالبوں کو ہر دم اللہ  
 تعالیٰ کے ساتھ جواب باصواب ہے۔

آپ اپنے طالبوں سے گناہ صیغہ اور کبیرہ نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے طالب  
 ہمیشہ اپنے حال پر ہیں۔ اس واسطے کہ آپ کے طالب جو گناہ کرتے ہیں۔ آپ پوشیدہ  
 اور ظاہر اس کو معاف کرایتے ہیں اور مجلس حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں  
 پہنچا دیتے ہیں۔ سب کے سب پیر آپ کے مراتب کے آگے مردہ اور آپ زندہ ستر  
 قدرت سماں ہیں۔ عالم اور فقیر اور امیر مثل آپ کے مریدوں کے ہیں۔ مگر جو عالم اور  
 فقیر کامل اور امیر عادل صاحب الصاف ہیں۔ اور پہنچا تین انسان ہیں۔ اور سب حیوان  
 کا الا نعام بل هم افضل مثل چوپاپیوں کے ہیں۔ بلکہ وہ بھی بہت گمراہ۔

اور حضرت پیر مریدوں کے ساتھ ایسے ہیں۔ جیسے جان جسم کے ساتھ اور آفتاب  
 ذرہ کے ساتھ اور درخت پتوں کے ساتھ اور مہر گینہ کے ساتھ، اور حضرت محمد رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحابِ فتنۃ کے ساتھ، جب اسکی صفت کا پھرناہ ہوے۔ اس کے  
 مرید خراب اور وہ عذاب میں ہوگا۔ نعوذ باللہ منہما۔

**پیر مست السُّلٰتِ خدا پرست وحدت کا پیالہ پینے والا چاہئے۔ نہ آبائی واجدِ ادنیٰ**  
 استخوان فروش۔

میرا پیر نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاہ محبی الدین ہے۔  
 آپ نے فرمایا کہ میرا مرید ایمان پر مرنے گا۔ اور آپ نے فرمایا، اے میرے

مریدِ مت ڈر۔ اللہ میر ارب ہے۔

جان کہ حشر کو سب پیغمبر نفسی نفسی کہیں گے۔ سیدنا و فتحیتا حضرت محمد رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وآلہ وسلم امتی فرمائیں گے۔ اور ہمارے پیر حبی الدین مریدی مریدی کہیں  
 گے۔ اور جس وقت حضرت سرور کائنات علیہ الہتیہ والصلوٰۃ نے فرمایا کہ قدم میرا تیری  
 گردن پر ہے۔ اور تیرا قدم اے حبی الدین ہروی اللہ کی گردن پر۔

اس حالت میں سب ولی اللہ، حضرت ولی اللہ کے آگے اجلاسے کے پیغمبر ﷺ  
 صاحب نے یوں فرمایا ہے توجہ فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم کے آگے عرض لائے اور حضرت نے فرمایا۔ اے علی! حضرت شاہ محبی الدین  
 میری آل اور تمہاری اولاد سے ہے۔ جو لوائی فرزند کے قدم کو اٹھا کر اور کاندھوں پر بھا  
 کر گردن پر رکھ لے تو عیوب نہیں ہے۔ پس اذل حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عزت  
 دی۔ بعد اس کے حضرت پیر نے قدم گردن پر تمام اولیاء کے رکھا۔ اور ہروی سعادت  
 مند ہوا۔ اور ہر ایک نے مرتبہ ولایت اور ہدایت کا پایا۔ آپ کا دشمن تین حکمت سے خالی  
 نہیں ہے۔ یارِ فضی ہے۔ یا خارجی یا غیر شرع راندہ درگاہ گمراہ ہے۔ اور جس کو آپ  
 نوازتے ہیں۔ ایک نظر میں اولیاء اللہ بناتے ہیں۔ اور جس کو ڈالتے ہیں۔ اس کو کوئی  
 انہیں اٹھا سکتا۔

### سماں کا بیان

جان کہ عارف غرق مع اللہ باخبر کو آواز سرود کی مثل آواز گدھے کے معلوم ہوتی  
 ہے۔ چنانچہ آواز سرود کی شیطان کھینچتا ہے۔ اور لذت دیتا ہے۔ حسن پرست زنا کار گوہ  
 خدا کے پہنچانے والے کو۔

عارفان بے نغمہ مطرپ مسٹ حال۔ مسٹ ایشان خاص از وحدت وصال  
 جان کہ بارہ برس سے ریاضت اور سماں سردو کا طریق اگر کسی کو روشن ہوا ہو۔ زیر  
 وزیر اس سے بہتر ہے۔ سروری قادری ایک نظر کے ساتھ فیضیاب کرتا ہے۔ جیسا کہ  
 آفتاب کی نظر ذرہ کو۔

نہ پکڑے۔ اس واسطے کہ ہر دم تو بے کرنے والا ہے کہ اسے حال کو شدت، رضا، منع، عطا، لقا، نزا، قدر اور قضایا بر ہے۔ کھانا اس کا دوام ریاضت ہے۔ اور خواب اس کی بیداری مشاہدہ نور سے اللہ کے نور کے ساتھ ہمیشہ بیدار ہے۔ اور اس کی لذت فناۓ نفس اور حقیقت معرفت الہی کی اس کو ہمیشہ واحدانیت کے مراتب کی ترقی میں ظاہر خلق میں اور باطن میں۔ ان حقیقی سے اکھاڑنا نفس کی جڑ کا ہوائے دنیا سے اور ملنا ہمیشہ خدا کے ساتھ ایسا دامیر ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ مرشد کامل کے نزدیک مبتدی اور شتمی برابر ہے کہ معرفت اور شریعت ایک ہے۔ جو معرفت کا دریا نوش کرے عارف باللہ لباس شریعت کا پہنچنے چنانچہ مقام علم ایقین آفتاب دکھلائے۔ اور تاریکی ٹلات شب کی آفتاب کے نکلنے سے نابود ہو جاتی ہے۔ اور مقام عین ایقین پر جب پہنچا۔ حق ایقین کا امیدوار ہوا۔ اس کے وجود سے باطل اٹھ جاتا ہے۔ علم ایقین اور عین ایقین کو پہنچتا ہے۔ اس کے یقین سے یقین حق ہوا۔ اور حق پہنچا۔ اور حق مانا اس کو مطلق عارف ٹھم الفقرا کہتے ہیں کہ مقام رضا اور قضایا بر ہے۔ فنا فی اللہ یقاب اللہ۔ اور مرشد کامل کے طالب کو ریاضت درکاریں ہے۔ اس واسطے کہ وہ مثل دریا کے ہے۔ اور وجود کشی اور طالب مشاہدہ بنی ہر دوسرا کا۔ ایسا مرید اور طالب راہ خدا میں چاہئے۔ اور مردہ دل کو ریاضت لازم ہے۔ اور یہ سب، مراتب دولت اور برکت شریعت شریف سے لوازمہ ضروری ہے اور زندہ دل صاحب راز کو کوئی ریاضت درکاریں ہے کہ ہمیشہ باحضور ہے۔

یاک روشن را مکن از فاقہ عیب  
فعنج الہی گلہ کن اور ابجیب  
ہاں آدمی کو وہ احوال چاہئے کہ وصال کے ساتھ ہو۔  
شیخ کجا وائد ذوق کتاب  
شیشه چے زیوئے گلاب  
ذکر قلبی کے جلنے سے اور ذکر غیر سے کچھ فائدہ نہیں ہے۔ سوائے مشاہدہ اس شخص

بے قراری ذرہ دانی از کجا  
ہچو فانوس است خیال سوز او درمیان پرده بیند رو برو  
مقام قاب قوسین جانین ہے اور ہر طریقہ قادری سے بوئے دنیا آتی ہے۔  
 قادری سبروری انشاء اللہ الصمد فارغ ہے۔ ان کا خواب مشاہدہ اور کھانا مجاہدہ اور مستی ہوشیاری اور دل بیداری میں ہے عاشقوں کی ریاضت خون جگر کھانا اور باطن میں ان کا حال مت پوچھ۔

ازچہ شیر طبعاں ہر اس اشدن است  
گر خلق ایست حاجت و عزلت نیست  
حضرت سلطان ابراہیم ابہم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ تعجب ہے اس قوم سے کہ جورات دن خواب میں رہیں اور قافلہ چلا جائے اور جانتے ہیں کہ منزل اور مقام پر پہنچ گئے۔

بزرگ نے جواب میں لکھا کہ اے بردار اس راہ میں مردان خدا جاتے ہیں کہ رات دن خواب میں رہیں۔ جب قافلہ منزل کے نزدیک اور مقام پر پہنچ۔ ان کو زیادہ دیکھے کہ ہزار برس کی راہ نیم قدم کے برابر بھی نہ ہو۔ یہ وہ طائفہ ہے کہ ان کو خواب اور بیداری ایک ہے۔ اور مستی اور ہوشیاری ایک۔ اور اکل اور شراب اور بھوک ایک ہے۔ ان کے مرتبے ایسے ہیں کہ ہمیشہ ان کو سیر اور مشاہدہ ہے۔ اگرچہ ان کا جسم دنیا میں ہے۔ لیکن دل آخرت میں ہے۔

مصنف حضرت باحوكہتا ہے کہ جو دنیا اور آخرت سے اٹھ گیا۔ اور راہ مولیٰ میں غرق ہو گیا مقام علیین میں ہے کہ باطن سے ادنیٰ ہے۔ سیر ربانی اور مشاہدہ اسرار بجانی کرتا ہے۔ آنکھ اس کی دل سے ہے، وصل اس کا راز پر ہے۔ اس کو صاحب متنی کامل غالب بر نفس کہتے ہیں۔ یعنی نفس اس کا غلام ہے۔ ان مراتب حق ایقین کہتے ہیں ظاہر اس کا اگرچہ حال درست اور باطن صحیح ہے بہر حال احوال معرفت الہی سے متفرق نہ ہو دے۔ اگرچہ صغیرہ اور کبیرہ گناہ اس سے واقع ہو دے۔ اس کے وجود میں گناہ تاثر

کے کہ آپ غرق مشاہدہ میں ہو۔ جیسا کہ شیشہ گلاب کی خوبی سے کچھ فائدہ نہیں رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ دوسرے کو بلکہ اور بلا محنت کے خوبی سے معطر کر دے۔ اور عارف کامل اور علمائے عالی کو دونوں آنکھیں ایک چشمہ ہیں۔ ایک ازل کی دوسری ابد کی۔ دونوں کے درمیان میں دنیا کیا دیکھتا ہے کہ سوائے مساوی اللہ کے اور نہ دیکھے۔ معصیت میں بند جائے ورنہ یقین ہو جائے۔

جان کہ راز سنت انبیاء کی ہے۔ اور صاحب راز مجلس میں انبیاء کے پہنچتا ہے۔ اور ریاضت سنت اولیاء کی ہے۔ اور صاحب راز ریاضت کے ساتھ مجلس میں اولیاء کے پہنچتا ہے۔ ”دادراں بادر نے دانند گو یارائے ایں“

کیس ہمہ قلب و غل درکار دارو مے کند

### اہل دل کی صفت

جواب مصنف

اہل باطل کے شود باحق شناس گر دلائل صد بیاری باقیاس  
دل دفاتر مردہ افسانہ پند!! حرف حیرت بخش اللہ سود مند  
جان کہ خواب اور صاحب خواب تین قسم کے ہیں۔ اول دل مردہ ہیں۔ اہل دنیا  
اور اہل ظلم اور اہل جہل، ان کو خواب خیال ہے یعنی غلبات سیاہی دل اور گراہی سے اور  
سیاہ دل اللہ کی نظر رحمت سے محروم ہے۔ دوم خواب صاحب خواب عالم علم تفسیر اور  
احادیث کا خواب علم سے خواب احوال قال اعمال کمال ہے۔ سوم خواب صاحب کوہی  
شرح خواب کی جو کہ مجلس جسم کے ساتھ صورت جوان لباس سفید دیکھے۔ مراتب ابتدائی  
ہے اور جو کہ مجلس روحاںی لباس سرخ اور صورت دوسوئے دیکھے مراتب متوسط ہیں۔ اور  
جو کہ مجلس صورت نوریش سفید اور لباس سرخ شہادت دیکھے متعہما ہے۔

اور ذکر جہر و قسم ہے۔ بعض ذا کر کو جلایت پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی جلایت خالی  
دماغ سے ہے کہ اس جلایت سے اس کے منہ سے کلمہ جہل اور کفر اور شرک کا نکلا ہے۔  
حکمت یہ ہے کہ ذا کر جہر سرود کے ساتھ جو نام اللہ کو سرود کے ساتھ کہے اپنے آپ کو سروا

کرتا ہے۔ اور سبب شرک اور کفر کا ہے۔ نعوذ باللہ منها  
اور بعض کو ذکر جہر سے جو ہر جمیعت کا پیدا ہوتا ہے اور جو ہر محبت ہو یہاں ہے کہ وہ  
جہان Gould اور زبان کی ہے۔  
ذکر خفیہ خلوت رحمان ہے اور ذکر خفیہ کا مکان لا مکان ہے۔ یہ ذا کرنیں ہے کہ  
ذکر کے واسطے دنیا کے پریشان ہو۔ شاکر ہیں اور شعور نہیں رکھتے ہیں ذکر حضور سے۔  
اور نیز شرح خواب اس شخص کی کہ واسطے زیارت بزرگ کے اور تحقیقات مراتب  
کے یا واسطے اپنے نصیب کے یا واسطے اجازت رخصت کے یا واسطے کا ردنی اور دنیوی  
کے نماز استخارہ پڑھے اور خواب میں جائے۔ اور خواب میں کوئی شخص خوبصورت دیکھے  
کہ اس کو کسی کام کے واسطے حکم رخصت کا کرتا ہے۔ اور یا کسی کام سے مانع ہو دے۔  
بس کس طور سے معلوم ہو دے کہ وہ شخص شیطان ہے یا بزرگ ولی اللہ! اس سے تھقین  
کرتا چاہئے کہ اگر وقت اجازت اور رخصت کرے۔ یا مانع ہو دے اس وقت فاتحہ خیر  
پڑھے۔ یا اس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کے، یا درود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
پڑھے۔ یاذ کر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ كَبِيرٌ يَا دعا كُو هاتھ اخْتَأْنَ اللَّهُمَّ  
اسْتَغْبِبْ دُعَى الْخَيْرِ۔

جاننا چاہئے کہ اشارہ بشارت کے ساتھ انبیاء اور اولیاء سے ہے۔ عین مجلس خاص  
تحقیق سے ہے۔ اور جو بشارت اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ خواب اور خیال ہے۔ یا  
اشارة شیطان سے ہے۔ پریشان۔ اور ذا کر فقیر کی خواب نہیں ہے۔ اس واسطے کے غفلت  
نہ کی، بلکہ الہام حق سے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتا ہے کہ  
جواب با صواب ہے۔ اور خواب اس فقیر کا کہ جو برا بر باطن سے بے خبر ہے اور درویش  
زندہ دل روشن ضمیر کو خواب اللہ کے ذکر اور اللہ کے نام سے وصال اور لازوال مشاہدہ  
کے ساتھ غرق جمال اللہ کے نور کے ساتھ عین بعین ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ شرح خواب کی موافق صاحب خواب کے تعبیر طلب کر۔ عالم  
صاحب تعبیر سے یا طلب کر فقیر درویش صاحب معرفت الہی روشن دل سے ہے۔

خواب طالب دنیا کا اور طالب عقبے کا اور طالب مولیٰ کا، جو کہ خواب میں حیوانات کا طیز و حوش مثل سانپ اور پچھوکے دیکھے، دل اس کا سیاہ حسب دنیا سے بھرا ہوا ہے۔ اور جو کہ خواب میں باغ بوتستان اور بام بلند خانہ مثل قصور اور حور اور میوہ درخت دیکھے۔ معلوم ہوا کہ اس کا دل طالب عقبے کا ہے۔ اور جو کہ خواب میں ذکر اللہ اور نماز کعبۃ اللہ یا حرم میں مدینہ کے اور آفتاب ماہتاب دیکھے، اور دریا آب روائیں اور مجلس انجیاء اولیاء ذوق شوق اور نور اللہ کے ساتھ تجلیات دیکے، طالب مولیٰ ہے، اور سب سے بہتر ہے۔ میں خواب مثل عبادات معاملات اور غرق فی اللہ اسم ذات ہوا۔ خواب موافق صحیح پیمان کے اور خواب حیوان اور خواب انسان اور خواب پریشان اور خواب نادان اس کی تعبیر عقل کے ساتھ موافق عمل کے۔

اسم اللہ پنجو در دل آفتاب

کنه اللہ مشکل است سر نہای  
اللہ کے نام پر آدمی کو اس قدر یقین اور اعتبار اور عمل چاہئے کہ جس کی حد نہ ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر حد سے زیادہ اخلاص اور محبت اور یقین ہو کہ شرح اللہ کے نام کی دفتر کتابوں میں پاکتے ہیں۔ جو کوئی اللہ کے نام پر اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر یقین نہ کرے منافق ہے۔ اگرچہ عمومی طرح کلمہ طیب پڑھے۔ مگر خداوند کی قدر اور کلمہ کی تصدیق نہیں جانتا ہے۔ اور اللہ کے نام میں اسم اعظم ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام میں صراط مستقیم ہے۔

جان کے نفس کو دنیا کی ولایت ہے، اور قلب کو ولایت عقبی کی اور حب بہشت کی اور روح کو ازال کی۔ اور سر کو مولیٰ کی توحید مطلق نور کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔  
 اللہ وَلِيُ الَّذِينَ أَمْنَوْا يُغْرِي جَهَنَّمَ مَنْ  
 الظُّلْمُتِ إِلَى النُّورِ (۲۵۷-۲)

سے نور کی طرف لے جاتا ہے ذکر اور فکر نور ہے۔ اور ذا کر صاحب حضور ہے۔ ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ اللہ کی دوام حضور میں ہے۔ جو ذا کر حضور نہ ہو اس کو ذا کرنیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ خدا سے دور

اور تفکر چار سیر ہیں۔ اور ان کا مشاہدہ علیحدہ علیحدہ ہے۔ اول سیر نفس جس نے نفس کو پہچانا گزرا دوسرا سیر قلب۔ جس نے قلب کو پہچانا کشف القلوب ہوا۔ تیسرا سیر روح، جس نے روح کو پہچانا مجلس روحانیت میں کشف القلوب ہوا۔ چوتھی سیر سر، جس نے سر کو پہچانا، مقام مشاہدہ میں اسرار اللہ دریافت کیا اس مقام میں انسان کامل ہوا۔ اور لاائق طلب و ارشاد کے ہوتا ہے۔ جس نے ان چار ولایت کو کہ ولایت نفس۔ اور ولایت قلب اور ولایت روح اور ولایت سر ہے۔ طیور اور سیر سے طے نہ کرے۔ لاائق تلقین طالب کے نہ ہووے اور تفکر میں پہنچی وجود کے برتن کی نصیحت کے نتائج نہ نزدیک عارف باللہ صاحب باطن حق پسند کے۔

میں اس قوم سے تجب رکھتا ہوں کہ قلب کے پارہ گوشت کو تفکر کے ساتھ دم باندھ کر ہلاتے ہیں اور پھرتے ہیں۔ احمد اور نادان ہیں اور کچے حیوان ہیں۔ یہ راہ نہیں ہے۔ بلکہ اس راہ رسم اور رسوم کو نفس کی زندگی گواہ ہے۔ اور ابھی مظلالت کے جنگل میں دنیا کی عزت اور جاہ میں گناہ ہے۔ العاقل تکفیہ الاہشارہ یعنی عکلند کو ایک اشارہ کافی ہے۔ عیاں راجحہ بیان

راہ سے باید مرہ راہ رسول ﷺ	ہر دے عارف شود باحق قبول
احتیاجے نیست دم بستن ہوا	یک دے مراج حاضر مصطفیٰ ﷺ
صد ہزار اس شکر باحو باز شد	ابتداؤ انتہاش راز شد
اللہ بس اور ناسوئی اللہ ہوں۔	

جان کے نفس کو دنیا کی ولایت ہے، اور قلب کو ولایت عقبی کی اور حب بہشت کی اور روح کو ازال کی۔ اور سر کو مولیٰ کی توحید مطلق نور کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔  
 اللہ وَلِيُ الَّذِينَ أَمْنَوْا يُغْرِي جَهَنَّمَ مَنْ  
 الظُّلْمُتِ إِلَى النُّورِ (۲۵۷-۲)

سے نور کی طرف لے جاتا ہے ذکر اور فکر نور ہے۔ اور ذا کر صاحب حضور ہے۔ ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ اللہ کی دوام حضور میں ہے۔ جو ذا کر حضور نہ ہو اس کو ذا کرنیں کہہ سکتے۔ بلکہ وہ خدا سے دور

ہے۔ اور معمولی ذکر اور فکر کا مزدور ہے۔

جان کے فقیر لا بحاج منجھی ہے۔ جیسا کہ عارف منجھی اور صاحب ذکر اور فکر منجھی اور صاحب مذکور حضور منجھی اور صاحب دعوت کامل مکمل۔ دعوت میں تمام وہیکہ مبکل فرشتہ اور جنگل اور جزو دن رات گرد صاحب دعوت کے طرح طرح کے لکھانے ہاتھ پر رکھے کھڑے ہیں۔ اور بعض پانی اور بعض نقد سیم زر اور بعض نقش لکھ کرو اس طے مخترات غلط کے اور بعض تھیار کر میں باندھ کرو اس طے لٹائی کے اس کے حکم کے تمام منتظر اور اس کی قید میں رہتے ہیں۔ اور وہ کچھ نہیں لیتا کہ اس کی نظر خدا پر ہے۔ اور یہ سب راہن اور گراہ ہیں۔ فقیر کا قدم پیشتر (اپنے) آپ سے جدا ہے۔

جان کے مرشد مبتدی سے مقام مبتدی حاصل ہوتا ہے کہ خام ہے اور متوسط مقام متوسط حاصل ہوتا ہے کہ ناقص ناتمام ہے۔ اور منجھی سے مقام منجھی پر مشرف ہے کہ عازم تمام ہے۔

جان کے طالب صاحب داشدہ ہے کہ مرشد سے کوئی مقام مبتدی اور متوسط اور منجھی طلب نہ کرے۔ سوائے کہ کہ، جو وحدانیت کی کہنا (انہا۔ تہہ۔ حقیقت) کو پہنچتا ہے۔ اس کی زبان پر کن کامل ہوتا ہے۔

کن را ازاں کن شود زاں روز کن

جاوداں در راه کن از سخن

جان کے تکفیر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تکفیر میں آتا ہے۔ تمشا انہارہ ہزار عالم کا دیکھتا ہے۔ اس وقت فکر میں آئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے۔ دونوں جہان کے مشاہدہ سے، جو دونوں جہان کو چھوٹا جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہتر جانتا ہے۔ اس فکر میں۔ اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ بخشتا ہے۔ جیسا کہ حدیث ہے:-

الْسَّفَرُ كُسَّاْعَةُ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةٍ فَكُلْ أَيْكَ سَاعَتٍ كَيْ بُهْتَرٌ ہے۔ دونوں جہان کی عبادت سے۔

جس کسی کو کہ سر نہاں ہے۔ ہمیشہ ہر زمان میں حاضر ہے اور اس کو اس سے حیرت ہے۔ اور حیرت میں ترک دنیا پیدا ہوتی ہے۔ ترک دنیا سر اسر عبادت ہے۔

زبہر زر چا کر دی خوشی	زبہر زر چا تو دل پوشی
زبہر زر چا درویش خوانی	زبہر زر چا عرفان مکانی
زبہر زر چا گریہ کشائی	زبہر زر چا صورت نمائی
زبہر زر چا تشیع خوانی	زبہر زر چا اسے بدانی
زبہر زر چا خلوت نشینی	زبہر زر چا مردم گزینی
زبہر زر چا غونا فروشی	زبہر زر چا اللہ فروشی
زبہر زر چا شاہ طبلی	زبہر زر چا تو ذکر قلبی
زبہر زر چا انتظاری	زبہر زر چا ہر دم بخواری
زبہر زر چا علم و فضیلت	زبہر زر چا دنیا و سیلت

جاننا چاہئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج قاب قوسین کو پہنچ کس راہ سے اور اس راہ کا کون ہے گواہ۔ راہ ورسم اللہ فنا فی اللہ کی ہے کہ حضور انور کو ظاہر و باطن نور کی صورت تھی۔ ابتدا اور انہا حضور اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلد امعراج حاصل ہوئی جسم زدن میں دونوں جہان سے مثل برق کے دل کو اٹھایا۔ اور طرفتہ لعین میں وہاں تک پہنچانا کیا تھا کہ ایک وجود واجب الوجود لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بِسْ ذَكْرِ اللَّهِ كا معراج ہے۔ جو اللہ کے ذکر سے مکر ہو دے کافر ہو دے۔

طالب دنیا صاحب است دراج۔ اور ذکر موت دل پر اس سے زیادہ کون ریاضت اور عبادت ہے کہ متوجہ ہو صدق اور خوف سے اور ریاضت محبت داعی مولا کا دل پر کہ اس کی محبت اصل سے دل چاک چاک، اور تن پڑ مردہ خاک خاک۔ اور ظاہری ریاضت کچھ کام نہیں دیتی۔ جو خلق کر ریاضت کے لئے ہو دے نفع باللہ منہا۔ اللَّهُمَّ اتَّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشُعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يَسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَنْبَغِي اللَّهُمَّ اتَّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ هَؤُلَاءِ الْأَرْتَعِ

رات دن جان سوزی کرے اور پہ در در ہے۔ اس سے کوئی ریاضت بہتر نہیں ہے۔ اور ریاضت وچھرے ہے ایک عاجزی دوسرا محتاجی فقرِ محمدی ﷺ سے بعید ہے کہ اصل راہ فقر کی جمیعت تعلق رکھتی ہے۔ پس جمیعت کیا ہے۔ اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے۔

جان کہ جمیعت چار چیز سے تعلق رکھتی ہے۔ ذکر اور فکر کی تمامیت اور باطن کی صفائی اور تمامیت تصور کے ساتھ، اور تصرف کے نتیجہ انہیا اور اولیاء کا ہے۔ جو یہ چار مرتبہ ہیں۔ اور اس فرقہ سے باخبر رہ کہ ظاہر آراستہ صاحب طریق اور باطن زندیق۔ چنانچہ وہ یہ ہیں جبکہ، اولیائیہ، شمراضیہ، اباجیہ، حلولیہ، معکالیہ، الہامیہ، حوریہ، واقفیہ، وجود میں موجود ہوتے ہیں۔

جان کے قلب قلب کا سجنی اسرارِ بانی خزانَ اللہ کو کہتے ہیں۔ ذکر قلب چار تاشیر رکھتا ہے۔ جس کسی کو کہ ذکر قلب جاری ہے۔ اس کی جان رات دن سوز و گداز میں ہے۔ مثل کباب کے بریاں۔ اور اس کی آنکھ کی دوام گریاں اور تن عربیاں۔ پس معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت دل میں نہیں سماٹی۔ اور دل رحمت سے وسیع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت دل میں نہیں سماٹی کہ رحمت کو اللہ تعالیٰ نے نوروں سے پیدا کیا اور نہ دل نور رحمت سے، چنانچہ حدیث قدی ہے۔

**لَا يَسْعَنَى سَمَائِيٌّ وَالْأَرْضَى** آسمان اور زمین میری وسعت نہیں رکھتے  
**وَلِكُنْ يَسْعَنَى قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ** لیکن مومن بندہ کا دل رکھتا ہے۔  
جب نور دل اور نور روح اور نورِ سرِ اللہ تعالیٰ کے نور ذات سے پاک وجود ہوئے۔

اس کا دل اور روح اور سر کو رب کے ساتھ جلیں کہنا چاہئے۔ اور جو ذا کر اس مقام پر نہ پہنچے، ہنوز اٹپیں کی قید میں ہے۔ ذا کر کا دل ہمیشہ مراتب وصال میں ہے۔ اور صاحب قلب کا ایک ساعت کا وصال سالہا سال کی ریاضت سے بہتر ہے۔ چنانچہ بابِ تکفیر میں حضرت سلطان الفقراء فرماتے ہیں۔

**تکفیر بادہام وحدت دہد** رساند بھولے کہ از خود دہد

کہ وہم است سلطان تکفر وزیر  
تجدد تکفر بکس زاد راه  
چو وہمت رساند بعام وصال  
تنت عین گردد ز صحبت کمال  
چو اوہام گردد یقین کیر من  
چہاں جملہ آید شد پیر من  
بھر ساعت آید بدل صدو صالح  
بدیں وہم خود را چو آراتی  
وصول حقیقت بخود یافتی!

### اوہام اور تحریز و تکفیر کی تعریف

جو اس مقام یعنی اوہام پر پہنچے اس کو قرار اور آرام نہیں ہوتا۔ کبھی خوف اور کبھی رجا اور کبھی صحو اور کبھی سکر کبھی حضور کبھی غیب کبھی جمال کبھی استغفار کبھی احتخار کبھی مشاہدہ کبھی مجاہدہ اور حلاوتِ عشق اور محبت کے ابد الالا بادتک مخلب ہے۔ اور اس کا شمار محل ہے۔

بادہام حابس بر آور تو سیر  
اگر وصل خواہی بر دل شو زغیر

جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تخلی نہیں کہ احادیث کا نور ذات جس کی مفت غنائمِ القالیں ہے۔ بقدر استعداد کے تخلی کرتی ہے۔ اور دل میں نہیں پاتا۔ خواہ ذاتی ہو یا اسمائی تخلی ذاتی اور ہے اور اسمائی اور ہے۔ لیکن ذاتی بھی تین وجہ پر ہے کہ اس کو عطاۓ ذاتی کہتے ہیں۔ اہل ذات نے ہر وقت پاتے ہیں جب چاہتے ہیں۔ ایک تخلی وصل دوسرا بے مثل۔ تیسری جلی غرق مشاہدہ بجمال۔ جب جمال حق تعالیٰ کا سالک کے دل پر چکتا ہے۔ دل کو پکڑ لیتا ہے کہ غیر کی بجمال دل میں نہیں چھوڑتا۔ سب ولایت پر آپ قابض ہو جاتا ہے۔ اور دل بمقابلہ گنجائش کے وسعت پاتا ہے۔ اور کوئی دل اور ساعت جلی کے مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا۔ اور ظاہر اور باطن حق غالب ہو جاتا ہے۔ اور جہاں کہیں رخ لائے۔

بخاری تو زہر سو کے نظر میکردم  
پیش پنجم در و دیوار مصور باشد

جب یہ نظر سالک کی نظر میں فیض پہنچاتی ہے اور (اپنے) آپ میں ہمیشہ باتی ہے  
نور حق کی صحبت سے ثابت ہوتی ہے۔ اور جس وقت چاہے۔ تجلی اس پر نازل ہوتی  
ہے۔ اور مشاہدات کے ساتھ دل میں ظاہر آتی ہے۔ اس کو ابوالوقت کہتے ہیں۔ اور دل  
کی تجلی کے نعروہ سے ایک دم خالی نہیں رہتا۔ لذت بہت اور شوق بیشتر اور قوت پاندار  
اس کے دل میں ظاہر آتی ہے۔ ہر گھری دوسرا حلاوت پاتا ہے۔ اور دوسرا اور علامت  
تجلی اول کی یہ ہے کہ صورت واحد ایک ساتھ دوبار مند رکھائے۔ اور اس میں آئینہ ایک  
صورت کا پیدا ہووے۔

جواب۔ جان کہ بہت کی کیا حاجت عارف فقط ایک کافی ہے۔ مقام یقین  
سے جس کو کہ یقین حاصل ہوتا ہے۔ متنہی اول روز مرشد صاحب یقین سے باعتبار  
صاحب نظار کے اس کو کیا حاجت ذکر فکر تجلی اشتہار، جس نے فنا پائی بقاء کو پہنچا۔  
اور جو بقا کو پہنچا، نور کے ساتھ نور ہوا کہ اپنے درمیان (اپنے) آپ کونہ دیکھا کہ  
اپنے برابر کوئی گیاہ بزرگ تر نہیں۔ جس کو سر سے خبر ہے۔ ہمیشہ ورق دل کے  
مطالعہ کے ساتھ اور ہر مقام پر نگاہ ہے۔ اسی طرح **إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ**۔ شہباز  
شاہراہ کا ہے۔

جب صاحب جمعیت ذکر فکر کی تہامت کو پہنچا ہے اس کی نظر کیمیا، اکیر مطلق ہو  
جاتا ہے۔ اس کو بھی جمعیت لا یتحاج نقیر کہتے ہیں۔ اور دوسرے جو کہ جمعیت کے ساتھ  
دعوت پہنچے صاحب تکثیر یعنی ہر کار دینی اور دینی کے لئے پڑھنا آتا ہے ایک دم میں  
اور ایک قدم اٹھانے میں، یہ بھی لا یتحاج اور جمعیت ہے اور جو جمعیت کے ساتھ تصور  
اور تصرف کو اللہ کے نام کے پہنچے اس کو ختم الفقراء کہتے ہیں۔ جس چیز کو کہ اللہ کے کرم  
سے کہے اسی وقت ہوتی ہے۔ اور یہ مرتب گن کا ہے یعنی گن فی گنون۔ اور کن تعلق قُم  
اللَّهُ رکھتا ہے۔ اور قُم بھی دو قسم کا ہے۔ ایک قُم بِأَذْنِ اللَّهِ بِفَقْرِ تَهَامَ دوسرے قُم بِأَذْنِ

### مطلق کفر اور تقصیم تمام۔

اس مقام میں باخبر رہ کہ منصور نے انا الحق کہا فقر کی تہامت کو نہ پہنچا۔ اور اس کو  
دار پر کھینچا صاحب گن کو جمعیت اور لا یتحاج جمعیت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر دم درد اور  
سوز میں اور بے خبرگناہ سے ہے یہی جمعیت کی راہ ہے۔ اور نظر خدا پر رہتی ہے۔ اور  
خبردار رہ جو یہ چار جو ہر وجود میں جمع کرے۔ جمیعہ جمیع بندی کل اور جزو و ہو صدقہ وحدت  
جو فقیر اس مقام پر پہنچے۔

### آکملُ لَكُمْ دِيْنُكُمْ کی تعریف

**الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ** جو صاحب تہامت ہو۔ یعنی آج میں نے  
**وَأَتَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَّتِي** تمہارا دین تمہارے واسطے کمکل کر دیا۔ اور  
لَكُمُ الْأَسْلَامُ دِينًا <sup>(۳-۵)</sup> اپنی نعمت تم پر تمام کر دی۔ اور دین اسلام  
سے تمہارے راضی ہوا۔

نفس پر غالب ہو۔ اور نفس اس کا قیدی ہو۔ اور جب نفس قید میں ہو کہ دونوں  
جهان پر امیر ہو۔ یہی جمعیت ہے۔ **إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ**  
جان کہ ابتداء فقر کی علم ہے۔ اور علم کی تہامت 20 جزو سے ہے۔ اور متوسط  
جمعیت علم اور علم کی ایک جزو ہے۔ پس جب میں جزو علم کی ایک جزو علم میں آجائیں۔  
علم تعلق حلیم سے رکھتا ہے۔ اور حلیم اللہ کا نام ہے۔ علماء کلام سننے سے تعلق رکھتے ہیں۔  
اور صاحب شنید ہیں۔ اور نقیر معرفت دیکھنے سے کہ دل کے دیدہ سے صاحب دید ہیں۔  
علماء کی امید طاعت اور ثواب پر اور فقراء کی فضل اور دیدار پر وردگار پر اگر چہ بہشت گل و  
گلزار مگر عارفوں کی نظر میں خار ہے۔ جو عارف مولا کی نظر کا منظور ہے اس کو دوام حضور  
ہے۔ اس کو نہ دوزخ یاد ہے نہ بہشت نہ حور و قصور۔ جس گروہ میں حصہ نہیں ہے مطلق  
بہت ہے۔ اور حاسدوں کا طالع دوزخ سے بدتر ہے۔ جو شخص علم کو تحصیل کرتا ہے۔ یعنی  
فنا فی اللہ تو حید اور معرفت لیتا ہے۔ اس کو جزو کی حاجت نہیں ہے۔ جوان مراتب پر پہنچتا  
ہے۔ اس کو صاحب حقیقت کہتے ہیں۔

ہر دو جنگیے رابہ میں دریک نظر  
چشم باطن دل بود از جان صفا  
تا ترا حاصل شود رو مصطفی علیهم  
علم دین فقہ است تفسیر و حدیث  
ہر کہ خواند غیر ازیں گرد خبیث  
پرده را بردار عین از عین میں!  
راہ عرفان ایں بود حق المیمن!  
جاننا چاہئے کہ مراقبہ کس کو کہتے ہیں۔ اور غرق کس کو بولتے ہیں۔ اور فقر کس کو  
جانتے ہیں۔ مراقبہ اور غرق اور فقر مطلق عین العیان ہیں جو ایک کو تحقیق کرے محققان  
صاحب بیان سے ہے ابتداء مراقبہ کی یہ ہے کہ نفس کو ہوا سے بازر کئے اسی کو غرق  
بکھر دنائیت کہتے ہیں۔

جان کہ مراقبہ مطلوب کس کو کہتے ہیں۔ جس سے مطلب ہو باطن میں اس سے  
ملقات ہو۔ اور جواب باصواب لے اور مراقبہ مثل برق کے تیز رہے۔ اور صاحب  
مراقبہ اس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ لائق دیدار کے ہے۔ یہ مراقبہ نہیں ہے کہ موش مردار  
کے مارنے کو متوجہ ہونا  
صاحب مراقبہ کی حیات ممات ایک ہے۔ خواہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم میں رہے۔ خواہ مجلس انبیاء اور اولیاء میں۔ خواہ ہمیشہ غرق وحدانیت میں رہ کر رہ  
العالیین کا وصال حاصل کرتا ہے۔

## سکوت کی تعریف

جب اس حضوری سے صاحب مشاہدہ کو احوال ظاہر ہوں تو بعضے سکوت میں  
آجائتے ہیں۔ شرح مراقبہ کی حدیث ہے:-

مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةٍ。 أَصْلُ الْإِيمَانِ مِنَ السَّكُوتِ  
السَّكُوتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِينَ مِنَ السَّكُوتِ رِضَاَ الرَّبِّ

شرح۔ مراقبہ کی یہ ہے۔ مراقبہ چار چیزیں ہیں کہ اس سے صاحب مراقبہ کے چار  
وجود ظاہر ہوتے ہیں اور ظاہر اور باطن انبیاء کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ حضور مظاہر ظاہر  
کون ہے۔ اور باطن کون ہے۔

جو صاحب مراقبہ اول اول مراقبہ میں بیٹھے، مرتع بیٹھے اپنے سر کو زانو پر لیجا کر  
گویا مردہ ہے فکر میں مولیٰ کے ہو۔۔۔ مراقبہ اس کو اعلیٰ مرتبہ پر لے جائے گا۔ اس  
مراقبہ سے انبیاء اور اولیاء کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور یہ مراقبہ مردانی خدا کا ہے۔  
اور مراقبہ کی بھی دو قسمیں ہیں: بعض کو دل کی آگ در دمند سے اور بعض جسم ظاہر  
سے، چنانچہ جواب اور نماز میں، اہل مراقبہ کے مرتب لاائق دیدار کے ہیں۔ اور یہ مراقبہ  
نہیں ہے۔ جس میں وسوہ شیطان کا ہو وے عالم کو مراقبہ رحمان کی راہ پر لیجا تا ہے۔ اور  
جالیں کو شیطان کی طرف کھینچتا ہے۔

جاننا چاہئے کہ علم ظاہر اور باطن وسیلہ خدا کی معرفت کا ایمان اور دین کے ساتھ  
رہے۔ پس عالم علم سے طلب کرے۔ دو چیز ایک شرف مجلس حضور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کا۔ دوسری معرفت وحدانیت مولیٰ کی نماز کے ساتھ اور روزہ بیانے اسلام فقر  
 تمام ہے اور ذکر فلک تسبیح، ہو عالم کہ ان دونوں مراتب کو پہنچے۔ ایک مجلس صحیح دوسری  
 معرفت الہی، عالم کو علم ظاہر اور باطن اور نیک کردار ہونا چاہئے۔ نہ یہ کہ علم بیشتر پڑھ لیا  
 شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا۔ اور عالم ہوا۔ اور پچاس ہزار برس فرشتوں کو تعلیم  
 کرتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمال مرتب پر لے گیا۔ لیکن آخر کو زوال تھا کہ ”آننا“ لایا۔

## معرفت کی تعریف

سُبْحَانَكَ مَا عَرَفْتَكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ تَبَعُّجَ كَرَّتَاهُوْنَ مِنْ تَيْرِي إِلَى خَدَائِي  
پاک کہ پچانا میں نے تم کوئی پچانے کے ساتھ و سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ  
عَبَادَتِكَ اور تسبیح کرتا ہوں میں تیری اے پروردگار کہ نہ عبادت کی میں نے تیری حق  
عبادت کے ساتھ۔ جس نے دنیا کو دنیا کا وسیلہ گردانا اور امراء اور بادشاہ کی طرف متوجہ  
ہوا۔ اس کو علم فرعون کے مرتب پر پہنچتا ہے۔ اور دنیا اس کو قارون کا مرتبہ دیتی ہے۔  
پس عالم سے عمل کو کیا قدرت ہے کہ دم مارے۔ اس کے دل پر شیطان غالب  
ہے۔ چنانچہ شیطان کا قول ہے کہ جو کوئی بچپن میں روپیہ نقطہ اپنے ملک میں رکھتا ہے۔  
وہ میری متعہ ہے۔ اور میر امریہ اور غلام ہے کہ اس کا دل خدا سے میں نے پھیر دیا۔

اور دنیا کے خطرات کو اس کے قریب پہنچا دیا ہے۔ وہ مجھ سے خلاص نہیں ہو سکتا۔ دنیا مزروع آخرت ہے کہ رات دن اللہ کی راہ میں صرف کرے جیسے کہ دنیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ جس قدر مال جمع کیا خدا کی راہ میں دیدیا۔ جو ایسا نہ کرے شیطان ہے۔

اور جس کسی کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں علم دین کی تعلیم فرماتے ہیں وہ عالم عامل ہوتا ہے اور تارک دنیا ہو جاتا ہے اور صاحب توکل۔ وہ جانے یا نہ جانے۔ پس اہل مراقبہ کو درود و طائف کی کیا حاجت ہے۔ صاحب استغراق کی خواب اور بیداری برابر ہے۔ ان تینوں مرتبوں کی مُؤْتُوا قَبْلَ آنَ تَمُؤْتُوا کہتے ہیں۔ اور غرق تو حید اس کو کہتے ہیں کہ اسم اللہ اور سکر اسم اللہ کا اس پر غالب ہو وے اور غرق ہو وحدانیت میں اور اس کے وجود میں غصب اور غصہ دنیا نہ آئے۔ اس واسطے کہ وہ کسی حال میں حضوری حق سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ یہی فقر مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

جاننا چاہئے کہ فقر کے تین حرف ہیں۔ ف، ق، ر۔ ف سے نفس کو فربہ کرے کہر کے ساتھ کہ مقام کبیریا سے محروم ہو۔ ق سے نفس کو قید کرے اور حرف ر سے سائل کو نہ رہ کرے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وَأَنَا السَّائِلَ فَلَا تَنْهِرْ سَائِلَ كومت بھڑک۔

درمیان درویش اور فرقہ کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پاتا ہے۔ نہ مریدوں کی طلب نہ زر کی طلب۔

درویش بارہ است دائم دروناک ملک خود چیزے ندارو جز بخار  
فقر دانی چیست فی اللہ باخدا پوشیدہ چشم، راز محمر کبریا  
نیز فقر کے تین حرف ہیں۔ ف، ق، ر۔ حرف ف سے فیض فضل فیاض حق سے۔  
اور حرف ق سے قیامت دل سے فراموش نہ ہو۔ اللہ کے قرب کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ اور نفس پر قوی اور قادر ہو وے اور حرف ر سے رتبہ کو اختیار نہ کرے سوائے حق کی رضا کے، اس طریقہ سے قیمت حقیقت صاحب حقیقت کہتے ہیں۔ جو اولیاء اللہ کے ان کے سربراہ کو خلق نہیں جانتی اور نہ خود جانتے ہیں۔ وہ ہمیشہ خدا کے ذریں اور مولیٰ کی طلب

میں خاص مومن اور مسلمان نفس سے فارغ البال رہتے ہیں۔ اور بعض اولیاء اللہ کے تحقیقی حق کو پہنچے ہیں۔ (اپنے) آپ کو جانتے ہیں اور خلق کو نہیں جانتے۔  
جان کہ چار چیزوں خزانہ ہے۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے کہ اس کی انتہا کو پہنچتا ہے۔ اور صاحب خزانہ ہوتا ہے۔  
اول خزانہ قرآن ہے اور قرآن میں سمجھ بادشاہ اسم اعظم ہے۔ جو اس عظیم کو قرآن میں پا جائے۔ دونوں جہاں کا بادشاہ ہو جائے اور نہ پائے اس کو عالم فاضل نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم رسم میں مردہ دل اور معدوم ہے۔  
دوسرा خزانہ دل کا ہے بے انتہا۔ جو اس کی انتہا کو پہنچے، مقرب حق ہو وے۔ اور عارف باللہ۔ تیسرا خزانہ مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو ہمیشہ ہم صحبت ہو وے۔ وہ بھی صاحب سمجھ ہے۔  
چوتھا خزانہ قبر اولیاء کا جس کو قبر کی دعوت عمل میں ہو وہ بھی صاحب سمجھ ہے۔ لیکن ہر ایک رسم اسم اللہ کی تہہ میں ہے چنانچہ تہہ کتاب اور قرآن کی جونہ کھولے اور ورق ورق مطالعہ نہ کرے۔ راز کلام سے خروم رہے۔

### فقر کی دوستی کا بیان

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْفُقَرَاءَ الْغَنِيَّ—اللہ دوست رکھتا ہے بے پروا فقیروں کو، پس ایک طائفہ اہل ریاضت کا اہل سوال ہیں۔ حدیث: تَمُؤْذِنُ بِاللَّهِ مِنْ فَقْرُ الْمِكْبِتِ پناہ مانگتا ہوں فقر مکب سے اللہ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:-

وَأَفْوَضُ أَمْرِنِي إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُنْهَاجَنَّا کام اللہ کی طرف تحقیق بصیرت بِالْعِبَادَةِ (۴۰-۴۲) اللہ دین ہے والا ہے بلکہ کو۔

عاشقان و اصل نے اپنا کام خدا کے پرداز کیا ہے۔ اور اپنا قدم وحدت کی طرف لے گئے ہیں طلب مولیٰ وصال ہے۔ اور طلب دنیا سوال۔ پس مجلس اہل وصیال اور مہل سوال کی درست نہیں آتی ہے۔ طالب مولیٰ سرور اور طالب دنیا رجھو رہتا ہے۔ اور طالب عقیل مزدور ہے۔

حدیث : مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ - ایسے ہی اہل دنیا کو مشکل ہے ترک اور توکل اور توحید کر جان اور مال اور فرمذ خدا کی راہ میں تصرف کرے۔ اور جانل کو علماء کی محبت مشکل ہے۔ اور جمل سے نکلتا اور علماء کو علم کا چھوڑنا اور معرفت میں حکومانا (اپنے) آپ کو۔ لہذا العلم جاتب الاکبر مشہور ہے۔ اور کون مشکل ہے۔ ہر مشکل کا مشکل کشا ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر جاری ہو اور اللہ کا نام دل کو قید میں پکڑ لے۔ زبان گویائی سے مر جاتی ہے۔ موافق اس حدیث کے مبنی عرف دینے فقہ مکمل لسانہ جیسا کہ گذرنا اور جب زبان دل کی اللہ کے ذکر کی طرف مشغول ہوتی ہے۔ اور آنکہ معرفت کا مشاہدہ کرتی ہے۔ اور دل کے کان میں یہاں گست کی آواز پہنچتی ہے۔ اور کلام اللہ کا جواب اٹھ جاتا ہے۔

### حقیقت کشف

اے طالب صادق! جان کر کشف بھی دس قسم کا ہے۔ (۱) کشف زندگی  
 (۲) کشف آسمانی (۳) کشف نفسانی (۴) کشف شیطانی (۵) کشف حیرانی (۶) کشف روحانی (۷) کشف مراتب مطلق خوانی (۸) کشف خاص الناس رحمانی (۹) کشف القلوب (۱۰) کشف القبور۔ کشف غرق مع اللہ حضور و ذکر کشف مجموعہ مراتب کشاف رجوعات خلق لاف درلاف کشف مع اللہ حضوری بخش خلاف از باطن معرفت الہی دل صاف مطلق زخاف۔ اور حقیقت کشف کی علم تصوف سے تلاش کرے۔ جس نے علم تصوف پڑھا۔ خراب ہوا۔

تصوف کے معنی توحید کے ہیں۔ اور توحید کے معنی هُوَ اللَّهُ جو هُوَ اللَّهُ کے مرتبہ پر پہنچا۔ مَا سَوَى اللَّهُ سَعَى لِكَلَاسَوَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے اس کے وجود میں غیر نہیں آتا یہی مراتب مکین فقیر کے ہیں۔ اور کشف حضوری دل کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے۔ ذکر لازوال مشاہدہ غرق وصال سے تعلق رکھتا ہے۔

جان اے طالب! جب دیکھے کہ کوئی طاقت اور بندگی میں یا ذکر معرفت سے حق کے نزدیک پہنچا، خواب میں آواز دیتا ہے کہ اے فلاں کعبہ کی طرف جا اور حامی ہو۔ اور

جس نے ایک بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ يَقُولْ مِنْ رَسُولُ اللَّهِ کہا اس کے گناہوں سے ایک ذنبِ ذرۃ کا "ل" یہ اشارہ ہے لَا أَحِبُّ الْأَفْلَيْنَ کہ فانی ہونے والی شے کو میں دوست نہیں رکھتا۔ اور سالہا سال کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے۔ اور ہزار چلوں سے ایک روزہ راز۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اگر اللہ کے ذکر گرامی سے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضوری سے دل چاک چاک نہ ہو۔ تو مجہدہ سے اور ظاہری ریاضت سے کب پاک ہوتا ہے۔

جان مرشد لاائق ارشاد وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو ہر روز اللہ تعالیٰ سے قوت باطنی نصیب کرائے۔ تا کہ اللہ کا طالب بے محیت اور پریشان نہ ہو۔ اگرچہ طالب بہت کھائے اور نوش کرے۔ اور خوب لباس پہنے۔ ہرگز معرفت حق الہی اس سے سلب نہ ہو۔

طالب دو قسم کے ہیں۔ ایک مثل حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے ظاہری عالم ہے۔ اور اس کو ظاہری علم کی طلب ہوتی ہے کہ کلیم ہے۔ اور اس کی نظر گناہ پر ہے۔ دوسرے مانند حضرت خضر علیہ السلام کے کہ علم باطنی رکھتے تھے۔ اور طلب باطن اور نظر راہ پر ہے۔ پس جو علم ظاہر مثل حضرت موسیٰ کے اور باطن حضرت خضر کے رکھے۔ ہرگز معرفت الہی کو نہ لے اور جس نے نہ بب اداوی پایا فقر سے پایا۔

مرشد ایک ہو۔ رائیک مرشد سے ایک طالب ہو۔

مرد مرشد نہ۔ د با مصطفیٰ علیہ السلام

باز وارد از گناہ وار ہوا

مَنْ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ فَقَدْ مَاتَ۔ جو اللہ کی محبت میں مرتا ہے۔ شہید

جان اے طالب صادق! کہ دنیا میں کون سی چیز مشکل ہے۔ کافر کو کلمہ طیبہ کہنا۔

طواف کر اور زیارت حرم مدینہ سے مشرف ہو اور روضہ اقدس کی زیارت کر۔ جو آدمی حج کو جاتا ہے۔ اور حاجی ہوتا ہے۔ اور روضہ پاک کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے اور ابلیس لعین کہتا ہے کہ اے فلاں تھجھ کو جازت ہے کہ فلاں جگہ ہندوستان یا دوسرے ملک میں فلاں فقیر سے تعلیم اور تلقین لے کہ تمرا حصہ وہاں ہے کہ فلاں جگہ ہے وہ فقیر پریشان ہوتا ہے۔ اور شیطان خواب میں آکر کہتا ہے کہ اگر فلاں آدمی فلاں جگہ سے اجازت لے کرتی رہے آگے آتا ہے۔ اس کو تعلیم تلقین گرامی کی دے اور عبادت اور معرفت سے باز رکھ اور بدعت اور معصیت میں ڈال۔

ایے طالب باخبر رہ کہ اس راہ میں مددخدا اور رسول علیہ السلام اور مرشد کامل قوی چاہیے۔ ورنہ شیطان بہت قوی ہے۔ اور حرم کعبۃ کے پہنچنے اور طواف کرنے اور عرفات کے حج سے حجاب ہوتا ہے۔

مطلوب یہ ہے کہ آدمی حرم میں داخل ہونے اور طواف کرنے اور زیارت کرنے سے یا ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اللہ کے نور کی تحلیل دور ہو جاتی ہے۔ اور طبع اور حرص پیدا ہو جاتی ہے۔

حاجی وہ ہے جس کی قید اور تصور میں اسمین شریفین اور نفس ہو۔ اور شیطان زیر حکم ہو، ایسا حاجی ہے حجاب اللہ کو پاتا ہے۔

جب ان مراتب کو پہنچنے تو چار کشف کھلتے ہیں۔ کشف دنیا اور کشف عقبی اور کشف ازل اور کشف مولی۔ ہر سہ کشف کو چھوڑتا ہے۔ اور کشف مولی یکتا کرتا ہے۔ پس مرشد وہ ہے کہ بے محنت اور بے رنج ہاتھ میں لائے۔ اور ایسا دل مولی کے ساتھ بہتر ہے۔ اور اس کو مجموعہ ذات اسم اللہ میں حق الحقیقین کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچنے اس کا قال، قال محمدی صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہے۔ اور قال محمدی ﷺ کا کلام ہے۔ اور حدیث اور اعمال یا اعمال محمدی ﷺ ہوئے اور اعمال محمدی ﷺ نماز ہے۔ نیاز کے ساتھ اور حال اس کا حال محمدی ﷺ ہے اور حال خلق محمدی ﷺ ہے خلق کے ساتھ اور احوال با احوال محمدی ﷺ ہو۔ اور احوال محمدی ﷺ اللہ کے نور میں غرق ہے۔ اور علم حجاب اکبر

۔۔۔

اب طالب جان! کہ علم تین قسم کا ہے۔ علم دنیا۔ اور علم عقبی اور علم مولی۔ پس علم دنیا وہ ہے کہ دنیا کے مرتبہ کو پہنچائے کے بادشاہ دنیا کا ہو جائے کہ اس سے عدل کی طرف پہنچ۔ اور علم عقبی علماء کا علم ہے کہ اس سے موافق علم کے عمل کی طرف پہنچ جائے۔ اور علم سب سے بہتر ہے۔

چنانچہ علم دنیا زینت دنیا کی علم عقبی زینت حور اور قصور کی۔ دونوں آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے رو برو لائے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ہرگز دونوں کی طرف نگاہ نہ کی جیسا کہ قول اللہ برتر کا ہے۔ مَا ذَأْعَنَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ  
یعنی آنکہ نہ ٹیڑھی ہوئی اور نہ اس نے سرکشی کی۔ وَالْعِلْمُ حِجَابُ الْأَكْبَر۔ اور علم بڑا بھاری حجاب ہے۔

جان کہ درمیان بندہ اور خدا کے پردہ مثل پیاز کے ہے۔ اور اس کا چیر ناکیا مشکل ہے۔ لیکن مرشد کی نظر سے۔ اسی واسطے فقیر بے نیاز ہے کہ اس کی آنکھ ہر مرجبہ سے باز ہے۔ فقیر ہونا آسان نہیں ہے۔ فقیری میں عجب اسرار ہے۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوں۔

با بدان کم نشیں کہ صحبت بد گرچہ پاکی ترا پلید کند  
آفتا بے به میں چنان کہ بیند قطرہ ابرا پلید کند  
یق نفعے نیست کز آئینہ روپنہاں کند  
دل چوروشن شد کتاب و دفترے در کار نیست  
مصنف کہتا ہے۔

ہر کتابے نقطہ از دل کتاب دل کتابے دفترے حق بے حساب  
ہر کہ حق را بے حساب یاد کند بے حساب در جنت مولی رو  
مراد یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بے حساب کرے۔ جیسا کہ حدیث ہے، جس شخص نے  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کہا۔ بلا حساب جنت میں داخل ہو گا اور بلا

عذاب۔ لوگوں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ! اگر زنا اور چوری کی ہو۔ آپ نے فرمایا ہاں۔

ہر مانع باشد از ذکر خدا      ہست شیطان کافر و پیر ہوا  
ذکر دانی چیست سر باریم      ذکر و فکر معرفت راہ مستقیم  
اے طالب جان کہ توریت اور انجلی اور زبور کا ختم قرآن ہے۔ اور ایسے ہی  
عبادت کا ختم اللہ کا ذکر یعنی لا إله إلا الله محمد رسول الله ہے۔ جیسے ختم پیغمبروں کا  
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور ختم وحدانیت فضل اللہ کا ذکر لا إله إلا الله  
محمد رسول الله ہے۔ پس جو اللہ کے ذکر سے دوستی نہیں رکھتا۔ ذاکر اور مسلمان  
نہیں ہے کہ خاتمه بالخیر لا إله إلا الله پر ہے۔ جیسا کہ قرآن میں واقع ہے۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَاتِلِينَ  
وَالْقَاتِلَاتِ وَالصَّدِيقِينَ وَالصَّدِيقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ  
وَالْخَيْرِيْعِينَ وَالْغَيْشَعِينَ وَالْمُعَصِّلِيْعِينَ وَالْمُتَصَّلِّيْعِينَ وَالصَّائِمِينَ  
وَالصَّنِيْعِينَ وَالْحَفِظِيْعِينَ فُرُوجُهُمْ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرِيْعِينَ اللَّهُ كَيْفَيْا  
وَالذَّكِرَاتِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَآخِرًا عَظِيمًا ۝ (۲۵-۲۶)

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی  
عورتیں اور اور نمازی مرد اور نمازی عورتیں اور پچے مرد اور پچی عورتیں اور  
صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد  
اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے  
والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور نگاہ رکھنے والے اپنے  
خاص مقاموں کو مرد اور عورتیں اور ذکر کرنے والے کثرت کے ساتھ مرد  
اور عورتیں مقرر کر دیا ہے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم۔

اور جو اولیاء اللہ کئے اس پر امیر ہے تمام مخلوقات پر قادر ہے۔ اس طریق سے اولیاء  
اللہ کو مالک الملک کہتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: وَلَقَدْ جَنَّتُمُونَا<sup>۱</sup>  
فُرَادِيٰ كَمَا خَلَقْنَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ

(۹۲-۶)

جانا چاہئے کہ سب آدمی تھا اور خالی ہاتھ مان کے ٹکم سے آئے اور تھا اور خالی  
ہاتھ جائیں گے۔ مگر اللہ کے عارف کہ معرفت کے ساتھ ٹکم مادر سے آئے۔ اور ذکر کے  
ساتھ قبر میں جائیں گے۔

علماء ہمیشہ کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں۔ اور فقیر ہمیشہ معرفت الہی میں  
غرق ہے۔ جو کہ ورق سے مشاہدہ معرفت الہی کا نہیں کرتا۔ اس کو ورق نیاں ہو جاتا  
ہے۔ اور جو معرفت الہی سے نکل کر ورق کے مطالعہ میں آتا ہے۔ اس کو پھر معرفت الہی  
سے ورق نہیں کھوتا۔

مرد غالب الاولیاء وہ ہے کہ ہمیشہ ظاہر اور باطن معرفت الہی میں غرق رہے۔  
غرق ظاہر ورق کیا ہے۔ اور باطن غرق کس کو کہتے ہیں۔ ظاہر ورق پڑھنا اور ایک  
دوسرے سے کفت و شنید رسم روم ہے۔ اور باطن غرق مشاہدہ میں حق الحقین ہی و قوم  
ہے۔ ہمیں صاحب خاندن اور صاحب دیدن میں فرق ہے۔ صاحب ورق مطالعہ میں  
فریاد کے ہے۔ اور صاحب معرفت آزاد ہے۔ اللہ بس ماسوئی اللہ ہوں۔

علم رکی سینہ صافاں رانے آیہ بکار      چل شد آئینہ روشن بے نیاز از جواہرات  
علم معرفت دو جوان کارہ بر ہے۔

گرتا سرے زند سر پیش نہ      خدمت از بہر خدا درویش بہ  
حدیث: حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ مَسِيَّنَاتُ الْمُقْرَبِينَ۔ ابرار کی نیکیاں مقریبین کے  
گناہ ہیں۔

## مرید کی تعریف

مرید صادق وہ ہے۔ جیسا کہ حدیث ہے: الْمُرِيدُ لَا يُنْدُ۔ جو آدمی کہ مطلب کو  
پہنچا۔ مشاہدہ ظاہر اور باطن کا دیکھا۔

جان کے ابتداء سلوك کی یہ ہے کہ طالب اللہ اپنے حقائق استعمال کرے۔ اور طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیغام دے۔ جیسا کہ طالب اللہ مرقب کے ساتھ اسم اللہ کے تصور سے یا اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور سے، یا ذکر اللہ کی تجلیات سے متوجہ مجلس نبی اللہ کا ہوئے۔ اور (اپنے) آپ سے یقینوں ہو۔۔۔ اور حضور میں ہو۔ مشروحاً جواب باصواب پیغام پیغمبرِ خدا علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف درستی سے پہنچا دے اور پیغام باطنی سے مقصود کی طرف ظاہر ظہور پہنچے۔ مطلب کلیہ ہوئے۔ جو اس طریق سے پیغام برہواں کو طالب پیغام کہتے ہیں کہ اس کا ظاہر اور باطن ایک ہے۔

دوسرے یہ کہ طالب اللہ کو مرشد راہ باطنی سے اسم اللہ کے ساتھ یا اسم محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یا اللہ کے ذکر کی تجلیات کے ساتھ نبی اللہ کا ظہور ہوئے اور جو نبی اللہ سے باطن جواب باصواب پانے خلاف ظاہر معلوم ہو کہ باطن میں بے شک حضوری ہے۔ لیکن طالب اللہ کے وجود کو ظاہر نہیں ہے۔

جان اے طالب! اگر کسی کافش سرکش ہو کہ نماز روزہ اور ذکر فکر اور شب بیداری سے ہرگز تابعدار نہ ہو۔ چاہئے کہ اس کو سر سے پکڑے یعنی تصور اسم اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دماغ میں رکے۔ تا کہ اسی آگ مفرکی جنہیں سے پیدا ہو کہ خلاف نفس اور خلاف ظن اور خلاف دنیا اور خلاف شیطان ہو۔ جب ان چاروں خلاف سے وجود آرائتے ہو۔ تزکیہ نفس کا تصفیہ قلب کے ساتھ اور روح کے سر کے ساتھ پیدا ہوئے۔ جو اس مقام پر پہنچے لاائق ارشاد کے ہوئے اور اس کی آنکھ بند کر کے ٹھل اور مشاہدہ ربوبیت کے لاائق ہے۔ اللہ بن ماسوئی اللہ ہوں۔

جس کسی کو دوام نظر مشاہدہ کے ساتھ ہو بے نیاز ہے۔ اور طالب کے دل میں کدورت حب دنیا کی گمراہی ہے یا یہ کہ اللہ کے نام اور محمد ﷺ کے نام پر اعتقاد صادق ہو۔

بَيْرَ ما يَخْبُرُ إِذْ يَخْبُرُ  
بَغْبَرِي پیغام امت رہبری  
بعضی طالب اللہ صاحب پیغام ہیں۔ اور بعضی صاحب الہام، بعضی صاحب وہم اور

صاحب وہم وہ ہے کہ جس کو وحدانیت کا ذوق نہیں ہے۔ ان کا وہم قاتل ہے۔ اور صاحب خیال کہ جس کا نور خالص ہے۔ اور حال قبولیت زوال، بہر حال یہ افعال سے تعلق نہیں رکھتا قیل و قال سے۔ جو اس مرتبہ پر پہنچا مرید لا یہ مرید ہے۔

الہام بھی چار قسم کا ہے (۱) الہام شرگ سے بہت نزدیک ہے ہر جزو اور حقیقت کے ساتھ مشروح (۲) الہام شیطانی انسانی مطلب دنیا کی راہ کا استدرج خام ناتمام ہے (۳) الہام روحانی صفائی قلب (۴) اور سر پہاں قدرت سمجھانی ہے۔ اس طریق سے صاحب الہام استدرج سے فارغ ہے۔ اور یہ راہ باطنی اسم اللہ کے تصور اور اسم محمد رسول اللہ ﷺ کے تصور سے ہے۔

اے طالب! علم بھی چار قسم کا ہے۔ (۱) علم عاری (۲) علم قاری (۳) علم اختیاری (۴) علم افتخاری

علم عاری وہ ہے کہ دین کو دنیا سے بدل کرے۔ جیسا کہ رشتہ اور ریا اور کبرہ ہو اور کرتا ہے خدا سے۔

علم قاری قرات اور حفظ پڑھنا قرآن کے واسطے اور ارواح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے۔

علم اختیاری۔ فقہ اور تفسیر اور حدیث۔

علم افتخاری۔ تصور اور معرفت اور توحید اور تقویٰ اور پرہیزگاری اور ہدایت اور ولایت تفہیمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

علم باید از عنایت غلت را ہر کیے پرساں کردن طبع را

ہرچہ خوانی حق بخواں بہر از خدا جہل را جائے نماند چوں چا

### جہل کی برائی

حديث: مَنْ لَمْ يَتَوَرَّعْ حَالَتْ  
الْعِلْمِ اِنْتِلَاهَ اللَّهُ تَعَالَى بِشَلَةٍ بِلِيَّاَتْ  
إِنَّا أَنَّ يَمُوتُ شَابًاً أَوْ أَنْ يَقْعُدَ فِي

یعنی جو علم پڑھ کر پرہیزگاری نہ کرے اس کو تمن بلاوں سے اللہ تعالیٰ جانختا ہے یا جوان مرے گا یا محتاج ہو گا۔ یا امیروں کے

الرُّسْتَاقِ أَدِنَى بَابَ الْأَمْرَاءِ دروازے پر بھیک مانگئے گا۔

مصنف کہتا ہے کہ جو عالم دوام اللہ کی طلب میں ہے وہ عارف باللہ ہوتا ہے۔ اور جو دنیا کی طلب میں ہے، وہ دنیا کے درجہ کو مانچتا ہے۔ لیکن جلد زوال پاتا ہے۔ اور واسطے رزق کے مت غم کھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْبَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَكَفَوَا  
أَغْرِيَ اللَّهُ بِإِذْنِهِ بِقَلْبِهِ مَا  
فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يَتَنَزَّلُ بِقَلْبِهِ مَا  
يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بِعَصِيرٍ  
(۲۶-۳۲)

اور خلق کے طعنے سے اے عالم عارف، عاجز مت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:-

وَيَقُولُونَ إِنَّا لَمَرْدُؤْدُونَ فِي  
خَلْقَتِي طَرْفَ لَوْثَائِي جَائِسَ كَيْ  
قَوْلَهُ تَعَالَى۔ وَيَقُولُونَ إِنَّا  
فِرْمَيَا اللَّهُ تَعَالَى نَعْلَمُ مَعْنَوَنَهُ  
الْحَالِفَةِ (۴۹-۵۰)

قولہ تعالیٰ۔ وَيَقُولُونَ إِنَّا  
کیا ہم بیک اپنے معبوودوں کو ایک شاعر  
مجبووں کے کہنے سے چھوڑ دیں گے۔  
(۳۶-۳۷)

اے عالم عارف، اللہ کے ذکر سے مشغول ہو۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: لَيَقُولُونَ لَوْ آنَ عِنْدَنَا  
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی وہ لوگ کہتے ہیں  
ذَكْرَ آتَنَ الْأَوَّلِينَ لَكُمْ كَعَبَادَ اللَّهِ  
ہم بیک اللہ تعالیٰ کے خالص بندوں سے  
الْمُخْلَصِينَ (۳۷-۳۸) (۱۶۷۱-۱۶۹۱)

پس اے عالم عارف، شیطان دشمن سے خبردار رہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ الشَّيْطَنَ لَكُمْ عَدُوٌ فَاتَّبِعُوهُ  
تحقيق شیطان تمہارا دشمن میں ہیں ہے۔ پس  
عَدُوًا إِنَّمَا يَدْعُوُا حِزْبَهِ لِيُكُوْنُوا  
اس کو دشمن جانو۔ اس کا گروہ تم کو بلاتا ہے

کہ تم دزدی ہو جاؤ۔  
جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور پرہیزگاری  
نہ کی۔ تو اس کو اللہ تعالیٰ سے دوری زیادہ  
ہوتی ہے شرع میں۔

حدیث: إِنَّ أَمَّهُ الدَّنَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ  
حقیقت زیادہ عذاب قیامت کے دن اس  
شخص کو ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ علم سے نفع  
نہ دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کئی کئے کہ عالم کون شخص ہے۔ آپ  
نے فرمایا جو علم پر عمل کرے۔ پس علم سیکھنا چاہئے تاکہ کام میں آئے اور اس سے سنت  
کی راہ پائے۔ اور جانتا چاہئے کہ جب علم حاصل ہوتا ہے۔ تو اس کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ  
ستے ذریعے۔ اور جس کو علم زیادہ ہو اور بے خوف ہوا تو اس کا جہل زیادہ ہوتا ہے۔ اور  
وہ جہل ظاہر سے باطن کی طرف پڑھ جائے۔ عالم وہ ہے کہ خوف والا ہو۔ اور اگر سو  
ہزار سلسلہ جانے اور جو خوف والا ہو۔ اور بقول اللہ تعالیٰ کے عالم نہیں ہے علم کا حال  
ہے۔ اور جو مسئلہ ایک جانے اور خوف والا ہو۔ اس کا حشر علماء کے ساتھ ہو گا۔

امام ابو حییفہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ فقیہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا جو اللہ  
تعالیٰ سے ذریعے۔ اور اس کا خوف کرے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

يَحْشِيَ اللَّهُ وَيَتَقْبِيَ فَأُولَئِكَ هُمْ  
جو اللہ تعالیٰ سے ذریعے اور پرہیزگاری  
الْفَانِيُّونَ (۵۰-۵۲)

کرتے ہیں۔ وہی کامیاب ہوں گے۔  
اور اکثر آدمی کہتے ہیں کہ درمیان عالم اور جاہل اور کفر اور اسلام کے رب العالمین  
کے نزدیک فرق نہیں ہے۔ غلط کہتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:-

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَسِيقُ الظَّيْنَ كَهْرُوا إِلَى جَهَنَّمَ زُمْرًا حَتَّى إِذَا جَاءَ وَهَا  
فَيَحْشِيَ أَبْوَابَهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رَمْلٌ مِنْهُمْ يَتَلَوَّنُ  
عَلَيْكُمْ أَيْتَ رِتَكُمْ وَيَنْدِرُونَكُمْ لِقَاءً يَوْمَكُمْ هَذَا قَالُوا بَلَى وَلَكِنْ

حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكُفَّارِينَ ۝ قَيْلَ أَذْخُلُوا إِبْرَاهِيمَ جَهَنَّمَ  
خَلِيلِ الدِّينِ فِيهَا فَيُنَسِّ مِثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَمِيقَ الدِّينِ اتَّقُوا رَبَّهُمْ  
إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ وَهَا وَفَتَحْتَ أَبْوَاهُهَا وَقَالَ لَهُمْ  
خَزَنَتْهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طَبِّطُمْ فَادْخُلُوهَا خَلِيلِ الدِّينِ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ  
الَّذِي صَلَّقَنَا وَعَنَّا وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ نَتَّبُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ  
فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَتَرَى الْمَلِكَةَ حَافِقَينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ  
يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَلُقْضَى بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقَيْلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ  
الْعَالَمِينَ ۝ (۷۵۴۱-۳۹)

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں۔ جہنم کی طرف نولیاں بنا کر ہائے جائیں  
گے۔ یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس پہنچیں گے تو ان کے لئے اس کے  
دروازے کھول دیئے جائیں گے اور دوڑخ کے موکل ان سے کہیں گے کہ  
کیا تم (عنی) میں کے رسول تمہارے پاس نہیں آئے کہ وہ تمہارے  
پروردگار کی آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر سناتے اور تمہارے اس روز (ابد) کے  
پیش آنے سے تم کو ڈراٹتے یہ جواب دیں گے کہ ہاں رسول تو آئے اور  
انہوں نے ڈرایا بھی (مگر) (ہم نے ان کی ایک نہ سی اور) عذاب کا وعدہ  
(ہم) کافروں کے حق میں پورا ہو کر رہا (پھر ان سے کہا جائے گا کہ جہنم  
کے دروازوں میں داخل اور ہمیشہ اس (جہنم) میں رہو۔ غرض (خدا  
سے) اکثر نے والوں کا بھی (کیا ہی) برا مٹھانے ہے اور جو لوگ (دنیا میں)  
اپنے پروردگار سے ڈرتے رہے۔ ان کو بھی نولیاں بنا بنا کر بہشت کی  
طرف لے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب (یہ لوگ) بہشت کے پاس  
پہنچیں گے اور ان کے دروازے ان کے لئے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے  
(تاکہ ان کو ہکلنے کا انتفار نہ کرنا پڑے تو ان کی بڑی آڑ بھگت ہو گی) تو  
بہشت کے موکل ان کو سلام علیک کر کے کہیں گے کہ تم (بڑے) مزے

میں رہے تو بہشت میں ہمیشہ (ہمیشہ) کے لئے داخل ہو۔ اور (یہ لوگ)  
کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ ہم کو حکم کر دیکھایا۔ اور ہم کو  
(بہشت کی) سر زمین کا مالک بنایا کہ ہم بہشت میں جہاں چاہیں رہیں۔  
تو (نیک) علم کرنے والے کا (کیا ہی) اچھا اجر ہے۔ اور (اے چیف بر اس  
دن تم) فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے گرد اگر دحلقہ باندھے (کھڑے  
ہیں اور) اپنے پروردگار کی تعریف کی ساتھ (اس کی) تسبیح و تقدیس کر رہے  
ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور  
(سب کچھ ہو ہو) کر آخر کار ہر طرف سے بھی صدا (بلند) ہو گی کہ سب  
تعریفیں خدا کو سزاوار ہیں۔ جو تمام جہاں کا پروردگار ہے۔

کیا صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے خدا واسطے کو اور  
جب نہ ڈرے گا۔ تو نص پر تاویلات میں مشغول ہو گا۔ اور حرام اور شبہات سے نہ بچے  
گا۔ اور حب دنیا میں کسر گناہوں کا ہے داخل ہو گا۔

حدیث : لَوْ كَانَ الْعِلْمُ دُونَ أَغْرِيَ عِلْمَ كَمْ لَوْ كَانَ الْعِلْمُ دُونَ  
الْقَوْمَيْ شَرَفَ قَانَ الْأَيْلَيْسُ تَعَالَى كَمْ خَلُقَ مِنْ أَبْيَسْ زِيَادَهْ بِرَزْگ  
أَشْرَفَ خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى ہوتا۔

مصنف کہتا ہے کہ جب علم اور عمل اور تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کا ذر چاروں وجود میں  
جمع ہوں، دل صفا معرفت کے ساتھ ہو گا۔ اور اس صفت والے کو عالم عارف باللہ کہتے  
ہیں۔

### طبقات علم

جاننا چاہئے کہ طبقۃ اول و تانی تو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب  
کتاب اللہ کا تھا۔ تیریے طبقے میں بعد اصحاب کتاب اللہ کے ایک وقت ایسا ہو گا کہ علم  
بہت ہو گا اور عمل نہ ہو گا اور چوتھے طبقے میں نہ علم ہو گا نہ عمل۔ اور پانچوں طبقے میں حضرت  
عیسیٰ موعظ اللہ چہار آسمان سے بیت المقدس میں اتریں گے۔ اور حضرت چیف بر صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے علم پر عمل کریں گے۔ چنانچہ علم اور عمل بہت ہوگا۔ جاننا چاہئے کہ علم توحید اور علم شریعت اور علم فقہ۔ مسائل فرض، واجب، سنت، مستحب اور علم معرفت الہی مجموع علم کو جمع کر۔ الغرض علم مشل دریائی عینیت کے ہے۔ اور عالم مشل کشی کے۔ اور کشی سوائے دریا کے دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی۔ اور عالم عامل مشل ملاح کے ہے۔ اور فقیر عارف باللہ مشل غواص کے۔ اور غواص جب دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ موئی ملتا ہے۔ اور اس کو نکالتا ہے۔ لیکن غواصی مشکل ہے۔

غواصی کن گرت گوہری باید غواص را چھار ہندے باید سر رشتہ بdest جاں برکنداست دم نازون و پائے سرے باید جان کر اصل علم، معرفت اور عبادت کا لقہ ہے۔ اور وہ لقدر دو قسم کا ہے۔ ایک مشل دوزخ کی آگ کے کہ حرام اور شبہ دار ہو کہ اس سے حرص اور غیبت اور لبغض اور عناد اور نفاق اور ریا اور بے محیت اور شیطنت اور نفس پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے لقہ حلال ہے۔ مشل بہشت کے پانے کے۔ جب وہ وجود میں آتا ہے۔ دوزخ کی آگ فرو ہوتی ہے۔ اور تائب ہوتا ہے۔

اور تو بہ تمیں قسم کی ہے اور اس کے تین نشان ہیں کہ اس سے تین آثار پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو جہل سے توبہ کرے اور اخلاق کے ساتھ علم پڑھے۔ اس کا علم یکبارگی روشن ہو کہ ابتداء اور انتہا سے عامل ہوے اگر غفلت سے توبہ کرے اور اخلاق کے ساتھ زبانی عبادت میں مشغول ہووے۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور دنیا اور اہل دنیا سے طالب نہ ہو۔ بلکہ توبہ کرے فوراً اس کو معرفت الہی روشن ہو۔ بلکہ مجلسِ محمدی عليه السلام میں حاضر ہووے۔ اور جو اخلاق کے ساتھ فتن اور فجور سے تائب ہو۔ وہ خاک میں جس نیت سے ہاتھ ڈالے اسی قدر اس کو زر حاصل ہووے۔ اس طریق سے توبہ قبول ہووے۔ تائب محتاج نہیں ہوتا۔

اے بھائی یہ سب برکت لقہ حلال کی ہے۔ عالمے عامل اور فقیر کامل حرام لقہ کو اول نظر سے پیچان لیتا ہے۔ اور حلال کو معلوم کر لیتا ہے۔ یہ ہے غذائے نفس اور شہوت

اور رجوعات خلق اور ناموس بخلق ہے۔ اور دوسرے بزرگوں کو حرام لقہ سے سستی۔ بندگی اور بے لذتی ذکر میں اور بے مزگی فکر میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی خاص مرابت ہیں۔ مردوہ ہے کہ اگر قضاۃ اللہ حرام و جوہ میں آئے۔ اور معلوم کیا کہ آیا تو اللہ کے ذکر سے ایسا جلا دے کہ خاکستر کر دے کہ نابود ہو جائے اور تاشیر نہ کرے۔ لیکن اصل حرام پانا یہ ہے۔ جس نے لقہ حرام کھایا وہ اللہ کا نور نہیں دیکھتا۔ اور جو حلال کھاتا ہے۔ ترقی بھلی اور مشاہدہ کی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ ہر ایک حقیقت علم کمال سے حاصل ہوتی ہے۔ اور علم دو قسم کا ہے ایک واسطے دین کے جیسا کہ عمل پر ہیزگاروں کا ہے۔ اور خوف خدا کا اور نکنا حرص اور حسد سے اور مشغول عبادت میں ہوتا۔ اور سعادت اور پر ہیز گاری اور صفائی دل کی۔ یہ سب خاصیت علم رحمٰن کی ہے۔ ان علماء کو عبد الرحمن کہتے ہیں۔ یعنی تابع اسلامین قوی وین۔ دوسرے علم دنیا کہ طمع اور بخل اور رشوت اور ریا ہے کہ بوجب حدیث کفر سے اشد ہے۔ اکریۃ اَنَّهُ مِنَ الْكُفَّارِ یہ علم شیطان کا ہے کہ علماء کو حرص اور نادانی کی طرف لے جاتا ہے۔

### ریا کی مدت

جان کے کفر کی ابتداء اور علماء کی انتہا ہے اور فقر کی ابتداء کیا ہے۔ اور علماء کی انتہا کس کو کہتے ہیں۔ یعنی ابتداء فقر کی اللہ کا ذکر ہے کہ اس کی تاشیر سے کہ اسم اعظم ہے۔ اور قرآن مجید میں ہے، کشف ہوتا ہے۔ اور اسم اعظم کی تاشیر سے تفسیر واضح ہوتی ہے۔ حکمت یہ ہے کہ علم ظاہری اور باطنی جزو کل ہر چہار کتاب قرأت، انجیل۔ زبور، فرقان اور حدیث نبوی ﷺ اور حدیث قدسی اور علم معرفت اور مشاہدہ اٹھا رہہ ہزار عالم کا اور طیر اور سیر سفلی اور علوی کلمہ طیب کی طے (لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ) میں ہے۔ جو اس سے مکفر ہو مرتد اور کافر ہے۔ آمنا و صدقنا۔ اور کلمہ دو جہاں کی کنجی ہے۔ جب طالب با ترتیب اس کو پڑھے اس سے کوئی علم پوشیدہ نہیں رہتا۔ اور کلمہ طیبہ تھے میں اسم اللہ کے ہے۔ اور اسم اللہ تھے میں اسم اعظم کے ہے۔ اور اسم اللہ اور اسم اعظم فتن اور تاشیر نہیں دینا سوائے وجود معظم کے اور دل سلیم کرم۔ پس یہ روشن ضیرہاتھ میں لائے

خاص کر قرآن و حدیث ہے۔ زاہد بے علم اپنی ہے اور خبیث، علم مونی جان ہے۔ اور زاہد بے علم شیطان ہے۔ علم ہادی رہبر ہے۔ اور زاہد بے علم گمراہ، علم فقہ اور علم فقر فیض الہی ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ اور رہبر ہیں۔ جانتے ہو کہ خدا کی طرف سے دو گواہ ہیں۔ اور باطل سے نگاہ رکھتے ہیں۔ اور حلیم اللہ کا نام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مرتبہ تعلیم علم اور تلقین معرفت، اور فہر کیلئے، اول نور کو آپ کی تعلیم کیا۔ دوسرا بار روح مقدس کو کہ اس وقت میں کوئی مخلوق نہ تھی۔ تیسرا بار جسم اطہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اولین اور آخرین تعلیم اور تلقین کیا۔ پس مرشد کامل تعلیم میں نور اور روح میں جسم کے چاہئے۔ نظر میں اور معرفت الہی میں اور ذکر فکر میں اور علم لدنی میں، اور کشف و کرامات میں، اور عمل میں سب میں کامل ہو۔ اور غرق باللہ ہو۔ مرشد کامل وہ ہے کہ اللہ کے طالب کو تین مراتب پر پہنچائے۔ اول: نور مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، دوم: روح محمد مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، سوم: جسم مقدس حضور مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چنانچہ قول ہے: **كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ إِلَى أَصْبَلِهِ هُرْجِيزْ أَبْنَى اَصْلَ پَرِرْجُوْعَ كَرْتَيْ**۔ جب اصل پر پہنچے و مصل پر نہ پہنچے مطلق حیوان رہے۔

علم سہ حرف است سہ از بہر سہ ب دا برکت تو کل ترک ت  
ہر کہ خواند غیر ازیں دنیا طلب طالب دنیا یود اہل از کلب  
چنانچہ حدیث ہے: **اللَّذِيْنَ جَنَفَةَ وَ طَالِبُهَا كَلَابٌ**  
دنیا ایک مردار جیز ہے اور اس کا طالب کتا ہے۔

### نور محمدی ﷺ کی تعریف

شرح نور و روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی خداوندی کا اظہار چاہا۔ تو اپنے نور خاص سے نور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جدا کیا۔ اور وہ نور مقدس آئینہ محبت میں اور معرفت میں اپنا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اس نور پاک کا نام نور محمد مصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ اور حبیب ﷺ اس واسطے نام ہوا کہ حق بجانہ و تعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا کہ اے میرے حبیب ﷺ مجھ سے ہمکلام ہو۔ اس

جو علم و عمل کے ساتھ دونوں جہاں پر امیر کرتا ہے۔ یہ نہ عالم ہیں نہ فاضل ہیں، معاش کی طلب میں محتاج ہیں۔ اور خوار ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عالم گور میں اور علم کتاب میں۔ اس واسطے کہ علم اکسیر توریت۔ انجلی۔ زبور۔ قرآن میں مرقوم ہے۔ آیات میں مشہور ہے۔ جو عالم کہ آیات قرآنی سے اسم اللہ کا اسم اعظم اور علم اکسیر نہ پائے اور عمل میں نہ لائے اور غنی ہو۔۔۔ پس موافق اعداد آیات کے وَوَجَدَكَ عَالِلًا فَاغْنَى اور پایا میں نے تجھے عائل۔ پس غنی کر دیا۔ کیا درست نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں تغیر معلوم نہیں ہے۔ ہنوز محروم ہے۔ اگرچہ خلق کے نزدیک عالم فاضل ہے۔ اور مندوم ہے۔ زبردست سیاہ دل اور بے ترس ہے۔

علم بہر دین بود دین از خدا نیت عالم آنکہ بارشوت ریار جو علم کہ مولا کے ذر سے اور آخرت کے ذر سے دنیا کو نہ کھینچے۔ اور جس علم سے کہ نفس درست نہ ہو۔ وہ علم نہیں۔

### دنیا کی مدت

دارا برفت حشت و جاه از جہاں نبرد کاؤس ہم فروشد کام از جہاں نبرد  
جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد حال است ایں چنیں کہ کے از جہاں نبرد  
زنہار دل بلند بر اسباب دنیوی اور جس علم سے کہ  
دل کے دیدہ کی صفائی نہ ہو۔ اور حق کی معرفت نہ کھولے وہ علم و بال اور اس کا عالم حال  
جاہل ہے۔

### شکر کی تعریف

تو جانتا ہے کہ علم یک اعمال کے واسطے ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے۔  
اعملوا آل داؤد شکرًا عمل کرو تم اے آل داؤد ہلیلۃ السلام ہلک شکر کا۔ خطامت کی  
گناہ ہے۔ اور شفیع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا اور فضل کا ہے۔ علم

وقت وہ نور پاک وجود میں آیا اور کہایا اللہ۔ پس نام اللہ تعالیٰ کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس نور پاک کو دولا کہ اور ستر ہزار سال نگار رکھا۔ بعد اس کے حق سبحان و تعالیٰ نے ازروئے لف اور کرم کے فرمایا کہ اے نور محمد ﷺ! روح محمد ﷺ ہو جا۔ پس وہ نور محمدی روح کی طرف منتقل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا کہ اے روح محمد ﷺ! مجھ سے ہم خن ہو۔ پس مقدس روح نے عرض کیا۔ آشہدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ حق تعالیٰ نے بزبان قدرت جواب دیا: وَآشہدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور کلمہ توحید کے نور سے نور فتوح و حدث اور معرفت پیدا ہوا ایک صورت پر۔ پس اس صورت نے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ السلام علیک یا روح محمد ﷺ! روح مطہر نے جواب دیا۔ و علیک السلام یا فقر۔ پس صورت فقر نے دل میں روح پاک ﷺ کے سکونت قبول کی تصدیق تکب وجود محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مبدل ہوئی۔ پھر حق سبحان و تعالیٰ نے زبان قدرت سے ارشاد فرمایا کہ روح نجیب محمد ﷺ ہم سے ہم خن ہو۔ روح نے عرض کی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ حق سبحانہ تعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا محمد رسول اللہ ﷺ! چنانچہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ کے نور سے صورت اسلام اور ذکر اللہ اور کلام اللہ پیدا ہوا۔ اور صورت علم اور اسلام نے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی۔ السلام علیکم یا روح محمد ﷺ، روح پاک نے جواب دیا و علیکم السلام یا علیم کلام اللہ، اور روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کو تعمیم دی اور علم کے روپ و کھڑے ہوئے اور بوس دیا اور آنکھ پر رکھا۔ علم نے اقرار اور سکوت زبان پر پکڑا۔ اور آنکھ سے مطالعہ کیا۔ اور شن لائک ٹینیشیں ہزار سال اللہ تعالیٰ نے روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم علم دی اور حافظ کیا کہ ہنوز وہی پیدا نہ تھی۔

### تعلیم انسان و اتمام فقر

الآن كَمَا كَانَ عَلَمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ إِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ۔ ہنوز جیسا کہ تھا تعلیم کیا انسان کو کہ وہ شہ جانتا تھا جس وقت فقر تمام ہوا۔ پس وہی اللہ ہے۔

صاحب معرفت اور تمامیت فخر چنچی۔ سرفرازی اور فخر یگانہ محض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض مصطفیٰ ﷺ وہ ہے کہ یگانہ ہوا۔ اور یاد رکھے حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مشاہدہ کے ساتھ اور واقف ہواں احوال پر بھی کہ فخر لا زوال نعمت ہے۔ چنانچہ یہ قال میرا میرے احوال پر شاہد ہے کہ اس مقام پر نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ آدمی چنچے کہ دستِ بیعت کر کے طالب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ اور مقام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس پر کھولے اور حقیقت ابتدا اور انتہا نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ دکھائے ان اُوْلَئِيَّ تَحْكَمَتِ الْكَلَمَيْنِ لَا يَنْفَعُهُمْ غَيْرُهُ تَحْقِيقَ مِيرَے اولیاء میری قباقے گیجھے ہیں۔ سوائے میرے ان کو کوئی نہیں پہچانتا۔ مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَائَةً جس نے اپنے رب کو پہچانا وہ گوگا ہو جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نظر جمیلت دستِ راست سے طرف روح محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کی۔ اور زبان قدرت سے فرمایا گُنْ فَيَسْكُونُ۔ پھر کل جلوقات جن اور انس اور طاکہ اور اخمارہ ہزارہ عالم موجود ہوئے۔ پھر دست چپ کے کی۔ اس سے نارشیطان اور دنیا اور نفس امارہ پیدا ہوا۔ اور تیری مرتبہ تعلیم جسد اور جسم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہوئی چنانچہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برائق پر سوار ہوئے۔ اور حضرت جبرايل علیہ السلام آگے پا پیدا ہو جلوہ دارتے اور جبرايل علیہ السلام پہنچ رہ گئے اور آپ بالائے عرش گذرے اور قاب قوسمیں اُوْ اُذْنَى کے مرتبہ پر پہنچ اور دیکھا جو دیکھا اور سنایو۔

دیدِ محظیہِ جنم در

ہلکہ بدالِ جنم کہ دارد بہ سر

اور مرشد کامل وہ ہے کہ طالب کو مجلس نور محمدی ﷺ میں پہنچا دے اور طالب کے روح کو مجلس میں روح محمدی ﷺ کے پہنچا دے۔ اور جسم کو مجلس میں پہنچا دے۔ چنانچہ موافق حیلہ شریف کے ہو۔ اور جو مرشد یہ توفیق نہ رکھے اس سے تلقین حرام ہے۔

باتوں گوئم بشنوی اے ہوشمندا	ذکر و فکر و عقل آنجانا پسند
جسم و روح کے رسداں خاص نور	تا نہ گردد نور کے باشد حضور

عارف باللہ! جو اللہ کے طالب کو تعلیم نہیں دیتا ہے۔ مرشد نہیں ہے۔ اور جو مشاہدہ عینیہ  
بنجھے یعنی اسم اللہ کے تصور سے وہ صاحب کمال ہے۔

### یقین کا مرتبہ

**وَاعْبُدْ رَبِّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔** (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عبادت کر اپنے پروگار کی یہاں تک کہ تجوہ کو یقین پہنچے، مراتب ذکر اور فکر سے آدمی صاحب یقین ہوتا ہے۔ اور مراتب دنیا کے تماست سے بیدن ہے۔ اور دم آخر خاتمہ بالآخر ہے۔ وقت زرع کے قدیق دل کے ساتھ زبان پر صدق کے غلبے سے نکلے۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ۔** جس موت کیوقت قبر میں۔ **لَا تَخْفَ لَا تَحْزَنْ أَلَا إِنَّ أَوْلَيَاءَ اللَّهِ لَا حَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَخْزُنُونَ۔**

### حضرت قلب کی تعریف

معلوم ہو کہ عبادت رسم رسوم اور یقین جزو کامل میں آئے۔ بعض کو وقت موت کے اقل کہ مومن اور مسلم ہو دیں جو ایمان کے ساتھ مشاہدہ میں معائینہ کرے۔ پھر یقین حاصل ہو اور موت پر راغب ہو۔۔۔ اور با وجود اس کے جو کوئی عبادت میں مثل ابلیس کے کرے۔ اور یقین معرفت کا نہ لائے۔ عبادت وہ ہے کہ یقین کو پہنچا یعنی عبادت رکوع اور بسود میں اللہ اکبر کا جواب باصواب لبیک عبدي، پائے کہ بے جواب اور الہام اور بے قدرت زبان یعنی حاصل نہیں ہوتا۔ **لَا يَجُوَدُ لَا يَخْضُورُ الْقُلُوبُ** حدیث ہے یعنی نہیں ہے جائز نہماز مگر حضور دل کے ساتھ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ دل بیار دست بکار، غلط کہتے ہیں۔ بلکہ دل بیاز و دست بکار صحیح ہے۔ چونکہ دل تعقیل اللہ کے ساتھ رکھتا ہے۔ پس جو اللہ کے ساتھ ہے وہ صاحب یقین ہے۔ اور جو اللہ سے پھر ادنیا کے ساتھ، یقین سے پھرا اور بیدن یعنی ہوا۔ یعنی بے ادب، اور اللہ سے طلب کرتا ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے طلب کرتا ہے۔ اور قرآن اور علماء سے ادب طلب کرتا ہے۔ اور فقیر اسماں اللہ سے ادب چاہتا ہے۔

نور پیدا ہے شد از حق نظر در مطالعہ علم از حق بے خبر  
کے شاندہ مردہ دل دیوار گل  
باخو بھر از خدا نورش نما نور حاصل مے شود از مصطفیٰ ﷺ  
اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **أَنَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ اللَّهُ نُورٌ أَنَّمَا نُورٌ مِّنْ عِنْدِهِ**  
کا ہے دوسری جگہ فرمایا ہے: **نُورٌ عَلَى نُورٍ** اس مقام میں نور مذکور ہے کہ قرآن مجید میں  
ہے چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے: **لَيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقْلَمَ مِنْ ذَبِيلَكَ وَمَا تَأْخُرَ الْبَتَّةَ**  
دیے اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھے گناہ سب تیرے سب سے۔  
جاننا چاہئے کہ ذکر، گلر، عقل، مذکور الہام اور تخلق جسم اور روح سے رکھتا ہے۔ اور  
غرق نور حضور سے رکھتا ہے۔

### اقسام فقر

اے طالب صادق! فقر و فصم کے ہیں۔ بعض صاحب حال اور بعض صاحب  
جمال۔ مسٹی حال کا وصال اگرچہ کمال ہے۔ مگر اس کو زوال ہے جیسا کہ کشف و کرامات  
اور رجوعات غلق اور حاضری جزوں کی۔ چنانچہ ذکر اور فکر اور سکر اور سحاب اور فیض اور بسط  
اور سیر اور طیر اور طے زمین و دویم قدم مشرق سے مغرب تک فقر مجھی ﷺ کے زدیک یہ  
سب حال کی بازیگردی خام خیال ہے۔ اور بعض فقیر صاحب احوال کہ اپنے پر لباس  
شریعت کا پہن کر سوائے نور اللہ اور تجلیات معرفت کے اور قدم بعدم محمدی ﷺ کے  
دوسری راہ نہ دیکھے۔ اس کو صاحب جمال وصال کہتے ہیں۔ مقام نور دستکاری ہے۔ اور  
ماسوائے اللہ سب خواری ہے۔

جان کہ صاحب ریاضت مجاهدہ خدا سے جدا ہیں۔ اور صاحب غرق نور اللہ بالخدا  
ہیں۔ مجاهدہ واسطے مشاہدہ کے ہیں۔ اور مشاہدہ شاہد حال کے ساتھ ہے۔ نہ قبیل قل و  
قال سے اور نہ مسٹی حال سے جدا ہے ہوا پر ہے۔ اور ریاضت کے ساتھ شور میں ہے۔  
اور جو خدا کے ساتھ باطن معمور اور خاموش ہے۔ **مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ كُلَّ لِسَانَةٍ**  
حدیث ہے۔ مرشد عارف سے اللہ کا طالب اذل روز عارف ہوتا ہے۔ ذکر فکر مرشد

ادب تاجیس از لفظ الہی  
بر سر برہ جا کہ خواہی

اور شیطان بے ادبی اور دنیا بے ادبی اور نفس اماڑہ اور کفر اور نفاق بے ادبی کی  
طلب چاہتا ہے۔ اور ادب کیا معنی رکھتا ہے۔ اور بے ادبی کیا ہے۔ ادب حق بالیقین اور  
لیقین راہ راتی ہے۔ اور بے ادبی باطل دروغ تالیع شیاطین ہے۔ پس مجلس ادب کے  
ساتھ اور بے سلوک کے راست نہ آئے۔ وین کی اصل اور فقر کی اصل ادب ہے۔ اور  
دنیا اور کفر کی اصل بے ادبی ہے۔ کوئی بے ادب خدا کوئی پہنچتا۔

ہر کہ در آفاذ سیلا ب سیم بر قدم خویش نمائند مقیم  
ہر عبادت دور گر داند تر شریطیش زانکہ حق خواند تر

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ عَبَادَتِ اللَّهِ كَوْنَرَكَ مَشَابِهَ سَذَاتِ  
کی جملی حاصل ہوتی ہے۔ اور مُحَمَّد رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سے اسلام کی درستی سلامتی  
کے ساتھ اسلام دین اور ایمان ہے۔ جو جزو کی عبادت کل کی طرف پہنچائے۔ اور جزو  
کل میں آئے اور کل سے ہر مقامات اللہ کے نور کے مکملے ہیں۔ لیقین حاصل ہوتا ہے۔  
اور اہل لیقین مطلق ہوتا ہے۔ اور لیقین عقی کی یہاں کی مقام اور باطل کے دور کوئے  
والا ہے۔ اور حق لیقین کے مقام کو لیجاتا ہے۔ جیسا کہ عبادت توفیق ہے۔ اور لیقین  
رسق ہے۔ اور لیقین جانتا ہے۔ اور عبادت بے لیقین کا رشیطان ہے عبادت علم ہے۔  
اور لیقین امر اور ذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سے حاصل ہوتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے مردی ہے۔ آپ نے فرمایا:  
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ  
فَرَمَيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ  
أَخَافُ عَلَى أَمْتَقْيَ إِلَيْكُمْ أَخْوَفُ مَا  
کوئی چیز میری امت پر دو چیز سے زیادہ  
خوفدار نہیں ہے ایک خواہش نفس کہ ان کو راہ  
وَطُولُ الْأَمْلَ أَمَّا إِلَيْكُمْ أَخْوَفُ مَا  
حق سے باز رکھتی ہے۔ دوسراً اندریشہ دراز  
فَيَضْلُلُ عَنِ الْحَقِّ وَأَمَّا طُولُ الْأَمْلِ  
کہ قیامت کو ان سے فراموش کرتا ہے۔  
فَيَسْبِي الْآخِرَةَ

جان کہ کلمہ طبیبہ معرفت کا سر اسرار اور یقین معراج ہے۔ سوتے ہیں۔ اور بیہوٹی  
میں نور اللہ میں غرق کرتا ہے۔ جس کے وجود میں ذکر تمام تاثر کرتا ہے۔ اور اللہ کا نام  
نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے اور زبان پر جاری ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی تکوار ہو جاتا ہے۔ اگر کسی  
کی طرف تھر اور غصب سے نظر کرے اور کہہ یا اللہ! اسی وقت جان سے بیجان ہو  
جائے۔ کیونکہ اللہ کا نام اسم اعظم کے ساتھ ایسے ہی اثر رکھتا ہے۔ سہی مراتب یقین کے  
ہیں کہ اللہ کے نام سے حاصل ہوتے ہیں۔

حدیث : ذکر اللہ فرض من قبل      اللہ کا ذکر ہر ذکر سے پہلے فرض ہے کہ  
فرض لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
اللَّهُ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

چنانچہ حدیث ہے:

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ  
رَسُولُ اللَّهِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ  
الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَلَا عَدَابٍ قَبْلَ  
مَا اخْلَاصَهَا قَالَ أَنَّ يَهْجُرُ عَنِ  
الْمَحَارِمِ

ایک اور حدیث ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَثِيرٌ وَمُتَخَلِّصُونَ  
قَلِيلٌ

جاننا چاہئے کہ کلمہ خاصان صاحب ذکر بارہ ضرب ہے کہ دل پر مارتے ہیں۔ اور  
اس کی برکت سے ہر مقام کو پاتے ہیں۔ چنانچہ جو شخص کہ پہلی ضرب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی  
مارے اور تفکر کرے اس وقت اس کو معلوم ہوتا ہے کہ میری جان کندنی کا وقت ہے۔ اور  
معنی کُلُّ نَفْسٍ ذَاقَةُ الْمَوْتِ کے حاصل ہوتے ہیں  
اور جب دوسری ضرب لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت ستر

ہزار سوال بندہ سے پوچھتا ہے۔ اور بندہ بے زبان جواب دیتا ہے کہ **اللَّهُمَّ كِبْرَى**  
**قَلِيلٌ عَلَى دِينِكَ أَنَّ اللَّهَ يَرَادُ إِلَيْكَ** اپنے دین پر سلامت رکھ۔

اور جب تیری ضرب دل پر مرتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت ہزار  
سوال فرشتہ قبر میں داخل ہونے سے اول پوچھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **وَهُوَ مَعَكُمْ**  
**إِنَّمَا كُنْتُمْ**۔ اللہ تھارے ساتھ ہے۔ جہاں تم ہو۔ اور ہر حال پر واقف ہے اور موت  
زندگی میں بندہ کے ہمراہ ہے۔

اور چوتھی ضرب دل پر مرتا ہے اور فکر میں آتا ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ قبر  
میں فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے من کو دوات اور انگلی کو قلم اور تھوک کو سیاہی بنا کر مجھ سے  
لکھواتا ہے کہ جو نیک اور بدی میں نے کی ہے۔ اور تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال کر  
غائب ہو جاتا ہے۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے:

**الْوَمْنَةُ طَفِيرَةٌ فِي عَيْنِهِ طَوَّافُرُجُ** ہم نے اس کا ورق اس کی گردن میں چپکا  
**لَهُ يَوْمٌ الْقِيمَةُ كَبَابًا يَلْقَأُهُ مَنْشُورًا** دیا۔ اور وہ اٹھے گا قیامت کے دن کتاب  
**إِقْرَأْ كِتَابَكَ طَكْفِي بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ** لے کر کہ اس کو وہ اپنی دستاویز کرے گا۔  
**عَلَيْكَ حَسِيبَاتُكَ** پڑھ تو اپنی کتاب کر آج کے دن ازروئے  
حساب کے وہ تیرے لئے کافی ہے۔

اور جب چھٹی ضرب دل پر مرتا ہے اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت ظاہر ہوتا ہے  
کہ عذاب قبر ہے۔ ہر طرف سے زمین غلبہ کرتی ہے۔ اور سوائے خدا کے کوئی فریاد کو  
نہیں پہنچتا۔

اور جب ساتویں ضرب دل پر مرتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ قیامت قائم  
ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم استادہ ہیں۔ اور ہر شخص اپنے اپنے میں غرق ہے۔ اور نفسی نفسی پکار  
رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

**يَوْمَ يَفْرُّ الْمَرءُ مِنْ أَخْيَهِ وَأَمْهَ** جن دن کو بھائیں گے آدمی اپنے بھائی اور  
**مَانَ وَصَاحِبَيْهِ وَبَنِيهِ** ماں اور بیوی اور اولاد سے ہر مرد کے  
**لِكُلِّ**

امْرِئٌ قَنْهُمْ يَوْمَنِدِ شَانٌ يَغْنِيهِ ۝  
وَاسْطَلَانِ مِنْ سَآجٍ ۝  
وَهُوَ كَوْبَهُ پَرَادِتَهُ ۝

(۸۰-۳۳-۷۷)

جب آٹھویں ضرب مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم ہے۔ کہ  
مرے ہاتھ میں اعمال النامہ دیتے ہیں۔ چنانچہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے:  
یعنی جس شخص کی سیدھی طرف سے کتاب  
فَآمَّا مَنْ أُوتَى رِحْمَةً بِيَمِينِهِ ۝  
دِيْ جَاءَهُ ۝ اس کا عنقریب آسان  
فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حَسَابًا يَسِيرًا ۝  
وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ وَآمَّا  
مَنْ أُوتَى رِحْمَةً وَرَأَةً ظَهِيرَهُ ۝  
فَسَوْفَ يَدْعَوْا يَبُورًا ۝ وَيَضَلِّي  
سَعِيرًا ۝ (۸۲-۸۲)

اور ہم سے ان کے ہاتھ باتیں کریں گے اور  
ان کے پاؤں گواہی دیں گے اعمال کی جو  
وہ کرتے تھے۔

اور جو شخص کہ خیر کا عمل ایک ذرہ برابر کرتا  
ہے اس کا اجر اس کو ملے گا اور جو شخص کہ شر کا  
عمل ذرہ برابر کرتا ہے اس کا اجر پائے گا۔

اور جب نویں ضرب دل پر مرتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے اس وقت جانتا ہے کہ  
میری نیکی اور بدی ترازو میں تو لی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:-

وَلَوْزُنْ يَوْمَنِدِ الْحَقُّ  
ق: فَآمَّا مَنْ نَقْلَثَ مَوَازِينَهُ فَهُوَ  
فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝ وَآمَّا مَنْ  
پَسَدِيدَهُ کرے گا۔ ورجس کا ہلکا ہوگا اس کو  
دوزخ نصیب ہوگا کہ جس کی مابیت تو

جس کو حضوری ہوئی۔ اور نور اللہ میں غرق ہوا۔ تو ان میں سے بعض کو سنکر ہوتا ہے۔ بعض توبہ میں آتے ہیں کہ ہر دم توبہ توبہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض ظاہری عبادت میں کہ کسی وقت اور کسی حال میں سرجدہ سے نہیں اٹھاتے۔

### فوانیہ کلمہ طیبہ

جان کہ کلمہ طیبہ کے چار گواہ ہیں۔ اول اقرار زبان سے دوم قصدیق دل سے۔ سوم لام فنی کہ ہر گناہ کو اس کی تکوار سے قتل کرے۔ مثل ذوالتعارف سیدنا علی مرتفعی کرم اللہ وجہہ۔ چہارم محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

پس جو کلمہ طیبہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے اسید قوی ہے کہ وقت جان کندنی کے اسی طرح پڑھے گا اور وقت حشر کے جب اٹھے گا اور کہے گا **آللّهُ أَلّا إِلَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّهِ** تو اس کے دو بازو پر پیدا ہوں گے کہ ان سے اتر کر بہشت میں داخل ہوگا۔ اور کلمہ چار چیز سے تعلق رکھتا ہے کہ وہ فرض ہیں۔ چنانچہ اول کلمہ کہنا فرض ہے۔ دوسرا جو کوئی کلمہ کہنے کو کہے اس سے منکر ہو۔ جلد کہے اور فرصت نہ دے، تیرے معنی تحقیق کرنا اس کے فرض ہیں۔ چوتھے ہمیشہ کلمہ پڑھنا فرض ہے۔

جانا چاہئے کہ کلمہ چار چیز سے قبولیت رکھتا ہے۔ جیسا کہ اسلام کی بنیاد چار چیز سے ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوہ، کہ بغیر اس کے کلمہ نفع نہیں دیتا۔ اور تاثر نہیں کرتا۔ اگرچہ تمام عمر پڑھو۔ جو اس ترتیب سے کلمہ پڑھے اور یقینوں ہو دے۔ یعنک مجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جائے اور باطن میں جو حکم ہو ظاہر آئے۔ وَأَمَّا بِسْعَةِ رَبِّكَ فَحَدَثَ پس اللہ کی نعمت سے مشرف ہونا۔ اور حضرت رب العالمین کے دیدار سے خواب میں شرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے۔

علم را آموز اول آخرًا انجا بیا جاہل اس را پیش حضرت حق تعالیٰ نیست جا علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست علم باید با عمل علم کے برخ بار نیست **اللّهُ تَعَالَى فَرَمَّا هُنَّا هُنَّا مَلَكُوْنَا** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو ریت کے عالموں کی مثال کہ عمل نہیں کرتے مثل گذھے بار ختم کیا۔ وہ آدمی صاحب زبان اور سیف الرحمن ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قولیت کا ہے۔

نہیں جانتا ہے وہ آگ ہے بھڑکدار۔

**وَمَا أَدْرَكَ مَاهِيَّةً نَارَ حَمِيمَةً ۝**

(۱۰۶-۱۰۷)

قُوْلُهُ تَعَالَى: تَتَجَافِي جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَذْعُونَ رَبِّهِمْ حَوْنَقًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ۔  
کرتے ہیں (۱۶-۳۲)

قُوْلُهُ تَعَالَى: وَمَا يَعْمَرُ مِنْ مَعْمَرٍ وَلَا يَنْقُصُ مِنْ غَمْرَةٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ اور نہیں بڑھائی جاتی کسی کی اور نہ گھٹائی جاتی ہے۔ مگر وہ کتاب میں درج ہے (۱۱-۳۵)

اور جب دسویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے۔ اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ مومن سلامتی کے ساتھ پا صراط سے گزرتے ہیں اور جنت میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**يَأَيُّهَا النَّفَسُ الْمُطَمَّسَةُ أَرْجِعِي إِلَى رَبِّكَ رَاضِيَّةً مَرْضِيَّةً**  
فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۝ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۝ (۸۹-۸۰)

اور جب گیارہویں ضرب دل پر مارتا ہے۔ اور فکر میں آتا ہے۔ اس وقت معلوم کرتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے اللہ کے نور کا پیالہ اور حوض کوثر سے شراب طہور مونوں اور مسلمانوں اور عائقوں کو دیتے ہیں اور وہ شوق سے نوش کرتے ہیں اور حق تعالیٰ کے حضور میں تمام امت کے ساتھ دیدار الہی کے واسطے جاتے ہیں۔ اور مشرف بدیدار ہوتے ہیں۔

جب بارہویں ضرب مارتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ اس مقام منتی کو پہنچا اور کلمہ طیبہ کو ختم کیا۔ وہ آدمی صاحب زبان اور سیف الرحمن ہوتا ہے۔ اور یہ مقام قولیت کا ہے۔

الْحَمَارٍ يَحْمِلُ أَسْفَارًا، (۵-۲۲) بِرَدَارِكِي هے اور حدیث ہے: بِكُلِّ شَيْءٍ إِلَهٌ وَّا فَةٌ ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی آفت طمع الْعِلْمُ الطَّمْعُ

گر بخوانی صرف و نحو فقه خوانی یا اصول از وصال قرب وحدت دور مانی اے جھول

تو جانتا ہے کہ شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے باز رکھا کہ وہ حجاب ہو گیا۔ اور فرمان اللہ تعالیٰ کا بجاہ لایا۔ چنانچہ حدیث: الْعِلْمُ حِجَابُ الْأَكْبَرِ۔ موجود ہے۔ یعنی جس علم سے کبر نپیدا ہو اور تغیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبر تن حرف ہیں ک، ب، ر حرف ک سے کرامت دور ہوتی ہے۔ اور ب سے برکت اور سے رحمت۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: وَقَالَ رَبُّكُمْ اذْعُونُنِي قبول کروں گا۔ تحقیق جو لوگ غرور کرتے ہیں۔ وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں جہنمَ دَاخِرِينَ (۲۰-۳۰) گے۔

اور حدیث ہے: وَمَنْ كَانَ فِي قَلْبِ ذَرَّةٍ مِّنَ الْكَبِيرِ إِلَّا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ جس کے دل میں ایک ذرہ بھی کبر ہے وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ وہ صاحب شیطان ہے۔ (جیسا کہ شیطان علم میں فاضل جہان کا ہے)

الدنيا لے کر علم کوئی درجے دیے گئے ہیں۔ وعدہ وعیدہ انبیاء کے قصے اور آیات کن حق کے پانے کی۔ ترک دنیا سے المل دنیا سے درجے ہیں۔ چنانچہ حدیث ہے: الْدُّنْيَا مَلْعُونَ وَمَا فِيهَا إِلَّا ذَكْرُ اللَّهِ دنیا میں سب چیزیں ملعون ہیں سوائے ذکر اللہ کے۔

هم نے ان پر لعنت کا اتباع کر دیا ہے۔

الْدُّنْيَا لَعْنَةٌ وَّيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مَنْ دنیا میں اور قیامت کے دن وہ خراب ہوں گے۔

الْمَقْبُوحُونَ (۲۸-۲۷) او اس دنیا میں بھی لعنت ان کے چیچے لگادی گئی اور قیامت کے دن بھی دیکھو (قوم) عاد نے اپنے پرودگاری تاہکری۔ (جس کی ان کو سزا ملی) دیکھو عاد جو ہو کی قوم کے لوگ تھے۔ دیکھو (خدا کے ہاں سے دھنکارے گئے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ  
لَعْنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ  
وَأَعْدَلُهُمْ عَدَابًا مُّهِينًا (سورہ العنكبوت ۳۳-۳۴) جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی (کسی طرح کی) ایذا دیتے ہیں۔ ہن پر دنیا اور آخرت (دونوں میں) خدا کی پھٹکار ہے۔ اور خدا ان کے لئے در دنک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا پر یقین کرنا بہت برایار ہے۔ اور اس کی یاری سے حرص پیدا ہوتی ہے۔ اور حرص مطلق معصیت کا رشیطان ہے۔ اور نفس کی تازگی کہ دوزخ میں لے جائے گی۔ اور موٹی پر یقین کرنا۔ وہ یار ہے کہ عقیب پر یاری دیتا ہے۔ اور تقویٰ پیدا کرنا ہے۔ اور محبت اللہ تعالیٰ کی حاصل ہوتی ہے۔ اور جب عالم نے دنیا کا لباس لیا۔ دین دور ہوا۔ کیونکہ مثل زہر قاتل ہے تھوڑا ہو یا بہت۔ دنیا شیطان کی متاع ہے جو اس پر بہلا ہو۔ وہ دل شیطان کا گھر ہے اس کو علم سے کچھ نفع نہیں ہوتا کہ اس میں لذت ہوائے نفسانی کی ہے۔ اور کلمہ طیبہ دل کی صیقل ہے۔ اور روشنی کرنے والا ہے۔ اور اللہ کا ذکر وہ ہے کہ شروع ذکر سے دل پر ضرب مارے اور اس کے منہ سے دھواں نکلے۔ اور اس کے بعد دوسری ضرب لگائے۔ اور اس کے غلبہ سے منہ سے آگ نکلے۔ بعدہ تیسرا ضرب لگائے اور منہ سے چنگاریاں نکلیں تو پہنچ ذکر ہے۔

بعدہ خفی ذکر میں آئے۔ اس سے گوشت پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور خون آنکھ سے

نکلتا ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا۔ اور مجھ کو بھی ایسا ہوا۔ اس کو حضور حق کہتے ہیں۔ جس کا ایسا ذکر جھر اور خفی نہ ہو۔ اس کو ذکر نہیں کہ سکتے۔ معلوم ہوا کہ ذکر رسم رسوم و ذکری اور قیوم۔

ذَا كَرَانِ ذَكْرٍ بَاشَدَ ازَ الَّهِ  
ذَكْرٍ دَانِيٍّ چِستَ وَحدَتَ خَاصَ رَاهَ

اور جس وجود سے جاپ کے مثل بولتی ہے۔ یہ بھی ذکر خفیہ کی تاثیر ہے۔ جیسا کہ تکوار کو روشن کرنے والی صیقل ہے۔ ایسے ہی دل کا روشن کرنے والا کلمہ طیبہ ہے اور جیسا کہ نجاست کو پانی اور انہیں کو آفتاب ماہتاب روشن کرتا ہے۔ ایسا ہی دل کو ذکر جو چاہے کہ میرا دل مثل آئینہ کے صاف ہو۔ اور دونوں جہان روشن ہوں۔ اول: محبت اور طلب پیدا کرے اور مکر فریب ریا سے دل کو پاک کرے۔ وہ رات دن سوتے جائے ذکر کرے جیسا کہ ظاہر کپڑے کی پاکی نماز کو شرط ہے۔ ایسے ہی دل کی کلمہ طیبہ سے ہے۔ اور تاثیر ذکر قلب کی کلمہ سے یہ ہے کہ خراب وصف اور توهہات اور خطرات دل سے دور ہوں۔ اور خرابی نہ رہے۔ اور ہر ساعت مشاہدہ علیحدہ علیحدہ دیکھے۔ جب یوں دل پاک و صاف ہو جائے۔ اس کو ذکر دوام کہتے ہیں۔

جان کہ آدمی کا وجود مثل چاہ کے ہے اور دل مثل پانی کے اور غفلت اور خطرات اور بے ذکر ہونا اس میں مردہ چوہا۔ پس اول مردار کنوں سے نکلا جاتا ہے۔ بعد اس کے میں ڈول پانی کے نکالے اور وہ ڈول دلیل غیر سوئے اللہ کی ہے۔ پھر پاک پانی کو محاہسہ سے کیا خوف ہے۔ جب فولاد روشن ہو گیا اور زیگ اور سیاہی دور ہو گئی۔ تو مثل زر کے علم کے قیمت دار ہو گیا۔ حالانکہ جو کام فولاد سے نکلتا ہے زر سے نہیں نکلتا۔ مثل زر کے علم ہے۔ اور تنقیح فولاد کی اللہ کا ذکر کہ ایک بار میں نفس کو قتل کر دے ہاں علم کا پڑھنا ثواب ہے۔ بغیر ذکر اللہ کے نفس کا مارنا دشوار ہے۔

جان کہ جب کلمہ عمل میں آتا ہے دل کو پاک کرتا ہے۔ حالانکہ خلق اس کو حمق کہتی

ہے اور گھر والے دیوانہ اور مجھوں کہتے ہیں کہ اس قدر یہ کلمہ طیبہ کیوں پڑھتا ہے۔ حالانکہ بہت پڑھنا کلمہ طیبہ کا سنت ہے۔

جاننا چاہیے کہ آدمی کے وجود میں خطرات مثل درخت کے ہیں اور کلمہ طیبہ مانند تتم کے ہے جس طرح تبر سے خار و خس دور کرتے ہیں اور زمین قابلِ ختم ریزی کے ہوتی ہے اسی طرح کلمہ طیبہ سے دل پاک صاف اور قابلِ ختم معرفت کے ہوتا ہے۔ ورنہ عمر بر باد ہے۔ آدمی اگر تمام علم نماز روزہ جانے ہرگز مسلمان نہیں ہوتا سوائے ذکر لا الہ الا

الله محمد رسول الله کے جو اس تک پہنچتا ہے۔ کسی سے نہیں ڈرتا ہے۔

در عشق چوں پروا نہ شواز جان خود بیگانہ شو  
شادی کنان مردانہ شو گرس ردد رفت بده

### نمہب الہل سنت والجماعت

اے برادر! نمہب الہل سنت والجماعت مولا کی راہ ہے اور غافل اس سے گمراہ ہے۔ راہ پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔ جس راہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گئے۔ وہ سنت والجماعت کی راہ ہے اور خلاف اس کے گمراہ ہے جس سے حق ملا وہ راہ پر ہے۔ اور باطل گمراہ ہے۔ **الْإِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكُفُرُ بَاطِلٌ**۔ میں نے دین اسلام کو قبول کیا اور جو اس میں ہے اور کفر سے بیزار ہوا اور جو اس میں ہے۔

ز سر ہوں تافتہ پیشہ دین پر دری است

ترک ہوا یافتہ قوت پیغمبری است

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَأَنَّهُ إِنَّ الْفَقْسَ عَنِ** جس نے نفس کو خواہش سے روکا اس کا **الْهُوَى طَفَانَ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوِي** مقام جنت ہے۔

علم واسطے ترک دنیا کے ہے۔ اور معصیت سے نکلنے کے واسطے اور ہوائے نفس سے باز رہنے کو۔

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گروں بزن

بارضاے دوست بگوں یا ہوائے خوبیتن

جو شخص کہ حرف لفظ کھرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثٌ ثَلْثَةٌ یعنی البتہ کفر کیا ان لوگوں نے کہ کہا اللہ تعالیٰ تیراتین ہے۔ کا پڑھے اور حقیقت و مَا مِنِ إِلَهٖ إِلَّا هُوَ وَاحِدٌ اور نہیں ہے کوئی معیود سوائے حق تعالیٰ کے نہ جانے بمحض اس حدیث کے ان آشَدَ النَّاسَ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ تحقیق اشد آدمیوں کا قیامت کے دن وہ منْ لَمْ يَنْفَعْهُ اللَّهُ بِعِلْمِهِ ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے علم سے نفع نہ

۔۔۔

سوال کئے گئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عالم سے یعنی عالم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: الَّذِي عَمِلَ بِعِلْمِهِ یعنی وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے۔ حدیث میں وارد ہے: مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا وَلَمْ يَزَدْ وَدْعًا یعنی جو شخص کہ علم زیادہ پڑھے اور لَمْ يَزَدْ مِنَ اللَّهِ إِلَّا بُعْدًا وَمَقْتَنًا پہیزگاری زیادہ نہ کرے وہ نہیں بڑھاتا اللہ تعالیٰ سے مگر دوری۔

صدق حدیث الْعُلَمَاءُ وَأَرِثُ الْأَنْبِيَاءُ کا وہ ہے دوست امر بالمعروف کی جس کو دل و جان سے ہے۔ نہ وہ شخص مثل قاضی اور مفتی کے یا حاکم خالم ال خانوادہ کے روادار بدعت کا کہ شرع محمدی ﷺ سے برگشتہ ہووے یا روادار نہی اور مکر کا کہ ال شرب سے ہو اور جو کوئی شرع شریف سے پھرا۔ وہ دین محمدی ﷺ سے پھر گیا۔ اور دین سے وہ شخص چور اور بیدین یعنی ہے۔

جان کہ وارث پیغمبروں کی دو چیزیں ہیں۔ ایک جہاد نفس کے ساتھ، دوسرا جہاد دارالحرب کے ساتھ۔ چنانچہ حدیث ہے:

الفَقْرُ عَظِيمٌ الْغَرُورُ لَا نَالَ لِلْفَقْرَ  
جِهَادُ النَّفْسِ وَالْجِهَادُ مَعَ الْكُفَّارِ  
جِهَادٌ أَصْغَرُ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ  
الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ  
اور حدیث ہے:

## رات کا جا گنا عبادت ہے

قُولُهُ تَعَالَى: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا  
وُسْعَهَا  
اور يَا يَاهَا الْمُزَمِّلُ قُمِ الْأَيْلَالُ إِلَّا قَلِيلًا  
نِصْفَهُ أَوِ الْقُصْنِ مِنْهُ قَلِيلًا أَوْ زِدْ  
عَلَيْهِ وَرَتَلِلُ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا  
زیادہ کرو اور قرآن کو عدمہ پڑھ۔

(۳۱-۳۲)

طالب مولیٰ فقیر کا وجود با جمعیت ہے۔ اور طالب دنیا فقیر کا وجود جہل کے ساتھ یعنی طمع اور حرص سے علم کی عاقبت بالخیز طلب سے اور جس سے جہل کی جلال خدا کا۔ اور غصب ہے۔ اور طالب حقیقی کو اگر مرشد سے ایک ہفتہ میں باطن کلیہ کے ساتھ طالب مولیٰ کا مقصد وہ پہنچ۔ چاہئے کہ اس سے رخصت ہو۔ کیونکہ عمر ضائع نہ کرے اور برباد نہ ہو۔ اس واسطے کہا ہے کہ ایک ہفتہ خدمت کامل فقیر کی بہتر ہے۔ عبادت ستر برس سے

۔۔۔ مرشد آں باشد کہ در راه خدا

طالباں را باز دارو از ہوا

اور طالب وہ ہے، کہ اذل روز خدمت میں مرشد پر جان و مال تصرف کر دے اور مرشد وہ ہے کہ اس کا آجُوڑہ (مزدوری، اجرت وغیرہ) مال اور ملک دوام کا دے اور ولایت جادوائی بخشے۔ اور آجُوڑہ جان کا جمعیت دل کی عطا کرے۔ اگر اس صفت کا مرشد ہو۔ جان و مال طالب تصرف کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ آدمی کو آواز کہاں سے

چاہئے اور آواز آدمی کی کیا ہے۔ آواز زندہ دل کی اور صاحب شغل کی رحمن کی حضور سے ہے اور مردہ دل کی شیطان سے ہے۔ عارفوں کی آواز اسرار سے ہے۔ اور مردہ دلوں کی خوار۔ فقیر نعمت ہے۔ اور یہ نعمت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ سوائے دوستان خدا مثیل اولیاء اور انبیاء کے۔ جو سوائے انبیاء اور اولیاء کے دعویٰ فقر کا کرے کاذب ہے۔

### فقر کی تعریف

فقر سری راز وحدت با خدا زیر پائے فقر باشد سر ہوا  
فقر را معلوم کن از گو خن نے گدایاں اہل بدعت راہزن  
فقر گنج اکبر وکان کرم! از دش طوف کعبہ در حرم  
باھو، از گرانی فقر بس گریاں کند با عشق عاش سوز جاں بریاں کند  
ظاہر علم سے ظاہر اعمل اور باطن سے جنگ نفس قاہرہ درست ہوتا ہے۔ جو علم ظاہر  
سے عمل ظاہر اور باطن سے نفس پاک کرے۔ اور خدا اور رسول اس سے رضا مند ہوں  
اور محبوث سے بیزار اور حق پسند ہو انہیں کو علامے عامل اور فقیر کامل اور درویش صابر اور  
بادشاہ عادل اور جوان تائب زبان باحیا اور مومن با صفا اور اہل سخاوت اور طالب خدا اور  
صاحب خوف اور تقویٰ اور سعادت مند صاحب شرع محمدی ﷺ اور پرہیز گار درویش کی  
خداء کی محبت کا داغ درویش کے دل پر ہو۔ اور دوسری حقیقت امت کی یہ ہے کہ تجرب  
المعانی سے نقل ہے:-

تَحْقِيقَ قِيمَةِ الْفَضْلِ كَانَ مِيقَاتًا يَوْمَ إِنَّ يَوْمَ الْفَضْلِ  
بُنْسَخَ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا  
وَفُيَحْتَ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا  
وَسُرِّيَّتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا  
(۸) ۲۰۱۴ء۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (روایت ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آدمی قیامت کے روز کیوں کاٹھیں گے۔  
آپ نے فرمایا: اے معاذ! تو نے برآ کام پوچھا، بعدہ دونوں آنکھیں آپ کی  
جاری ہو گئیں۔ اور فرمایا اے معاذ! قیامت کے دن میری امت دس گروہوں میں اٹھائی  
جائے گی۔ بعض بندر کی صورت اور بعض سور کی صورت اور بعض اس طرح کہ ان کے  
پاؤں اور پر اور سر نیچے اور بعض اندر ہے اور گونگے اور بعض اس صفت سے  
کہ ان کی زبانوں سے خون جاری ہو گا۔ اور پہیپ ان کے سینہ پر گرتا ہو گا۔ اور بعض  
ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے۔ اور بعض آگ کی سولی پر کھینچنے ہوئے اور بعض گندے بودار  
مردار سے زیادہ، اور بعض آگ کی چادریں اوڑھئے ہوئے کہ ان کا پوست ٹکڑے ٹکڑے  
کرتی ہوں گی۔ پس جو بصورت بندر کے ہوں گے۔ وہ شخص ہوں گے کہ آدمیوں  
میں خن چینی کرتے ہیں۔ اور جو بصورت سور کے ہوں گے۔ وہ رشوت خوار ہیں۔ اور  
جو اندر ہے ہیں وہ سود خوار ہیں۔ اور جو اندر ہے ہوں گے وہ غالم ہیں۔ اور بہرے اور  
گونگے وہ لوگ ہوں گے کہ خوب میں بنتا ہیں۔ اور جن کے زبان اور منہ سے ریم جاری  
ہوگی۔ وہ عالم اور فاضل ہیں کہ عمل ان کا خلاف ہے ان کی گفتار کے اور ہاتھ پاؤں  
بریدہ وہ لوگ ہیں کہ اپنے پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور سولی پر کھینچنے وہ لوگ ہوں گے کہ  
بادشاہوں کے آگے شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اور بودار مردار سے زیادہ گندے وہ لوگ  
ہوں گے کہ لذت دنیاوی اٹھاتے رہتے ہیں اپنے مال سے اور خدا کی راہ میں نہیں  
دیتے۔ اور آگ کی چادر والے وہ ہوں گے کہ غرور اور فخر کرتے ہیں۔

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت وہ ہے کہ جس کا عمل نص  
اور حدیث ہے اس واسطے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پارسا اور محمد صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم اللہ کے نور سے اللہ کی رحمت سر سے تاقدم ہیں۔ اور جو امت کہ صاحب شرک  
اور صاحب تکلیف اور صاحب نفاق ہے۔ اس سے پیغمبر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
بیزار ہیں۔ پس امت ہونا آسان نہیں ہے۔ دشوار ہے۔ امت مومن مسلمان ہے۔ نہ  
کہ حریص صاحب بعض اور نفاق اور تائیج شیطان۔

امت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا علامت ہے کہ جس پر 70 نظر اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی نظر رحمت کی جدا ہیں کرتی۔ مثل آناتاب کے ذرہ سے

خدا اور رسول خدا سے ایک ساعت غافل نہ رہنا۔ محضیت سے تائب ہونا اور طاعت سے بے نیازی نہ کرنا، اور آپ کو بندوں میں شمار کرنا یہ بہتر امت۔ یعنی ہذا خیر امتحنی ہے۔

امت امت ظلم دنیا یہم و زر حق پرستی انتی برحق نظر  
کے شود امت بفرمان خدا ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا  
دوسرے سمجھنا چاہئے۔

ہر دم قدم ثابت بود درویش کو  
درمیاں دیگر بین جز عین آن راہ ایں وآں جہاں دم درمیاں

حدیث منْ عَرَقَ نَفْسَهُ فَقَدَ عَرَقَ رَبَّهُ جس نے اپنے نفس کو پہچانا ہے اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ امت محمد ﷺ کے یہی خطاب ہیں۔ اور یہی حالات ہر ایک بشر دیکھتا ہے۔ بھرنش ہوا سے اور دل گناہ سے سردو ہجاتا ہے۔ بنہ بندگی کے واسطے ہے اور بے بندگی شرمندگی ہے۔ جیسا کہ وصیت حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ نے فرمایا کہ اے میرے فرزند! پانچ چیزیں مجھ سے سیکھو کہ تمہارے کام آؤیں۔ اول یہ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی پر دل مت ڈالو۔ کیونکہ میں نے بہشت میں دل ڈالا آخر اس سے جدار ہا۔ دوم عورتوں کے کہنے پر کام مت کرو کہ میں نے حوا کا کہنا کیا راس نہ آیا۔ سوم جس کو تمہارا دل چاہے اس کو نہ لے۔ کیونکہ میں نے اس درخت سے کھایا کہ جس کو دل نے چاہا۔ پس بہتر نہ ہوا۔ چہارم جو کام کرو اس میں مشورہ بندوں سے کرو۔ کیونکہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا میرا یہ حال نہ ہوتا۔ پنجم اگر کوئی نادا وہ قسم کھانے اس پر اعتبار مت کرو۔ اس واسطے کے ابلیس لعین نے میرے آگے خود قسم کھائی اور میں نے اس پر اعتبار کیا۔ پس جو مجھ کو پہنچا معلوم ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ فقیر کو اللہ کافی ہے باقی ہوں ہے اور نہ دنیا میں شیطان کی طرف منہ لائے اور نہ کسی سے امید رکھے اور نہ کسی کو شمار میں لائے۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! بہشت کے بادشاہ کون ہوں گے آپ نے فرمایا مطلق مسکن۔ چنانچہ اگر ان کے سر کے بال دراز ہو جائیں۔ اور ان کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ جام کو دیکھ منڈوا کیں اور اگر بیمار ہوں کوئی نہ ان کو پوچھئے اور اگر نکاح کرنا چاہیں۔ کوئی ان کو لڑکی نہ دے۔ اور اگر بات کریں۔ کوئی اخلاص سے ان کی بات نہ سنے۔ جہاں بیٹھے فرش ان کا خاک ہو۔ اور اللہ کے شفعت میں ان کی روح فرحت کے ساتھ پاک ہو اور نفس ان کا ہلاک ہو اللہ کے نزدیک ہوں۔ صاحب بہشت بلکہ یہ مرتبہ اہل سکر فنا فی اللہ کا ہے۔ اگر تو سوتکواریں مارے دم نہ مارے گو سترن سے جدا ہو اس واسطے کے اذل کے روز سے ان کی ملتیں اور تعلیم رضا کے ساتھ ہے۔

بہتر زہر صوف و اطلس نہدم      غیر از نہدم بہر دو عالم نہدم  
روزے کے حساب ایں داں می طلبند      غیر از نہدم بہر دو عالم نہدم  
جو علم ظاہری سے ظاہر پر عمل کرے اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ جنگ کرے  
اور دل اس کا پاک ہو۔ جان کہ وہ موافق علماء و ارث الانبیاء نبی علیہ السلام کا وارث  
ہے۔ انہوں نے کافروں سے رشتہ نہ لی۔ اور نہ ریا کی۔ اور انہا دین کو ہوت رہتی ہے کے  
ساتھ نہ بچا۔ تو جانتا ہے کہ پیغمبروں نے اپنے سرکوزر کی بسیاری سے نہ بچا ہے۔ اور فی  
سبیل اللہ تصرف کیا ہے اور اصحابہ کرام ﷺ نے دین محمد ﷺ پر شہادت پائی اور دنیا  
اور اہل دنیا کو نہ اٹھایا۔ اللہُمَّ انصُرْ مِنْ نَصْرَ دِينِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔  
علمائے عالی اور فقیر کامل قوی دین اور ناصر دین ہیں۔ اللہُمَّ اخْذُلْ وَيْنَ مُحَمَّدٍ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور عالم بے عمل۔ لامع دنیا اور فقیر اہل بد عیش جاہل دنیوں  
جهانوں میں خوار ہے اور بیدین۔

اے طالب، جان کہ مومن کوئی قسم کی چیزیں ہیں۔ تن اور اہل اور دین۔ پھر اگر

مومن دیکھے کہ دین ہاتھ سے جاتا ہے۔ تن اور مال دین پر تصدق کر دے۔ اور دین ہاتھ سے نہ دے۔ علم اور عمل اور تصدق واسطے دین کے ہے۔ اور جو دین کی پیرودی نہ کرے لیں اور بیدین ہے۔

حدیث: ایسی آخاف علی امئتی ضعف التیقین۔ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی امت پر ضعف یقین کا خوف کرتا ہوں۔ اور منافق تن اور دین، مال پر فدا کرتا ہے۔ اور دین سے بیدین ہو کر مر جاتا ہے۔ اور مال دوسرا کھاتے ہیں اور منافق خواہ درک اعل میں دوزخ کے خوار ہوتا ہے۔

جان کہ دین حبیۃ اللہ حب مولیٰ علم علوم سے اولیٰ ہے۔ اور دوستی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور روح اور توکل اور جہادی اور عقل کلی اور صبر اور سکر اور توکل اور فقر اور ہدایت اور معرفت اور قرب خدا اور فنا فی اللہ اور قلب صفا اور روش ضمیری یہ پندرہ علم خاص الخاص رحمانی مجموعہ متابعت شریعت محمدی ﷺ ایک طرف اور نفس اور شیطان اور بخل اور طمع اور دنیا اور حرص اور کذب اور کینہ اور حسد اور انا، یہ بیش علم مجموعہ شیطانی ہے۔ گکران میں سے ایک بھی آدمی کے وجود میں قرار پکڑ جائے۔ علم رحمانی اس کو نفع نہیں دیتا۔ اور دل اس کا سیاہ ہو جاتا ہے۔ اور مر جاتا ہے۔

### حیوان اور انسان کا فرق

اور عالم اس کو کہتے ہیں کہ ان علوم شیطانی کو پس پشت ڈالے۔ اور علم کلام اللہ اور تلاوت قرآن کو آگے کرے اور سر پر آئے قضا و قدر سے۔ راضی اور صاحب ہووے اور اس کو صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں۔ حدیث: لَا فَرْقَ بَيْنَ الْحَيْوَانِ وَالْإِنْسَانِ إِلَّا بِالْعِلْمِ نہیں فرق ہے درمیان حیوان اور انسان کے مگر علم سے۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: وَعَلَمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے سکھائی انسان کو وہ چیز کہ نہیں جانتا تھا۔ علم وہ ہے۔ جس سے حق معلوم اور باطل معدوم ہو۔ اور وہ علم باعمل ہے۔

حائیتے پریشان پریشان روزگار بہ زبانشند نا پرہیز گارا  
قیامت کے روز شیطان، عالم بے عمل اور فقیر اہل بدعت اور سردو سننے والے کو

اپنے ہمراہ دوزخ میں لے جائے گا۔

علم کز تو ترانہ بتا نہ جہل ازاں علم بہ بود بسیار جو شخص کہ اللہ کے کلام پاک کو جہل پلید کی طرف کھینچے۔ سمجھتا چاہئے کہ وہ کیسا ہی عالم ہو علم کو پلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی جانب پہنچاتا ہے۔ عالم جے عمل کے علم سے اگرچہ صاحب تغیر ہو تعلیم نہ لیتا چاہئے۔ کیونکہ بے عمل بے تاثیر ہے۔ خدا سے نہیں ڈرتا ہے۔ مردہ دل دنیا کی حرث میں ہے صاحب نذر علم روح پر مارتا ہے یار ہوتا ہے۔ اور نفس پر مارتا ہے مار ہوتا ہے۔

علم گر برتن زنی مارے بود علم گر بر دل زنی یارے بود کہ روح اور علم اور حلم اور معرفت اور توکل اور تو حید اور توفیق۔ ترک۔ تولا۔ ایک اتفاق کے ساتھ اس طریق سے روح اور دل دلالت مولیٰ کی طرف کرتا ہے کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑو۔ مبادا موت جان لے لے۔ پس فقیر ہونا اس واسطے ہے کہ مصلحت روح سے پہنچتا ہے۔ اور دنیا زشت کو قافی دیکھتا ہے۔ دل سرہ دھوتا ہے۔ دنیا سے ایک مرتبہ فارغ ہو جاتا ہے کہ تیکی راہ خاص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ لیکن عالم، فاضل، غوث، قطب، درویش، کوترک دنیا سے بہت دشوار ہے۔ کہ یہ متفق نفس سے ہیں۔ اور نفس اتفاق شیطان سے رکھتا ہے۔ اور شیطان دنیا سے۔ پس نفس اور شیطان اور دنیا ہر سہ کو فقر محمدی ﷺ سے شرم نہیں آتی ہے کہ خدا کی طرف رجوع نہیں لانے دیتے۔ اور مانع ہوتے ہیں۔ یعنی کہاں سے پیٹے اور کہاں سے کھائے۔ حیلہ اور حجت سے رزق لا تے ہیں۔

ترک دنیا کے تو انہ ہرنے سے یا باؤ بھوں شیر مردے سے باہم دو بادیہ مردانہ جان کہ عارف پانچ قسم کے ہیں۔ (۱) عارف ازل (۲) عارف ابد (۳) عارف دنیا (۴) عارف عقبی۔ یہ چاروں خام ہیں اور (۵) عارف باللہ فخر کو تمام ہے۔ اے عالم ناداں کہ تو در علم غفروری نزدیک تو معبدو نہ بلکہ تو دوری کشاف ہدایہ اگرچہ تو مے دانی تا فقة مت خاں نکنی، بیچ ندانی

## سید القوم خادمہم

حدیث: سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ  
فقیروں کا خادم قوم کا سردار ہے  
دوسری حدیث ہے: مَنْ تَعْلَمَ الْعِلْمَ  
اللَّجْدَالَ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعْلَمَ  
الْعِلْمَ حَالَصَالِهِ تَعَالَى فَهُوَ مُؤْمِنٌ  
اور حدیث ہے: الْضَّحَّةُ مُؤْتَرٌ  
یعنی صحت اثر کرتی ہے یعنی تقدیر تدبیر پر  
الْسَّقِدِيرُ يُضْحِكُ عَلَى التَّدْبِيرِ  
ہنسی ہے۔  
تمام وجود آدمی کا جہل کی ظلمت سیاہ ہے۔

اگر علم رحمانی نہ ہو کہ مثل آفتاب کے طلوع کرے، اور روشنی جاودانی دکھلائے۔ اور  
کوئی تاریکی نہ رہے۔ یعنی یہ اعمال سے نفسانیت اور معصیت شیطانی دل سے اٹھ  
جائی ہے۔ اور یہ عمل کرنے والے عالموں اور عارفوں اور واصلان حق کو حاصل ہوتی  
ہے۔ جو عالم ایسا مشینی ہوتا ہے، فقیر کامل ہوتا ہے۔ دل سلیم ہی ہے۔ اور راہ مستقیم پر  
موافق انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم و لا الصالیفین (جن پر تو نے نعت  
کی کہ غیر ان لوگوں کے ہیں۔ جن پر غصب کیا گیا اور غیر گمراہوں سے) کے مقام  
صدیت کو پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ طَالِهُ الصَّمَدُ طَمَكَهُ دَنَ  
(تو اے محمد ﷺ) کہ اللہ ایک ہے اور اللہ پاک ہے، اللہ بس مساوی اللہ ہوں۔

## شرح معراج

حضرت سرور کائنات ﷺ کہ معراج کی رات برآق پر سوار اور حضرت جبریل  
پیادہ پا چلو دار تھے۔ چونکہ حضرت جبریل پیچھے رہ گئے۔ اور عرش سے فرش تک دونوں  
جهان انھارہہ ہزار عالم آرستہ و پیراستہ آگے آئے۔ آنجاب عالی حضرت نے چشم مبارک  
حق سے نہ اٹھائی۔

اور منہ توجہ کا عالم اشیاء وغیرہ کی طرف نہ کیا جب بمقام سدرہ پیچے فقر کی صورت

ویکھی اور لذت سلطان الفقر کی چکھی کی فقر سے اللہ کا نور اور نور بالغی معمور تھا۔ قربت  
میں حضرت کلیم اللہ سے گزر گئے اور فنا فی اللہ میں آئے اور فقر کے ساتھ ملاقات اور فنا فی  
اللہ میں غرق ہوئے۔ اور فقر کو اپنارفق کیا۔ محبت اور معرفت اور عشق اور شوق اور ذوق  
اور علم اور حلم اور کرم اور جود اور خلق تمایت فقر و جود محمد ﷺ میں آیا اور زبان گوہر بار  
سے اظہار فرمایا: الْفَقَرُ فَخْرٌ وَالْفَقْرُ مِنْتَ. جب صحابہ کرام کی مجلس میں آئے۔ فخر  
کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موچ ماری۔ فقر کے احوال سننے سے معرفت الہی کی  
آواز آئی۔ حتیٰ سمجھانہ و تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات دن فقراء  
کا دیدار دیکھیا اور نظر جدا مامت کر، وہ فقیر جورات دن خدا کے ساتھ غرق رہتے ہیں۔ شکر  
خدا بجالائے کہ الحمد للہ کہ ہم کو کام کے ساتھ ہوا کہ خدمت سے باہر نہیں ہے۔

اے طالب صادق! جان کہ ایک روز حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
نے بی بی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کہ  
کون ہے حضرت نے فرمایا۔ میں محمد ﷺ ہوں اے فاطمہ، فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
نے اتماس کیا کہ یا رسول اللہ باہر ہیں، میں بہن بیٹھی ہوں۔ اور میرے پاس پہنچنے کو  
کپڑے نہیں ہیں آپ نے ردائے مبارک تن سے جدا کر کے حضرت بی بی فاطمہ رضی  
اللہ عنہا کی طرف چھینگی۔ اور آپ کے پاس کپڑا ستر عورت کا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر  
سرکی جانب کھینچتے تو زانوں کی طرف کھینچتے تو سرکل جاتا۔ پس  
حضرت اسی پارچہ میں سکڑے ہوئے آکر بیٹھے اور حضرت بی بی صاحبہ کے فقر اور فاقہ کا  
حال دیکھ کر استغراق میں ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے خاتون جنت! مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی  
قدرت سے اس قدر قوت بخشی ہے کہ اگر نظر کروں تو تمام درودیوں اور چاندی  
کے ہو جائیں اور کنکر لعل اور موتی اور یا قوت بن جائیں۔ اگر کہو تو نظر کروں۔ اور تم ان  
دنیا کی چیزوں کو لے لو۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قبول نہ کیا۔ اور عرض کی  
یا رسول اللہ! فقر محمد ﷺ اور فاقہ میں ہم کو مزالتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خزان اللہ تعالیٰ  
کا ہے، کسی کو نہیں ملتا۔ سوائے مقرر بولوں اور دوستوں اللہ تعالیٰ کے۔ پس آنحضرت صلی اللہ

علیہ والہ وسلم نے توجیہ کی نظر سے، حضرت خاتون جنت سے فرمایا کہ اے خاتون جنت تو فقر ہے۔ اور فقر میرا خیر ہے۔ اور فقر مجھ سے ہے۔

انہا معرفت کی اور اسرار کی اللہ کے نور ذات سے دیکھئے۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور دل کی صفا کو آنکھ سے دیکھا، پوشیدہ راز کان سے سننا۔ لامکاں پہنچ اور معرفت میں محو ہوئے۔ اور وجود اللہ کے ذکر کے جوش سے اللہ کے شغل میں مغز اور پوست ہو گیا۔ جو اس لامکاں پر پہنچ۔ اس کے وجود میں کوئی حب دنیا اور شرک اور بدعت نہیں رہتی سوائے مشاہدہ ذات کے اور ذوق و شوق وحدانیت کے سوائے اللہ کے طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ قیدِ اللہ میں آ جاتا ہے۔ اور خدا سے جدا نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ مشاہدہ اللہ کے نور کا اور حق کی تخلیقات جائیگی ہیں۔

گر بگرم جاں میر دگر جاں رو د چوں بگرم  
حیراں دریں کارے شدم یا بگرم یا جاں وہم  
ہاں یہ مقام انا الحق کا ہے۔ منصور حوصلہ و سیع نہیں رکھتا تھا۔ اقرار تصدیق قلب انا  
الحق کا زبان پر لایا۔ اور انا الحق سر ہے اور سر کے فاش کرنے کے سر اس کا دار پر  
سکھنچا۔ اسی واسطے انہیں فرقہ کوئہ پہنچا کر انا الحق زبان پر لانا مقام فنا فی الشیخ میں شہرت  
پذیر ہے اور انا الحق دل سے کہنا روشن ضمیر۔ یہ مقام فنا فی اللہ بقا اللہ کا ہے۔

اگر بگوید انا الحق لم عجب نبودا کہ روح خویش و میداست درونا قالب  
انا الحق دل سے کہنا اسرار ہے۔ اور زبان سے کہنا سر بردار ہے۔ دقائق باطنی کا  
مولیٰ تعالیٰ کے پہنچانا بہت مشکل ہے۔ گرے عملی سے مثل نہیں اور گدھوں کے ہیں۔  
خبر ہے اگرچہ تمام عمر پڑھائے۔

جاننا چاہئے کہ مراقبہ فنا فی اللہ میں غرق ہوتا۔ اور ذکر فکر اور تصور اسم اللہ کا مشاہدہ  
کرنا اور معرفت الہی مشکل ہے۔

### شرح مراقبہ

مراقبہ چند قسم ہے۔ مراقبہ مبتدی اور متوسط اور منتهی۔ پس مراقبہ مبتدی ذکر اور فکر

کے ساتھ ایسا غرق ہوا کہ کوئی تکوار سے مارے حرکت نہ کرے۔ اور نہ ہلے۔ ایسا غرق  
اللہ کے شغل کا مقام ابتدا کا مقام ہے۔

دوسرा متوسط۔ جب صاحب مراقبہ کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدہ اللہ میں 12 برس  
ایک مراقبہ کے ساتھ گذریں کہ نہ گری کی خبر نہ جائزے کی اور بعد بارہ برس کے جب  
انٹے تو کہے طرفہ العین بھی نہ گذر۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی عوام ہے۔

تیسرا منتهی جب بے ذکر اور فکر کے اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف مثل  
آب نور اللہ کے وحدت کا دریا ہو۔ اور اس میں توحید کا دریا اس میں اللہ کا نور اللہ  
کے نور میں صاحب مراقبہ غوطہ کھائے اور غرق ہووے۔ اگر کوئی اس طریق سے غرق  
ہووے۔ تو اس کے تن پرسویاں لگیں کوئی رُغم نہ ہو اور جسم سے خون نہ لکھے اور اپنے پر  
سلامت رہے اور باوجود اس کے کہ صاحب مراقبہ نہیں مراقبہ کے ساتھ غرق ہو جسہ  
نسانیت سے لکھے اور اولیاء اور انبیاء کی مجلس میں ہم مجلس ہوئے اور ذکر قلبی وجود میں  
چاری ہووے۔ خلق کے نزدیک مردہ اور قبر میں دفن ہو۔ اور خدا کے نزدیک زندہ حدیث  
الْمَوْتُ جسْرٌ يُوصِّلُ الْحَيَّ إِلَى الْحَيَّ موت ایک پل ہے کہ جیب کو حبیب  
نک کہنچاتا ہے۔ قبر میں پوست اور عرش پر روح، اس موت کو حیات ابدی کہتے ہیں۔  
**مُؤْمُنُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا** اور **إِنَّ أَوْلَيَاءَ اللَّهِ لَا يَمُوْتُوْنَ بَلْ يَنْقُلُوْنَ مِنَ الدَّارِ إِلَى**  
**الدَّارِ**۔

### مراقبہ اول

مراقبہ کی انتہا ہے۔ جو اس مرتبہ تک آئے موت کو اختیار کرے اور قرب اللہ میں  
 داخل ہو اور جسہ نسانیت سے لکھے۔

صاحب مراقبہ کی چار چیزیں دشمن ہیں۔ ایک کشف۔ دوسرا کرامات۔ تیسرا  
خلق کی رجوعات چوتھے سیر طبقات، جوان چاروں سے لکھے۔ اسم اللہ کے مراقبہ میں فنا  
فی اللہ ہووے۔ اور مراقبہ مرتبہ انبیاء اور اولیاء کا ہے۔ مراقبہ اور مراقبہ کو مردہ دل محروم  
معرفت کیا جان سکتا ہے۔ اللہ بس مساوی اللہ ہوں۔

جانا چاہئے کہ کفار کی راہ اور معرفت کی راہ تما میت علم کی راہ تصور اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رات دن اسم اللہ پر تھی۔ اس میں نہ ریاضت نہ ذکر نہ فکر۔ دونوں جہاں نعمت قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اول حافظ قرآن ہو کر پڑھتا ہے۔ اور مغز حقیقت کا تفسیر جانا ہے اور صاحب تفسیر وہ ہے کہ علم اس کو **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** کے ذکر سے کھولے، بیشک جوشک لائے کافر ہووے اور مرد نتوء باللہ منہا۔

ابتداء اس طریقہ کی، حق کی رضا اور متوسط نفس کی فنا اور انہصار وح کی بقا، اس کو قادریوں نے طے کیا ہے۔ گویا حق تعالیٰ کا وصل لے گئے ہیں۔ اور جو علم سے ہمیشہ تعلیم اور تعلم رکھے۔ اور مطالعہ کتاب کا درپیش رکھے۔ تاکہ تصور اسم اللہ سے غرق ہو۔ اور لمحہ بلطفہ درد کے ساتھ دل کو زخمی رکھے، وہ صفا کیش رکھے۔ درویش کامل کے مراتب جانا چاہئے۔

اے عزیز! طالب حق درویش کے پانچ حرف ہیں۔ د، رو، و، ی، ش۔ ”دال“ دل کے ذکر پر اور دم کے جس پر دلالت کرتی ہے اور ”ر“ روح کے ذکر پر کہ جس پر وہ سر اسرار کا کھولتا ہے۔ اس کو مطلق صاحب الحادیعین نفس مردہ تبریزی پہنچا ہوا کہتے ہیں۔ ایسا فقیر ماسوائے اللہ کے دیدار سے بیزار ہے۔ اور حرف ”واؤ“ سے وحدانیت حق واضح ہو۔ محقق حق پرست ہو۔ اور حرف ”ی“ سے یگانہ یار اللہ کے ساتھ۔ اور حرف ”ش“ سے شرم رکھے دنیا اور اہل دنیا سے۔ ایسا درویش، درویش ہے ورنہ گداگر خوار تن خویش ہے۔ خدا سے دور میں دھوپی کے نیل کے۔

درود را درویش باید باخدا  
کے بوند درویش کشف سر ہوا  
جانا چاہئے کہ حقیقت ماضی اور مستقبل اس سے ہے۔ درویش کے ساتھ کہ ہمیشہ لوح دل کے مطالعہ میں جاگب درمیان ہے۔ اللہ کا قول ہے:  
**كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ** سوائے خدا کے ہرشے فنا ہونیوالی ہے اور

**وَيَقْنَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ** خداۓ ذوالجلال والاکرم باقی رہے گا  
وَالْأَكْرَامِ (۵۵-۲۴)

اور اسم اللہ کا تصور اس کے باطن میں جاتا ہے کہ طلب دنیا نہ ہو۔ طلب دنیا بدعت کا اور حبِ مولیٰ ہدایت اور دایت کا سر ہے۔

### شرح اسم اللہ

جانا چاہئے کہ اسم اللہ کا جس کی زبان پکڑتا ہے۔ اس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ کلام لانفی سے علم کتاب اور مسائل اور تلاوت قرآن اور نماز اور ذکر **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** میں زبان دراز ہو جاتی ہے کہ سوائے اس کے لب نہیں کھوتا۔ چاہے اس کی کوئی گردن مارے۔ چنانچہ حدیث ہے: **مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهُ** جس نے اپنے رب کو پہچانا اس کی زبان دراز ہوئی۔ اور جس کا دل پکڑتا ہے اس کو ذکر اور فکر دوام اور روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے اور اپنے نفس پر امیر ہوتا ہے۔ یہ مرتبہ فقر کا ہے۔ اور زبان بند ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث ہے: **مَنْ عَرَفَ رَبَّهُ فَقَدْ نُكِلَّ لِسَانُهُ** اور جس کو روح سے پکڑتا ہے زندہ جان ہوتا ہے۔ اور ہرگز نہیں مرتا۔ چنانچہ **إِنَّمَا اللَّهُ لَا يَمْوُتُونَ** ہے۔ اگرچہ اس جہاں میں زندہ ہو مگر اس کا کام اسی جہاں سے ہے۔ اور جس کو اسم اللہ سے پکڑتا ہے اس کو حاجت خلوت کی نہیں رہتی۔ کیونکہ وہ خلعت اسرار الہی کا ہے۔ لیتا ہے۔ یعنی اسی اللہ سے قدم تک اور ظاہر باطن میں لپٹ جاتا ہے۔ جیسا کہ گھاس درخت کو، حدیث تقدی ہے **إِنَّ أَوْلَيَانِي تَحْتَ قَبَائِيْنَ** ان مراتب پر پہنچتا ہے کہ جس کو اسم اللہ سے فیض ہو اور اللہ کا فضل اور دست بیعت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرے۔ اور جو قبائے اللہ کے پنجے آتا ہے۔ مرتبہ فقیری پر تمام اور کمال پہنچتا ہے۔ اور اس کا وجود تمام نور ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ہمیشہ آدمیوں کی مجلس میں رہے۔ شل حضرت خضر علیہ السلام کے۔ اور وہ بھوکا ہے اور درخت سے میوہ طلب کرے۔ اسی وقت اس کو درخت میوہ دیتا ہے۔ اور جو اسم اللہ سے دیکھے کرامت کے ساتھ ہے۔ اس میں استدرانج نہیں ہے یہ راہ رحمت سے معراج ہے جو شخص اس صفت سے موصوف ہو۔

اس کی نظر میں پانی دودھ ہوتا ہے۔ اور شہد اور شکر اور پانی روغن ہوتا ہے۔ اس صفت کے آدمی کی نماز سنت جماعت کے ساتھ باشرا ناظم تمام ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ روحاں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ اور ملائک اور جن آنکر نماز میں شریک ہوتے ہیں اور دو قدم میں تمام زمین طے کر لیتا ہے اور خانہ کعبہ میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے۔ اور دوام مدینہ طبیہ میں مجلس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔ **إِذَا قَمَ** **الْفَقْرُ فَهُوَ اللَّهُ** کا مصدق ہو جاتا ہے۔ اور اس کا سیر مشہد حضرت خضر علیہ السلام کے عبدالآباد مشاہدہ کے ساتھ ہے۔ اور مرتبہ حق ایقین کا حاصل ہوتا ہے۔ اور ایسی جگہ اس کو استغراق ہوتا ہے جہاں کوئی نہیں ہوتا۔ پہاڑوں یا سمندروں کے کنارے پر وہ صاحب شغل اللہ میں مشغول اور مستغرق ہوتا ہے اور ایک دم اس کا ایسا گزرے گا کہ صور اسرافیل علیہ السلام اس کو باخبر اور بیدار کرے گا۔ یہ مراتب صاحب دم اور ثابت قدم کے ہے۔ اس کو خلوت کہتے ہیں یہ نو خلوتیں ہیں کہ اس میں خلل شیطان کا خلل کے رجوعات سے بہتر نہیں ہے۔ جب عالم اور فقیر اور خانوادہ دنیا طلب کرتا ہے۔ شیطان بہت خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میرا مطلب کلیہ ہو گا کہ اس کو بہت دنیا دوں گا۔ اور یہ بہت سے آدمیوں کو گراہ کرے گا۔ اور جو دنیا اور مراتب دنیا پر فخر کرے۔ اس سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنجیدہ ہوتے ہیں اور بیزار اور فرماتے ہیں کہ دنیاۓ فرعونی سے آدمی فخر کرتے ہیں اور میرے علم اور میرے فقر اور دین سے بیزار ہوتے ہیں۔ میں ان سے بیزار ہوں۔ افسوس اس قوم پر تجуб کہ شیطان کو خوش کریں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنجیدہ۔ یہ کیسے لوگ ہیں۔ اے عالم باعمل فقیر! خود منصف بن اور اپنے نفس کو انصاف دے۔ اگر کوئی کہے کہ پیغمبر اور اصحاب شریعت رکھتے تھے۔ کیوں رکھتے تھے کہا جائے کہ محض فی سبیل اللہ رات دن کفار کی لڑائی اور مسالکین کے صرف میں دیتے تھے۔ **الَّذِيَا مَرْزَعَةُ الْأُخْرَةِ** کے مصدق بنتے تھے۔ اور دوسرے لوگ لذت نفس کے لئے رکھتے ہیں۔ چونکہ دنیا کیلیہ ریاست اور ہوا ہے حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا نہ رکھتے تھے۔ اور نہ دنیا جمع کرنے کا اشارہ فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے دنیا جمع

کرنے سے منع کیا۔ پس جو دنیا سے دوستی رکھے، خلاف پیغمبر اور قرآن مجید کے کرتا ہے، دنیا کی بیماریوں اور فساد ہے اور معصیت ہے۔ اور دل سیاہ کرتی ہے۔ یعنی سیکی اور بدی برادر جانتا ہے۔ اور حلال و حرام میں فرق نہیں رکھتا ہے۔ اور غصب کے وقت باخبر نہیں ہوتا ہے۔ اور کلمہ شرک اور کفر سے عافل رہتا ہے یہ سب آثار دنیاۓ ظلم کے ہیں۔

**ناظران را نظر باشد بِرَبِّ الْهَـ** **لِتَعْلَمْ بِرَبِّ الْهَـ عَزَّ وَجَاهَ**

اب جانتا چاہئے کہ نظر کیا ہے اور نظر کس کو کہتے ہیں۔ پس جان کو نظریں سات ہیں۔ نظر اللہ اور نظر رسول اللہ اور نظر اصحاب نبی اللہ ﷺ اور نظر فقیر اللہ اور نظر اولیاء اللہ اور نظر فرشتگان۔ اور نظر نفس و شیطان اور دیو اور جن لمحیں اور ہر ایک نظر کو تاشیر وجود سے معلوم کرنا چاہئے۔

جان کو نظر کیما کے اثر چند قسم کے ہیں۔ چنانچہ بعضے صاحب نظر پتھر اور کلوج کو زر کر دیتے ہیں۔ اور بعضے نظر سے بیزار کو صحت بخشنے ہیں۔ اور بعض کشف و کرامات سے نظر کرتے اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے اور علم کی اور سکی اس سے اٹھ جاتا ہے۔ اور علم معرفت کھل جاتا ہے۔ ان سب کو کیما نظر کہتے ہیں۔ مگر سب نا تمام اور خام ہیں مرو صاحب نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں عرق تو حیدر عالم اور حاضر محلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر دے کہ خلق کے نزدیک وہ بیگانہ فقیر اور خالق کے دو جہاں کا امیر ہو۔ یہ کیما نظر دران خدا فنا فی اللہ کی ہے۔

**نَظَرٌ مُولٰٰ رُوزٌ شَبٌ نَاظِرٌ كَنَدٌ**

اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ اعمال کی طرف بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھے گا۔  
بندہ روزہ اور نماز کی کثرت سے جنت میں نہیں داخل ہو گا بلکہ چار خصلتوں سے کہ اول خاوات دوسرا اصلاح دل اور تیسرا

**حَدِيثٌ: إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْتَظِرُ إِلَيْ**  
**صُورَكُمْ وَلَا يَنْتَظِرُ إِلَيْ أَعْمَالِكُمْ**  
**وَلَكِنْ يَنْتَظِرُ إِلَيْ قُلُوبِكُمْ وَنِسَمَّكُمْ**  
**إِنَّ اللَّهَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِكَثْرَتِ**  
**الصَّوْمِ وَبِكَثْرَتِ الصَّلَاةِ إِلَّا بَارِبعَ**  
**خَصَالٍ أَوْلَاهَا بِسَخَاوَتِ الْيَدَيْنِ**

وَتَائِيهَا بِإِصْلَاحِ الْقُلُوبِ وَتَائِيهَا  
يَسْعَطِّيْمُ امْرُ اللَّهِ تَعَالَى وَرَأْبِعُهَا  
بِالشَّفَقَةِ عَلَى خَلْقِ اللَّهِ تَعَالَى

**اَنِّيْنُ الْمُذْنِيْبِينَ مِنَ الدَّمِ اَحَبُّ إِلَيْهِ**  
**اللَّهُ مِنْ تَسْبِيْخِ الْكُرُوبِينَ**

گنگاروں کا ندامت سے روٹا کرو یوں کی  
تبیع سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔  
جاننا چاہئے کہ علم، تعلق اعمال سے رکھتا ہے نہ قل و قال سے اور فقر و صال سے نہ  
زرمال سے اور علم کے تین حرف ہیں۔ ع۔ ل۔ م، عین سے علم اعلیٰ عین بخشنے کہ سر علم کا  
عین ہے۔ جس نے علم کو سر سے نہ پکڑا عین نہ پایا بے داش اندا ہے۔ اور حرف ل سے  
لائق انسان نکل جہل اور پریشانی سے، اور حرف عین سے عارف باللہ اول سے  
لا بحث اور حرف م سے معرفت ہو۔ جو فرمودہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا  
عمل نہ کرے۔ عمل اس کو باطل میں ڈالتا ہے۔ اور حرف ع سے عاق اور حرف ل سے لا  
دین، ریا کا اور حرف م سے مراد دینا کا طلب، مردود، متناق و حرمس میں بتلا۔

جاننا چاہئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے  
لے کر قیامت تک سات قرآن ہیں۔ اول قرن صدیقوں کا، جب وہ اس جہان سے  
گئے۔ صدق کو ساتھ لے گئے۔ دوسرا صاحب شفقت کا، وہ شفقت کو لے گئے۔ تیسرا  
صاحب مرقت کا۔ وہ مرقت کو لے گئے۔ چوتھا صاحب کرم کا۔ وہ کرم کو ساتھ لے  
گئے۔ پانچواں صاحب حیا کا وہ حیا لے گئے، چھٹا صاحب قناعت کا، وہ قناعت لے  
گئے۔ اور ساتواں قرن اہل گفتگو کا۔ جس میں اسرافیل علیہ السلام کا صور پھونکے گا۔ اور  
قیامت قائم ہوگی اس واسطے عارفوں کو گفتگو دل سیم او بردہان بستہ سے ہوتی ہے۔ صدق  
اور شفقت اور مرقت اور کرم اور حیا اور قناعت معرفت الہی ہے۔ اور معرفت الہی خوشی  
ہے۔ اور خوشی اللہ کے شعل میں غرق وحدت سے ہے۔

حدیث: مَنْ أَغَيَّرَ قَدْمَاهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ حَرَامَ اللَّهُ تَعَالَى أَنَارَ فِي  
يَوْمِ الْقِيمَةِ عَلَى جَسْدِهِ۔

نقیر گنگ زبان صاحب تصرف کامل نظر دہ ہے کہ بے زبان بانظر ذکر و فکر و  
مراتب جلال مشاہدہ وصال جمعیت بخشنے۔ اور نظر کے ساتھ مراتب قضا اور قدر کے اور  
مطالعہ لوح محفوظ کا صبر و رضاء راز اللہی بخشنے اور نظر سے مراتب صاحب لفظ اور صاحب  
راز اور فقر بے نیاز لایحتاج کرے اور اگر نظر کے ساتھ صاحب نظر توجہ باطنی جذب کے  
ساتھ اپنی قید میں کرے تمام عالم نقیر کر لے۔

### معراج الفقر

جان کے فقر کے تین حرف ہیں۔ ف، ق، ر، حرف ف سے فاءِ نفس اور فاقہ،  
چنانچہ حدیث ہے مَعْرَاجُ الْفَقِيرِ لَيْلَةُ الْفَاقِهِ فَقِيرُ کی معراج فاقہ کی رات ہے۔ یعنی اپنی  
روزی دوسرے مسلمان کو دیدے۔ اور فاقہ کو ذائقہ جانے اور حرف ق سے قوی ہو۔ دین  
میں اور حرف ر سے رنج کو گنج جانے۔ اور گنج نہ لے۔ جس نے فقر میں تقدم رکھا اور  
پھر اس سے منہ پھیرا اور دنیا میں متوجہ ہوا۔ اور حرف ف فشیخت، وازر قہر خدا، اور حرف  
ر سے گزوں گزوں سرا سے پھرا۔

شرح علم حدیث: الْإِيمَانُ غُرْبَيَانُ وَلَبَاسُهُ التَّقْوَىٰ وَزِينَةُ الْحَيَاةِ وَتَمَرُّدُهُ  
الْعِلْمُ ایمان برہنہ ہے۔ اس کا لباس تقویٰ ہے۔ اور زینت حیا اور شرہ علم ہے۔ آدی کو  
پارسائی اور علم بہت پڑھنا فرض نہیں ہے۔ علم باعمل اور گناہوں سے بازا آتا، فرض عین  
ہے۔

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مردی ہے کہ ایک شخص نے بنی  
اسرائیل سے 80 تابوت علم کے جمع کئے اور ہر تابوت ستر گز کا تھا۔ اور نفع نہ اٹھایا  
اپنے سے۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی جانب، کہ اس سے کہ اگرچہ تو نے  
بہت علم جمع کئے۔ لیکن بے فائدہ۔ ہاں تو تمباں بات پر عمل کرے۔ ایک یہ کہ دنیا کو  
دوست نہ رکھے۔ کیونکہ دنیا مومن کا گھر نہیں ہے۔ اور شیطان کا مصاحب مت ہو۔  
کیونکہ وہ مومنوں کا یار نہیں ہے۔ اور کسی کو آزار ملت دے۔ کیونکہ۔۔۔ ممن کا پیشہ  
نہیں ہے۔

در میان باد و قبلہ تو ان توحید برفت  
یا رضاۓ دوست بگویں یا ہوائے خوشبخت

حدیث ہے: حَيَاةُ النَّاسِ بِالرُّوحِ وَحَيَاةُ الْعِلْمِ بِالْعُقْلِ وَحَيَاةُ  
الْعُقْلِ بِالْعِلْمِ وَحَيَاةُ الْعِلْمِ بِالْعَمَلِ آدی کی حیات روح سے۔ اور روح کی عقل  
سے اور عقل کی علم سے اور علم کی عمل سے۔ اور علم کے پانچ طبقے ہیں۔

طبقہ اول: میں حضرت مسروک ائمۃ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے علم بہت  
تحا اور عمل بھی بے شمار تھا۔

طبقہ دوم: میں بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓؒ کے وقت میں  
بھی علم بہت تھا اور عمل بھی تھا۔

طبقہ سوم: میں بعد صحابہؓؒ اور چاروں امام مجتهدینؓؒ کے علم تھا۔ اور عمل نہ  
تھا۔

طبقہ چہارم: میں نہ علم رہا اور نہ عمل

طبقہ پنجم: میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اور علم  
اور عمل کو زندہ کریں گے

اور بندہ کو اول علم توحید اور معرفت چاہئے۔ جب اس کو پایا۔ مضبوط کیا۔ اس  
وقت علم شریعت کی طلب سے نکل۔ اس واسطے کم علم توحید اور معرفت اصل ہے۔ اور علم  
شریعت اس کو فرع ہے۔ اور فرع کی اصل پر ٹھہر کرتے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام  
نے اول خلق کو توحید کی دعوت کی۔

رسالہ ابوالیث میں ہے کہ کسی نے شفیق بخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال کیا۔ اور  
معرفت اور توحید اور شریعت اور دین کا، پس فرمایا ایمان زبان سے اقرار کرنا۔ اور دل  
سے تصدیق کرنا۔ اور معرفت بلا کیفیت اور تشبیہ ہے۔ اور توحید پس اللہ تعالیٰ کی  
وحدانیت کا اقرار ہے۔ اور شریعت اللہ تعالیٰ کے امر کی تابع داری ہے۔ اور منہیات سے  
بچنا۔ لیکن دین۔ پس وہ دوام اور اثبات ہے کہ ان چاروں پر موت آنے تک، اور یہ

چاروں اللہ کے نام کے تالع ہیں۔

داوۃ خود پھر بستاند اسم اللہ جادواں ماند  
اور جو علم اس کو پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوئے ہیں۔ پھر پڑھنے اور پوچھنے کی  
 حاجت نہیں ہے۔ اس کو علم کے ساتھ زدیک کرے۔  
انجیل میں لکھا ہے۔ اس چیز کا علم تم مت طلب کرو جس کو نہیں جانتے ہو۔ یہاں  
تک کہ جانو تم اس چیز کے ساتھ کہ حقیقت تم نے جانا جس کو یعنی بونے کے عمل ہے۔

حدیث: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيقَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَ مُسْلِمَةٍ علم کا طلب کرنا ہر  
مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس سے مراد علم مکاھنہ اور معرفت ہے۔ اس واسطے  
کہ علم توحید ہر کوئی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک اور لا شریک ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اور  
ہمیشہ سے ہے۔ اگر بہت علم پڑھنے سے فضیلت ہوتی۔ تو ہر مردیہ عالموں اور فاضلوں کا  
صحابہ کرامؓؒ سے زیادہ ہوتا۔ اس واسطے کہ بعض اصحاب علم نہیں رکھتے تھے۔ اور عمل  
رکھتے تھے۔ جو کوئی بہت سا علم سکھے اور پرہیز گاری کرے کہ آئُ خُنْمُنْ عَلَمَ الْقُرْآنَ کَہ  
علم اور سیکھا ہے۔ جیسا کہ تنزل میں یاد کیا ہے۔ آنَ تَسْقُوا إِلَهًا يَعْجَلُكُمْ فُرْقَانًا۔ اگر تم  
پرہیز گار ہوتے تو ہم تم کو ایسا کر دیتے کہ حق باطل سے جدا کرتے یعنی نیک اور بد حال  
اور حرام میں فرق کرتے اور تم کو شاگردی کرنے کو نہ کہا اور زیادہ علم سکھنے کو۔

جان کہ ایک لاکھ چوپیں ہزار علم ہیں۔ چنانچہ ایک لاکھ چوپیں ہزار پیغمبر ہیں کہ ہر  
ایک پیغمبر کو علیحدہ علم تھا۔ کسی کو علم کتاب، کسی کو علم صحیفہ، کسی کو علم الہام اور سب اللہ کے  
نام سے ہیں۔

ہر کہ خواند اسم اللہ را مام در فضیلت گفت او فاضل تمام  
عالم انبیاء کے وارث ہیں کہ ہر ایک علم انبیاء کا پڑھتا ہے اور جانتا ہے۔ اور  
غیر علم کا عمل قرآن کا ہے اور قرآن سے ہر علم کو انبیاء کے منسوب کر دیا ہے۔ اور  
قرآن میں بھی آیات تائیخ و منسوب ہیں جو قرآن کے خلاف اور احادیث قدسی اور  
نبوی کے خلاف اور اقوال اصحابؓؒ کے خلاف کرے۔ اس کو وارث انبیاء کا

نہیں کہنا چاہئے۔

ہر علم روشن شود نظر از فقر

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَعَجِدْ رَبَّكَ حَتَّى** اللہ تعالیٰ کا قول ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے پروردگار کی عبادت اس وقت

تک کر کے عبادت سے تجویز کو یقین آجائے۔

عبادت رباني غفوور اور یقین نور قافی اللہ فی النور۔

از عبادت نور گرد نوش

شد یقینش زانکہ آں بخور شد

بنیاد عبادت کی یقین ہے۔ اور علم یقین چار طریق کا ہے۔ علم تفسیر اور وہ وہ ہے کہ

اس علم تفسیر سے تین علم تحصیل کرے۔ اور معنوی مغزاں کو معلوم ہووے۔ جیسا کہ

حساب اعداد سے نقش پر کر کے دائرہ معلوم کرتا ہے۔ ایسے ہی ہر آیت کی تفسیر سے

چاہئے۔ اور اس آیت سے تفسیر علم اکسیر کی اور علم تائیر اور علم روشن ضمیر سے معرفت مولا

علم فاضل اولے یک بہیک معلوم کرے کہ اس کے آگے کوئی علم ظاہری اور باطنی سے

دم نہ مارے کہ ہم صحبت بادشاہ اور امراء اور مقامی اور مفتی کا جس چاندی اور روز سے کہ

تمول لے۔ اگرچہ بوجہ علم کا پشت پر لے جائے۔ مرودوں کا کام نہیں ہے۔ علم دل میں

جاننا چاہئے۔ اور سینہ سے کھولے کہ ہدایت اور مکان صفا، علم دنیا سے بدل کرنا اور درم

ہاتھ میں لانا، کام مطلق کبر اور ہوا کا ہے۔ ہر قدم اور ہر عمل نفس اور حدیث پر چاہئے۔

تو جانتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو کیا فخر۔ معرفت اللہ تعالیٰ میں ہے کہ ہر وقت غرق توحید

رہنا، پس ان سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ سردار ہیں۔ اور سب سے بہتر ہیں، چھوٹا

ہوئے کوئیں چہنچتا، کہ شیوه ہڈے کا لڑائی دار الحرب میں اور نفس کے ساتھ اور مرتبہ

چھوٹے کا لڑائی بھائی مسلمانوں کے ساتھ یعنی نفاق مطلق دوام ناموس کے ساتھ، تو

جاہتا ہے کہ اس زمانہ میں ہزار آدمی ہیں کہ بے ریا، حق کے ساتھ یگانہ کو معلوم جہاں کا

جھوٹ سے ملا۔ اور جو شخص جھوٹا ہے۔ اس پر اعتبار نہ لانا چاہئے کہ دوزخ قیامت سے

نہیں ہے۔ حدیث۔

پس کذاب دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ کہ کلمہ پڑھیں اور مثل منافقوں کے اس پر  
تصدیق نہ لائیں۔

دوسرے مطلق مکفر کفار دوزخی، پس اس راہ میں منہ محمد ﷺ چاہئے کہ شرع  
شریف ہے۔ جیسا کہ جنت قرآن اور حدیث کی۔ اور حدیث کیا ہے۔ راتی اور جنت  
راتی کیا ہے۔ تقویٰ اور جنت تقویٰ کیا ہے، ہوا سے نکلنا، اور ہوا سے نکلنا کس طور سے  
معلوم ہو یعنی بے کبر اور بے ریا ہووے اور یہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور  
صفائی اللہ کا ذکر سے۔ اور ذکر قلبی تین چیز سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک مرآۃ اور دوسرا فکر۔  
تیسرا حاسہ نفس کا۔

پس مرآۃ کس کو کہتے ہیں۔ اور حاسہ نفس کا کیا ہے؟

جان کے مرآۃ سے اور تاثیر مرآۃ سے مرد و نفس تابع اور مسلمان حقیقی اور حقیقیت  
مولیٰ کو پہنچتا ہے۔ اور فکر سے نفس کی تباہی ہے۔ اور فیض اور فیض اللہ کا ازلی لا زوال  
اور قرب وصال ہاتھ دیتا ہے۔ اور حاسہ نفس کا حساب کرنا نفس کا ہے۔ روز ازل سے،  
چنانچہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **أَوْفُوا بِعَهْدِي أُوْفِ بِعَهْدِكُمْ** (۳۰-۲) ہر دم اور ہر ساعت  
طاعت اور بندگی کی طلب میں ظاہر اور باطن نہایت اور نہایت خلاف نفس کے ایک لمحہ  
نفس کے حساب سے روح کے صواب کے ساتھ فارغ نہ ہو۔ یہ نہ راہ ہے کہ آدمیوں کو  
نصیحت اور (اپنے) آپ کو فضیحت یہ نہ راہ ہے کہ بے رہبر گمراہ ہے۔ اور رہبر رفق  
مرشد کامل ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن دیکھنا چاہئے۔

تا نہ یعنی تو بچشم خویش را اعتبار نیست کس درویش را  
راہ کسب کی دوسری ہے۔ اور راہ کثرت کی دوسری اور راہ کرامات کی دوسری اور  
راہ نجات کی دوسری، اور راہ صفات کی دوسری، اور غرق وحدانیت ذات کی دوسری ہے۔  
یار خروشی کے ساتھ اسلام یعنی حق اور خود خروشی کفر تمام۔ اگر کوئی آئے درکھلا ہے۔ شہباز  
سوختہ جان عاشق محبت معرفت کے ساتھ ال راز اور اگر نہ آئے حق بے نیاز ہے۔ خدا

بندہ کے ساتھ ہے اگر بندگی کرے۔ فقر اور بندگی اور دنیا بخش گندگی۔ پس مجلس اہل فقر کی بندگی اور اہل دنیا کی بخش اور گندگی ہے۔ وہ نہ چاہئے۔

باہو بر خیر از خود شو جدا تا ترا حاصل شود وحدت خدا  
حدیث: تَجَرَّعَتْ تِرَانِيَ تَجَرَّدَ بھوکارہ تا کہ مجھ کو دیکھے اور تمہا ہوسب سے  
قطع کر۔  
وَتَشَدَّدَ

### معرفت الہی کا طریقہ

کے از معرفت مخدوم ماند بو جاں اگر صد سالہ خواند  
حدیث ہے الْجُوْعُ زَيْنَتُ الْأَنْبِيَاءُ نبیوں کی زینت بھوک ہے۔ چنانچہ قول اللہ  
تعالیٰ کا ہے: أَطْعَمْهُمْ مِنْ جُوْعٍ وَآتَنَّهُمْ مِنْ خَوْفٍ (۱۰۴-۲). جس نے ان کو بھوک  
میں کھانے کو دیا۔ یہ بھوک بھوک نہیں ہے، قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے۔ فقر  
اختیاری نہ اضطراری۔ حدیث: عَذَابُ الْجُوْعِ أَشَدُ عَذَابِ الْفَقْرِ بھوک قبر کے  
عذاب سے زیادہ سخت ہے۔

بھوک تین قسم کی ہے۔ ایک مولیٰ کے واسطے کہ محبت اور مشاہدہ ربوبیت کا دل  
سے اٹھتا ہے۔ دوسری عقی کی اس کے واسطے کہ پریشان خاطر دو جہاں کا ہے۔ مولیٰ کی  
طلب کر کہ تمھ کو کون کی کن حاصل ہو دے۔ اور جب کن کی کن کو پہنچے گا لایتحاج ہو گا۔  
تیسرا بھوک دوام روزہ دار، خلق میں اشتہار دنیا۔ دنیا مردار کے واسطے معاذ اللہ۔

جان کہ عارف باللہ کو دنیا اور عقبے دونوں خواب میں یا مراقبہ میں زینت تمام کے  
ساتھ آگے آؤں۔ فقیر صفا کیش دنیا کے سر پر پاپوش مارتے ہیں۔ اور عقی پر نگاہ نہیں  
کرتے کہ یہ دیدار کے مشتاق ہیں۔ اور سوائے اللہ کے دوسرے پر نظر نہیں لاتے۔  
کیونکہ مستغراق وحدانیت کے ساتھ جان سوچتے ہیں۔

نیست مشکل دینش ہمراز را بے جا ب اللہ چشم دراز را  
در حقیقت معرفت ہمراز را چشم را کہ پوشد واز شد  
غرق را غم نیست اندر غار دل در غار دل گنج بود اسرار دل

دل کہ بام غرق گردد بر دوام عارفان را معرفت زان شد تمام  
آں باشد بر ق بادش دل ورق  
قلب دل سری بود ہم چوں بر ق در مطالعہ ورق غرش گشت نور  
بر ق عرق ورق دل راحن حضور کے توائد کر دو صاف دل بیان  
دل ولایت ملک اعظم لامکاں جو اس مقام پر پہنچے اس کو ہمیشہ انبیاء اور اولیاء کی ملاقات ہوتی ہے۔ اگرچہ خلق  
میں شہرت پذیر صاحب تاثیر نہ مراتب فنا فی اللہ کے ساتھ فقیر انیما کے وارث ہیں کہ انبیاء  
کے ساتھ ملاقات رکھتے ہیں۔ اور ہر مشکل اور علم کے دلائل انبیاء سے معلوم کرتے  
ہیں۔ اور ہر مشکل کھولتے ہیں۔ یہی اولیاء اللہ وارث حق ہیں۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ  
علیہ وآلہ وسلم کے علم دین کے زندہ کرنے والے حق یقین کے مخزن اسرار۔ اور علماء  
وارث انبیاء کے ہیں کہ متقی ہیں اور ان سے جھوٹ اور بھوک اٹھ گئی ہے۔  
جان کہ طاعت عقبی خواب میں دیکھے بہشت اور اس سے اکل و شرب کرے۔ دنیا  
کی بھوک سے اور شراب نعمت دنیا کا ایک روز تمام گزارے۔ اور جان کے فقیر بے باطن  
حرص اور طمع اور رجوعات خلق اور شہرت ناموں کے ساتھ اپنی چاہتا ہے اور خدا سے دور  
ہے اور فقیر بے باطن مردہ دل جو خواب میں دیکھے سب خواب اور خیال ہے۔ اور  
صاحب کی خواب وصال ہے۔

اور جو شخص خدا کی راہ میں ہجرت کرے وہ  
زمین میں بہت سے فائدے میں رہے گا۔  
اور جو اپنے گھر سے خدا اور رسول کی طرف  
ہجرت کرنے کے ارادہ سے لکھے پھر اس کو  
موت آجائے۔ تو خدا سے اجر پانے کا  
ستحق ہو گا اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔  
(۱۰۰-۲)

فقیر اہل ہجرت سے ہے کہ جان دمال اور زن و فرزند فی سبیل اللہ اور بر اہ

گھر رسول اللہ ﷺ نذر کرتے تھے۔ اور دوسرا یہ کہ اکثر کافر اور منافق اور کاذب اور حاسد اور ساحر از راہ دشمنی کہتے تھے کہ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فقیر ہے۔ یہ سن کر آپ نرماتے تھے کہ فقیرِ فخرِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے۔

### شرح الفقر فخری

یہ ہے، حضرت رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو الفقر فخری فرمایا ہے بوجب اس آئی کریمہ کے فرمایا ہے:-

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُنَوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَغْدُ عِنْكَ عِنْهُمْ ۝ تُرِيدُ زِيَّةَ الْحَيَاةِ الَّذِيَا ۝ وَلَا تُطْعِنْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَأَتَيْعَ هُولَهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرْطًا ۝ (۱۸-۲۸)

اور صبر کرو تم ان لوگوں کے ساتھ بلاستے ہیں رب اپنے کو صحیح اور شام اور خاص اسی کا قصہ رکھتے ہیں۔ اور مت ملا تو آنکھ اپنی ان سے کہ ارادہ دنیا کی زندگی کی زینت کا رکھتے ہیں اور مت اطاعت کر ان لوگوں کی کہ جن کا دل، ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا۔ اور نہ ان کی جو خواہش کے تالع ہو اور ہے امر ان کا۔

اور فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں۔ اولیاً تین قسم کے ہیں۔ ایک صاحب وصال۔ دوسرا غرق جمال بعثاہدہ کمال۔ تیسرا اہل سوال اور بعض اولیاء اللہ صاحب وصال اور غرق نور جمال اپنے کو خود نہیں جانتے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں رہتے۔ مولا کے ساتھ یہی سردفتر اولیاء اللہ بہتر ہے اور بعض اہل سوال (اپنے) آپ کو اپنے میں جانتے ہیں کہ رجوعات سے خلق کے ان کو اولیاء کہتے ہیں، خلق میں مشہور ہیں اور باطن میں وصل اور جمال سے دور تر ہیں۔ تم کو جانا چاہئے کہ حضرت ہجر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے الفقر فخری سادات اور اہل قریش اور علماء اور امام اور پیغمبروں کو نہ فرمایا۔ اور **الْفَقْرُ مِنْ مَقَامٍ لَّيْ مَعَ الْهُدَى مِنْ** کہا۔ کیونکہ اس مقام پر فرقہ فی اللہ کسی نے نہیں دیکھا۔ اور بہرہ آخرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام میں کوئی نہیں پہنچا۔

### شرح فقر محمدی

اور شرح فقر محمدی کی یہ ہے کہ فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے۔ یعنی فقر کو اس سے فخر ہے اور نام اللہ کا فخر محمد ﷺ ہے کہ اللہ کا نام محمد کے نام کے ساتھ مبدل ہو گئے۔ چنانچہ حدیث قدیم ہے یا محدثان انا وانا انت۔ یعنی میں اور تو ایک ہوں یعنی دونوں نام برابر ہیں۔ **الْفَقْرُ فَخْرٌ وَالْفَقْرُ مِنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِلَّا مُحَمَّدُ رَسُولُ اللَّهِ**

جانا ناچاہئے کہ سب آدمی ملک ملک دار اور اہل فقر کا ملک ملک نہیں ہے ملک اللہ کا نام ہے کہ ملک ملک دنیا کو چھوڑتا ہے۔ اور نہ اللہ کی جانب رکھتا ہے کیونکہ ملک ملک شرک ہے۔ اللہ کا قول ہے لا یَمْلِكُونَ مِنْهُ خَطَابًا ملک ملک ہے جدا فقیر کو جو دے وہ خدا۔

فقر را تحقیق کر دم از فقر  
دینیا بارشا ہوں اور کافروں کے واسطے ہے۔  
حدیث: **الَّذِيَا لِلْسَّلَاطِينِ وَالْكَافِرِينَ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَقْبِقِينَ وَالْمَسَاكِينِ**  
کے واسطے۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِنَّكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِدَاءِ وَالصَّلِحِينَ وَحَسْنَ أُولَئِنَّكَ رَفِيقًا ۝ (۶۹-۷۰)

یہ رفق حق کی توفیق ہے۔ اور طاعات توفیق فقر محمدی ﷺ کو کہتے ہیں۔ اور وہ محض عطا ہے، جس کو چاہے اللہ تعالیٰ تختے اور مہربانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وَلِمَ كَيْ هُوَ - وَمَا تَوْفِيقِي أَلَا بِاللَّهِ

فَقْرٌ فِي رَبِّ الْأَنْبِيَاءِ وَ اُولَيَاءِ  
تَرْجِمَةٌ شِعْرٍ بِشِعْرٍ

بِهِ هُوَ كَيْ جَانَتْ هُوَ اَسْ كَيْ قَدْرٍ  
فِي نَبِيُّوْنَ اُورْ وَلِيُّوْنَ كَاهِيْنَ كَاهِيْنَ  
جَبْ تَكْ تَلِيْنَاقْدَمْ عَوْسَ اَثْحَانَهُ كَاهِيْنَ كَاهِيْنَ  
اَسْ طَالِبْ تَرَأْكَرْ بَهْشَتْ آزْوَاسْتَ

مَرْدَ درَپَے آرْزَوَيَ هُوَ  
تَرْجِمَةٌ شِعْرٍ بِشِعْرٍ

اَگْرَ جَنَتْ كَيْ تَجَهُ كَوْ آرْزَوَ هُبَهُ  
اَسْ مَرْفِيْمَ جَانَنَهُ كَاهِيْنَ كَاهِيْنَ  
الشَّيْطَنِ الرَّاجِيْمَ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيْمِ .

اللَّمَ أَعْهَدَ إِلَيْكُمْ بِهِنْيَ اَدَمَ اَنَّ لَأَ  
كَيَا مِنْ نَهَمَ تَمَ سَعْدَنَهِنَهِ لِيَا تَحَاكَهِ  
تَعْدِ الشَّيْطَنَ اَنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ  
شَيْطَانَ كَوْمَتْ پُونَجَنَهُ اَسْ اَوْلَادَ اَدَمَ! تَحْقِيقَنَهُ  
وَ تَهَارَا كَهْلَادَشَنَهُ هُبَهُ اَصْرَاطَ  
مُسْتَقِيمَ (۶۱۶۰-۳۶)

هَاهُ جَوْفَصَ اللَّهِ پَاكَ كَوْ اَعْتَقَادَ سَجَانَتَهُ  
كَهِيْنَ اَسْ شَيْطَانَ غَالِبَنَهِنَهِ هُبَهُ . اللَّهُ  
كَهِيْنَ اللَّهُ كَهِيْنَ سَاتَهُ بِهِنَهِ . فَقِيرَ كَوِيْرَ بِهِنَهِ  
بِعَضَهُنَهُ كَهِيْنَ رَفِيقَنَهُ اَوْ بِعَضَهُنَهُ هَرَدَمَ مَوْنَهُ مَارَتَهُ بِهِنَهِ . جِيَا كَهِيْنَ  
دَرِيَيَعَيَنَهُ اَوْ بِعَضَهُنَهُ اللَّهُ مِنْ مَشْغُولَهُ بِهِنَهِ غَرِيقَنَهُ اَوْ بِعَضَهُنَهُ خَلَقَنَهُ سَدَرَاجَنَهُ  
رَكَّتَهُ بِهِنَهِ . وَهُوَ اَهَلَ زَنْدَيَنَهُ بِهِنَهِ . اَوْ بِعَضَهُنَهُ تَحْقِيقَنَهُ اَوْ مَعْرِفَتَهُ بِهِنَهِ اَسْ تَحْقِيقَنَهُ  
تَحْقِيقَنَهُ بِهِنَهِ عَفْوِ عِيَادَأَلَا بِاللَّهِ

اوْ فَقِيرَ مِنْ پَانِچَهِ بِهِنَهِ سَتَابَتْ هُونَتَهُ . چَنَچَهِ اَقْلَعَ عَبَادَتَ اللَّهَ سَتَ  
دَوْسَرَعَ اللَّهَ سَتَ تَسِرَعَ عَغْوَعِيَا ذَا بِاللَّهَ سَتَ چَوَّتَهُ عَارِفَ بِاللَّهِ پَانِچَهِ بِهِنَهِ  
عَاقِبَتَ بِالْجَنَاحَنَهُ مِنْ ذَوْبَهُ هُوا .

شَدَ تَجَلِّي اَزْ حَقِيقَتَ بِرَ دَلَمَ اَنْوَارَ شَدَ  
جَادَوْنَهِنَهِ اَغْشَتَ رُوشَ مَعْرِفَتَ اَخْهَارَ شَدَ  
جَلَوْهَ زَالَ تَوْرَذَاتِي اَعْرَفَانَ رَاشِدَ نَصِيبَ  
نُورَتَنَهُ رَاكَهُ بِهِنَهِ اَلَّهِ نَارِي خَوارَ شَدَ  
مَرَدَهَ نَفَسَهُ زَنْدَهَ دَلَمَ دَرْخَابَ بِيَنَدَ مَسْتَدَامَ  
بَاحَوْرَاهُ رَاكَهُ تَوَانَدَ بَسْتَ صَورَتَ بِيَهَّا

### ترجمہ اشعار

دل میرا نور تجلی سے پر انوار ہوا  
ساتھ احمد کے میں اور چار کے دو چار ہوا  
نور عرفان کا دل سے میرے اخہار ہوا  
جلوہ نور ہوا مجھ کو جو قسم سے نصیب  
کور باطن ہے ہوا نور حق سے جو جدا  
عاقبت ہو گئی برباد کہ فی النار ہوا  
مردہ دل وہ ہے جو ہے زندہ اے ہدم  
زندہ دل وہ ہے کہ جو نفس سے ہے خوار ہوا  
باہوا کس کو ملے صورت جاناں کا مزا

جب کہ وحدت میں ہوا غرق تو دیدار ہوا  
طالب دیدار صدقہ کی راہ سے ہوتا ہے اور طالب دنیا مردار کی طلب کرتا ہے۔ اور  
مردار ہے۔ پس مجلس اہل دیدار اور اہل دیدار کی درست نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ کا قول  
ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمُ اللَّهُ تَعَالَى تَهَارَے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔  
حق کے خاص ہمیشہ حافظِ حق کی حفاظت میں رہتے ہیں اور دوام ہم صحبت ہیں۔  
اللہ تعالیٰ کا قول ہے: فَإِذَا كُرُونَتِي أَذْكُرُكُمْ ہمیشہ حق سے ہم خن اور ہم مجلس، نفس امارہ  
اور شیطان سے یخبر، اے الہدیث حدیث قدی ہے:-

آتَانَا جَلِيلِيْسْ مِنْ ذَكَرِيْنِي لَا إِلَهَ إِلَّا  
مِنْ جَلِيلِيْسْ مِنْ ذَكَرِيْنِي لَا إِلَهَ إِلَّا  
اللَّهُ مُحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدَ رَسُولُ اللَّهِ  
کمال نقر محمدی تَجَلِّی کی راہ صحابہ کبار تَجَلِّی کو عطا ہوئی۔ اور مرتبہ صحابیت اور فقر کا  
صحابہ تَجَلِّی سے معلوم ہونا چاہئے چار بیڑی ہیں۔

صدقی صدق و عدل عمر، پیر حیا عثمان بود  
گوئے فرش از محمد علیخان شاه مردان یافت ذود

ترجمہ شعر

صدقی شاہ صدق، عدل عمر شاہ پیر حیا عثمان شاہ تھے۔

فرم محمد علیخان کے مالک شاہ مردان شاہ تھے

جاننا چاہئے کہ اصحاب شاہ کے بعد ولادت فخر محمد علیخان کی دو کوپنی۔ ایک شاہ  
محی الدین غوث الشفیعین دوسرے امام ابو حنیفہ بن عاصی کو کہ دنیا سے فارغ تھے۔ چنانچہ امام  
صاحب نے ستر سال نماز قضاۓ کی اور ہوا کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا اور خدا کی رضا پر  
رسہ۔ حدیث ہے:

سَفَرَ فِي أَمْرٍ مِّنْ بَعْدِي ثُلُثٌ عَقْرِيبٌ مِّيرِي امْتَ مِيرے بعد تہتر فرق  
وَسَبْعِينَ فِرْلَةً إِنَّا وَسَبْعُونَ مِنْهَا پر ہوگی۔ بہتر ناری اور ایک نابی ہوگا۔  
لَكَةٌ وَّأَحِدَةٌ إِنَّهَا نَاجِيَةٌ

اور تامیت فخر محمدی علیخان کی حضرت خاتون جنت اور صالح ساجدہ ولیہ اور بی بی  
رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کوپنی۔ اور سوائے آپ کے دوسرے کوتہ طی۔ اور فقر کی بوسے  
فقیر مست اور حیران اور بے قرار اور بے جمعیت ہوتے ہیں۔ اور اہل فقر کی بے قراری  
سے خلق کی جمعیت اور آرام ہے۔ اور زمین ان کے قدم کی برکت سے قائم ہے۔ اور  
جس کو فقیر باطن میں صورت دکھاتا ہے دو جہاں اس پر جلتا ہوتے ہیں اور جس پر فقیر  
باطن میں سایہ ڈالے اس کی برکت سے بادشاہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس فقیر باطن میں  
ملقات کرے وہ اللہ کی ذات میں غرق ہو جاتا ہے۔ فقیر کی نظر میں خاک اور زر برابر  
ہے۔ اور جس کا نصیب فخر کا ہو، وہ حضرت محمد رسول اللہ سے پاتا ہے۔ اور برکت شرع  
محمدی علیخان کی پاتا ہے۔ اور طالب دنیا پیغمبر کے خلاف ہے۔

خلاف پیغمبر علیخان کے راہ گزید کہ ہر گز بہنول نخواہد رسید  
یعنی اگر کوئی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدہ ہو کر خدا کے حاصل ہونے کی

راہ پر چلے تو اس کو خدا نہیں مل سکتا ہے۔

حدیث: **الْفَقْرُ فَخْرٌ وَّرَبِّ الْفَخْرِ** فقر میرا فخر ہے۔ اور اسی سے میں تمام  
علیٰ سَائِرِ الْأَنْبِيَاءَ نبیوں پر بزرگی رکھتا ہوں۔

فقیر دریا نوش کے دل کے اندر کا دریا جوش مارے۔ لیکن دل کے باہر اس کا شورہ  
جائے گا اور جو جوش میں حوصلہ و سبق نہ رکھے وہ خود فروش ہے۔

حدیث: **لَوْلَا الْفَقْرَاءُ لَهُلَكَ الْأَغْنِيَاءُ**۔ اگر فقیر نہ ہوتے تو غنی ہلاک ہو جاتے  
اور جو فقیر خلاف شرع کرے استدرج ہے۔ اور لاقف الفقیر سواد الوجہ فی  
الْمَدَارِيْنَ۔ اسکے معنی یہ ہے کہ نہ عقل ہے نہ تقویٰ ہے نہ دین میں کافر  
فقیر کے کہ نہ دنیا ہے نہ دین۔

حدیث: **مَنْ تَرَكَهُدَ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَهُوَ جُو بِغَيْرِ عِلْمٍ كَرَهَ** جو بغیر علم کے زہد کرے۔ پس وہ آخر عمر  
یَعْنَى فِي أَخْرِ عُمُرِهِ أَوْ مَاتَ كَافِرًا میں مجتوں ہو گایا کافر مرنے گا۔

جان لو کہ وجود میں اللہ کا نام پہ سبب ذکر کے قیام کرے گا۔ کبر اور علم ظاہر اور  
باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے۔ اور وجود میں روح قاضی صاحب کی تلاش  
کرے اور اول یعنی مفتی صاحب فتویٰ اور نفس چور کو قید میں کریں۔ اور توفیق الہی نفس  
کے ساتھ مدعا ہی ہو۔ اور اعضا ایک دوسرے کے واسطے ہو اسے محاسبہ کے بلکہ فوگواہ ہمراہ  
نفس کے وجود سے پیدا ہوں۔ چنانچہ دو آنکھیں عیناً تریناً اور دو کان لا یَسْمَعُونَ  
فِيهَا لَغُوَّلًا كَذَابًا نہیں سنتے لغوار جھوٹ، اور ایک زبان لا یَكُلُّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذَنَ  
لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ حَسَابًا۔ بجز حکم خدا کے وہ باتیں نہیں کرتے اور کہتے ہیں صواب، اور  
دو ہاتھ اور دو پاؤں وَتُكَلِّمُهَا أَيْدِيهِمْ وَتَشَهَّدُ أَرْجُلِهِمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ اور  
کلام کریں گے دونوں ہاتھ اور گواہی دیں گے پاؤں جو وہ کرتے تھے اور اس حساب  
سے نفس امارہ مسلمان ہوتا ہے۔ اور گناہوں سے توبہ کرتا ہے۔ اور بازا آتا ہے ملائیہ  
الَّذِينَ آتُوا تُوبَوَا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحاً۔ اے ایمان والوں اللہ کی طرف دل سے پچی  
توبہ کرو۔

علم باطن مثل مسک علم ظاہر مثل شیر  
کے بود بے شیر مسک کے بود بے قدر مید  
دنیا اور اہل دنیا ظلم الناس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔

**قُوَّلَهُ تَعَالَى: وَلَا تَرْكَوْنَا إِلَيِ الْدِينِ** ظالموں کی طرف مت جاؤ۔ یہ اچک  
**ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ** لے گی تم کو آگ۔

پس جبکہ بھول جائیں گے وہ اس چیز کو کہ کیا  
یاد دلائی جائے گی۔ کھولیں گے ہم ان پر  
دروازے ہر شے کے یہاں تک کہ خوش  
بُغْثَةً فَإِذَا هُمْ مُئْلِسُونَ (۳۳-۶) ہوں گے۔ وہ اس چیز سے کہ دیے گئے وہ  
اور نعمت دنیا کے کھانے سے وہ پوچھ جائیں گے۔ چنانچہ قول ہے: **لَمَّا لَعْشَلَنَ**  
**يَوْمَئِيْدَ عَنِ النَّعِيمِ**۔ البت سوال کئے جائیں گے وہ آج کے دن نعمتوں سے۔ چنانچہ  
زمین سے مفرختم سے درخت نکلتا ہے۔ اور پتا بھی جان کہ درخت سے نکلتا ہے۔ اور  
شاخ بھی نکلتی ہے۔ اور پھل بھی نکلتا ہے۔ ایسے ہی ولی اللہ کو ہر علم اور ہر معرفت اور ہر  
مقام اور کشف کرامات ذاتی صفاتی اسم اللہ کی برکت سے، اور ذکر اللہ سے دل  
نکلتا ہے۔

اور ولی بھی دو قسم کے ہیں۔ ایک مادرزاد۔ چنانچہ حدیث ہے:  
**السَّعِيدُ مَنْ سَعَدَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ** نیک بنت مان کے پیٹھ ہی میں نیک  
**وَالشَّفِيقُ مَنْ شَفِيقٌ فِي بَطْنِ أُمِّهِ** بنت ہوتا ہے اور شفیق مان کے پیٹھ میں شفیق  
ہوتا ہے۔

اس واسطے کی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے۔ **مَا أَتَحْدَدَ اللَّهُ وَلِيًّا جَاهِلًا** نہیں قبول  
کرتا ازروئے ولایت کے جاہل کو۔

دوسرے ولی وسعت بیعت کو سکھایا پڑھایا جائے۔ مجابہہ اور مشاہدہ کے ساتھ اور  
طالب کی تین قسمیں ہیں۔ طالب دنیا، طالب عقیقی، طالب مولیٰ، ہر ایک کو مرشد

طریقت سے پہچانتا ہے۔ جو مرشد اول روز اللہ کے طالب کو اللہ کے ذکر میں اللہ کے  
نام کے ساتھ مشغول کر دے۔

اگر طالب اللہ خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے۔ معلوم کرنا چاہئے کہ اس کے  
نصیب میں مرائب دنیا کے ہیں کہ حیوانات ناسوت ہے۔ اور جو باغ و بہار اور صورت  
حور و صور دیکھے اور ملاقات کرے، یہ طالب مولا ہے۔ اس کے نصیب میں مولا ہے۔  
آخر اس کے نصیب میں مولا کی طلب دنیا اور عقیقی کی طلب ہو گی۔ اللہ بس ماسوائے اللہ  
ہوں۔

جان کے عارف بالله اگرچہ فقر اور فاقہ سے جاں بلب ہوں اور جان سے بیجان  
ہوں، مردہ ہیں۔ مگر قدم اہل دنیا کے دروازے پر نہیں یجاگتے۔ حکیم کا فعل حکمت سے  
خلال نہیں ہے۔ اگر اہل دنیا کے دروازے پر بھی گئے ہیں تو اس کو اللہ کی طرف لاۓ  
ہیں۔ جس نے اولیاء اللہ کو پہچانا لا یُحِبُّ الدُّنْيَا کو پہچانا۔ اور جس نے شیطان کو پہچانا  
جب دنیا کے ساتھ۔ جیسا کہ دنیا کی بادشاہی حضرت ابراہیم ادہم نے ترک  
کی اور اللہ کی طرف آئے۔ عنایت اللہ سے اور ولایت مرشد سے کامل ہدایت پائی۔ یہ  
ولایت نحتاج درویش فقیر کی ہے کہ نذر بطور طمع اور رشتہ لے۔

زمین برناخن است در چشم درویش بے بیند ہر خوائن در نظر خویش  
الْفَقْرُ لَا يَخْتَاجُ إِلَّا اللَّهُ فَقِيرُ سَوَاءِ اللَّهُ كَمْ كَمْ جَنَاحَنْ نَهْبِنْ ہے۔ رَجُونْ كَفِيرْ كَجْنَعْ  
عزیز جانتے ہیں۔ اور رُجُونْ دنیا نہیں لیتے۔

### شرح علم الہام و پیغام

جان کے علم ایک لفظ ہے جیسا کہ جانا گیا اے جدائی حرف دال۔ وہ حق بمحانہ تعالیٰ  
متداول سنی اور سرور کائنات کو پیغام دال پہنچایا ہے۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کرنے  
والی ہے اور کلام اللہ غیر مخلوق اور بے صورت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال دلالت  
کرنے والے وعدہ وعید اور قصص الانبیاء امر معروف اور نیز دلالت کرنے والی علم کی۔  
بہرقال اور بہر مال اور بہر حال اور بہر احوال پوشیدہ اور ظاہر اور ارات اور دن معرفت الہی

کے مراتب انبیاء اور اولیاء سے کیفیت اللہ کے وصال کی۔ پس علم وال بیخال اور پیغام وحی پیغمبروں مرسل پر لے جاتا ہے اور اولیاء اللہ کا الہام ہے۔ اور الہام چھپتمہ ہے۔ یعنی آگے، پیچے، سیدھے، اٹھے، اوپر، نیچے۔ پس جو الہام پس پشت سے ہوتی ہے۔ پس وہ الہام نفس کی بد خصلتی سے ہے کہ جاتی چوری ہے۔ اور جو اٹھی طرف سے آواز آتی ہے۔ وہ عالم غیب جنویت سے ہے۔ یعنی جن دیو اور پری۔ اور جو سیدھے ہاتھ سے آئے اور نیچے سے پیدا ہو۔ یہ مولک فرشتہ ہے یا اولیاء اللہ کی ارواح اور جورو بروس ہو۔ یہ انبیاء اور اصیل اور اصحاب نبی اللہ ﷺ سے ہے اور جو دونوں کتف (کندھا، شانہ) سے آئے دل سے ہے۔ مثل وہم یا خیال کے یادیں بے آواز اور بے صورت دل سے چکتی ہے۔ اور صورت کی صورت بستہ نہیں ہوتی اور بات ہاتھ میں دل تحقیق سے پاتا ہے اور یاد رہے جیسا کہ باطن میں معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہو یہ الہام معرفت قدرت علم اور ارادہ غبی اور فتوحات لارہنی عطا ہوتے۔ حق سچانہ تعالیٰ سے اور اس راہ باطنی سے ناقص الہ حجاب بے معرفت الہی کو آگاہی نہیں ہے کہ ظاہر کے ساتھ آدمیوں کو وعدۃ نصیحت ہے۔ اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات اور فضیلت نہیں ہے۔ پس مجلس الہل فیض فضل اللہ فضیلت اور الہل فیض فضیلت۔ اور یہ مرتبہ مقام فقیری کا ہے۔ اس پر مغروف مت ہو کہ مقام اللہ کے قرب وصال کا آگے ہے۔ خاص الحاصل نور جو کہ انا نیت سے جدا ہے اس کا مقام ہر دم زیادہ ہے۔ اس واسطے کہ جس نے مقام الہام میں اور کشف کرامات کے ساتھ قرار پکڑا اور رجوعات خلق میں جمعیت پکڑی اس کو خلق صاحب عزت اور عظمت اور حرمت اور کرامات جانتے ہیں اور مندوم کرتے ہیں۔ وہ خلق کی قید کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا۔ صاحب مخدوم معرفت مولیٰ سے باز رہا کہ درمیاں کشف اور کرامات اور معرفت مقام فنا فی اللہ کے ایک لاکھ ستر ہزار مرتبہ ہیں۔ سوائے تصرف دل کے اور کشف و کرامات اور خلق کی قید سے ان مقامات کو طے نہیں کر سکتا۔ اس واسطے کہ مقامات محبت اور طلب مطلوب معرفت الہی ناتھا ہی بے پایاں ہے کہ حاتم اور ممات میں ہزاروں مقامات ایک دم میں طے کرتا ہے۔ اور ہر مشاہدہ کے

مقامات ترقی درجات حی قوم ہوتے ہیں۔ محبت اور طلب مطلوب کے ساتھ خاص دلیل دوام ارباب رب خلیل کے ساتھ مثلاً خلق خلیل کے قربان جان اور فرزند قربانی دینا ہے۔ اور محبت آگ کی گلزار میں جلتا ہے۔ اور وہ برکت سے کلمہ طیبہ کے گلزار ہوتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہو وہ اس کی محبت اور طلب کا دعویٰ نہ کرے۔ اور یہ مراتب خاصوں کے ہیں۔

چنانچہ حدیث: مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ  
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ خَالِصًا  
ذَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابَ وَلَا  
عَذَابَ قِيلَ وَمَا إِخْلَاصُهَا قَالَ أَنَّ  
يَهْجُرَ عَنِ التَّعَارِفِ  
لَقُلْ تَفَسِيرْ حَمْدِي سے ہے۔ جملہ دنیا کے خطرات رنج چانتا ہے۔ اسی واسطے دنیا کو  
نقیر نہیں لیتے ہیں۔

تَوْلُةَ تَعَالَى: إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ  
السَّاعَةِ وَيَنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ فِي  
الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَا ذَا  
تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ  
بِسَيِّئَاتِ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ  
خَيْرٌ (۲۱-۳۲)

حدیث: الْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمٍ  
الْمُكَافِفَةُ وَعِلْمُ الْمُعَامِلَةِ

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاففہ کو چھپائیں اور شریعت میں کوشش کریں کہ یہ بھی مراتب ابتداء کے خام ہیں، کشف فقر و اسٹے، واسطے مکاففہ باطنی کے اس آیت مذکور کو باترتیب اسم اللہ شامل کر کے تصور میں پڑھے۔ اور نظر اللہ کے اسم پر رکھ کے کشف گلیہ

ظاہر ہوئے اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہووے۔ یا الہام پیدا ہوئے یا حقیقت ماضی اور مستقبل کی خواب یا مراقبہ میں مشروع ہوئے یہ غیب نہیں ہے اور نہ غیب پر یہ کہ طالب مولیٰ جو دیکھے کہے۔ یہ حسہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ دل کا آئینہ صفا ہے۔ چس جو خدا کے حصہ پر بخیل ہو اور بازار کے وہ شرک ہے اور کافر اور دشمن اللہ کا بے ہدایت ہے۔

ہر کرا مرشد نباشد پیشووا ایں کتابے بس بود رہبر خدا در مطالعہ باش دائم صبح و شام عارف باللہ شو باقی دام اگر باطن کی راہ میں ذکر اور فکر اور اللہ کے نور حضور اور مراقبہ اور محاسِبہ اور محبت اور معرفت مثل الہام اور دلیل اور وہم اور مکافہ روش تحریر، کشف القلوب، کشف القبور، اور کعبہ فرشتوگی بیت المعمور، اور قرب خدا اور وصال حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور تجلیات اسم الہی اور برکت قرآن مجید اور آیات یُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ کی ایمان جو کوئی غیب پر ایمان نہ لائے اور اس کے خلاف کرے مطلقاً کافر ہو جائے۔ اللہ کا قول ہے: وَعَلَمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا۔ ہم نے آدم کو تمام علوم تعلیم کر دیئے۔

گر ببودے وجود اصل خدا کے رسیدے بیان وصل خدا۔ ہر انبیاء اور اولیاء کو ابتداء علم لدنی ظاہر باطن روشن بے تعلیم و تعلم بحکم فعل الحکیم واضح ہوتا ہے ہمارے نبی امی مسلم اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اللہُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الْأُمَّةِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمْ جو کوئی دونوں جہان کا مشاہدہ کرے۔ اس کو لکھنے پڑھنے کی کیا حاجت ہے۔

قولہ تعالیٰ: أَتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ  
عِنْدِنَا وَعَلَمْنَاهُ مِنْ لَدُنَنَا عَلِمًا۔ (۷۵)  
الرَّحْمَنُ عَلِمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ  
الْإِنْسَانَ عَلِمَهُ الْبَيَانَ (۷۶-۷۷)  
إِنَّ الَّذِينَ يَخْشُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ  
لَهُمْ مَغْفِرَةً وَآجَرٌ كَبِيرٌ (۷۸)

اگر اللہ کی راہ میں باطنی جنت قرآن اور حدیث اور قول مشائخ اور مشاہدہ اور الہام نہ ہوتا سب اس راہ کے آدمی کافر ہو جاتے۔

مَنْ نَظَرَ إِلَى الْفَقِيرِ يَسْمَعُ كَلَامَهُ جس نے فقر کی طرف نظر کی اور اس کا کلام  
يَخْشُرُهُ اللَّهُ تَعَالَى مَعَ الْأَنْبِيَاءِ ناس کا حشر اللہ تعالیٰ انبیاء اور مرسیین کے  
وَالْمُرْسَلِينَ ساتھ کرے گا۔

آں کہ خاک را پہ نظر کیا کند

آیا بود کہ گوشہ چشمے ہنا کند

نظر کیا اس کو کہتے ہیں کہ نظر کے ساتھ طالب کو سمجھنے لے، کشف و کرامات اور سکر اور مستقی میں سرو کی طرف اللہ کا طالب میں نہ کرے اور حسن اور خط و خال پر نہ دیکھے اور علم کبی اور رسمی سے گذر جائے۔ اور تجلیات و صال میں ڈوب جائے۔

### شرح الہام اور الہام کی تعریف

الہام کیا ہے۔ اور اس کی کیا حقیقت ہے۔ اور الہام کس کو کہتے ہیں۔ حدیث:  
اللَّهُمَّ اقْنَعْنَا بِالْغَيْبِ فِي قُلُوبِ الْفَقِيرِ بِلَا كَسْبٍ۔ الہام وسرے کے دل میں خبرِ الدُّنْيَا ہے۔ بالمحنت کے اور الہام چند قسم ہے الہام از خدا و الہام از غیر مصطفیٰ ﷺ، والہام از اصحاب کرام ﷺ والہام از رواجِ انبیاء و اولیاء، والہام از صفائی ول جیسا کہ الہام نفس کا اور الہام روح والہام سر از ذا کر خیہ اور الہام شیطان اور الہام جستہ اور الہام ملائک۔ اب ہر ایک کی تاثیر اور رغبت وجود میں معلوم کرنا چاہئے۔ الہام وحدت الہی کا یہ نشان ہے کہ اقل الہام سے روز بروز اس کا دل محبت مولا کی زیادہ کرتا ہے اور دین میں قوی ہوتا ہے۔ خلق سے انس نہیں پکڑتا اور صحبت غیر ترک کرتا ہے۔

ہر کہ را از جن بدل الہام شد

راز رحمت معرفت پیغام شد

الہام کو ارجح کہتے ہیں کہ نبوت سے پہلے پیغمبروں کو ہوتا ہے۔ اور ارجح

ربوبیت کا مقام ہے کہ حق سے نزول رحمت ہوتا ہے۔ اور صاحب الہام کو اہل غنائے اکبر کرتے ہیں۔

ہر دل کہ باہوائے ہویت جمال یافت عنقائے ہمتش دو جہاں زیر بال یافت  
ہر جان کہ با بتا و آلاش گرفت انس از نعمت نعیم دو عالم ملال یافت  
یہ مراتب بھی دل کی صفائی کے ہیں۔

جان کہ شخص کو ظاہری آنکھ سے اپنا جسٹہ نکل جائے غیرت کھانا ہے اور کہا کہ تو مجھ سے ہے یا میں۔ توجہ طفیل نے جسے سے جواب دیا کہ تیرافش ہوں۔ پھر یہ آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو کھینچوں یا ماروں، نفس کہتا ہے کہ تو مجھ کو نہیں مار سکتا۔ بلکہ میرا مارنا میرے خلاف ہے اخلاصِ مع اللہ کے ساتھ۔

جب فقیر صاحب الہام، اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا خطاب قاتل ہوتا ہے۔ یعنی قاتل نفس تَفْتَلُونَ الْفَسَكُمْ۔ اس مقام پر صاحب کشف ہوتا ہے۔ اور کشف چار قسم ہے۔ ایک قلبی دل سے تعلق رکھتا۔ اللہُمَّ كِبِّثْ قَلْبِيْ عَلَى دِينِكَ اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

دوم۔ روحانی غرق اور فتاۓ نفس رکھتا ہے۔ یعنی مُؤْنُوا قَبْلَ آنَ تَمَؤْنُوا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

سوم۔ کشف نفسی ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنی بہت ریاضت سے۔ چہارم۔ کشف شیطانی۔ معصیت اور طمع سے تعلق رکھتا ہے۔ زیادتی عزت اور جاہ کی۔ آگہار ہو کر اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے۔ ورنہ حق بے نیاز ہے۔

معشوق و عشق و عاشق ہر سے کیے است انجا چوں وصل در گنجید ہجراں چہ شے است انجا ہاں راز کی صاحب راز اختیار کرتا ہے۔ اور جس کو راز قبول کرتا ہے۔ صاحب راز ہوتا ہے۔

سیل بے رہبر بدر یا سے رساند خوش را  
شوق ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست  
جو خلق کی نظر میں دیوانہ ہے حق کے ساتھ یگانہ ہے۔  
ہرچہ از دیوانہ آمد در وجود عنو فرماید ازاں دیوانہ زود  
حقیقت حضرت موسیٰ کی یہ ہے کہ تین مرتبہ انا کہا اللہ تعالیٰ نے عنو فرمایا۔ اور  
شیطان ایک انا سے مردود ہوا۔ عارف باللہ اہل کلید ہیں الہی تقدیمے صاحب حال  
مردہ دل غافل سب جان بے باطن اور صاحب نفس امارہ بد خصال، اور کیمیا نظر جس کو  
نوازے ایک نظر میں اس کا مرتبہ اپنے برابر کرے۔

آل است نظر زر کہ حق غرق میکند دل بحر پھو دریا در موج میزند  
اس کو ریاضت اور چله کشی کی کیا حاجت ہے اور رسول کی خلوت نیتنی سے ایک  
ساعت کا غرق مع اللہ بہتر ہے۔ ریاضت راز کے واسطے ہے اور طالب اللہ باطن معمود  
قرب مع اللہ کے ساتھ غرق حضور ہے۔

صاحب راز دہ ہے کہ اس سے کوئی وقت قضا اور وقت نہیں ہوتا۔ ہر وقت نماز  
بازار اور راز بانماز ہے۔ صاحب مولیٰ بے نیاز ہے۔ جب اس کو وقت بانماز آتا  
ہے۔ حضور باطن سے رخصت ہوتا ہے کہ جانماز پڑھ۔ ورنہ حق کی معرفت سے سلب  
ہوگا۔ پس صاحب راز بانماز با جماعت پڑھتا ہے۔ اور مرشد کامل صاحب راز دہ ہے  
کہ اللہ کے قلب کو بے ذکر اور فکر اور بے جاہدہ اور ریاضت یا تصور اسم اللہ کا  
بر ZX یا توجہ باطنی سے عارف باللہ اور مجلس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں شامل کر  
دے۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرادے اور مرتبہ  
دلادے جو مرشد صاحب حضور اللہ کے طالب کو حضور عالم میں سرورِ عالم ﷺ کے  
پہنچا دے۔ کیا مشکل ہے۔

## شرح مجلس صحیح اور ذکر اللہ اور تسبیح

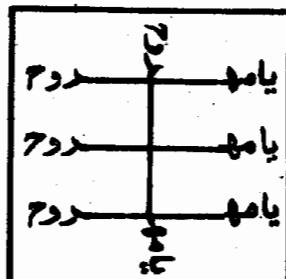
### حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام

جان کے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم دونوں جہان کے ہادی اور ہبہ ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خوش وقتی اور شاہد ایمان ہے۔ جانتا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے واسطے ہدایت کے پیدا کیا پس شیطان کی قدرت ہے کہ اپنے آپ کو ہادی کہے اور ہادی کی صورت متشہ ہو۔ شیطان سے کسی مسلمان کو ہدایت نہیں ہوتی۔ اور وہ اللہ کی ہدایت اور اللہ کے نام سے اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے ایسا ذرتا ہے جیسا کہ کافر کلمہ طیبہ سے۔

بے شک حضوری حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نشان اول یہ کہ خوبصورت وجود مبارک کی اس سے ہے کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو فرشتوں نے آدمی کی صورت میں ہو کر میوه شجرۃ النور کے بہشت سے لا کر کھلائے اور اصل وجود مبارک حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسی شجر نور سے ہے۔ پیغمبر صاحب ﷺ نبی سے نہیں پیدا ہوئے۔ اسی سبب سے حرص اور حد آپ میں نہیں ہے۔ پس جو آپ کو خاص الفاضل سے دیکھے وہ آدمی خاص الفاضل ہے۔

دوسرایہ نشان ہے کہ آپ کی مجلس میں ذکر بجان ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے اور نیز شرح وجود مبارک کی اور صورت مجلس کی شہاں نبی ﷺ سے تحقیق کرنا چاہئے۔ نقل شہاں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے۔  
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گندم گوں تھے۔ اور

کشاہد پیشانی اور کشاہد دندان اور اوپنی بینی اور آنچیں حضور کی سیاہ تھیں نکیں ریش مبارک کے بال بہت سے تھے۔ دست مبارک لبے تھے۔ انگلیاں آپ کی باریک تھیں اور میانہ قد تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تن مبارک پر بال نہ تھے مگر ایک خط سینہ سے ناف تک کھنچا ہوا تھا۔ مہربوت یہ ہے۔



بے شک کہ بیند مہر وحی برپت ما بہ نہ ہے مہر نبی مصطفیٰ ﷺ  
دان مہر وحی نبوی شد ظفر ہر کہ را آرد لکھت آں کا فرشر  
جاننا چاہئے کہ آدمی کے وجود میں دل ہے اور دل میں قلب اور قلب میں سر ہے۔  
اور سر میں اللہ کا نام قدرت سے لکھا ہے۔ کہ اس سر سے محروم اور بے خبر فرشتہ ہے۔  
پس مرشد کامل وہ ہے کہ اس کا طالب اللہ کے نام کو دل پر درست لکھا ہوادیکے  
اور بچشم ظاہری معاون کرے اور اسم اللہ کے درمیان میں پرداہ خناس اور وسوسہ توہات  
اور خطرات شیطانی اور نفسانی، تجلیات کے غلبے سے جلو جائیں۔ اور ذات الہی اور مجلس  
محمدی ﷺ جلدی صورت دکھائے۔

جاننا چاہئے کہ علماء ہرگز عامل نہیں ہوتے۔ جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
باطن میں سبق شُرُودیں اور نہ وہ متغیر ہوتا ہے۔ تمام عمر اگرچہ ریاضت کرے اور نہ فقیر کامل  
ہو۔ جب تک حضور دست بیعت نہ کرے اور اسم اللہ ذات تلقین نہ فرمائیں۔ اگرچہ تمام  
عمر ذکر کرے اور علمائے عالی اور فقراء کامل کو حصہ حضور سے ہی ہوتا ہے۔ اور شاہد  
اس حضوری کا وہ ہے جو حضوری میں پہنچائے اور جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دریائے وحدت میں غوطہ دیں کہ غوث اور قطب اس سے دست بیعت کرتے ہیں۔ اور اس کو فقیر عارف باللہ کہتے ہیں۔

جان کہ اگر کوئی باطن میں ازروئے مشاہدہ کے عرش پر نماز پڑھے یا لوح حفظ اس کی چشم ظاہر سے مطالعہ میں رہتی ہو یا حقیقت ماضی اور حال اور مستقبل کی مشروحا کہے اور ارواح انبیاء اور اولیاء سے دست مصافحہ کرے اور ہر ایک کاتام جانے اور پیچانے، یا ایک جنہے سے ہزاروں جنہیں اور روئے زمین کے جدود میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ادا کرے اور پھر ایک جنہے میں آئیں یا وقت بارش کے ہر قطرہ میں کام فرشتہ کے جو زمین پر لاتے ہیں اس کی شمار میں ہو، ہرگز معرفت کو نہیں پہنچتا اور عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اس واسطے کہ عارف باللہ دوام مجلس محمدی ﷺ میں غرق نور ہے اور ان کرامات سے غیور ہے۔ اللہ بس، سوائے اللہ ہوں۔

جان کہ ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے۔ اور ہر طریقہ شریعت میں آتی ہے۔ پس فقیر عارف باللہ صاحب شریعت کو کوئی مقام اللہ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا۔ اگر تمام زمین اور برگ اور ریگ بیابان اور تمام آسان کاغذ بن جائیں۔ اور آب دریا اور چاہ سیاہی بن جائیں۔ ثواب یا اللہ ایک بار کہنے کا نہیں نکل سکتا۔ اگرچہ قلم سرگردان ہوں پس اللہ کے نام کو تو کیا جاتا ہے کہ مردے قبر میں ہمیشہ کہتے ہیں۔ اے اللہ ہم کو زندہ کرتا کہ دنیا میں جا کر پھر ایک بار یا اللہ کہیں۔

جان کہ قدر نام اللہ کا ہے۔ اور قدرت تلاوت کلام اللہ اور فقیر عارف باللہ اور مجلس محمد ﷺ رسول اللہ کی مرنے کے بعد معلوم ہوگی۔

من اراني گفت آخر مصطفى ﷺ چند باشی در حباب اے پر ہوا  
سرکش فلت است آخر پاک دیں ایں خن لعل است میدانی یقین  
من عرف نفسہ کو اس کی نیک خواہ بدخلت سے پیچانا جاتا ہے۔ فقد  
عرف ربہ رب پیچانا جاتا ہے۔ محبت و محرومیت اور اس کے وصال سے، جس نے اپنے  
نفس کو پیچانا۔ متفور نظر مجلس حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوا۔ پس اس نے اپنے

رب کو پیچانا۔ اور جس نے رب کو پیچانا وحدانیت میں غرق ہوا۔

حدیث: مَنْ رَأَيَ فَقْدَ رَأَى الْحَقَّ لَاَنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ بِنِي وَلَا  
بِالْكَعْبَةِ أَئْ مُؤْمِنٌ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَقْدَ رَأَى تَحْقِيقًا لَاَنَّ الشَّيْطَانَ  
لَا يَقْدِرُ عَلَى صُورَةِ النَّبِيِّ بِعِينِهِ وَإِنْ تَصْوَرَ عَلَى هَيْنَةِ شَيْخٍ كَامِلٍ  
وَلَا يَصْبِرُ عَلَى صُورَتِ كَعْبَةِ اللَّهِ فَمَنْ أَنْكَرَ رُوْيَيْهِ النَّبِيِّ بِمُوَافِقِ  
الْهَيْنَةِ فَقَدْ أَنْكَرَ حَدِيثَ النَّبِيِّ وَمَنْ أَنْكَرَ النَّبِيَّ فَقَدْ كَفَرَ۔

جس نے مجھ کو دیکھا پس تحقیق حق کو دیکھا۔ اس واسطے شیطان میرے ساتھ متماثل نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ کعبہ کے ساتھ اے مومن (جس نے) مجھ کو خواب میں دیکھا پس گویا حق تعالیٰ کو دیکھا اس واسطے کہ شیطان بعینہ صورت نبی ﷺ پر (بننے کی) قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ صورت شیخ کامل پر متصور ہو جائے اور کعبہ کی صورت پر پس جس نے روایت نبی ﷺ کا انکار کیا حدیث کا انکار کیا۔ پس نبی ﷺ کا انکار کیا۔ اور جس نے نبی ﷺ کا انکار کیا کافر ہوا۔

مجلس نبی ﷺ میں داخل ہونا آسان کام ہے۔ لیکن خلق محمدی ﷺ یہ ہے کہ اس کے بغیر مجلس محمدی ﷺ میں پہنچنا دشوار ہے۔  
تیر ان شان مجلس محمدی ﷺ میں تلاوت قرآن ہے۔

چوتھے یہ نشان ہے کہ مہر نبوت دیکھے۔  
پانچوں حرم کعبۃ اللہ میں موجود ہو۔  
چھٹے ملازمت حرم مدینہ میں کرے۔

ساتوں جس پر حضور مہر بار ہوں خُذْ بَيْدِی فرماتے ہیں۔ جیسا کہ اس فقیر  
عنایت ہوئی۔ اور پھر فرماتے ہیں کہ تم کو اجازت ہے۔ امداد کرو خدا کے ساتھ جیسا  
کہ اس غریب کو اجازت ہوئی۔

پس جو کوئی ان سات مجلس میں نوازش نبی کریم پر شک لائے اور پریشان ہو کر

شک میں پڑے کافر ہوئے نعوذ باللہ منهما۔

ہنر کہ بیند باطنے رو مصطفیٰ ﷺ  
واقف اسرار گردد از الہ  
آں کریم و آں شفیع و آں سُنی  
اعتقاد صدق باید بر نبی ﷺ  
یا شناسد آنکہ باشد اولیاء  
انبیاء را کے شناسد جز خدا  
یا شناسد آنکہ باشد حق قبول  
کور جسٹے کے شناسد نہ ہوا  
اویاء رائے شنا سد اویاء  
ترجمہ اشعار

جو دیکھے باطنًا منه مصطفیٰ ﷺ کا  
نبی ﷺ پر چاہئے تم کو عقیدہ  
بجز حق کون پہچانے نبی ﷺ کو  
ولی کا جز نبی کب ہے شناسا  
جو کہ انہا ہے پہچانے کیا اے  
اور سات آدمی مجلس حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم  
ہیں۔ اول تارک الصلوٰۃ و جماعت۔ دوم فقیر الم بدعت۔ سوم الم شرب۔ چہارم  
علمائے بے باطن۔ پنجم الم دنیا اور دوست دار الم دنیا۔ اگرچہ خلق کی نظر میں مثل غوث  
اور قطب کے ہوں۔ ششم الم سر و دخن پرست۔ هفتم الم غیبت اور کافر۔ اور حس کو یہ  
مجلس نصیب ہو۔ اس کی بد خصلت نیک خصلت سے بد لجاتی ہے اور اس کا خلق، خلق  
محمدی ﷺ سے موافق ہو جاتا ہے۔ حدیث: الخلق نصف الایمان خلق آدھا ایمان  
ہے۔

اسم اللہ مثل آئینہ کے ہے، اخبارہ ہزار عالم کا تماشا اس میں دیکھا اور ہر مقام کو  
تحقیق کر۔ اسم اللہ کا معائنہ ایک راہ ہے۔ لازوال اس سے وصال ہوتا ہے مرشد کامل  
صاحب کمال سے۔

نگاہ جلوہ ذاتی بکن زبان بکشا کہ در مشاهدة دوست دم زدن غلط است

اور اللہ کا نام پاک ہے جو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ اس کی تاثیر ہوتی ہے۔ اور اس  
کے وجود کو بھی پاک کر دیتی ہے۔ اور معظم ہوتا ہے۔ اور اس کی برکت سے اولیاء ہو جاتا  
ہے۔

معنے شیطان شدہ ہدم ترا  
حیف باشد صورت آدم ترا  
دامن جاں برکش از آلوگی آسودگی  
حديث: مَنْ عَرَفَ اللَّهَمْ يَكْنُنَ لَهُ  
اللَّذِي مَعَ الْخَلْقِ  
قَالَ مُحَمَّدُ الَّذِينَ لَا يُنْسِ بِاللَّهِ  
وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَيْرِ اللَّهِ  
قَالَ عَلَى رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ إِخْرَاجُ  
هَلْيَةِ الزَّمَانِ جَاسُوسُ الْعَيُوبِ  
حديث: الَّذِينَ قَرْنُ وَحَوَادِنُهَا  
سِحَامٌ فَهُرُوا إِلَى اللَّهِ حَتَّى تَجُوزُ  
مِنَ النَّاسِ

ورنه باشد پسند خلق چہ پاک  
جو پلا اللہ کے نام کے ذرع کیا گیا۔ اس کو  
مت کھاؤ البتہ و فتن ہے  
نہیں مشغول کرتی ان کو کوئی شے سوائے  
اللہ کے ذکر کے آنکھ جھپکاتے میں۔  
یہ ذکر غیر مخلوق خفیہ ذکر سلطانی مستفرق نور اللہ کے ساتھ وصال ہے۔ یہ ذکر خفیہ  
نہ زبان سے تعلق رکھتی ہے نہ دل نہ روح نہ سر سے یہ ذکر اللہ کا نور ہے۔ اور حضرت  
رسول اللہ ﷺ کے طالب اس سے مسرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُذْعُوْرَ بَكْمُ  
تَضَرُّعًا وَخَفْيَةً۔ اللہ کو روکر اور خفیہ پکارو۔

قلب رفت و روح رفت و نفس رفت و باہوا  
دروجود ذکر و حدت غرق فی اللہ باخدا

اس مقام کو عارف باللہ غرق کہتے ہیں

معرف حق را بود باهفت کام ہر یک بگذار و بگذار از مقام  
مقام طالب موصل اور مرشد موصل کا دونوں بے حاصل چونکہ فی اللہ سے جواب  
حقیقت معرفت خدا سے، حدث ہے: **السلامُ فِي الْوَاحِدَةِ وَالْأَقْوَاتِ فِي الْأَثَيْنِ**۔ حدت میں سلامتی ہے۔ اور دوئی میں آفتیں ہیں۔

پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ سلامتی لازوال اللہ کی  
وحدائیت میں ہے۔ اور سوائے اللہ کے جو دیکھے تو آسان سات زمین اور رجوعات خلق  
کی اور طلب طالب مرید کی واسطے طمع دنیا کی ہے۔ یہ سب راہبر اور آفات ہیں۔ اور  
کشف و کرامات نہامت ہے۔ اور اولیاء کی کرامت بحق ہے کہ حق کی طرف لے جاتی  
ہے۔ اور باطل سے چھپتی ہے۔ اے مرد کوشش کر کہ مرتبہ مردگی سے گذرے اور مرتبہ  
مرد کو پہنچے۔ مرد وہ ہے کہ رات دن لڑائی کرے۔ اللہ کے دشمن نفس شیطان کے  
ساتھ۔ اور مرد غازی وہ ہے کہ ایک وار میں سراغیار کاتیع محبت سے کاث ڈالے۔ اور  
پریشانی سے ٹھرہو۔ یعنی استقامت کرامت سے بہتر ہے۔

### شرح فقر محمدی ﷺ

فقر اللہ کے نام سے ہست ہیں۔ اگر فقر میں ثابت قدم رہے۔ صاحب راز  
ہووے اور جو فقر سے اور اللہ کے نام سے پھرا اور استقامت کی طاقت نہ لایا۔ اور دنیا  
کی طرف رجوع کیا۔ مرتبہ راز سے پھر گیا۔ گویا مثل چیل کے مردار پر نظر رکھتا ہے۔ اور  
دونوں جہاں میں خوار ہیں۔ اس کی آنکھ مرتبہ فقر اور سلطان الفقر پر نہیں چھپتی کہ وہ دنیا  
کا طالب ہے بلکہ زندگی ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: فَإِذَا نُفَخَ فِي الصُّورِ** جب صور پھونکا جائے گا۔ اس کو نسب نفع نہ  
**فَلَا إِنْسَابَ بَيْنَهُمْ** کرے گا (۱۰۱-۱۰۲)

وَلَا تَنَابَرُوا بِالْأَلْقَابِ طِبْشَ  
الْأَسْمُ الْفَسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ  
برنے لقب نہ رکھو ایمان کے بعد فاسق نام  
براہے۔ (۱۰۱-۱۰۲)

حديث : من الطباء عمله فلا  
يتفعل نسبه فائدہ نہ دے گا  
حديث : ليس فخر المال انما فخر مال کے ساتھ نہیں ہے۔ علم اور ادب  
الفخر بالعلم والادب کے ساتھ ہے۔  
درکش جانغو شان فضل و ادب برندیست  
انجا نب تکجد آنجا حسب بآشد  
مصنف کہتا ہے آدمیوں میں بزرگ وہ ہے جس کو خدا اور رسول نے عزت دی  
ہے۔ پس صاحب عزت وہ ہیں کہ مولا کی طرف منہ لائے ہیں۔ اور معرفت کے دریا  
میں غوط کھائے ہیں۔ اور اپنے آپ کو خدا کو سونپا ہے۔ یہ گروہ اہل ایمان کا عزت اور  
جاه اور ننان کی طلب میں نہیں ہے۔  
ق۔ أَذْلَلُهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعْزَهُ دنیا میں مومنوں کے لئے خواری ہے۔ اور  
عَلَى الْكَافِرِينَ کافروں کے لئے عزت۔

حديث : الْمُؤْمِنُ تَعَامُ الْعُقْلُ ۖ أَئِمَّةُ الْفُكُرِ قَلِيلُ الضَّحْكِ كَثِيرُ  
الْبَكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ تَعَالَى قَلِيلُ الْأَكْلِ حُسْنُ الْخَلْقِ لَطِيفُ  
اللِّسَانِ تَارِثُ الشَّهُوْرِ قَاتِلُ الْهَوَاءِ مُخَالِفُ الشَّيْطَانِ مَوْافِقُ  
الرَّحْمَنِ طَالِبُ الْعِلْمِ زَاهِدٌ فِي الدُّنْيَا رَاغِبٌ فِي الْعُقْلِ تَأْظِرُ  
الْغَرَائِبِ

مومن پوری عقل کا دائم الفکر کم ہنسنے والا زیادہ رو نے والا اللہ تعالیٰ کے ذر  
سے تھوڑا کھانے والا نیک عادت پاک زبان چھوڑنے والا خواہشات نفس  
کا قتل کرنے والا ہوا وہوں کا مخالف شیطان کا، موافق رحمان کا، طالب علم

پرہیز گار دنیا میں رغبت رکھنے والا عقلي کا دیکھنے والا نادرات کا ہے۔

جان کر حضرت شیخ ابراہیم اوہم بھائی فرماتے ہیں کہ جب تک اپنے عیال کو مثل بیوہ عورتوں کے ٹونڈ کرے گا۔ اور اپنے فرزندوں کو مثل قیموں کے اور رات کو مثل کتوں کے خاک پر نہ سوئے گا۔ امید مت کر کہ تجھ کو مردوں کی صفائی میں راہ دیں۔

اوے غرض و فخر کار ہر روزہ ما  
اوے غرض و فخر کار ہر روزہ ما  
برطاعت و بر نماز و روزہ ما

حدیث : اشفل قلبك بالله  
بالكلمة ولو لا تشغيل قلبك بالله  
ساتھ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف دل اپنا  
مشغول نہ کرے گا۔ تیرا (ول) دنیا کے  
لا شغل بالغموم والهموم الدنيا  
غمون اور اندریشون سے مشغول ہو گا۔

اور جو دل دنیا کے غمون کی طرف مشغول ہوا۔ حق تعالیٰ سے دور ہو گیا۔ اور جس کو  
غم زن، فرزند اور کھانے اور پینے کا دل میں ہوا سے شغل باطن نہیں ہوتا کہ وہ خراب ہے  
اور خراب دل سے شغل باطن نہیں ہوتا۔

فَرُؤْلُهُ تَعَالَى: وَمَنْ أَغْرَضَ عَنْ  
ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْگًا  
جو میرے ذکر سے پہلو چیز کرتا ہے اس کا  
عیش بچک ہوتا ہے  
اور عیش بچک کیا ہے کہ دل ہمیشہ مشغول دنیا کے ساتھ ہو ہے۔ جب دل میں غم و  
اندوہ دنیا کا ہو، دیو کا گھر بن گیا۔

مصنف کہتا ہے۔ اللہ کے ذکر میں وہ غرق ہوتا ہے کہ سوائے مولا کے دنیا کے کسی  
مراتب پر خوش نہ ہو ہے۔ اور ذکر دل، ہر گناہ سے باز رکھتا ہے جیسا کہ ناشائستہ اور خدا  
کا نافر مسودہ۔ پس مردہ دل اللہ کے ذکر کو کیا جانے۔ تو نہیں ساہے کہ فرشتے ہرات  
کوندا کرتے ہیں۔

لَهُ مَلْكُ يُسَادِيٰ كُلَّ يَوْمٍ لَدُولِ الْمُمُوتِ وَابْنُو لِلْخَرَابِ  
اور ذکر اور زندگی دل کی بغیر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ثابت نہیں ہوتی۔

جان کر ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور توفیق کی راہ سے اس کے دل میں  
محبت اور اخلاص اور توحید اور اپنی یکاگی ڈالی۔ اور اپنی طرف کھینچا جذبۃِ قِنْ جَذَبَاتِ  
الْحَقِّ تَوَازِي عَمَلِ النَّقْلَيْنِ۔ ایک جذبۃ اللہ کے جذبوں سے ایسا ہوتا ہے کہ دونوں  
جہاں کے عمل کے برابر ہوتا ہے۔ وہ آدمی رحمٰن کا شاکر ہوا۔ اور جو کچھ ظاہر مال دنیا کا  
اور جس رکھتا تھا۔ سب اللہ کی راہ میں صرف کیا اور گھر دیرانہ کر دیا اور سنت عظیم اور فرض  
مستقیم بجا لایا۔

حدیث: تَرَكَ اللَّهُيَارَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ دُنْيَا كَا چھوڑنا سر ہر عبادت کا ہے۔ اور دنیا  
وَحْبُ اللَّهُيَارَأْسُ كُلِّ خَطِيبَةٍ کی محبت سر ہر خطا کا ہے۔

جان کر ایک لاکھ ۲۳ ہزار یا کم و زیادہ غیر حضرت آدم علیہ السلام سے خاتم النبیین  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہوئے ہیں۔ سب نے دنیا ترک فرمائی ہے۔ پس تو ان کے  
خلاف کیوں کرتا ہے۔

دنیا کے چار حرف ہیں۔ و، ن، ی، ا، حرف دال سے دنیا داری نہیں رکھتے۔ اور  
حرف ن سے نافرمان فرعون کر دیتی۔ اور حرف ی سے شیطان کا یار، اور حرف الف سے  
ظلم اور آدم کش بناتی ہے۔ اے احق دنیا سے وہ شخص علیحدہ ہوتا ہے کہ دین ہاتھ میں  
لائے۔ اور دین کے تین حرف ہیں۔ د، ی، ن، حرف د سے معرفت الہی کا دیدہ کھلتا  
ہے۔ اور مولا پر دیوانہ ہوتا ہے۔ اور طالب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا  
ہوتا ہے۔ اور حرف ی سے اللہ تعالیٰ کی یاری طلب کرتا ہے۔ مومن بھائیوں اور مسلمانوں  
کے ساتھ۔ اور حرف ن سے نیت صفا خیر اندیش ہر امیر اور فقیر کا جو دین کو ہاتھ میں لایا  
دنیا کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور دنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے۔ اور منہ مولا کی طرف لا کر  
فقر کا لباس اپنے تن پر پہن کر اور صدق اعتماد سے پر رکھ کر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اسی روز  
حق سجناء تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے فرشتو! ایک شخص میری دوستی کی غرض سے دنیا پلید اور  
مردار سے علیحدہ۔ ازو ارج انہیاء اور اولیاء اور اخخارہ ہزار عالم کو حکم ہوتا ہے کہ سب میرے

دوسٹ کی زیارت کو آئیں۔ اور سب آفرین کہیں۔ اور آج جو دل اور کپڑا خاکساری کا اس نے پہنانا ہے۔ سب اس کا باس پہنوا، یہ مراتب اول روز کو بخشنے ہیں۔

خاکساران جہان را مختار مہنگر  
توچہ رانی کہ دریں گرد سوارے باشد

خاکسارم جاں سارم جاں ثار حق نگارم غرق وحدت اعتبار

جاننا چاہئے کہ خلق کی رجوعات اور خلق میں غونا اور مرید ہونا۔ یہ مرتبہ مکس اور مور کا ہے اس پر مفردومت ہو کہ قرب وصال اس سے دور ہے۔

از خلق حق حاصل نہ واصل کجا خلق دنیا رہن است باسر ہوا  
تفیر کو چہار چیز چاہئے۔ اول تلاوت قرآن۔ دوم غرق تجوید۔ سوم رات دن  
محاسن فس کا۔ چہارم ہم تین حق کے ساتھ اور مرشد لاکن ارشاد وہ ہے کہ اس کے آگے  
قرآن تفسیر اور حدیث کے ساتھ ہو اور تفسیر کامل اور فیض بخش خاص و عام ہو۔ اور اس  
کے سیدھے ہاتھ میں فقہ اور کتب فقہ ہوں۔ اور ائمہ میں حفاظت کلاؤ بانی اور عارف بالله  
جیع فقراء باطن صفا مردم مشغول اللہ صاحب استغراق ہوں اور پس پشت الہ دنیا ہوں  
جو اس مرشد ضعیف کے ساتھ ہو۔ تو اول طالب جب نظر کرتا ہے تمام راہ دیکھتا ہے۔  
اور ایسے مرشد صاحب نظر کرتے ہیں۔ اور وجود میں اثر تمام ہوتا ہے۔ اور طالب باطل  
سے نکل کر حق کی طرف آتا ہے۔ پھر چاہئے کہ طالب بالیقین مرشد سے تلقین طلب  
کرے جب یقین حاصل ہو۔ بعد اس کے تسلی مجموع بخاراطر ہو۔ بعدہ تعلیم، تعلیم دل سلیم  
ہو، بعد مرشد دست بیعت کرے۔ اور تلقین کرے اور تلقین سے چھت حاصل ہوں۔  
اول ترک دوم ترکل لوم ت توہید چارم ت تزم۔ پنجم ت تواضع۔ ششم ت  
توا۔ برخدا تمایمت فقرا اور معرفت الہی اس کو فخر مطلق کہتے ہیں۔

حدیث : **الْفَقِيرُ فُؤْدَةٌ مَا وَجَدَ** فقیر کا رزق وہ ہے جوں جائے اور فقیر کا  
**وَلِبَاسُهُ مَا سَتَرَ وَسُكْنَاهُ مَا جَلَسَ** لباس وہ ہے جوڑھاںک لے اور مسکن کا وہ

ہے جہاں بیٹھ جائے، جوان مراتب پر  
پہنچ ان حکیم ہو۔

## انسان حکمت الہی ہے

حدیث : **الْإِنْسَانُ حِكْمَةُ الْيَبْيَانِ** حدیث : **الْإِنْسَانُ حِكْمَةُ الْحَقِيقَةِ**۔ تلقین  
بے یقین کچھ کام نہیں آتی۔ اور یقین بے تلقین سے پرداہ باطنی نہیں کھلتا ہے۔

یعنی علیے بہتر از تفسیر نیست یعنی تفسیرے بے از تفسیر نیست  
مرشد صاحب تفسیر اور تاثر روشن ضمیر کیما نظر کامل فقیر صاحب شرح کمل انسان  
صاحب احسان ہے۔

حدیث : **الْإِنْسَانُ عَبْدُ الْإِحْسَانِ** انسان احسان کا بندہ ہے۔  
قَوْلُهُ تَعَالَى : **هُلْ جُزَاءُ الْإِحْسَانِ** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یعنی احسان کا بدل  
**إِلَّا الْإِحْسَانِ** احسان ہے۔

اور جب تو دیکھے کہ دست راست میں مضر بان بان نعمہ و سرود اور دست چب  
(بایاں ہاتھ) میں شراب ام الجناح اہل دنیا کی مجلس کے ساتھ اور حسن پرستی کے واسطے  
مرد اور عورت اور پس پشت فقر ہے تو وہ شیطان ہے۔ اور جو تم کو دکھائے استدران  
ہے۔ ایسے فقیر سے طالب خاص دوکھرے ہوتا ہے۔ **مُؤْتُوا قَبْلَ أَنْ تَمُوتُوا فَاقِئَ**  
نفس اور **إِنَّ أُولَيَاءَ اللَّهِ لَا يَمْنُوتُونَ** بقا باللہ بروح۔ اور دنیمہ سے طالب اللہ کے  
ساتھ الگ ہوتا ہے۔ جاہل کو اس حال سے خربھیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے : **أَعُوذُ بِاللَّهِ**  
**أَنَّ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ** پناہ مانگتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے کہ عامل ہوں۔ جاہل مش  
البجل کے ہے۔ اس سے بات مت کہو۔

آنچہ از حق باز وارد جہل رشت وائلہ باحق میں برد علیے بہشت  
طالب علم سوائے امتحان کے نہیں ہوتا۔ جو طالب مولیٰ کا ذاکر ہے، سب سے بہتر  
ہے۔ طالب فضیلت آثار قید میں لانا بہت دشوار ہے۔ ورنہ ہزاروں جاہل ایک نظر میں  
دیوانہ کرنا کیا مشکل کام ہے۔ آدمی کا ترکیہ روح اور تصفیہ قلب علم سے نہیں ہوتا۔ کوئی

اور مراتبہ نَسْخَنَ الْقُرْبَ عَلَيْهِ مِنْ حَلْلِ الْوَرِيدَ کے نہ دیکھے ہیں۔ اور طرف تکلو  
وَأَشْرَبَهَا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُعِيشُ الْمُسْرِفِينَ۔ دنیا کی حب کی طرف دوڑے  
ہیں۔

تکلو پر مشو کہ دیگر نہ آب چندان خور کر رہی ۔

حدیث: مَنْ جَلَسَ مَعَ سَنَاءَةَ أَصْنَافِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى ثَمَانِيَةَ  
آنْجِاءَ مِنْ جَلَسَ مَعَ الْأُمَرَاءِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْعِرْضُ وَمَنْ جَلَسَ  
الْمُقْرَاءِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الرِّحَمَاءِ بِمَا قَسَمَ اللَّهُ تَعَالَى مِنْ قِسْمَتِ  
الْبَرِزُقِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّابِيَانِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى اللَّهُوَ وَاللَّعْبُ  
وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْجَهَدُ وَالشَّهُوَّةُ وَمَنْ  
جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِينَ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الرَّغْبَةُ فِي الطَّاعَاتِ وَمَنْ  
جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْوَرَعَ وَالظَّفُورِيَّ وَمَنْ جَلَسَ  
مَعَ الْفَاسِقِيَّ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الْهُنْبُ وَالْتِسْيَانِ وَالْتَّوْبَةِ وَمَنْ جَلَسَ  
مَعَ السَّكُوتِ زَادَهَا اللَّهُ تَعَالَى الرَّحْمَةَ

آنٹو ٹم کے آدمیوں میں بیٹھنے سے آٹھ چیزوں حاصل ہوتی ہیں۔ امراء کے  
ساتھ میں حرص، فقراء کے ساتھ میں رضا اس رزق کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ  
نے اس کی قسم میں لکھا ہے، لاکوں کے ساتھ کھیل کوڈ عروتوں کے ساتھ  
چہالت اور شہوت صاحبوں کے ساتھ رغبت فی الطاعت، علماء کے ساتھ  
پرہیز گاری اور تقویٰ فاقہ کے ساتھ گناہ اور قوبہ سے نیان اور سکوت کے  
ساتھ رحمت۔

حدیث: حَمُودُ الْعَيْنِ مِنْ قَنْدَةِ الْقَلْبِ وَقَنْوَةُ الْقَلْبِ مِنْ أَكْلِ الْحَرَامِ  
وَأَكْلُ الْحَرَامِ مِنْ كَثْرَتِ الدُّنُوْبِ وَكَثْرَتِ الدُّنُوْبِ مِنْ تَسْيَانِ الْمَوْتِ۔  
وَتَسْيَانُ الْمَوْتِ مِنْ طُولِ الْأَمْلِ ذَطْوُلِ الْأَمْلِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا وَحُبِّ الدُّنْيَا  
رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ۔

راہ و سیلہ کی طلب کرنا چاہئے۔

مرد مرشد را طلب کن را ہیر۔ تا دہ از حق تا کلی خبر  
اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًا وَأَرِنَا تَبَاعَةَ اللَّهِمَّ أَرِنَا الْبَاطِلَ وَأَرِنَا إِجْتَاهَبَه  
حدیث: طَلَبُ الْخَيْرِ طَلَبُ الْهُوَ (ترجمہ) عمدہ جبو خدا کی جبو ہے  
حدیث: ذِكْرُ الْخَيْرِ ذِكْرُ الْهُوَ (ترجمہ) عمدہ ذکر خدا کا ذکر ہے۔  
قول مصنف کا ہے ذِكْرُ الْهُوَ أَكْبَرُ مِنْ كُلِّ ذِكْرٍ (ترجمہ) خدا کا ذکر سب سے  
بڑھ کر ہے۔

اور ذکر کی چار قسمیں ہیں: اذل ذکر وہ ہے کہ جس ذکر میں سے آیات روشن  
ہوں۔ دوم ذکر اللہ کہ اس سے مکافہ ہو، سوم ذکر اللہ کہ اس سے طبقات اور درجات کا  
ٹھیک حاصل ہو دے چہارم ذکر اللہ کہ اس سے وحدت میں غرق ہو۔

ہر یکے ذکرے کثاید ذکر ذاتی ذکر دست ذکر سرور کائنات عَلَيْهِ  
جس کے وجود میں ذکر سروری قرار پکڑے وہ ظاہر اور باطن حضرت محمد رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرے۔ اور حضور میں پہنچائے۔ اور جو شخص (اپنے)  
آپ کو حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم بر قدم نہ پہنچائے۔ اس کی بیرونی  
کیوں نہ ہو۔ اور جو کہ اس صفت کے ہیں۔ ان سے حاصل دیدہ حسد کا نہیں بند کر سکتے۔  
بیرونی حضرت کے دوراہ ہیں جونہ کرے گمراہ ہے۔

حدیث: لَوْلَا الْحَسْدَ فِي الْعِلَمَاءِ لَصَارُوا بِمَنْزِلَةِ الْأَنْبِيَا۔

اگر عالموں میں حسد نہ ہوتا تو بمنزلہ انبیا کے ہوتے۔

عالم کے وجود میں تین چیزوں ہوں۔ ایک حرص۔ دوسراے حسد۔ تیسراے کبر۔ وارث انبیاء کا ہے۔

سے نتر سند عاشقانِ دائم لَا تَخَافُونَ لَسُونَةَ كَائِنٍ  
لَفَرِوْا إِلَى اللَّهِ كَوْشَادِ فَرِوْا مِنَ اللَّهِ اور لذت لَمْ تَنَالُوا الْبَرَّ حَتَّى تَفَقُّوا  
مِمَّا تَعْبُثُونَ کی نہ حکمی ہے۔ وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَقْلَاتُ تَصْرُّفٍ بِعِصْمٍ بَالْنَّى نَهْ دِيكھا ہے۔

جان کہ قرآن مجید میں دنیا اور اہل دنیا کی کوئی عزت نہیں ہے۔ دنیا اور اہل دنیا کا  
تعلق **تَدْلِيلٌ مَنْ تَشَاءُ** سے ہے۔ فقراء اور اہل فقر کا تعلق **تَعْزُّ مَنْ تَشَاءُ** سے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۖ وَيَعْلَمُ مَا  
فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ وَمَا تُسْقَطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي  
ظُلْمَتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ ۖ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ (۵۹-۶۰)**

اس آیہ کریمہ کو جو شخص اسم اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے تمام براور بحر میں جو ہے  
اس سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ مگر فقیر صاحب شریعت دیکھ کر چھپاتا ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ** اللہ تعالیٰ کا قول ہے واسطے فقراء  
مہاجرین کے کہ نکالے گئے اپنے شہروں  
اور مالوں سے وہ حاصل کرتے ہیں رضا  
مندی اور فضل اللہ تعالیٰ سے اور مدد کرتے  
ہیں وہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اور یہ لوگ  
صادقوں میں سے ہیں۔

فقیر اصحاب دست بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسرے سے اس  
روز سے ہیں پس جو گلہ فقیر کا کرتا ہے۔ گویا خدا کا وہ گلہ کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا گلہ  
کرتا ہے۔ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیزار ہیں۔

اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ صاحب ولایت روئے زمین پر  
کوئی نہیں رہا ہے اور جو کلم فتنہ اور مسائل پڑھ لیتے ہیں۔ وہ بخربطاہ اور باطن سے ولی  
اللہ اور مرشد ہادی سے نہیں رکھتے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى جُو دُنْيَا میں انداھا۔ پس وہ آخرت میں بھی  
فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَيِّلًا** انداھا ہے۔ اور زیادہ گمرا راہ کا ہے۔

سن اے مادرزاد انہے، تفسیر منیر کلی یوم ہو فی شان میں بیان کیا گیا ہے کہ

رات دن کی ۲۳ ساعت ہیں۔ اور ہر ساعت میں انیں ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور  
ہر سال میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ۲۰ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے۔ ۱۹ ہزار عاشق ذات اللہ تعالیٰ کے وجود میں آتے ہیں  
اور دنیا ان کی برکت سے قائم ہے۔

اور نقل ہے۔ جیسا کہ منافع میں حضرت انس بن مالک رض سے روایت ہے۔

**قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَرِمَيْتُنِي صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ امْتَ كَمْ أَبْدَلَ أُمَّيْتُ أَرْبَعُونَ أَنَانَ**  
امت کے ابدال چالیس تن ہیں کہ ہمیشہ  
رہتے ہیں۔ چنانچہ ۲۲ شام اور ۱۸ عراق میں  
جب ان میں سے ایک فوت ہو جاتا ہے۔  
اللہ **بِسَمِكَاهِهِ أَخْرَ فِيَادَا جَاءَ الْأَمْرُ**  
اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے کو اپنی مخلوق سے  
ماٹ الکل۔  
سب یکبارگی عالم سے باہر جائیں گے۔

پس دوسرے اولیاء اللہ کے تین سو چھپاس آدمی اولیائے روزگار (زمانہ) سے  
ہمیشہ ہیں۔ اس عدد سے خالی نہیں ہوتے اور تین سو ابطال اور چالیس ابدال اور سات  
سیاحت سے اور پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث پس یہ مرابت اولیا کے کہ  
معلوم ہوئے کسی وقت میں ۲۵۶ تک سے جدا نہیں ہوتے۔ اور نہ کم ہوتے ہیں۔ ہر وقت  
ہر زمانہ میں زیادہ ہوتے ہیں۔

اول مرتبہ ۳۰۰ شان (خاص بندے) ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں ان کو  
ابطال کہتے ہیں کہ ہو اور ہوں کا طریقہ انہوں نے باطل کیا ہے۔

دوم مرتبہ کے ۳۰ شان ہیں کہ ان کو ابدال کہتے ہیں۔ کیونکہ اخلاق ذمیہ اخلاق  
مجیدہ سے تبدل کرتے ہیں۔

سوم مرتبہ کے ۳۰ شان سیاحت کے ہیں کہ یہ سیر اور سیاحت میں رہتے ہیں اور خلق  
کی کار سازی میں حسب ارادہ حق مشغول ہیں۔ اور ان ۳۰ شان سے کہ ذکر کیا گیا۔ کسی

کو درجہ ارشاد میں مقام نہیں ہے۔ اور پھر؟ دوسرے تن ہیں۔ کہ اہل ارشاد ہیں کہ ان کی حقیقت تجلیات ذاتیہ اور امامت صفاتیہ کے تحت میں مضمحل اور ناجیز ہوئی اور حضرت واجب الوجود نے واسطے مکمل ناقصوں کے بارہاں کو تزلیل کر دیا۔ اور ان کے مراتب بھی فرق سے ہیں۔

اول پانچ تن ہیں کہ وہ اوتاد ہیں۔ اور ۱۳ اقطاب اور ایک قطب الاقطاب جانشین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

### شرح مردان خدا صاحب باطن صفا

حضرت عباس اور عبد اللہ بن مسعود روایت کرتے ہیں۔ کہ:-

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ تَلَكَ مِائَةٌ كُفُرٌ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَرْبَعُونَ قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَبْعَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَخَمْسَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَثَلَاثَةً قُلُوبُهُمْ عَلَى قَلْبِ مِنْجَانِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَاحِلُ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا حَلَ قَلْبُهُ عَلَى قَلْبِ إِسْرَافِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَإِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ تَلَاثَةَ فَإِذَا مَاتَ مِنْ تَلَاثَةَ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ خَمْسَةَ فَإِذَا مَاتَ مِنْ سَبْعَةَ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ الْأَرْبِعِينَ فَإِذَا مَاتَ مِنْ ثَلَاثَ مِائَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ تَلَاثَ مِائَةٍ فَإِذَا مَاتَ مِنْ تَلَاثَ مِائَةٍ يُبَدِّلُ اللَّهُ مَكَانَهُ مِنْ عَامَةٍ بِهِمْ يَرْفَعُ اللَّهُ الْبَلَاءَ وَالْوَبَاءَ عَنْ هُنْدِيَ الْأَمَّةِ .

فرمایا حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ ان کے دل مشل دل حضرت آدم علیہ السلام کے ہیں اور چالیس آدمی ہیں کہ۔ ان کے دل مشل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہیں۔ اور سات آدمی ہیں کہ ان کے دل مشل ابراہیم علیہ السلام کے اور پانچ آدمی ہیں کہ ان کے

دل مشل حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہیں۔ اور تین آدمی ہیں کہ ان کے دل مشل دل حضرت میکائیل علیہ السلام کے ہیں۔ اور ایک ہے کہ اس کا دل مشل دل اسرائیل علیہ السلام کے ہے۔ پس جب ایک مرتا ہے۔ تو ان تین سے اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور ان تین سے مرتا ہے تو ان پانچ میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب ان پانچ مرتا ہے تو سات میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب سات میں سے ایک مرتا ہے تو چالیس سے اس کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور جب چالیس سے ایک مرتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہوں گے۔ اور ان کی برکت سے بلا میں امت سے باز رہتی ہیں۔ اور تمام عمر پڑھنے علم فضیلت سے اس سے بہتر ہے سات روز مرشد صاحب ارشاد کی خدمت میں کہ اس کی برکت سے سعادت ابدی فقیروں اور درویشوں کو پہنچتی ہے۔ روایت کیا ہے کہ آدمی روزی میں پانچ مرتبہ کے ہیں۔ اول جور روزی کسب سے دیکھیں اور جائیں وہ آدمی کا فر ہیں۔ دوسرے روزی کو خدا سہ جائیں اور نہ جائیں کہ دے یا نہ دے یہ منافق ہیں۔ اور شک کریں۔

تیسرا روزی اللہ تعالیٰ سے دیکھیں۔ اور کسب سے جائیں۔ یہ مشرک ہیں۔ چوتھے۔ روزی سے زکوٰۃ دیں۔ اور واسطے کسب روزی کے معصیت میں نہ پڑیں۔ یہ آدمی مخلص ہیں۔

پانچوں۔ روزی اللہ تعالیٰ سے جائیں۔ اور روزی کے واسطے اللہ تعالیٰ کے عاصی ہوں اور حق تعالیٰ نے جس کا حکم کیا ہے ادا کریں یہ فاسق ہیں۔ از ”تبیہ الغافلین“۔ مصنف کہتا ہے کہ کافر کو روح کافر اور دل کافر اور نفس کافر اور عقل کافر اور علم کافر سے لیتا ہے۔ اور اس کا رزق کفر حرام ہے۔ منافق کی روح منافق، دل منافق، نفس منافق اور عقل منافق اور علم بھی اس کا واسطے منافت کے ہے۔ اور اس کا رزق بھی

نفاق، یعنی علم کو دنیا کے واسطے پڑھتا ہے۔ اور اس کو خصلت بدھر میں ڈالتی ہے۔ اور مومن کی روح مومن اور دل مومن اور نفس مومن اور علم بھی اس کا اسلام کے ساتھ اماں اللہ تعالیٰ میں اللہ کی ہرفت کی طرف لے جانا ہے اور جو رزق کھاتا ہے شکر خدا کرتا ہے۔ اور انصاف نفس سے دینا ہے۔

حیف بود صورت آدم تا متنے شیطان شدہ ہدم ترا  
مومن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی سے اور آنکھ کی بینائی سے حق کو دیکھے۔

خندہ با بر سینہ صاقاں مکنی ہشیار باش  
ہر کہ برآئینہ خند دویش خندہ خود شود

کلیات متقویوں اور دردیشوں کو چاہئے کہ وقت لقمہ کھانے کے قلب انافی لقمہ ہے کہ ذکر کے ساتھ اس سے ختم اعمال کا زمین پاک میں ہوتا ہے۔ اور اگرچہ حلال ہووے۔ بوالہوں کی دنیا راحت مثل برق کی روشنی کے بے ثبات ہے۔ اور اس کی محبت مانند تاریکی ابر کے بے بقا۔ پس اس کی نعمت کے فائدوں کے ساتھ الفت نہ کرنا چاہئے۔ اور نہ اس کے الہم کی سیاہی سے درد چاہئے۔

### شرح فضیلت علم و تعلیم و وسیلت ذکر اللہ صاحب تلقین

جان کر ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا کہ اے نفس اللہ تعالیٰ حاضر اور ناظر ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفع لا یا۔ اور نفس اور حدیث اور مسائل پڑھے، اور کہا کہ اے نفس عذاب جان کنی کی تھی اور مکر نکیر کا سوال و جواب اور عذاب تبر اور اعمالناہمہ دست راست اور حکم میں لینا اور وزن نیکی اور بدی کا میدان قیامت میں درپیش ہے۔ پس اے نفس اخبارہ ہزار عالم میں شرمندہ ہو گا۔ اور پلصراط کا گذر دوزخ آگ میں جانا اور بہشت کی نعمتوں سے محروم رہنا یاد کر۔ اور اے نفس شراب طہور کا دست مبارک جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پینا۔ اور رب العالمین کے دیدار سے شرف ہونا، کوئی نعمت اس کے برابر نہیں ہے۔ یہ تماں شرح خوف اور رجا اور وعظ اور پند نفس سے کہا۔ اور نفس گناہ پر غالب ہوا۔ اور وسیلہ مرشد کامل

کا درمیان گناہ اور طالب کے حائل ہوا۔ اور طالب کو اس گناہ سے کھینچا مرشد کامل ہرگز گناہ کرنے نہیں دیتا۔ صورت ظاہر اور باطن میں موجود ہوتا ہے۔ اس واسطے وسیلہ بہتر ہے فضیلت سے اور فضیلت واسطے وسیلہ کے ہے یعنی علم واسطے معرفت کے حق ہے۔

مرشد آں باشد قوی در راه الا طالبان را باز داد از گناہ  
تو نہ نمیدانی کہ آں یا تو قرب نفس راہزن را بود با تو رقب  
علام کی انتہا منطق اور معانی فقراء کی ابتدایہ سبق خوانی روز اذل سے ہے۔ یعنی  
الف اللہ بس اور مساوی اللہ ہوں۔ اور انتہا فقراء کی یہ ہے کہ جانے تو بس در بس آیا۔  
بس تمام قرآن ہے چنانچہ ابتداء قرآن کی بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ اور انتہائے  
قرآن س ہے۔ مِنَ الْعِجْنَةِ وَالنَّاسُ بِسْ اگر علم کو توجیح کرے بس ہو۔ یعنی تجوہ کو اللہ بس  
ہے۔

فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مَنْ عَلِمَنِيْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَانِيْ جس نے مجھ  
کو ایک حرف سکھایا وہ میرا مولا ہے۔

حرف یہ ہے مَنْ لَهُ الْمَوْلَى فَلَهُ الْكُلُّ۔ جب حرف کل، اور عقل کل، اور علم  
کل سوائے اس کے سب چیز جزو کل میں آئے۔ عبودیت واسطے رو بہت کے ہے۔  
اور رو بہت خاص راز رب کو کہتے ہیں۔ اور وہ فقیر عارف باللہ کے نصیب میں ہے۔  
حق سجنہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جو مجھ کو پانا، اور پیچانا چاہے۔ فقیر عارف باللہ سے پائے۔  
اور پیچانے۔ پس عارف باللہ معرفت مولا کی راہ میں نادیدہ نہیں ہے۔ اور کوئی چیز اس  
سے پوشیدہ نہیں ہے۔ عارف جو دیکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ حکم خدا اور رسول سے اللہ  
تعالیٰ کا قول ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوْيِ۔ (وہ نہیں بات کرتے اور بولتے اپنی خواہش  
سے) حدیث ہے: مَنْ عَرَفَ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ (جس نے اللہ کو پیچانا اس  
سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں) اور جو اس آیہ کو اسم اعظم ملا کر بات تسبیب پڑھے:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَالَمُ

الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ۔ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا  
هُوَ الْمَالِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَمِّنُ الْعَزِيزُ الْجَبَارُ  
الْمُتَكَبِّرُ طَسْبَحَانَ اللَّهُ عَمَّا يُشَرِّكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْعَالِقُ الْبَارِيُّ  
الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسْتَحِلَّهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ  
وَالْأَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (۵۹-۶۲)

اور ہر ایک اسم اعظم پر نظر کرے۔ ہر مطالب دینی اور دینی کاظمی کا ناظم ہوا اور سب  
پچھے اس پر مشروط حاضر ہو۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۔ لَا يَخْفَى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي  
السَّمَاوَاتِ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَوِّرُ كُمْ فِي الْأَرْضِ كَيْفَ يَشَاءُ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ  
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۔ (تحقیق اللہ تعالیٰ پر کوئی شے پوشیدہ نہیں ہے۔ نہ زمین میں  
نہ آسمان میں وہ ایسا ہے کہ تمہارے رحموں میں صورت پہنچتا ہے۔ جیسی چاہے، کوئی معمود  
نہیں سوائے اس غالب اور حکیم کے۔

اللہ کا کلام اللہ کا خزانہ ہے نامہم اس کو نہیں پہچانتا۔ قرآن اللہ تعالیٰ کا متر ہے۔ اور  
دونوں جہاں کا ہادی ہے۔ اور رہنمای ہے۔ جو اس پر قلک لائے کافر ہے۔

غیب داں گر غیب بخند غیب نیست ہرچہ بنی چشم خود آن غیب نیست  
غیب آں باشد کہ گوئی سر ہوا دل غمیرش آئینہ باحق صفا  
جو اس حالت پر پہنچے مقامات سے ہے۔ جس کو باطن سے کشاٹش کشف ہو۔ راہ  
راتی محمدی تھی پر ہے کہ اللہ کے ذکر سے یا لا اللہ الا اللہ کے ذکر سے ایک مرتبہ مقام پر  
پہنچتا ہے۔ اور اللہ کے طالب پر غالب آتا ہے۔ حوصلہ وسیع چاہئے کہ جعلی رحمانی اور جعلی  
نبوی روحانی اور جعلی مقام نفسانی اور جعلی مقام شیطانی۔ اور جعلی مقام ذکر قلبی اور جعلی  
مقام ذکر روتوی اور جعلی مقام بلاںک اور جعلی مقام جنونیت سب طریقت میں ہیں کہ طالب  
پر صادق ہوتی ہیں۔ اور جعلی دوسم کی ہیں۔ ایک نوری اللہ کے نور اور نظر رحمت سے اور  
نبی اللہ تعالیٰ کے نور سے اور قلب کے نور سے اور روح کے نور سے خاکیوں کے اسلام

کے نور سے اور فرشتوں کے نور سے، جب یہ نور جمع ہوتے ہیں جمعیت اور ترک اور توکل  
اور صبر اور سکر اور شوق اور غناوال کی اور توفیق طاقت کی۔ اور ذکر اور فکر کی اور محبت اور فنا  
اور بقا اور عرق معرفت الہی اور علم شریعت کی پاتا ہے۔ اور وسری تحلیلی ناری ہے کہ نفس  
کی آگ سے غصہ اور غصب اور کینہ اور حرص اور طمع اور طلب دنیا اور محصیت اور جنونیت  
کی آگ سے کہ اس سے خلق کی رجوعات اور ترقی اور درجات اور اہل دنیا کے تابع  
ہونے اور عالم جتنی اور دیا اور شرب اور بدعت اور نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور  
حجہ کرنے۔ اور کافروں سے اخلاص۔ یہ آگ جب وجود میں آتی ہے۔ مرتبہ انا فرعون  
کا منہ دکھاتا ہے۔ دل سیاہ ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی برابر جانتا ہے۔ یہ استدرج کے مقام  
ہیں۔ اور جو تم کو دکھاتا ہے۔ اس پر اعتبار نہ لانا چاہئے کہ خلاف شرع مردود ہے۔  
جان کے سب مقام عرش سے فرش تک واسطے امتحان کے ہیں۔ جو حق سے باز  
رکھے رہن اور شیطان ہے۔ کیوں کہ فرشتوں کا مکان انسان کے تابع کرنے کا ہے۔  
اور انسان واسطے ذکر رحمانی کے ہے۔ اور یہ مقامات ناری اور نوری دس لاکھ ستر ہزار  
سینتیس طریقت میں ہیں۔ حق سے بہت دور اور اہل طریقت آپ کو جانتا ہے کہ جوان  
مقامات سے نکلے والا یہ پہنچتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے: أَللَّهُ وَلِيُّ الدِّينِ أَمْوَالُ  
يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلْمَنَتِ إِلَى النُّورِ۔ (اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے۔ خلقت  
سے نور کی طرف ان کو نکالتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا نور ہے۔ یہ ایک نور  
ہے۔ سرداًگ، کہ یہ آگ معطر سرخ رنگ زیادتی آب سے ہے کہ دل کی قدیل میں  
آتی ہے۔ مثل گلاب کے دل کا شیشه وسیع کہ اس میں درخت محبت الہی کا کہ اس سے  
روغن معرفت پیکتا ہے۔ فقیلہ دماغ کے چڑاغ میں روشنی مارتا ہے۔ اور تمام اسرار ربانی  
ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ہر دل تاریک منور ہوتا ہے۔

جان کے طریقت میں ہزاروں دیوانے رجعت کھا کر خودی سے بخود ہو کر جنونیت  
میں مردہ پڑے ہیں۔ اور ہزاروں میں سے ایک سلامتی کی گیند لے گیا ہے۔ پس مرشد کو  
چاہئے کہ اول طالب کو مقام طریقت دکھائے۔ اور اگر دکھائے ایک رات دن دکھا کر

طریقت سے کھنچ لے۔ اور حقیقت کو پہنچائے۔ ورنہ طالب طریقت میں اکتا یہ سال سکر اور حکما اور حسرت اور عبرت میں جلے گا۔ اور خراب ہو گا۔ اور جب نکلے گا۔ ورنہ طریقت سراسر دیوائی گئی اور دیوائی گئی حق سے بیکا گئی اور ہوشیاری حق سے بیکا گئی۔ یہ قربت مشکل ہے۔ اس کی مشکل مرشد کھوٹا ہے۔ حدیث ہے: يَمْشِيُّ عَنِ الرَّأْسِ بِدُونِ الْأَقْدَامِ سر سے چلتا ہے ریا پاؤں کے۔

اے صاحب مجاہدہ آنکھ کھول کر صاحب مشاہدہ دل بیدار ہوتا ہے۔ وہ کام میں آتا ہے: يَنَّا مَعِينٌ وَلَا يَنْأِي قَلْبِي حديث ہے۔ یعنی آنکھ سوتی ہے۔ دل جاتا ہے۔ آدم کے تین حروف ہیں۔ ادم الف سے ادب۔ احیا، انس، الافت، احسان، ارادہ صادق۔ اور د سے دوام عبادت، دم ذکر میں رواں، دل زندہ اور دال آدم کے دل پر دلالت کرتی ہے۔ بصورت الہام الہی موافق نص اور حدیث کے گواہی دیتی ہے کہ اس سے علم غیب، علم فتوحات، ارادت خاص ایسا، اسم اللہ سے اور ظاہر اور باطن سے علم کے دال خبر دیتی ہے۔ جب آدمی اس مقام پر پہنچتا ہے۔ تو چاہئے کہ اس امر کا ورد کرے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْفَهَارِ (۱۶-۲۰) بعد اس کے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كی ضرب مارے کہ اس سے خوف اور رجایہ اور ترقیتی اور محبت اللہ کی منہ دکھائے اور ہر دم آہ اور سوز زیادہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ وَلَنَبْلُونَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْحُجُّ وَنَفْسٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ (۱۵۵-۲)۔ اور خبر دیتے ہیں ہم تم کو کہ وہ خوف اور بھوک اور نقصان مال کا ہے، اور حرف نیم سے مرد اور مدد اگلی میدان شجاعت میں کہ نفس کے ساتھ لڑائی ہے۔ اور مردار کو ترک کرنا اور مرد دنیا اور مخصوصہ الہی سے باز رہنا۔ مرد وہ ہے کہ مولیٰ کا طالب دل اور جان سے ہو۔ اور دنیا پر پشت ہو۔ جو ایسا ہے وہ آدم صاحب عبودیت کریم ہے۔ ورنہ لکھم۔ اور ایسے آدم حیوان صورت بشر کے اور گاؤخ کے مردہ دل بے خبر بہت ہیں۔ اُولئکَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ۔ بندہ وہ ہے کہ بندگی کے ساتھ تمام فرمان بردار ہے اور جمیع حکم و پیغام مانے۔

نیت آدم آنکہ با عقل و شعور آدم آں ست آنکہ با حق شد حضور

نیت آدم آنکہ از حق بے خبر آدمی بودست کم اندر خلق کے شناسد آدمی را از لباس سے شناسد عارفان مرد خدا نور بانورش رسد صدق و یقین گرچہ آدم صورتے سیرت بخ آدمی سریست با اسرار حق مشکل آدم شناسی از قیاس چشم می باید شناسی دل صفا آدمی از نور نور از نور میں!

### ترجمہ اشعار

جسکو اپنے حق سے ہو حاصل حضور مت رہو حق سے تم اپنے بخبر! خلق میں کم بے گماں ہیں آدمی کچھ پتہ دیتا نہیں اس کا لباس تاکہ پہچانے اسے مرد خدا نور کو بس نور لے دیکھ تو قول مصنف صدقۃ الیقین صفات القلب والیکذب ظلمت القلب۔ دل کی صفائی صدق یقین ہے۔ اور کذب دل کی ظلمت ہے۔

آدمی بادل زبان دروح دراز از سگان بدتر خوک و خراست کے شناسد آدمی از روئے رنگ خاک خاکستر شود از ہدمی! طلب مولیٰ سے برآزد از ہوا ذکر و فکر و خلوت و خون جگنوش معرفت معلوم گردد ہر ز راز آدمی نبی شافع بود بادے شفیع آدمی دو قم کے ہیں کے صاحب الفاظ۔ دوسرے صاحب راز، صاحب الفاظ یہیں

مطالعہ میں کتب کے اور علم خوانی کے ہے۔ اور صاحب راز ہمیشہ غرق توحید صاحب الفاظ عالم صاحب راز جامع معرفت، اسکے نعمت اللہ، تخلیل اللہ، ہاں یقین ہے کہ معرفت کی نعمت جہل کے ظرف میں قرار نہیں پکڑتی۔ یقین ہے کہ کوئی جاہل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ عارف باللہ نہیں ہوتا اگرچہ صاحب تاثیر ہو۔ اور کوئی فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا۔ اگرچہ صاحب تفسیر ہو۔ کوئی عارف باللہ وہ ہے کہ مقبول دو جہاں ہے۔ عالم بھی ہے۔ اور عارف بھی ہے۔ تو گویا شیر و شکر در شیر ہے۔ عارف باللہ وہ ہے کہ مردہ دل کو زندہ کرے جو شخص ہمیشہ گناہوں میں رہے۔ حق کو کب پہچانے کو جسم اور دل یوں سیرت ہے۔

دو چشم خویش را بر بند چون باز درونت تادہد گم گشتہ آواز  
صاحب مشاہدہ کی خواب اور بیداری اور مستی اور ہوشیاری اور بجوک اور سیری اور  
خوشی اور گویاںی ایک ہے۔  
چنانچہ سلطان با یزید بختہ فرماتے ہیں کہ تمیں برس خدا سے ہم سخن رہا۔ اور خلق  
جانی تھی کہ ہم سے ہم سخن ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ نقیر صاحب ہدایت اللہ تعالیٰ کے سر ہیں۔ ان کے حال قال  
سے سوائے خدا کے کوئی واقف نہیں۔ سوائے صاحب وصال کے۔  
کعبہ را در دل بہ قائم کنم بروئے خدا در مدینہ دائم ہم صحیبے با مصلقی ملائی  
خلق ظاہر خویش داند و من بیاطن بار رسول عارفان راراہ این است بشنوائے اللہ وصول  
رشتہ شرع شریف کا ہاتھ سے مت چھوڑ۔ اور جو مقام تھے پر آئے امتحان ہے۔  
کہ اس جہان کی روٹی کھائے اور اس جہان کا کام کرے۔

جاننا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ تخت نوق، مشرق، مغرب، جنوب، شمال میں نہیں ہے۔  
بلکہ وہ انسان کے دل میں ہے۔ اور دل انسان کا دو قسم کا ہے۔ ایک کامل، دوسری۔ ناقص،  
کامل وہ ہے جیسا کہ حدیث سے ظاہر ہے۔ **الْأَنْسَانُ سِرِّيْ وَآتَا مِسْرَةً** (انسان میرا  
مرز ہے اور میں اس کا) انبیاء اور اولیاء ہمیشہ خدا میں غرق رہتے ہیں۔ حدیث ہے

**الْأَنْبِيَاءُ وَالْأُولَيَاءُ يُصَلُّونَ فِي قُلُوبِهِمْ** نی اور ولی اپنے دلوں میں نماز پڑھتے ہیں۔  
لَا صَلَاةَ إِلَّا بِعَضُورِ الْقُلُوبِ۔ بلا حضوری نمازوں بلکہ **يُصَلُّونَ فِي قُلُوبِهِمْ** ان کی  
شان ہے اور انسان ناقص وہ ہے کہ ہزار شیطان سے ایک نفس امارہ بدتر رکھے اور ہزار  
نفس امارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی صبحت بدتر ہے اور خوار ہے کہ وہ نفس ہوا وہوں  
میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَحْجَرٌ عَظِيمٌ** (۲۸-۲۸) مال اور اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے زندگیں اس کا بڑا اجر ہے۔ **إِنَّ هَذِهِنَّكُمْ هُوَ الْأَبْتَرُ** اشارہ ہے ان اللہ غیور وغیر منی۔

ہر کہ سخن بہ سخن ضم کند  
پارہ خون جگر کند!!

**رَبَّنِيْ سَعِيْمُكُمْ لَشْتِيْ اجْعَلْيْم** کا اشارہ ہے بلکہ طبیب سے کریم لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور اجْعَلْیم اس امت کا خیر ہے اعتقد کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کا **كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجْتُ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَايُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ** (۱۰-۳) اور قول **إِنِّيْغِفَرَلَكَ اللَّهُمَّ مَا تَقْدَمَ وَمَا تَأْخُرَ يَهْ كَنَاهُ غَوَامَتْ اُورَتَهَاتْ وَجَوَدَ مُحَمَّدَ** کہ خطرات دنیا سے تعلق رکھتے ہیں اور جو دبارک پر نور۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے **إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتَحًا مُبِينًا** ۱۰ **إِنِّيْغِفَرَلَكَ اللَّهُمَّ مَا تَقْدَمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرَ** (۲۶-۲۸) ترک اولی دین اللہ سے ذات شریف خود اولیے ہیں اور نیز مراجع کہ مراجع سے پہلے گناہ کی جدائی تھی اور یکتاںی مراجع کے ساتھ پھر گناہ کی جدائی اس احوال فقر محروم کو کوئی کیا جانے گراہ حدیث: **خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدِّرِيْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صَلْبِيْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُورِ اللَّهِ تَعَالَى**۔ عالم یہی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ اور سادات پشت سے اور فقر اللہ کے نور سے۔

اکثر فقراء کہتے ہیں کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اس کو اللہ کے نور کا دریا کہتے ہیں۔ جو اس دریا میں پہنچتا ہے۔ اور غوطہ کھاتا ہے نماز روزہ حلال اور حرام اس پر معاف ہوتا ہے۔ **إِنِّيْغِفَرَلَكَ اللَّهُمَّ مَا تَقْدَمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأْخُرَ**

مصنف کہتا ہے کہ جب میں اس دریا میں پہنچا اور اللہ کے نور کو تحقیق کیا یا مارے ہوئے طریقت کے ہیں کہ درمیان حلال اور حرام کے فرق نہ کیا اور نماز کو قضا بے رضاۓ خدا اللہ کے نور کا مقام پیشتر۔ اور یہ شیطان کی آگ کے مقام میں پریشان الہ بدعت رہن ہیں۔ جو شریعت کے خلاف کرے طریقت میں خراب اور پریشان ہو وے اور اللہ کے قرب کی حقیقت کو نہیں پہنچ اور معرفت مولا سے محروم رہے۔ اور جو اللہ کے نور کے دربار میں پہنچے۔ ہر عبادت اس کی زیادہ ہو وے۔ پس عارفان نے طریقت اور حقیقت اور معرفت اور تمایت فقر شریعت میں پائی ہے اور شریعت کو اپنا پیشوایا بنا یا ہے۔

حدیث: الْتَّهَايَةُ الرَّجُوعُ إِلَى الْبِدَائِيَةِ انتہار جو عن ہے ابتداء کی طرف۔

تاتوںی خوش رابا شرع پوش عارفان ایں کے پسند نہ شرب و نوش حدیث: الْعَالَمُ الطَّاغِيُّ كَالْفَطِيُّ وَالْمُسْتَعِيُّ مِنْهُ كَالْعَقِيْمُ فَلَا يَوْلَهُ مِنْهُ نَفْعٌ وَلَا حَذَرٌ لِأَلْجَى عَالَمٌ مُشَغَّلٌ غَيْرُ كَمْ كَمْ ہے۔ اور اس سے سننے والا مثل بانجھ عورت کے ہے۔ پس اس سے کوئی نفع اور حذر پیدا نہیں ہوتا۔

حدیث: كُنْ تَبَاتَا وَمَعْدِنَ الْأَخْلَاقِ وَلَا تَكُنْ مِنْ فُرْقَةِ كَادِيْبِينَ۔ اخلاق حسن کی کان ہو اور فرقہ کاذبین سے مت ہو۔

حدیث: الْقَلْبُ عَلَى ثَلَاثَةِ أَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِيمٌ وَقَلْبٌ مُنْبِيْبٌ وَقَلْبٌ شَهِيْدٌ أَمَا الْقَلْبُ السَّلِيمُ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ سُوَى اللَّهِ أَمَا الْقَلْبُ الْمُنْبِيْبُ الَّذِي فِيهِ مَعْرِفَتُ اللَّهِ وَأَمَا الْقَلْبُ الشَّهِيْدُ الَّذِي تَكُونُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ أَبَدًا۔

دل تین قسم کے ہیں سلیم، منبیب، شہید، دل سلیم وہ ہے جس میں سوائے اللہ کے کچھ نہ ہو۔ اور منبیب وہ ہے کہ جس میں اللہ کی معرفت ہو۔ اور شہید وہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کی بندگی میں رہے۔ فی اسرار العارفین۔

شریعت طریقت، حقیقت، معرفت لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، اللَّهُ أَكْبَرُ لا إِلَهَ إِلَّا  
ہو میں ہے۔

چول شتر مرغ شناس ایں نفس را نے کھد بارو نہ پرد در ہوا

میں اس دل کے قربان ہوں کہ آگ میں تمام عمر جاتا ہے محبت سے اور آہ نہیں  
کھینچتا۔

جان کہ آدمی کے وجود میں تین بادشاہ ہیں اور تین وزیر ہیں۔  
اول بادشاہ روح، اس کی وزیر عقل، روح راہ راستی چاہتی ہے خدا کی اور عقل دنیا  
چاہتی ہے۔

دوسرا بادشاہ دل، اس کا وزیر زبان ہے۔ دل خدا کی یاد چاہتا ہے۔ اور زبان کلام  
یعنی چاہتی ہے۔

تیسرا بادشاہ نفس، وزیر شیطان ہے۔ نفس لذت چاہتا ہے۔ اور شیطان معصیت  
پس جس وقت کہ نفس اور شیطان جدا ہو، شرح توحید اور مراتب إِنَّمَا اللَّهُ أَكْبَرُ وَاحِدٌ  
آپ پر ابادات کرتا ہے۔ اور خطرات نفس کی نفی کے خطرے دل میں محو کرتا ہے، اور دل  
کی صیقل تصدیق سے کرتا ہے۔ بعد ازاں آپ پر ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے  
بمقابلہ صاحب روایت کے اور فقر سے ایک ساعت حرف اللہ سے اللہ کا نور اپنے پر  
وحید ثابت کرتا ہے۔ اور یقین لاتا ہے۔ بمقابلہ صاحب روایت اور بہایت کے چشم دل  
سے کھولتا ہے۔ مشاہدہ و ظاہر اور باطنی کا فایَنَمَا تُوْلُوْ فَتَمَّ وَجْهُ اللَّهِ دَكَاهَا ہے یعنی ایسا  
ہو وے۔

برگ درختان سبز در نظر ہو شیار ہر ورنے دفتریت معرفت کردار  
سب حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں۔ اور حق سے دیکھتے ہیں۔ حدیث:  
تَفَكَّرُوا فِي الْأَيَاتِ وَلَا تَفَكَّرُوا فِي ذَاهِنَتِنَّمْ عَظِيمٌ اور وحدانیت سے نکنا دوئی سے  
طرف یکتاں خدا کے یہ نعمت عظیم ہے۔ ربوبیت میں ڈوبنا اور مقام فنا فی اللہ اور فنا فی  
محمد ﷺ اور فنا فی الشخ، یہ مراتب نفس پر امیر ہے ورنہ اسی۔ ہاں نفس پرست بہت اور  
خدا پرست کم ہیں۔

خلق را طاعت بود از کسب تن عارفان را ترک تن طاعت بود  
اللہ کا نام مثل فرمان کے ہے جو اللہ کے نام سے نافرمان ہے۔ یہودہ فرعون ہے۔

اُمِّ اللہ بُنْ گرال سُت بے بہا ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ ﷺ  
مراز ہیر طریقت نصیحت یاداست کغیر یاد خدا ہرچہ ہست بر باداست  
دولت بے سگان داند و نعمت بے خراں  
من، امن امام نماشنا نگرائیں !!

جاننا چاہئے کہ کہ اگر بلا اور رنج اور طرح طرح کی آفتوں اور شر شیطان اور ضرر  
ایمان اور خطروں اور فرقہ اور فسروں کو ایک جگہ جمع کریں اس گھر کی کنجی دنیا ہے۔  
جبیسا کہ مولوی روی فرماتے ہیں۔

اہل دنیا چوں سگو دیوانہ اند دور شو ایشاں کہ بس بیگانہ اند  
اہل دنیا کافران مطلق اند روز و شب و زق زق دو ربیں بق اند  
الذین یا قائلُ الائِمَانَ كَمَا تَأكُلُ النَّارَ الْحَكْبَ۔ دنیا ایمان کو کھاتی ہے۔ جبیسا  
کہ آگ لکڑی کو جو یہ دنیا ہاتھ میں لاتا ہے کہ ایمان کو ہاتھ سے چھوڑ دیتا ہے۔

گدا چنانہ زند لاف سلطنت امروز کہ چڑ سایہ ابر است تخت گاہ زمین  
دنیا کی بادشاہی قافی اور فقر کی بادشاہی جاؤ دانی ہے دنیا کی بادشاہی ہو اور فقر کی  
بادشاہی متعلق بخدا ہیں مجلسِ اللہ خدا اور اہل ہوا کے راست نہیں آتی ہے۔

دنیا کی بادشاہی کیا ہے اور دنیا کا حکم اور علم کیا ہے۔ جاننا اور رنگاہ رکھنا ادب شریعت  
کا یعنی علماء صاحب ادب ہیں اور ادب علماء کو نگاہ رکھنے والا ہے۔ صورت علماء کی نقش  
بر دیوار۔ اور فقر اصحاب امر ہیں خدا کے امر سے، اور امر خدا کا غالب ہے ادب پر  
وَاللَّهُ غَالِبٌ عَلَىٰ أَمْرِهِ اور اللہ اپنے امر پر غالب ہے۔ حدیث: الْأَمْرُ فُوقَ  
الْأَدْبِ۔ امراءِ ادب کے اوپر ہے۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ ضياءُ الدِّينِ فقراء کی محبت دین کی روشنی ہے۔ الْفُقَرَاءُ  
ضياءُ الشَّقَلَيْنِ۔ فقراءِ دونوں جہان کی روشنی ہیں۔

امر کیا ہے؟ امر حق ہے کہ طلب حق کی ہدایت میں جو خدا جانتا ہے کوئی نہیں  
جانتا۔

قَوْلُهُ تَعَالَى: كُبَّةُ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَن تُخْرَهُوا  
شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَى أَن تُعْجِبُوا أَشْيَا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ إِذَا هُنْ يَعْلَمُونَ وَإِنَّمَا  
لَا تَعْلَمُونَ۔ (۲۱۶-۲) تم پر قال فرض کیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ تم پر ناگوار ہے اور عنقریب  
ہے کہ ناگوار کرو گے تم ایک شے کو حالانکہ وہ بہتر ہے تم کو اور عنقریب ہے  
کہ دوست جانو گے تم ایک شے حالانکہ وہ شر ہے تمہارے واسطے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں  
جانتے ہو۔

آئت ہدایت کے باب میں:

فُلْ هَلْ مِنْ شُرٍّ كَانَ إِنْ كُمْ مِنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۖ فُلْ اللَّهُ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ ۖ  
أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يَعْبَعَ أَمْنَ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِي ۖ فَمَا كُمْ  
كَيْفَ تَحْكُمُونَ (۲۵-۱۰) کہہ دے تو اے نبی ﷺ آیا تمہارے شریکوں میں سے کوئی  
ہے کہ حق کی طرف ہدایت کرے وہ زیادہ حق والا اجتاع کے لئے ہے یا نہیں اس فرض  
سے کہ یہ ہدایت کرے مگر یہ کہ ہدایت کیا جائے۔ پھر کیوں حکم کرتے ہو۔

حدیث: الْمُفْلِسُ فِي أَمْانِ اللَّهِ۔ مفلس اللہ کے امان میں ہے دنیا دونوں ہاتھ  
سے چاہے خواہ بوجہ حلال یا حرام، وہ حلال کو حرام پر تصرف کرے۔ حلالہما حساب  
وَحَرَامُهَا عِقَابٌ۔ اس کا حلال شماریں لاتا۔ فِيمَا يَهْمِنَ الْعَبْدُ وَهُمْ اللَّهُ تَعَالَى الَّذِينَ  
حِجَابٌ وَظُلْمَتْ۔ بندہ کے اور اللہ کے درمیان میں دنیا حجاب اور ظلمت ہے۔

لِكُلِّ شَيْءٍ وَمِقْتَاحٍ وَمِفْتَاحُ الْجَنَّةِ حُبُّ الْفُقَرَاءِ وَهُرَبَ شے کے واسطے کنجی ہے  
اور جنت کی کنجی محبت فقیروں کی ہے۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہے یا منافق یا حاسد یا کافر۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِنْ أَخْلَاقِ الْأَنْبِيَاءِ وَيُفْضِلُ الْفُقَرَاءُ مِنْ أَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ  
محبت فقیروں کی انبیاء کے اخلاق سے ہے اور بعض فقیروں کا فرعون کے اخلاق سے۔

حُبُّ الْفُقَرَاءِ حُبُّ الرَّحْمَنِ محبت فقراء کی محبت رحمان کی ہے۔

الْدُّنْيَا مَنَامٌ وَالْعِيشٌ فِيهَا إِحْتَلَامٌ دُنْيَا خَوَابٌ هے، اور عیش اس میں احتلام ہے۔

پس دنیا کی طلب وہ کرتا ہے کہ احتلامی فرعون کا وارث ہو۔ اور نقر کی طلب وہ کرے کہ صاحب معرفت حلال طلب زندہ دل وارث محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو۔ پس دنیا کا طالب فرعون کا وارث ہے اور نقر کا طالب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث ہے۔ پس مجلس فرعونی اور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی درست نہیں آتی۔

حدیث: مَنْ تَوَاضَعَ الْغَيْرَ لِغَنَائِهِ ذَهَبَ ثُلُثُ دِينِهِ جس نے امیر کی تواضع کی نسبت اس کی امیری کے اس کاٹلٹ دین جاتا رہا۔

اہل دنیا کی صحبت ترک کر، اور حق شناسی آگے لے، مرد کو زرمولی سے بہتر نہیں ہے۔ زرد دنیا دار حاصل کرتے ہیں۔ جس نے راز حق حاصل کیا اور غیر حق کو بھول گیا اس مرد پر سو آفرین۔ مرد وہ ہے کہ دنیا کی محبت پر تیخ گاڑ دے۔ اور دل سے نکال دے دنیا کو دل سے دور کرنا بہت مشکل ہے۔ یعنی فارغ ہونا شر شیطان سے اور اختیار کرنا راہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

جان کا اگر اصل قائم مقام دنیا کی جڑ کے تو دیکھا ہے۔ تو دونوں کے درمیان میں شیطان کا تھے خانہ ہے۔ جو دنیا کی طلب کرتا ہے شیطان اس کا سر دونوں تھے خانوں میں دیتا ہے اور دونوں خانے اس کی دونوں آنکھوں پر ل دیتا ہے۔ پر وہ حق کو اور عارف کو اور حق شناسی کو حق پرستوں کو نہیں پہچانتا۔ اور کو رچشم اور شیطان میں ہو جاتا ہے ایسا مردید اور طالب شیطان لیعنی کے ساتھ ہوتا ہے کہ خدا سے دنیا کو عزیز رکھتا ہے وہ صُمْ بُكْمْ عُمُّی فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ۔ کا مصدقہ ہے کفر میں پڑتا ہے اور اس کے دل میں کہ کثرت دنیا سے مرض پیدا ہوتا ہے۔ فَلُوْبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادُهُمُ اللَّهُ مَرَضًا جس کے دل میں مرض ہو وہ خون اور پیپ سے غلیظ ہوتا ہے۔ وَقَالُوا قُلُوبُنَا غُلْفٌ جس دل پر پرده ہو جیسا کہ منافقوں کا اس کا خاتمه شر کے ساتھ ہوتا ہے۔ خَتَمَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَعَلَى سَمْعِهِمْ طَوَّعَلَى أَبْصَارِهِمْ غِشَارَةً وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔

(۲-۷) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور آنکھوں پر مہر کر دی ہے۔ اور ان کے واسطے بڑا عذاب سخت ہے۔

پس صاحب عظمت فقیر عارف باللہ۔ اور وہ ہی حکیم طبیب ہے کہ اس کی دوا ہر طور سے جانتا ہے کہ اس کی آنکھ روشن کر دے تو معرفت سے اور دل صفا کر دے ذکر سے اور زبان جاری کر دے گلہ طبیب سے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ اور گلمہ طبیبہ دنیا کی پلیدی سے کھینچتا ہے۔ اور تلاوت قرآن سے پاک کرتا ہے۔ اور قال اللہ اور رسول کان پر استماع پہنچاتا ہے۔ امر بالمعروف اور خوف اور رجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے۔ ایسا فقیر صاحب قوت ہم صحبت نبی علیہ السلام کا دنیا کے رو ب رو قدم نہیں لے جاتا اگر لے جائے تو لائق ہے کہ اس کو دنیا سے کھینچنے کے اہل دنیا کو بھی منفعت حاصل ہووے۔ اور اگر روثی کی امید پر گیا ہے تو جان اور ایمان کا خوف ہے کہ اہل نقر کو دنیا سے ضرر ہے چنانچہ مولوی روم فرماتے ہیں۔

اہل دنیا چوں سگ دیوانہ انہ دور شوزیشان کہ بس بیگانہ انہ افسوس کہ عمر گراں مایہ کمینی دنیا میں ضائع کریں۔ اور مولا کی راہ میں قدم نہ ماریں کمینہ پرست اور اپنی خواہش میں مست ہیں۔ حدیث: الْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ۔ وقت کائنے والی تکوار ہے اسی واسطے عارفوں نے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں اور مولا کا مزہ دونوں جہان سے بہتر ہے۔ نہ دیکھا اور نہ سن۔ اگرچہ خلق کے نزدیک فقیر دیوانہ اور رہمے ہیں۔ لیکن خدا میں غرق اور مزہ حیثیت اور شوق کا بہشت سے بہتر ہے۔ عاشقوں کی پیدائش نورِ الہی سے ہے جان کے آدمی کے وجود میں اللہ تعالیٰ نے چار دریا عیقین جمع کئے ہیں۔ چنانچہ ایک دریائے شہوت، دوسرا دریائے حرص، تیسرا دریائے طمع چوخا دریائے دنیا کی زینت۔ اور اس سچانہ دنیا کے فرمایا ہے کہ اے سید بندرے چاروں دریا کو اپنے وجود میں نگاہ رکھ کے اس دریا سے پانی وجود سے باہر نہ نکلے اے اللہ سوائے تیری توفیق رفتیں کے ان دریاؤں سے کب قطرہ عقل سے نگاہ رکھ سکتا ہے۔ اور آدمی کے چار عقل چار جسم ہیں اور اس میں چار نفس چار اسم کے ساتھ اور روح۔ ایک

نباتی یعنی عام دوسری جمادی چنانچہ انسان کامل ہر چہار طریق سے علماء کو طریق علم سے تحقیق عقل کی کمال اور ہر کمال کو زوال ہے اور عقل فقراء طریق شغل اللہ سے وحدانیت کے ساتھ وصال۔ اگر شریعت میں مفبوض رہے۔ صاحب وصال ہے ورنہ زوال ہے۔ منافقون اور کاذبوں اور جاہلوں اور بد خصال کے ساتھ بہشت اور دیدار پروردگار کو نہیں جانتے اور دین دے کر دنیا لیتے ہیں۔ اللہ کا قول ہے: وَإِنْكُرُوا لِيٰنِي وَلَا تَكُفُرُوْنَ میرا شکر کرو اور کفر مت کرو۔ عقل کل انبیاء اور اولیاء کی ہے اور جزوی عام لوگوں کی، عقل وہ ہے کہ موافق نص اور حدیث کے ہو جو اس سے باہر ہو پیشوا بیش ہے کہ ابلیس بہت علم اور حکمت رکھتا تھا۔ اور (اپنے) آپ کو حکیم جانتا تھا۔ الْعِلْمُ حِجَابُ الْأَكْبَرِ جو علم کے امر بجانہ لائے اور حق کی طرف نہ لے جائے وہ حجاب ہے۔

باہو با شریعت یار شو بیدار شو لا اق دیدار شو دلدار شو!!  
حدیث: حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّينِ لَا يَسْعَ فِي قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَاءَ وَالنَّارِ فِي إِنَاءِ۔ محبت دنیا اور دین کی مؤمن کے دل میں نہیں سائی مٹل آگ اور پانی کے ایک برتن میں۔

حدیث: أَلَدُنْيَا وَالدِّينُ أَخْتَيْنَ وَلَا يَنْكِحُ بَيْنَ الْأَخْتَيْنِ دِينُ اور دنیا دونوں بینیں ہیں۔ اور دونوں بہنوں میں نکاح نہیں کیا جاتا۔

اور نیز فرمایا ہے صاحب مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ دنیا تصرف شبینہ کا ہے۔ روزینہ کے ساتھ اور روزینہ کا شبینہ کے ساتھ أَلَدُنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اے کو جسم! اگر کوئی کہے کہ دین اور دنیا دونوں مجھ پر عطا ہیں۔ حضرت سرور کائنات سے بہتر نہ ہو غلط کہتا ہے اور خطاب ہے تَرَكَ الدُّنْيَا لِلَّدُنْيَا۔ آخرست نے فرمایا کہ بعضے دنیا واسطہ رجوعات کے ترک کرتے ہیں لَا تَمَقَعْ وَلَا تَطَمَعْ وَلَا تَجْمَعْ یعنی اگر کوئی دے تصحیح مت کر اور اگر رکھے جمع مت کر۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے بیٹک میں جو درم و دینار اور جنس اور ملاک دنیا رکھتا

ہوں۔ مجھ کو نفس شوم طبع سے نہیں بلکہ واسطے یہاؤں اور فقیر اور مسکینوں اور مسخقوں اور عاجزوں کے ہو۔ یہ عقل سے بے عقل ہیں۔ دلیل عقلی اور نقلی دلالت کرتی ہے جو باطل کی طلب کرتا ہے۔ حق کی طرف نہیں آتا اور بھوکوں اور تیتوں کی ہے تو جانتا چاہئے کہ یہ سب مکرا و فریب اور شیطانی حیله ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کی بسیاری چاہتا ہے۔ اس کے طالبوں کے دیدے اور خود مولا کی طرف متوجہ ہو۔ یہ سیرت واسطے نام اور ناموس کے ہے یہ مرتبہ فقیر کا نہیں ہے۔

### شرح اسم اللہ

جب روح اعظم وجود میں آئے اور شروع کیا اور کہایا اللہ۔ قیامت تک اٹھے۔ ہنوز اللہ کے نام کی انتہا کی کنہ تک نہ پہنچے ہوں گے۔ ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر الہام اور ہر کتاب اور توریت انہیل زبور فرقان اللہ کے نام کی شرح ہیں۔ اور ہر انبیاء اور اولیاء جو علم ظاہر اور باطن پڑھے اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کو۔ اور اسم اللہ کی اس سے الوہیت ہوئیت مرتباً فتنی اللہ کو پہنچے۔ میں کون علم اللہ کے نام سے فالیت زیادہ ہے کہ اس سے تو منہ پھیرتا ہے۔ اور نہیں پڑھتا۔ اسی واسطے مردہ اور سیاہ دل ہے۔

آنچہ خوانی از اسم اللہ بخواں      اسم اللہ با تو ماند جاؤ دلوں  
جس کو علم کل زیادہ ہے اور جس کا عقلی رہبر ہے اللہ کے نام کی برکت سے توحید اور صفائی دل کی اور معرفت اور کشف اور حیرت اور خوف اور جا اور تو کل مجموعہ اوصاف حمیدہ کا جمیعت اور اطاعت اور امان اللہ کے تصور اسم اللہ کے ساتھ زیادہ ہے اور غرق حمیدہ کا جمیعت اور اطاعت اور امان اللہ کے تصور اسم اللہ میں غرق ہووے اور چشمہ ذکر ہے۔ اور غرق خاص الحال وہ ہے کہ جب تصور اسم اللہ میں غرق ہووے اور چشمہ ذکر نور اللہ سے کہ اس کو روح الفروح فیض اللہ کہتے ہیں۔ اور وہ جستہ نور اللہ کا روح فتوح قدیل میں آتی ہے۔ اور وہ قدیل نہ نور اللہ کے نام کے ساتھ کہ شش جہات سے باہر اور اس کا نشان بے نشان ہے اور اس کی صورت باندھنا کار پریشان جو اس مقام میں پہنچتا ہے مطلق صاحب استغراق ہوتا ہے۔  
اس مقام میں اولیاء اللہ کو موت اور زندگی ایک ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا جسم خاک

پر ہے تو روح عرش پر مستقر ہوتی ہے۔ قیامت کے دن صاحب استراق قبر میں آئے گا اور قبر سے اٹھے گا اور کہے گا لا اللہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور ایسا مست ہو گا کہ عرش پر مارے گا۔ اس کا نام کمالیت ہے۔ اس کو صاحب خزان فقیر کہتے ہیں۔ ایسا مرشد چاہئے اور مرشد ناقص کچھ کام نہیں آتا۔ مرشد ہونا آسان نہیں ہے۔ مرشدی اور ہدایت اللہ کا براخزانہ ہے۔ **الْفَقْرُ كَنْزٌ مِّنْ كُنُزِ اللَّهِ تَعَالَى** فقر ایک خزانہ ہے اللہ کے خزانوں میں سے اللہ بس مالوںے اللہ ہوں۔

اور یہ آیت بھی غرق تو حیدر استراق دل اور قدیل نور پر دلالت کرتی ہے۔

**قَوْلُهُ تَعَالَى: الَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مَثْلُ نُورٍ كَمِشْكُوَةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ الْزُّجَاجَةُ كَانَهَا كَوْكَبٌ ذُرْيٌ يُوَقَّدُ مِنْ شَجَرٍ فِي مُبَرَّكَةٍ زَيْنُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يُبَكَّدُ زَيْنُهَا يُضْئِي وَلَوْلَمْ تَمَسَّسْ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يُهَبِّدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَسْرِبُ اللَّهُ الْأَمْمَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ يُكْلِلُ شَيْءًا عَلَيْهِمْ فِي بُيُوتٍ أَذَنَ اللَّهُ أَنْ تُرْفَعَ وَيُذَكِّرُ فِيهَا اسْمَهُ لَا يُسْتَبِعُ لَهُ فِيهَا بِالْفَلْدُ وَالْأَصَابِلِ**

اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چماغ ہے وہ چماغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارا ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جونہ پورب کا نہ چھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام۔“

تو جانتا ہے کہ کچھ نہ تھا اللہ تعالیٰ کہاں تھا۔ ہمارے ساتھ تھا۔ اور ہم کہاں تھے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھے۔ اس کا قول ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ إِنَّمَا كُنْتُمْ وَهُمْ هارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

پس اللہ تعالیٰ کے کلام میں دوسرا نہیں ساتا کہ سواے اللہ کے نام کے اللہ سے کون سا کلام زیادہ فائق ہے۔ اللہ تعالیٰ صناع غیر مخلوق ہے۔ اور سب مخلوق ہے۔

حدیث: لَا طَاغَةَ لِلْمُخْلُوقِ فِي مَعْصِيَةِ الْغَالِقِ نہیں طاعت ہے واسطے مخلوق کے خالق کی معصیت میں۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لَا تُشْلِرُكْ بِنِي شَيْئًا مِّنْ شَرْكِكِي شَيْئًا کا ساتھ کے طالب کے ساتھ ایسے یہاں ہیں کہ نہ خدا ان سے جدا ہے نہ وہ خدا ہے۔

ہر کرا قدرت نماید با ظہور      غرق فی اللہ گشت وحدت باحضور  
بارہ دن آیت کریمہ کو واسطے یکتاں حق کے اور دوسرے جاپ کے استخارہ کے ساتھ پڑھے لَا تُنْدِرِكَ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُنْدِرُكَ الْأَبْصَارَ (۱۰۳-۲) اللہ کے نام کے ساتھ جو قصور نگاہ رکھے روح زندہ ہو اور نفس مردہ۔

دیدہ از دل مے کشاید راز تن      روز باحق جلیں وہم سخن  
ہر کہ راشد از مریبی التفات      بے جاپ غرق فی اللہ شد نجات

### شرح دل

قلب ذکر قلبی کو کہتے ہیں۔ اور ذا کر قلبی کس چیز سے پہچانا جاتا ہے۔

جان کے قلب کیا چیز ہے۔ جو دل کی صفت سے موصوف ہو اس کو ذا کر قلبی کہتے ہیں اول قلب مثل آفتاب کے چاہئے روشنی آفتاب سے چماغ اور تاریک شب کو کیا قدرت ہے کہ شعلہ شجاع مارے بلکہ اور عام خاص ذرہ کی مانند آفتاب سے بہرہ دریں۔

دوسرًا، قلب مثل آب حیات کے ہو۔ جس نے کہ آب حیات کے چشم سے ساغر معرفت الہی کا پیا ہو اور مست ہو ادینا در عقبی دنوں کو فراموش کیا۔ مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا كُفِّيَ اس کو سیر سفر باطنی خضر کہتے ہیں کہ ظاہر حضرت خضر طلب میں اس کی مجلس کے ہے۔ اور وہ دوست میں غرق۔ اس صاحب کو یحیی القلب و یمیت النفس اولیا

کرتے ہیں۔

حدیث ہے: إِنَّ أُولَيَّ الْأَيَّانِ تَحْتَ قَبَائِنِ لَا يَعْرِفُهُمْ غَيْرِيٌّ۔

تیرا قلب مثل پھر کے کہ بیشہ اس میں مثل لعل کے اللہ کا نور پیدا ہوئے۔ اور اس سے معرفت ظاہر ہوئے۔

چوتھا مثل آگ کے سوائے عشق الہی کے غیر کو جلائے۔

پانچویں قلب مثل سخن مرشد کامل مثل طسمات کے کہ نظر سے توڑے سوائے محنت اور رنج کے صاحب قلب اللہ کا خزانہ ہے۔

چھٹے قلب مثل آئینہ کے کہ اللہ کے نام کے تصور کے ساتھ دونوں جہاں کو دیکھئے اور ہر ایک کی تحقیق راہ محمدی ﷺ سے کرے۔

ساتواں قلب مثل ولایت ہدایت اللہ کے ملک عظیم ہاظمت کریم جو اس دارالامانت میں آئے اس کو غصہ نہ چاہئے۔

آٹھواں قلب مثل کان کرم کے کہ اس سے علم اور ارادہ فتوحات غیبی کہ اس کو عالم الہام علم لدنی معرفت مولا کہتے ہیں۔ ہفتاں الہی میں غرق اور ہم قلب قل هو اللہ کا نفس شیطان اور دنیا اور اہل دنیا سے دور حلق میں مستقر اور سرور پہ تحقیقت صاحب باطن صاف قلب کی ہے زاہد باریا۔ مغربو، خود فروش کیا جانے، الغرض جو علم اور ریاضت زبان سے تعلق رکھتے ہیں وہ بے خبر ذکر فکر باطنی معرفت الہی سے ہیں۔ علم زبان کا اقرار ہے اور ذکر دل تقدیم قلب کی ہے۔ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے۔

جس شخص کو کہ تقدیم قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ کے ساتھ ہے۔ دل ہاتھ میں نہیں آتا۔ نفاق سے باہر ہے۔ ظاہر اور باطن اقرار بالسان اعظم حجاب الاکبر۔

قلب ایک نور ہے اسرار الہی کا کہ ظاہر اور باطن سے خرد ہتا ہے۔ کامل اور دانا وہ ہے کہ ظاہر ورق کے مطالعہ میں اور باطن اللہ کے شغل میں غرق ہو۔

اکثر آدمی کہتے ہیں کہ ذکر دل سردو سے زیادہ حرکت کرتا ہے، غلط ہے یہ جنہیں شیطانی ہے۔

دل کے جب دے جنابند عرش را  
جو ان دس صفتؤں کو نہ جانے صاحب قلب ہے کہ دنیا جیہہ (مردار) کی طلب  
ہے۔ پس مجلس اہل قلب اور اہل قلب کی درست نہیں آتی کہ ظاہر قلب اور باطن اس کو  
مشروحاً دکھلاتا ہے۔ پس جس کا ظاہر باطن ایک ہو عیب نہیں ہے کہ یہ فیض خدا سے  
عطایا ہو۔

جاننا چاہئے کہ دونوں جہاں اور الحمارہ ہزار عالم کل اور جزو اللہ کے نام میں لپٹے  
ہیں اور اللہ کا نام قلب میں جب اللہ کے ذکر سے جوش مارے اور کھوئے اللہ اللہ کی  
ضرب سخت دل پر مارے۔ خروش اسماں اللہ سے بیہوش اور یقینوں ہو۔ پردہ ٹلمانی اور نفس  
شیطانی سب پارہ پارہ ہو اور مشاہدہ حقیقی اور راہ محمدی ﷺ منہ دکھائے۔

چنان کن اسم را در جسم پہنچاں کہ مے گرود الف در بزم پہنچاں  
جب اس مقام پر اللہ کا طالب ہنپتا ہے۔ تو ظاہر حرام کھاتا ہے۔ باطن میں مجلس  
محمدی ﷺ دام ہے وہ حرام غصب، اور غصہ اور حرص اور حسد ہے۔ ان مراتب کو خلق  
شریف کہتے ہیں۔ یعنی صاحب التفات فقیروں کی راہ صرف اللہ کے نام سے ہے۔  
ذاکر اور شاغل کو ہر طاعت میں قال دوسرا اور حال دوسرا ہے اور وہم و خیال دوسرا اور ہر  
لحظہ جان دیگر اور مکان دیگر اور بیان دیگر اور سان دیگر رات دن خون جگر کھاتے ہیں  
مجاہدہ اور خواب ان کا وحدت ہے، اور تن پر لباس شرع محمدی ﷺ کا پہنچے پیالہ معرفت  
کاپی رہے ہیں۔

جب فقیر ان مراتب پر پہنچے اس کو ایک وجود کہتے ہیں۔ یعنی حق سے سنتا ہے۔ اور  
حق سے کہتا ہے۔ اور حق ڈھونڈتا ہے۔ اور حق دیکھتا ہے۔ اور اس مقام کو حق ایقین کہتے  
ہیں۔ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔ اور نیز مقام ایک وجود اللہ بِكُلِّ شَيْءٍ  
مُّجْبَطٌ ہے۔ یعنی حقیق عارف باللہ جو آوازنے ہیں۔ اللہ کے نام سے سنتے ہیں۔ اور جو  
ان کی زبان سے نکلتا ہے اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔ حدیث ہے: كُلَّ آنَاءٍ يَنْرَشَعُ بِعَما  
فِيهِ جو برتن میں ہوتا ہے وہی نکلتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا ہے: وَأَيْتُ شَيْئًا رَأَيْتُ اللَّهَ۔ یعنی دیکھا میں نے صفت سر قدرت میں کہ اللہ ہے۔ الٰل ذات کی نظر صفات پر مقام ناسوت کا تماشا اور نظر ذات پر لا ہوت کا تماشا۔ اور لامحہت دو قسم ہے۔ (۱) نہایت (۲) لامکان۔ اس حقیقت الٰل ذات کو کیا جانے ناسوت پر خطرات پریشان جائے کہ ذات قدرت ہے ہمہ ازوست در مغز پڑت۔

رونماید بہر مشتاقی رفت فانی چو یافتہ باقی  
جان کہ اول اسم ذات نور میں اور آسمان اور پہاڑ پر امامت بھیجا۔ اس کی برکت اور بزرگی اور عظمت کا بارہنہ اٹھا سکے۔ سب بیزاری لائے۔ جیسا کہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے:

إِنَّا عَرَضْنَا الْآمَانَةَ عَلَى السَّمَوَاتِ  
وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَكَبَّنَ أَنَّ  
يَخْسِمُنَاهَا وَأَشْفَقُنَّ مِنْهَا وَحَمَلَهَا  
الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ طَلُونًا جَهُولًا ۝

(۷۸-۳۲)

خوش آں روئے کہ از چشم بد اندر پریشان نہیں باشد  
خوش آں خاکے کہ چون خرمابیجیب استخوان باشد

پرده بود مرا شعلہ چو انگر گشتہ خوش نشیم بہ سرا پرده خاکستر خویش  
جو دل دنیا کی محبت سے افسردہ ہو گیا ہے۔ اس پر وعظ اور نصیحت کیا نفع دے  
کیونکہ وہ انتہائے حب دنیا اور حرم اور اوصاف ذمیسے سے مردہ ہو گیا ہے۔ قَوْلُهُ  
تعالیٰ: وَإِلَى رِبِّكَ فَارْغَبْ۔ اے محمد ﷺ طرف پروردگار اپنے کے رغبت کر۔  
صفت کہتا ہے کہ اگر مجھ کو بادشاہی ملک سلیمانی کی دیں۔ اس سے بہتر ہے کہ  
ایک مرتبہ جمعیت کے ساتھ یا اللہ کہے کہ حشر کے روز اس کا پلہ مقابلہ بدی کے بھاری

ہو۔ اس روز اللہ کے نام کی قدر معلوم ہو گی۔ دنیا فانی ہے اور اس اللہ باقی جیسا کہ خاقانی کہتا ہے۔

پس ازی سال ایس معنی تحقیق شد بخاقانی  
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملک سلیمانی  
جواب مصنف۔

بہ از ملک سلیمانی برآید از دم فانی در انجاد نے گنج مقام اللہ سبحانی  
جان کہ آدمی افضل ہے کوئی شے اس کے مرتبہ کوئی نہیں پہنچتی اور جو کچھ پیدا ہے۔  
آدمی کے واسطے ہے اور آدمی پہچانے حق کے۔ پس جو معرفت حق کی طلب نہیں کرتا۔  
اس کے اوقات پر لعنت ہے کہ آدمی ہو کر گاؤ خرو ہو جائے۔ اور بروز قیامت دیدار حق کی  
امید نہ رکھ۔

مورم ااعوض گوشہ بے تو شہ خویش نہ پذیریم اگر ملک سلیمانی بخند  
از عمر یک دو روزہ تھک اندر عارفان  
اے بے شور طالب عمر دوبارہ!!  
عمر بہار عارف ہم دم بود خدا عمر خروان آنکہ بود از خدا جدا جدا  
ملک سلیمانی کی کیا جگہ ہے کہ عارف باللہ ملک کوئیں اختیار نہ کرے۔ وہ آدمی مرد  
ہیں کہ نفس پر قادر ہیں۔

دنیا دیا ہے اور انسان مچھلی اور مرض جاں اور موت شکاری ہے۔ قیامت کے دن  
امید رکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو یہاں اندھا ہے وہاں بھی اندھا ہے۔

ہر کہ انجنا نہ دید محروم است در قیامت ز لذت دیدار  
اور ولی مادرزاد حق تعالیٰ کو کسی وقت (اپنے) آپ سے جدا نہیں دیکھتا۔ ہر حال  
اور اقوال اور احوال اور افعال اور اعمال میں اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔

کور مادر زاد کے بیند صفا!!  
روز و شب باخود پرستی سر ہوا

اندھا مادرزاد کب صاف دیکھتا ہے۔ رات دن خود پرستی اور ہوا میں ہے۔

**قُولُهُ تَعَالَى: وَالنَّجْمٌ إِذَا هَوَىٰ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ وَمَا يَنْسِطُقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ عَلَمَةً شَدِيدَنْدِ القُوَىٰ ذُرْ مِرَّةً فَاسْتَوَىٰ وَهُوَ بِالْأُفْقِ الْأَعْلَىٰ ثُمَّ دَنَّ فَنَدَلَىٰ فَكَانَ قَابَ قَوْسِينَ أَوْ أَدْنَىٰ فَأَوْحَىٰ إِلَيْهِ مَا أَوْحَىٰ مَا كَذَبَ الْفُؤُادُ مَا رَأَىٰ افْتَمَارُونَهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ وَلَقَدْ رَأَاهُ نَزَلَةً أُخْرَىٰ عِنْدَ سِنْرَةِ الْمُتَهَىٰ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ إِذَا يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ (۱۷-۵۲)**

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بیکھر نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وہی جوانہیں کی جاتی ہے انہیں سکھایا سخت قوتون والے طاقتوں نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان برین کے سب سے بلند کنارا پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محظوظ میں دہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وہی فرمائی اپنے بندے کو جو وہی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھکڑتے ہو اور انہیوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا سدرۃ الشفی کے پاس اس کے پاس جنت الماوی ہے جب سدرہ پر چھارہ تھا جو چھارہ تھا آنکھ نہ کی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

پیغمبر نے جو کچھ دیکھا تھا (ان کے) دل نے اس میں کچھ جھوٹ نہیں ملایا پیغمبر جو جبرائیل کو دیکھا کرتے ہیں تو کیا تم لوگ ان سے اس بات پر جھکڑتے ہو حالانکہ جھکڑنے کی کوئی بات نہیں کیونکہ انہیوں نے تو (معراج کے وقت سدرۃ الشفی کے پاس جہاں (نیک بندوں کے) رہنے کی جگہ بہشت ہے جبrael کو ایک دفعہ اور بھی (اصل صورت پر اپنے پاس آیا ہوا دیکھا تھا۔ جب کہ (اس) سدرہ پر چھارہ تھا۔ (یعنی نور اس

وقت بھی پیغمبر کی نظر نہ (کسی طرف کو) بیکی اور نہ (جگہ سے) اُجھی بلبل نیم کہ تعریف زنم درد سر کنم پرواتہ وار سوزم و دم برنا درم پرواز نیست کہ بیک شعلہ جاں دہم مرغ سمندر کہ در آتش نہ ام اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ یا نَارٌ كُوئی بَرَدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی ابراہیم پر۔

زندہ دل سب خلیل ہیں اور مردہ دل بخیل۔

جان کہ فقر ایک صورت سے ملیح اور اس کا وجود غرق مع اللہ بذکر اللہ التسبیح، اور فقر خوبصورت اور سرخ رکہ دو جہاں اس پر بھٹلا اور جہاں ہیں اور غمکھن اور پریشان ہیں۔

اور جو باطن میں منہ سلطان الفقر کا دیکھتا ہے۔ لا یحتاج صاحب لفظ ہوتا ہے۔ لسان الفقرا و سیف الرَّحْمَنِ۔ حدیث ہے یعنی فقیروں کی زبان اللہ کی تکوار ہے۔ مثل گُنْ فیکُون کے ازل کی سیاہی اس کی زبان پر باقی رعنی اس کا قلم اور نظر لوح محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی جو کہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہو جائے نیز یہ ہے کہ صدقہ فقراء کو دے اور اللہ تعالیٰ کی رضا تاحد میں لے الْصَّدَقَةَ تُطْفَىٰ غَضَبِ الرَّبِّ حدیث ہے۔ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اگر تو فقیر کو رات دن گریاں دیکھے تو جان لے کہ فقر کی گرانی سے بار بھیں اخہ سکتا۔ اور اگر ہنستا دیکھے خدا اس پرنا خوشنود۔ فقیر درمیان میں ہے نہ نہستا ہے اور نہ رہتا ہے۔

جب فقیر صاحب باطن کو دیل اور وہم اور توجہ اور نظر اور گرانی دل کی ہوتی ہے۔ خراب ہوتا ہے۔ اور چونکہ صاحب باطن کو ذکر حضوری ہے۔ اس کو کیا حاجت خرابی اور دوری کی ہے۔

شرح۔ جسمانی ولایت کا شہر خدا کے شہروں سے مشاہدہ کیا کہ سو ہزار لطیفوں اور حکمت سے آرائتے اور قدرت کے ظرافت سے ہیراستہ ہے اس کو مدینۃ القلب کہتے ہیں اور شہر کے گرد ایک گنبد ہے کہ اس کا نام دماغ ہے۔ اس پر چھ کھڑکیاں ہیں کہ ایک حکمت کے طلسمات سے بھری ہوئی ہے۔ وہ کھڑکیاں دو آنکھیں ہیں۔ اور دونوں کان

اور دوسرا ناک کے۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے کہ اس کو شاہ عقل کہتے ہیں جب شاہ عقل جس سرکی آرزو کرتا سوائے اس کھڑکی کے کہ اس سے مدرک ہو سکے ممکن نہ ہوتا۔ چونکہ اسرار نہانی کا دیکھنا چاہنا باقصد ٹھیرنے کے آنکھ کی کھڑکی پر آتا۔ اور اگر خواہش آواز اور حرف کے دریافت کرنے کی ہوتی ہے۔ آنکھ کی کھڑکی پر جاتا ہے اور اگر خوبصوروں کے سو گھنٹے کا رادہ ہوتا ہے۔ ناک کی کھڑکی پر۔ اور جب شاہ عقل سن صغير میں تھامات آؤں امراءے دولت اور ارکان مملکت سے بطریق تقلب طاغی اور باغی کے ہو کر عقل کو دماغ کے گنبد میں بند کئے رہے۔ مدینہ القلب کے متصرف ہوئے۔ ایک نفس امارہ کو کل مطلق ہے۔ دوسرا شہود میر غرض۔ تیرا غلط کر عرض یعنی خراج یاد اور رشتہ کا تحصیل کرنے والی ہے۔ چوتھے لعب ندیم مجلس۔ پانچوں گروہوں سلاخ دار۔ چھٹے حرص میر سامان۔ ساتویں طبع فوط دار۔ القصد جب شاہ عقل سن ہلوغ و روشن کو پہنچا، منتظر ہو اور امید رکھے کہ عالم غیب سے مدد پہنچے اور باغیوں کی اذیت سے خلاصی پائے اور سلطنت کے احکام اپنی مراد کے موافق کرے۔ ایک روز دماغ کے گنبد میں منتظر اور متال خاکہ ناگاہ ایک نورانی جوان مثل ولی ربانی کے دروازے سے آیا شاہ عقل نے بعد اکرام اور احترام کے اور تجھیہ استلام کے اس جوان کی حقیقت دریافت کی۔ جوان نے کہا میں توفیق الہی ہوں کہ نعمت ناقتناہی سے مقرون اور مشون ہوں، مجھ کو تیرے آگے بھیجا ہے۔ میرے ساتھ پچے ارادے سے بہت کرتا کہ امر سلطنت تیری مراد کے موافق ہو اور باغی اور دشمن مقهور ہوں۔ بعد ازاں جس جگہ مجھ کو حاضر کرے گا۔ حاضر الوقت ہوں گا۔

جان کہ تو سات آدمی بد کیش اور دشمن رکھتا ہے چاہئے کہ سات خیر اندیش ان پر مقرر کر کہ وہ یہ ہیں۔ اول علم توحید۔ دوسرا شریعت۔ تیسرا حکمت۔ چوتھے دیانت۔ پانچوں ادب۔ چھٹے راستی۔ ساتویں یقین۔ جب ان کی طرف التفات کرے گا رتو ان کی موافقت اور مصاہجت سے باغی بھاگیں گے اور بھاگنا غیبت جانیں گے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ اور ارادت کا سمجھنہ ہے اور مجلس

شریف سے غائب ہوا۔ اس وقت شاہ عقل نے بمعتمانے ذات اور امداد توفیق نفس امارہ سے رخصت چاہی کہ ناراتی کو اس کی ہدی سے چھوڑے۔ نفس امارہ نے ہر چند دیکھا گروں نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے۔ اور منع کی اس کو مجال نہیں، رخصت دی، بادشاہ عقل نے ندیم اور رفق اور بشارت تحقیق اس صدیق کی۔ راستی نے زمین خدمت چوم کر عرض کیا۔

شہا ہفت اختر غلام تو باد زمین و زمانہ بکام تو بادا  
مجھ کو کیا قابلیت ہے کہ تیرے مقابلہ میں بات کروں۔ لیکن بہ سب حکم جہاں  
مطاع کے عز اشرف میں پہنچتا ہوں کہ آفت اب روح کی سلطنت کے سات ستارے  
ہیں کہ فوارہ ملازم سر پر پر نظر کے ہیں اور ہمیشہ جان سپاری ہیں ثابت قدم اور صاحب  
سیم ہیں۔ اور یہ سب خیر اندیشی کے لازمہ خدمت گاری کا ہے۔ مقدمہ موقف عرض میں  
پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر ہو عرض میں بادشاہ کے پہنچاؤں۔ شاہ عقل  
نے فرمایا کہ راستی نے جبین نیاز زمین پر رکھ کر قبیل آستان ملک آشیان کے عرض میں  
پہنچایا مصلحت وہ ہے کہ منہ حضرت بادشاہ کا ایمان کے باغات کی طرف اور عرفان کی  
نہروں کے مشاہدہ کی طرف آئے اور خود معافی فرمائیں کہ ایمان کا باغ اہل طیبیان کے  
تغلب سے منہ طرفہ خرابی کے لایا۔ اور متعار اصول بند ہو کر واجب اطاعت کے اور  
کمال کے بارے باز رہے۔ اور مرغ فکر اور ذہن کے بند ہو گئے۔ اور ادراک بے  
پر و بال ہوا۔

زیاد خزان پوستاں شد خراب بیقص آمدہ درجن سیل آب  
زقمری و بلبل شدہ سادہ باغ ترم سرا شد بجائش کلاغ  
اور بعد مشاہدہ کے نفس امارہ کی طرف عتاب کے ساتھ خطاب ہو کہ ایسا لطف  
باغ اور دلکش اور گلستان شریف تمہارے وزارت میں کیوں اس خرابی کو پہنچا، ظاہر ہوا کہ  
سلیقہ تعمیر کا نہیں رکھتے ہو۔ بلکہ اس کی بر بادی میں توجہ رکھتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر  
نگہبانی ممالک معمورہ کی عہدا اور اہتمام علم اور شریعت کی طرف چھوڑو۔ اس بات کے

سخنے سے یاس بقات کے عوارض پر اور نا امیدی طبقات کے رخساروں پر ظاہر ہوگی۔ اور ان مقامات کی مثال سے سر پھیر کر جوابِ خن کا موافق سوال کے نہ کہنے گا۔ پھر ہجوم کر کے استحقاق و کالت اور وزارتِ عمدہ دلائل اور صحیتیں قائم نہیں کروں گا۔ اور مجلس عبادت صفت میں بدعا کا اثبات اگر اہل طغیان کو ملزم پا کر تمام ارکان دولت کے حضر میں شرمندہ کروں گا۔ جب لشکر اور رعیت اس کی کم داشتی پر واقف ہوگی۔ اس سے روگردان ہوگی۔ اور وکالت اور وزارت ہمارے تصرف میں آئے گی۔ اور بادشاہ بھی مقصود پر فائز ہو گا۔ شاہ نے موافق تعلیم کے باعث ایمان کو مشاہدہ کیا۔ اور نصیحت کے مضمون اور شریعت اور علم پر عمل کیا۔ ہرگز کہ ان کلمات کے کہنے سے دیوانہ کہیں گے۔ مگر وہ سردار اہل بہشت ہو گا۔ اور قیامت کے دن سب پیغمبر اس کا استقبال کریں گے۔

حضرت پیغمبر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو بعد نماز صبح آفتاب نٹکنے تک اور بعد اذانِ صفر غروب تک لا إله إلا الله محمد رسول الله کہے اور درمیان میں کلام نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو بہشت میں داخل کرے اور اس سے کچھ نہ پوچھئے۔ اور وہ سترہ آدمیوں کی شفاعت کرے کہ جن پر دوزخ واجب ہوا ۶۰۔

حضرت پیغمبر مخمر موجودات نے فرمایا ہے کہ جو درمیان وضو کرنے کے کلمہ طیبہ پڑھے تو جو قطرہ کہ پانی کا پیکے حق بجاہ و تعالیٰ اس سے ایک فرشتہ پیدا کرے کہ وہ قیامت تک اس کلمہ کو کہیں گے اور اس کا ثواب پڑھنے والے کو دیں گے۔

حضور اور صاحب الحجرات نے فرمایا کہ سوتے وقت دس بار لا إله إلا الله محمد رسول الله کہے ایسا ہوا کہ گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

اور فرمایا ہے کہ میں جاتا ہوں اور تم کو کلمہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں۔ پس خدا آپ کو اس کی پناہ میں رکھے۔ دوزخ سے نجات پائے۔ پس تم پر لازم ہے کہ اس کلمہ کو بہت پڑھوتا کہ بہشت میں بلند درجے پاؤ۔

اور فرمایا کہ مرتبے وقت جس کا آخری کلام یہ ہواں کو بہشت ہے۔

اور فرمایا ہے کہ جو تھائی میں دوسرا بار پڑھے۔ اس کو ثواب حج اکبر کا ہے۔  
اور فرمایا ہے کہ اس پر رضوان اکبر واجب ہو ہے۔  
حق تعالیٰ نے حضرت مولیٰ علیہ السلام پر حج کی کہ اے مولیٰ۔ امتحانِ محمد رسول اللہ ﷺ سے ایک قوم ہو گی کہ بلند آواز پر بہادر ہو گی۔ اور چلا کر کہے گی۔ لا إله إلا الله محمد رسول الله و دوہ ہمارے دوست ہیں۔ اوقل دیدار اپنا ہم ان کو کروائیں گے۔  
اور قیامت کے دن تک پیغمبروں کے برابر ثواب دیں گے۔

اور فرمایا ہے جو بعد نماز صبح کے دس بار اور بعد نماز ظہر ۲۰ بار اور بعد نماز عصر، ۳۰ بار اور بعد نماز مغرب چالیس بار اور بعد نماز عشاء پچاس بار اور بعد نماز و تر ۲۰ پار کلمہ طیبہ پڑھے۔ اس کے واسطے پیغمبروں کا ثواب لکھا جائے گا اور بہشت میں ۲۰ شہر اور شہر میں ۲۰ محل اور ہر محل میں ۲۰ گھر اور ہر گھر میں ۲۰ تخت اور ہر تخت پر ایک حور پیشی ہوئی ہو، ہاتے جائیں گے۔

اور فرمایا جو سو بار ورز لا إله إلا الله محمد رسول الله کہے قیامت کے دن اس کامنہ مثل چودھویں کے چاند کے روشن ہو۔

اور فرمایا ہے تھا خود زکوٰۃ ادا کر و کلمہ طیبہ کہنے سے لا إله إلا الله محمد رسول الله

اور فرمایا ہے جو روز سو بار کلمہ طیبہ پڑھے تو راہ بہشت کا پسندیدہ تو شہ اس کو ہو۔

اور فرمایا ہے۔ جب بندہ لا إله إلا الله محمد رسول الله کہتا ہے تو اس کے سانس سے ایک بزر ہرندہ پیدا کیا جاتا ہے کہ اس کے پر صرع موٹی اور یا قوت سے ہوتے ہیں۔ اور وہ عرش کے نیچے جاتا ہے۔ اور کاغذت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ اے پرندہ ساکن ہو۔ وہ کہتا ہے خداوند کیوں نکر ساکن ہوں کہ اس کلمہ پڑھنے والے کو تو نہیں بخٹا ہے۔ فرمان ہوتا ہے کہ میں نے بخش دیا اس کو فاعلِمَ آئَه لا إله إلا الله وَاسْتَغْفِرُ لِذَنبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ طَوَّالَهُ يَعْلَمُ مُقْلِبَكُمْ وَمَفْوَحَكُمْ (۱۹-۲۰) اہل معانی کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا علیہ السلام پر خطاب ہے۔ اور مراد ان کا

غیر ہے۔ اس واسطے کہ حضرت علیہ السلام دانتھے کہ سوائے اس کے اور خدا نہیں ہے۔ جیسا کہ حق سبحان و تعالیٰ نے فرمایا ہے: قَالَ رَبُّكَ مِنْ مَا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ فَسَنَلِ الْذِينَ يَقْرَءُونَ وَنَّ الْكِتَبَ مِنْ قِبِيلَكَ لَقَدْ جَاءَكَ الْحُقْقُ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ط (۹۳-۱۰) یہ دلیل ہے کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد غیر ہے۔

مجاحد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ افضل الذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔ چنانچہ سروکائنات ملکیتی نے فرمایا ہے۔ افضل الذکر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نقصان اور نفع اور عزیز کرنے والا اور خوار کرنے والا نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ۔

اور سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں یہ معنی ہیں کہ لَا حَسَارٌ وَلَا نَافِعٌ وَلَا مَانِعٌ لَا إِلَهَ إِلَّا وَهُوَ الْوَاحِدُ الْمُتَوَكِّلُ ہے۔

فرمان اس جملہ پر ہے کہ اس پر بخشش موننوں کی ہے۔ اور تمہاری جگہ اور جانے کا جاننے والا نہیں ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ جب اپنے اور موننوں کے واسطے بخشش چاہے۔ تو دل حاضر کہ جیسا کہ خبر میں ہے۔ مَنْ أَسْتَغْفِرَ وَلَمْ يَخْضُرْ قَلْبَهُ مَعَ لِسَانَهُ لَمْ يَغْفِرْ جس نے مغفرت چاہی اور حضور دل نہ کیا زبان کے ساتھ نہ بخشنا جائے گا۔

اے عزیز ادل کا اعتبار ہے۔ اگرچہ اس سے پہلے اس کو بخش دیا ہے کہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ شَاهِدًا ہے۔

پس جب حضرت عزت بخشش چاہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ لہذا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہئے کہ مونین کی بخشش چاہیں۔ جیسا کہ حضرت غلیل علیہ السلام نے رب جلیل سے سوال کیا کہ کسی گنہگار کو دوست رکھتا ہے۔ فرمایا کہ بخشش چاہنے والے

گنہگار کو۔ خداوند تعالیٰ چاہنے اور رہنے کی جگہ جانتا ہے کہ جہاں تم عنانہ کرتے ہو۔ اگرچہ پوشیدہ کرو۔ پس چاہئے کہ بخشش چاہو۔ اگر آمر زش کو میں رفیق رکھوں گا۔ تمہاری جگہ بہشت ہے۔ اور اگر توفیق نہ دوں دوڑخ ہے۔

اے مونمن ایک نماز ہے کہ اس کو صلوٰۃ الدّاکرین کہتے ہیں۔ اس کو پڑھ کر حشر کے روز ڈاکوں سے اٹھایا جائے۔ اور جو حاجت اللہ تعالیٰ سے چاہے روا ہو۔ ثواب اس کا تحریر اور تقریر سے باہر ہے۔ اور وہ چار رکعت ہیں۔ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے پندرہ بار سورۃ اخلاص اور بعدہ قیام کے تین سو بار لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اور ہر رکوع اور ہر قومہ اور جلسہ میں چالیس مرتبہ اور بعد سلام ۳۶۰ بار۔

شیخ بازیز یہ بسطاً میں رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بار یہ نماز فوت ہو گئی چالیس روز تک ماتم میں اس کے رہے۔

اور انہیں سے منقول ہے کہ میں نے ایک رات حضرت پیغمبر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا اے ہایز یہ! اچھی نماز اختیار کی ہے۔ جو اپنی عمر میں ایک بار پڑھ لے بہشت اس پر حلال ہو گئے اور دوڑخ حرام۔ پس اے مونمن تو بھی گاہے گا ہے یہ نماز گزارنا کہ اس سعادت کو پہنچے۔

### کلمہ شہادت کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص سے اشہدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ کہا۔ اللہ تعالیٰ اس پر آنہ دروازے جنت کے بھول دے گا۔ جس سے چاہے داخل ہو گے۔

جان کے یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی ہے۔ اور توحید کی جڑ ہے۔ اور کلمہ شہادت کے کہنے والے کو بہت ثواب ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی یہاںگی کی گواہی دے اور میری پیغمبری کی بہشت اس پر واجب ہے۔

اور فرمایا کہ جو گواہی دے یا کمکی خدا تعالیٰ اور میری پیغمبری اور دوسراے پیغمبروں کی جو میرے سوا ہیں تو سب پیغمبر اس کے واسطے بہشت کے ضامن ہیں اور میں بھی اس کی شفاعت کروں گا۔

اور فرمایا ہے کہ جو باعتقاد درست آشہدُ انْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْيِي وَيُمْتَثِّلُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ کہے اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول کرتا ہے۔ اور ہر رکعت کا ثواب اسی برس کی عبادت کا اس کو لکھتا ہے۔ اور جو بعد نماز سچ کہے۔ خدا تعالیٰ اس کے گناہ بخٹاہے اگرچہ مثل کف دریا کے ہوں۔

اور فرمایا ہے کہ جب مومن مقابر پر گذرے اور یہ کلمہ پڑھے اللہ تعالیٰ اس گورستان کو منور کرتا ہے۔ اور کہنے والے کو بخٹاہے اور ہزار ہزار نیکی اس کے نام لکھتا ہے اور بدی معاف کرتا ہے۔

اور فرمایا کہ جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَاحِدًا صَمَدٌ لَّمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوَلَّدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُواً أَحَدٌ داللہ تعالیٰ دس ہزار نیکیاں اس کے نام لکھتا ہے۔

اور فرمایا ہے کہ جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَاحِدًا مُخْلِصُونَ دے کہے اس کے واسطے اللہ تعالیٰ بہشت لکھتا ہے۔ اگرچہ وہ دوزخ ہو ہو۔

اور فرمایا ہے کہ جو بازار میں آئے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْيِي وَيُمْتَثِّلُ وَهُوَ حَقٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ داللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں اس کو عطا کرتا ہے اور چالیس ہزار بدیاں دور کرتا ہے۔

اور فرمایا ہے کہ جو باوضوایک مجلس میں سوار کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْيِي وَيُمْتَثِّلُ وَهُوَ حَقٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ جو حاجت خدا تعالیٰ سے چاہے برآئے۔

اور فرمایا جو چار بار کہے: أَللَّهُمَّ إِنِّي أَشْهُدُكَ وَكَفَى بِكَ شَهِيدًا وَأَشْهُدُ حَمْلَةً عَرْشَكَ وَمَلَائِكَتَكَ وَجَمِيعَ خَلْقَكَ إِنِّي أَشْهُدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

اور آپ نے فرمایا ہے کہ گواہی دو اور کہو: آشہدُ انْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ وَآشہدُ انْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَآنَ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهِ وَآبَنُ أُمِّهِ وَكَلِمَتِهِ الَّتِي مَرِيمَ وَرُوْحُ مَنْهُ وَآشہدُ انَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارُ

اور فرمایا ہے کہ جس ستون پر کھڑا تھا۔ جس بندہ کلمہ شہادت پڑھتا ہے وہ ہلتا ہے۔ حق تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ شہر۔ وہ کہتا ہے کہ کیوں نہ ہم ہوں کہ تو نے کلمہ شہادت کہنے والے کو نہیں بخٹاہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تھیتی میں نے بخش دیا۔ پس ستون ساکن ہو جاتا ہے۔

اور فرمایا ہے کہ جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْيِي وَيُمْتَثِّلُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ دن میں سو بار کہے اس کو ثواب دس غلام آزاد کرنے کا ہوتا ہے۔ اور سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور سو بدی اس کے اعمال نامہ سے دور کی جاتی ہے۔ اور شیطان سے امان ہوتی ہے۔ اس دن اور رات میں۔ اور اس قدر ثواب کو نہیں پاتا۔ مگر جو اس کی مانند کلمہ توحید کہے۔

اور آپ نے فرمایا ہے کہ گواہی دو اور کہو: آشہدُ انْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ وَآشہدُ انْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَآنَ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهِ وَآبَنُ أُمِّهِ وَكَلِمَتِهِ الَّتِي مَرِيمَ وَرُوْحُ مَنْهُ وَآشہدُ انَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَالنَّارُ

وَخَدَّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُكَ وَرَسُولُكَ اللَّهُ تَعَالَى إِنَّكَ آزَادِي دُوزَخَ سے لکھتا ہے۔

اور فرمایا ہے جو کہے: أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ طَائِقَتْ سَابَابَهُ كُثْرَى كَرَے جب گورے اٹھے سب انکیاں اس کی کہیں کلمہ نہ کرو۔ پس حق تعالیٰ اس کے واسطے براق بیجے کہ اس پر سوار ہو اور میدان حشر میں حاضر ہو۔ اور وقت کہنے کلمہ شہادت کے انگلی کھڑی کرنا مستحب ہے۔ اور الحیات میں جب کلمہ شہادت پڑھے تو بعض علماء کے نزدیک رفع سبابہ سنت ہے۔ اور بعض کے نزدیک مستحب ہے:

اور فرمایا کہ جمعہ کی رات کو ۴۰ بار کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْيِي وَيُمْيِنُ وَهُوَ حَقٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَئٍ قَدِيرٌ۔ اللَّهُ تَعَالَى اس کو اپنے دوستوں میں لکھے۔

اور فرمایا ہے جو غروب آفتاب کے وقت دس بار کہے۔ اللَّهُ تَعَالَى اس کی طرف فرشتہ بیجے کہ اس کی حفاظت کریں۔ اور دن غلام کی آزادی کا ثواب ملے۔ اور فرمایا کہ بعد ہر نماز کے جو کہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَئٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ مَانِعٌ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُغْطِئٌ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَيْدِ مِنْكَ الْجَدُّ۔ اس کو ہر اسال کی عبادت کا ثواب ملے۔

اور حضرت خالد رضی اللَّهُ تَعَالَى عنہ سے آخر پرست صلی اللَّهُ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آدمیوں کو بشارت دے کر جو کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُخْيِي وَيُمْيِنُ وَهُوَ حَقٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَئٍ قَدِيرٌ۔ اس کو بہشت ملے۔

اور فرمایا کہ جو اپنے بچوں نے کی طرف آئے اور کہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَآللَّهُ أَكْبَرُ۔ اس کے گناہ دور ہوں اگرچہ مثل دریا کے ہوں۔

اور فرمایا جو پہلو پھیرے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَخَدَّةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ آخریک اس کے اعمال کا نامے میں ثواب رات دن کی عبادت کرنے والوں کا اور دن کے روزہ رکھنے والوں کا لکھا جائے۔

اور فرمایا جو بیدار ہو کر پڑھے اس کو ثواب ستر سال کی عبادت کا ملے۔ اور فرمایا جو آفتاب نکلتے وقت دس بار کہے اس کو اس قدر نیکیاں ٹیکیں کہ جس قدر چیزیں آفتاب سے چکیں۔

اور خداوند تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی گواہی دی ہے۔ اور فرمایا ہے: شَهِيدُ اللَّهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلِكُ كَوْنَهُ وَأُولُو الْعِلْمِ فَإِنَّمَا مَا بِالْقِبْطِ طَلَّا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ (۱۸-۳) گواہی دیتا ہے اللَّهُ تَعَالَى اس امر کی پڑھتیں وہی ہے اللَّهُ تَعَالَى نَهَ دوسرا۔ اور گواہی دیتے ہیں فرشتے اور صاحبان علم قائم ہیں عدل کے ساتھ، نہیں ہے خدا۔ مگر وہ غالب حکمت والا۔

جان کے اللَّهُ تَعَالَى نے اپنی وحدانیت بہت جگہ بیان کی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔  
إِنَّمَا إِنَّمَا إِلَهُ إِلَّا إِلَهٌ أَنَا فَأَعْبُدُنِي لَا إِلَهٌ مِّنْ دُوْنِي وَإِنَّمَا الصَّلَاةُ لِلَّهِ كُرْبَانٌ أَوْ فَاغْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَلَا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ الْحَقُّ الْقَيْوُمُ۔ (۱۸-۲۷) اور سب تعبیر اور فرشتے اس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ اور وحدانیت کے مقرر ہیں۔ اور اس کی طاعت میں مشغول ہیں چنانچہ قول اللَّهُ تَعَالَى کا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَقُرُّوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِنِّيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْجِحَارَةُ عَلَيْهَا مَلِكَةٌ غِلَاظَ شَدَّادٌ لَا يَنْصُونَ اللَّهَ مَا أَمْرَاهُمْ (۱۸-۲۶) ان کی نماز ہے دی وی فعلوں مان تُؤْمِرُونَ۔ ان کی صفت اور اولو العلم صاحب داش بھی اس کی علیم کے مقرر ہیں۔ جو صاحب عقل ہو گا اس کا شریک نہ کہے گا۔ اور سب دخوش و طیور اس کو جانتے ہیں چنانچہ اس کا قول ہے:-

تُسْتَحِيْخُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّمَيْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسْتَحِيْخُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ طَاْلَهُ كَانَ حَلِيمًا

غُفرُوراً (۲۲-۱۷)

اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تبع نہیں سمجھتے بے شک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔  
پس اے بنی آدم! تو اس کو کیوں نہیں پہچانتا۔ کہ اس نے سب کو اپنی پیچان کروا دی۔ بطفیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔  
بندہ مصنف کہتا ہے۔

لختے برکار کافر رحمتے برکار دیں عازفان و اولیا انبہمہ از حق ہیں

جان کہ کلمہ طیبہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ چار چیز کاحتاج ہے۔  
اول صدق قلب کہ جس میں یہ نہیں منافق ہے۔ دوم حرمت کہ جس کو یہ نہیں فاسق ہے۔ سوم حلاوت کہ جس میں یہ نہیں دیا ہے۔ چہارم تعیم جس کو یہ نہیں بدعتی ہے۔  
نجات مردم جان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کلید قتل چنان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
چ خوف آتش دوزخ چہ باک دیوں درا کہ در وزبان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
نبوذ ملک دو عالم نبود چرخ کبود کہ بوقبل زمان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
ترجمہ ایمیات۔

نجات جان ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رہ جانا ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
نہیں ہے خوف نہیں کچھ جہنم و شیطان کہ برباد ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
نہ سچے ملک دو عالم نہ تھا چرخ کبود گر تھا قتل زمان لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ  
جس کی کوکلمہ تاثیر کرے وہ آدمی کلمہ سے تاخیر کرے اور کلمہ جس کی زبان کھولے  
ایک دم وہ اس کے ذکر سے غافل نہ رہے۔ جس نے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ  
اللَّهِ کہا بلا حساب اور عذاب جنت میں داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول  
اللہ اگر زنا کرے اور چوری کرے۔ فرمایا اگر زنا کرے اور چوری کرے۔  
مطلوب اس کا یہ ہے کہ حرام کھائے اور نفس کو انصاف دے زنا اور شرک اور کفر

اور غرور سے۔ اور تکشیر کے ساتھ کلمہ پڑھے نفسی اور جھر سے کوچہ و بازار اور برو بھر میں وہ جنت میں داخل ہو گا اور کلمہ سے منافق اور کافر مانع ہے کہ کوئی کہے کہ جائے نفس کلمہ مست کر روا ہے۔ بہر طریق کلمہ پڑھنا روا ہے۔

حدیث ہے (مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَرَأَةٌ لَمْ يَقِنْ مِنْ ذُنُوبِهِ ذَرَّةً) جس شخص نے ایک مرتبہ کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا اس کے گناہ میں ایک ذرہ نہیں رہتا۔ تو کلمہ طیبہ کو کیا پہچانتا ہے جب تو نے اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا اقرار کیا۔ پھر دوسرا کے پاس، التجا کیا ضروری ہے اور دوسرا سے ڈرتا سب کفر اور شرک ہے۔

حدیث ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَعِيرٌ وَالْمُعْلَصُونَ قَلِيلٌ دا ور کلمہ کہنے والا مخلص خاص ہے۔ ہمیشہ اللہ کے ساتھ اور سیف زبان ہے۔

جان کہ مصنف کہتا ہے بعد نفس کے مرنے کے جو گناہ واقع روح کے ذمہ ہے۔ نفس کہتا ہے مجھ کو اطلاع نہیں ہے کہ فعل بدروح کی زندگانی سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو بعد مرنے کے گناہ ہو وہ میرے ذمہ ہے کہ فعل بدروح کو نفس یوں ملزم کرتا ہے اور روح نفس کے ہاتھ سے حیران اور پریشان ہے۔ نفس دروغ گو اور فریب وہمنہ ہے۔ چنانچہ جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہو چاروں جلتے ہیں۔ اور مخذب ہوتے ہیں۔ خت عذاب کے ساتھ یعنی قلب اور قلب اور روح اور نفس۔ پس کافروں کے چاروں کافر اور منافق کے چاروں منافق اور مومن اور مسلمان کے چاروں مومن اور مسلمان ہیں۔ اگر نفس، وجود میں بادشاہ ہو اس کا دل و ذیر ہے جان کہ گویا ہے فقر کے وعظ اور پندت سے۔ اور خاموشی فقیر کی راز۔ اگر آئئے دروازہ کھلا ہے اور اگر نہ آئے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔

حدیث: مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَهُ وَجَدَهُ جَوْفِقِيرَ کے مرتبہ کو پہنچتا ہے۔ اس کو کوئی بات اور سرو دخوش نہیں آتا۔ اگرچہ مثل حلق داؤ د علیہ السلام کے ہو۔

جان کہ سرو اسٹے بجود کے ہے، اور تن واسطے طاعت کے۔ اور زبان واسطے شاء کے اور دل واسطے ذکر کے، اور روح واسطے فکر کے، اور ہاتھ واسطے سخاوت کے اور آنکھ واسطے

وکیفیت حق کے، اور قدم واسطے کھڑے ہونے عبادت کے، اور کمر واسطے باندھنے امر بالمعروف کے، اور کان واسطے کلام اللہ سننے کے، پس سر و ملبوں کی جگہ کہاں ہے مولا کی راہ سب راہزین ہیں۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ایہا الناس جہاں جائے تو آسانی نیست مرد داتا بیجاں داشتن ارزانی نیست  
بچہ دیو بیازی و ریاضت بیکلن کیں سر بھکنی ظاہر جسمانی نیست  
حدراز جیروئے نفس کہ در را خدا! مرد افکن ترازیں غول بیباٹی نیست  
طاعت آں نیست کہ ببر بینی و پیشانی صدق پیش آرکہ اخلاص بہ پیشانی نیست  
سعدیا گرچہ بخندانی مصالح گوئی!!

عمل کار برآید بہ بخندانی نیست!!

نصف۔ عمل وہ ہے کہ قلب کی صفائی سے ہو، اور مطلب سوائے خدا کے نہیں ہے۔ اور شریعت راہ ہے اور بے شریعت گمراہ۔ مَنْ تَنَاهَى عَنِ الْبَدْعَةِ مَلَأَهُ اللَّهُ  
قبلہ۔ جو بدعت سے انکار کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کا دل ایمان سے بھرتا ہے۔  
اکثر آدمی بدعت میں رزق کے واسطے پڑتے ہیں۔ چنانچہ مشائخ طبقات نے کہا  
ہے کہ رزق چار چشم کے ہیں۔

اول رزق مقصوم کہا ہے۔ دوم رزق مضمون۔ سوم رزق مملوک چہارم رزق موعود۔  
بعد اس کے یہ تمثیل کی ہے، کہ رزق مقصوم وہ ہے کہ جواز میں تقسیم ہو گیا۔ اور لوح  
محفوظ میں لکھا ہے۔ جو قسم میں بیک پہنچے گا۔

دوسرے رزق مضمون کہ جو چاہئے اس کو پہنچ اس کی روزی سے یعنی حق تعالیٰ رزق  
دینے کا ضامن ہے جیسا کہ کلام اللہ میں ہے وَمَا مِنْ ذَا يَعْبُدُ إِلَّا عَلَى اللَّهِ  
رِزْقُهُ، جو زمین کے رہنے والے ہیں اللہ تعالیٰ پر ان کا رزق ہے۔

تیسرا رزق مملوک ہے کہ اس کا ذخیرہ ہو گے۔ درم اور جامد اور اسباب دیگر سے  
کہ تجارت کرے البتہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سے کوئی چیز ہے پیدا ہو اور روزی  
پہنچ۔

چوتھا رزق موعود یہ ہے کہ جو ہر وقت پہنچتا ہے۔  
نصف کہتا ہے کہ رزق کی تمایت دو چشم کی ہے۔ ایک حال خاص نصیب عارفوں  
کا اللہ تعالیٰ کے خواستہ کے مطابق ہے اور خاص ہمیشہ توکل اور ضامن ہیں۔

وَمَنْ يَتَقْبَلْ لَهُ يَجْعَلُ لَهُ مَخْرُجًا وَيُؤْزُفُهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْتَسِبُ دَوْمَنْ  
يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ طَإِنَّ اللَّهَ بِالْعِلْمِ أَكْمَرْ فَلَذَ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا۔  
جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کو ایک خون پیدا کرتا ہے اور بے حساب رزق دیتا  
ہے اور جو اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہے وہ اس کو کافی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ پہنچانے والا اس  
کے امر کا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے واسطے ایک مقدار پیدا کی ہے۔

اور رزق عام کا حرام ہے۔ جیسا کہ قلم مردہ دل الملاق کا ذب رزق کی طلب  
میں ہوا کے تابع خاص کر آواز سردو کی آواز شیطان کی ہے۔ اور حقیقت الہ سردو کی یہ  
ہے کہ وہ ہوائے نفس میں بیٹلا اور بے دین ہے۔

آن سردو بے دیگر است سنت رسول ﷺ قتل ساز نفس را الہ وصول!  
عارفان بے نغمہ مطریب مست حال مستخے او خاص از وحدت وصال  
اے مرد معلوم کر کر آواز دو چشم کی ہے۔ ایک آواز رحمانی ہے جیسے قرآن کی تلاوت  
اور ذکر بجانی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدُ رَسُولُهُ مُشْفِقٌ قدرت اللہ سے ہے جو اس پر  
اعتبار نہ لائے گمراہ ہے۔ دوسری آواز مساوی اللہ کہ اس سے ہوائے شیطانی پیدا  
ہو۔

اے خام من! عارفوں کی حقیقت یہ ہے، غوشی اور غرق بامولا بلا کمر اللہ تعالیٰ کی محبو  
ہے۔ اور گویا بلا حق کے لہو۔ جو اپنے نفس پر مالک ہو وہ سعید ہے اور نفس پر وہ مالک ہوتا  
ہے کہ صاحب دل ہو کہ جب مرشد صاحب دل اس کے دل پر اسما اللہ کا منتقل کرے  
اور اس کی برکت سے تمام اس کا دل روشن ہو جائے۔

جان کے ابتداء قرآن کی بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مکہ ب سے ہے اور انہا  
قرآن کی من الجنة والناس۔ کے س۔ تمایت ثتم قرآن کی روح دل پر صحیح پڑے۔

بعد ازاں لوح محفوظ سے تکرار کرے۔ حدیث: مَنْ طَلَبَنِيْ وَجَدَنِيْ وَمَنْ وَجَدَنِيْ عَرَفَنِيْ وَمَنْ عَرَفَنِيْ أَجْلَنِيْ وَمَنْ أَعْتَقَنِيْ وَمَنْ عِشْقَنِيْ قَتَّلَهُ وَمَنْ قَتَّلَهُ فَعَلَى رِبِّهِ وَأَنَا رِبُّهُ۔ یعنی جس نے مجھ کو طلب کیا پایا۔ اور جس نے پایا اس نے مجھ کو پہچان لیا۔ اس نے مجھ کو دوست رکھا اور جس نے دوست رکھا وہ عاشق ہوا۔ اور جس نے مجھ سے عشق کیا۔ میں اس کو قتل کرتا ہوں۔ اور جس کو میں قتل کرتا ہوں۔ اس کا بدلہ مجھ پر واجب ہے۔ پس وہ بدلہ میں خود ہوں۔

شد مزدری کشتن آن خویش داد شوق وحدت خویش را درویش داد  
گشت فارغ آئندہ از هر مقام نام اللہ ختم شد بر من تمام  
حدیث ہے: الْعَالِيَّةُ عَشْرَ أَجْزَاءً تَسْعَةً فِي السَّكُونَةِ وَوَاحِدٌ فِي الْوَحْدَاتِ دعاافت کے دس جزیں، نو خاموشی میں اور ایک وحدت میں۔

جان کر ان کی جان کنندی کے وقت حضرت عزرائیل کے اوپر جعلی ہوتی ہے۔ جس جب عاشق اس کی تخلی کو دیکھتا ہے مست ہو جاتا ہے۔ اور اپنی جان سے قدرت الہی سے نکل آتا ہے اور حضرت عزرائیل اس کو مثل آئینہ کے تخلی کا رو صفا دکھاتے ہیں۔ اور ہاتھ اس کی جان کو نہیں لگاتے اور منہ دیکھنے سے آئینہ میں خوش وقت ہے۔

اور عزرائیل الہ دنیا کی جان یوں قبض کرتے ہیں۔ جیسے مرغ زندہ کو سچ میں کر دیں۔ اور آگ پر کھدیں اور جان کباب ہو جائے۔ نعوذ بالله منها۔

پس سن لے اے دنیا والے دنیا خراب ہے۔ اوز اس کے رکھنے والے بھی خراب جو دنیا کا نام ایک بار محبت سے لیتا ہے سر اور اس کے دل کی سیاہی ذور نہیں ہوتی۔ اگرچہ ستر روز روزہ رکھے اور رات کو عبادات کرے۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو اختیار نہ کیا۔ کیونکہ وہ دسم کفار کی ہے۔ اور ابو جہل کی۔ اور ابو جہل فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے۔ مجھ کو اس قوم سے تعجب ہے کہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ذلت لے جائیں اور شرمندہ ہوں۔ اور مراتب ابو جہل سے خوش ہوں۔ اور فخر کریں امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کیونکہ یہاں میں احsett قوماً

فہمہ جو جس قوم کو دوست رکھتا ہے۔ وہ اسی سے ہے۔  
قیامت کے دن کسی دنیا دار کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہوگا۔ چنانچہ قبر سے اٹھیں گے۔  
تو پشت پہ قبلہ ہوں گے۔

اول اللہ کے طالب کو نفس کی آفتیں پہچانا چاہئے کہ نفس شہوت کے وقت کوڑ،  
بے صبر اور بے عقل اور دیوانہ ہوتا ہے۔ چار پائے کی مانند اور سیری کے وقت فرعون  
ہے اور بھوک کے وقت درندہ سگ دیوانہ حرام خوار۔ اور حکومت کے وقت صاحب  
غضب اور ظلم فی النار۔ اور سرود کے وقت زنا کا طالب اور موئیں شیطان ہے۔ نفس  
غصہ کے وقت دیو دیوانہ مجنوں جنت ہے اور نفس وقت تلاوت قرآنی ذکر رحمانی اور  
نفس اور حدیث اور تفسیر کے اور مسائل کے اور اقوال مشائخ اور روایت اور ہدایت  
اور استغراق فی اللہ کے نفس صاحب توفیق رفیق قوی دین سلسلی پر حرم اسرار حق باہجا،  
یہ ہے باحدا۔

یک قدم بر نفس خود نہ وال و گرنہ بر ہوا یار رضاۓ دوست پایید یار رضاۓ خویشن  
جان کہ وقت آراستہ کرنے آدم علیہ السلام کے حق تعالیٰ سبحانہ نے فرشتوں سے  
فرمایا کہ ہمارے اور آدم کے درمیان چالیس ہزار پر ده نفسانیت غلامی کے جواب دور کر  
دو۔ اسی واسطے آدمی کے وجود میں سر سے قدم تک نفسانیت اور لذت اور کبر ہے۔ اور  
اسی سبب سے اللہ تعالیٰ سے بعید ہے۔ اور آدمی حرام کھاتا ہے۔ اور غیبت کہتا ہے اور  
جھوٹ اور افعال ناشائستہ اس کے وجود میں اور ہر ہر مونے بدن میں اور رگ و پے میں  
ہیں۔ اور دل پر سیاہی اور بیگانگی اور بدی ہے اور حلال اور حرام میں فرق نہیں کرتا اور جو  
زبان پر آتا ہے اور قیامت کا دن اور موت بھولا ہے۔

جان کہ آدمی کے دل پر ایک لاکھ ستر ہزار پر دے ہیں۔ جب مرشد کامل کی نظر  
پڑتی ہے۔ اور ذکر لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی آگ جلتی ہے۔ تو مثل شبنم کے خراب پانی اس سے  
روں ہوتا ہے۔ اور وہ نفس سرکش تابع دار ہوتا ہے۔ اس واسطے مرشد کامل کا وسیلہ بہتر  
ہے کہ اس کے سبب سے حق کی معرفت کو پہنچے۔

دستِ مردے کیرتا مردے شوی  
جز ببردان نیست راه رہبری

**بَعْلَنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَنْتُوا شَيَاطِينَ الْأَنْوَارِ وَالْجِنِّينَ**۔ ہر نبی کے واسطے ہم نے جن اور انسان کے شیاطین بنادیے۔

اے عزیز! جانا چاہئے کہ نفس کیا چیز ہے اور کہاں سے پیدا ہوا ہے۔ جان کہ جب وجود حضرت آدم علیہ السلام کا اللہ سبحانہ نے پیدا کیا۔ روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس میں داخل ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام پر علم واضح ہوا۔ اور عرش پر نظر پڑی۔ اور کلمہ طیبہ لکھا دیکھا۔ حضرت آدم علیہ السلام تسبیح میں رہے۔ اور کہا کہ اللہ کے نام کے برابر دوسرا نام محمد ﷺ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ اے آدم تیرے فرزندوں سے محمد ﷺ رسول اللہ خاتم النبیین روز قیامت تیرے شفیع ہوں گے۔

حضرت آدم نے کہا کہ بیٹا پاپ کی کیوں کرشماحت کر سکتا ہے۔ اس غیرت سے نفس آدم علیہ السلام کے وجود میں پیدا ہوا۔ اور حرص اور طمع ظاہر ہوئے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے داتہ گندم کھایا اور بہشت سے نکالے گئے، جیسا کہ معلوم ہے۔

جان کہ تصوری حرمنی کے ساتھ مصف کہتا ہے کہ کیا حاجت ہے ہر روز تلاش باغ کی بلکہ ایک مرتبہ نفس زاغ کو مامے۔ ول پر حب مولا پیدا ہو۔

ہر کہ طالبِ عقل و نقل و سیم زر معرفت مولا نہ پیند یک نظر  
**الْعَاقِبةُ بِالْعَاقِبةِ**

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بُناء  
بیت المقدس است مکن جائے دیگران  
قصدِ حق القلب ہے۔ طلبِ مولیٰ خاتمہ بالخبر سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کی طلب  
خاتمہ بشر۔ اذلَّةُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةُ عَلَى الْكَافِرِينَ رکھتا۔  
علم دین چاہئے۔ جان کہ اولیاء اللہ کی قبر کی ہمت سنی کے ساتھ پڑھنا بھی خاصیت

رکھتا ہے۔ ہر چند کہ پڑھے روحانی خوش ہوتا ہے کہ اس کو کلام اللہ نعمت اللہ دولت عظیٰ پہنچتی ہے اور روز بروز مراتب ترقی کرتے ہیں اور روحانی نبیں چاہتا کہ کام پڑھنے والے کا جلد مقصود کہ پہنچے۔

اگر کوئی چاہے کہ کام ایک رات یا ایک ہفتہ میں پورا ہو، چاہئے کہ پڑھنے والا قبر پر سوار ہو کر مثل سواری اسپ کے اور قبر پر ایک تنکا مثل کوڑے کے مارے۔ وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت رو برو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فریادی جاتا ہے۔ اور عرض کرتا ہے۔ پس حضور اسی وقت روحانی کو مقصد پڑا کر خلاص کرتے ہیں۔ موافق اس حدیث کے **إذْ تَعْسِيرُنَّهُمْ فِي الْأَمْوَالِ فَاصْنَعْنَاهُمْ أَهْلَ الْقُبُوْدِ** مجب تم کسی امر میں تحریر ہو۔ پس اہل قبور سے مدد چاہو۔ ظاہر اور باطن ہمت فقیر کی باوقت ہونا چاہئے۔ **الْمُلْكُ لِمَنْ يَرِيدُ**۔ ملک اس نفس کا ہے جو غالب ہو۔

تا ترنی تفع و دتی بے ملک بیماراث نیا بد کے جان کہ جب صاحبِ دعوت، دعوتِ محمدی ﷺ میں انہا کو پہنچ تو اس کے آس پاس چار لکھر غیبی ہوتے ہیں۔ ایک شہیدوں کا۔ دوسرا رجال الغیب ابدال کا۔ تیسرا ارواح انبیاء اولیاء کا۔ چوتھا فرشتوں مولکوں کا۔ ان چاروں کو حاضرات اولیاء اللہ کی قبر سے ہوتی ہے کہ اہل قبر کی فریاد سے سب آتے ہیں۔ اور عامل کے آشنا ہو جاتے ہیں۔ اور مدد دیتے ہیں۔ اور ہر جا عند اللہ اور بدعتی محمد رسول اللہ ﷺ مدد کرتے ہیں۔ اور بوقت عاجزی کے اس طریق طلب کرے۔ **أَخْصِرُوا الْمُسْتَغْرِيَاتِ**۔ اور ہر ایک کا نام لے بیکھ حاضر ہوں گے۔

دوسری دعوتِ محمدی ﷺ یہ ہے۔ جس کا مرتبہ حق المیتین کا ہے۔ بھکم خدا اور رسول اس کی نظر میں لڑائی کے تھیار مثل سلاح غیب الغیب کے ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر غصہ ہو وہ نفس غیب سے زخم کھاتا ہے۔ اور بھکم خدا مرتا **الْحُبُّ لِلَّهِ وَالْبُغْضُ لِلَّهِ**۔ اللہ کے واسطے حب اور بغض کرے۔ **أَقْتُلُ الْمُؤْذِيَاتِ قَبْلَ إِلَيْنَا آءِ مُؤْذِيُوْنَا** کو قبل ایذا کے مار ڈالو۔ ان کی توجہ اور نظر قاتل ہے صاحب راز و مثنی بخواب اور بے حیث ہے۔ اس

واسطے فقیر خدا نہیں اور نہ جدا ہیں

مردان خدا بنا شد لیکن ز خدا جدا بنا شد  
ہر کہ دار و خباز باطن فقر! قهر قهرش قهر حق زیر و زیر  
جب فقیر آزدہ ہوتا ہے ماہ سے ماہی تک بلکہ عرشِ اکبر مل جاتا ہے۔

سادہ لوحان جنوں از نیم محشر غافل اند یہم رسوائی نباشد نامہ نوشته را  
راز حق اندر جہاں بزرد آواز خود صدائے کے ٹنگہدارد زرار  
راز کی حقیقت کم حوصلہ کیا۔ اصل راز کی رضا خدا سے ہے اور راز ایک حرفاً ہے  
کہ وہ حرفاً عظیم ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے، اس کی برکت سے ہر مکان کو پہنچتا  
ہے۔

از احوال بشر نے مصطفیٰ است کہ پیروں از کتب سرِ اللہ است  
نه آنجا قطرہ باشد از سیاہی سراسر وحدت است سرِ الہی  
و حی ناختم است زال دل نوشته مقامے کے رسد با دلی فرشتہ  
جو اس مقام پر پہنچتا ہے۔ علم غبی فتوحات موافق نص اور حدیث کے منہ دکھاتے  
ہیں۔ اللہ بس، سوائے اللہ ہوں۔

### شرح نفس امارہ

عقل اور علم شریعت نے کہا، اے نفس امارہ تو جانتا ہے کہ تیری خلقت کسی چیز سے  
ہے کہ شاہد ان بیانِ نوی وقارنا قلان آثاریوں روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے  
جب نظرِ لوح محفوظ پر کی **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** لکھا دیکھا آدم کے دل میں  
غیرت آئی۔ حضرت آدم علیہ السلام نے از روئے غیرت بربان فتح عرض کیا کہ **مَنِ الْدِينُ اِسْمُهُ مَفْرُونٌ** یا **سِمْلَكْ خَدَوْنَدِی** کس کا نام ہے جو تیرے نام کے برابر لکھا ہے  
حکم ہوا کہ یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ میرے انبیاء میں سے، اور تیرافرزند ہے تیری اولاد سے،  
اور تیری خطاء کا شفیع ہے۔ یہن کر آدم علیہ السلام کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ باب  
بیٹے کی شفاقت کرتا ہے۔ نہ یہ کہ بیٹا اس کی شفاقت کرے۔

اس وقت خطاب ہوا کہ اے جبرائیل جا اور وسوسہ کے آدم علیہ السلام کے پیٹ  
میں دھھے کر۔ ناموس اکبر بارگاہِ جلال سے اترے اور وسوسہ کے دھھے کئے۔ نصف کو  
نکال کر بہشت میں فن کیا کہ درختِ گندم اس سے پیدا ہوا۔ اور سببِ ندامت آدم علیہ  
السلام کا ہوا۔ اور نصف دوسرا آدم علیہ السلام کے جوف میں رہا۔ اس سے نفس امارہ پیدا  
ہوا۔

علم نے کہا اے غدار تیری خلقت اس وسوسہ سے ہے اس بے ہنر سے پڑھنے  
کیونکر ہو۔۔۔ میں وہ صفت ہوں کہ جس میں ذرہ مجھ سے ثابت ہوا۔ حیاتِ ابدی اور  
دولتِ سرمدی پائی۔ نفس نے کہا اے علم اگر تیری تحقیق سے حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے  
تو ایسیں بیچارہ کہ علم رکھتا تھا۔ لعنتِ ابدی میں کیونکر گرفتار ہوا۔

شریعت نے علم سے کہا کہ اے مکار تیری مصاہبত سے اس حال کو پہنچا ورنہ پیشوا  
فرشتوں کا تھا۔ پس وکالت اور وزارت تھا ری سب خرابی ملک کی ہے اور اصل میں  
ہمارا حق تھا۔ اب بھی چاہتا ہوں کہ اپنے مرکز پر فرار پکڑے۔ اس وقت نفس امارہ نے  
تو من تیز کو اس طرح مطلق العذاب کیا کہ تمام عالم پر اظہر من العسس ہے پھر علم شریعت  
نے اس طرح جدت قاطع پیش کی کہ ولایت اور وزارتِ اصلی حق ہمارا ہے۔ مگر بنا بر  
مقتضائے ضروریات کے سن صیریں شاہ عقل کو تکلیفِ رعیت پر پوری کی اگر ہم دیتے تو  
تکلیف ملا ایطاں تھی۔ کیونکہ شیر خوار بچے کو سوائے مشہباتِ فضانیت کے موانت نہ تھی۔

اس واسطے اصحابِ لہو کو سونپ دیا۔ اب ہماری وکالت کا وقت آیا دو گواہ پیچھے ہیں۔ ایک  
قاضی شرعِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے ولد کو زرع کیا اور بعدِ جدائی والدین کے والدہ کے سپرد کیا کہ  
واجب طور پر تربیت کرے اور جب ولد حد شرعی کو پہنچے ولد کو والدہ سے زیاد کر کے والد  
کے پر کرے اور بواسطہ طولِ مدت تربیت کے والد کا حقِ اصلی زائل نہ ہو۔ اس  
وقت نفس امارہ نے کہا کہ رجوعِ والد کا والدہ کی طرف بواسطہ اسبابِ نفعہ کے ہے۔  
کیونکہ حقِ اصلی یہ معنی ٹابت کرتا ہے اس صورت میں کوئی وجہ سرشناسِ حقِ اصلی کے نہیں  
ہے اس وقت علم شریعت نے کہا کہ با جماعتِ ابوین شریفین ملک بنا پر فرمانِ حق بجا رہا۔

وتعالیٰ کے ہے۔ فَإِنْ كَحُوا مَا طَابَ لِكُمْ مِنَ النِّسَاءِ۔ پس نکاح کر دیں ان عورتوں سے جو تم کو اچھی معلوم ہوں۔

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے۔

دوسری شاہد وہ ہے کہ جانب اک اطراف اور سلاطین اکناف رسول رسائل آگے بادشاہ عقل کے آئے اور ان کا رد جواب تمہارے امراء سے امکان پذیر نہیں ہے۔ اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ زندگی دلش اور بیش اور اور اک حقائق آفرینش میں مجلى ہیں۔ اور اب محتاج اور مفتر تمہارے نہیں ہیں۔ یہ بھی دلیل اس کی ہے کہ محتاج الہیہ سلطنت کے ہم ہیں۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ حضرت، شاہ عقل کو اوا مر اور نواحی میں مقید کرتے ہیں اور قید بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر باقی سے اور کوش ہوش سے نہ سنتا ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: هُوَ الَّذِي خَلَقَ لِكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا طَوْهُ ایسا پروردگار ہے جس نے تمہارے لئے تمام زمینوں کی چیزوں کو پیدا کیا۔ تمام جسم کے اور لعنتیں شہوت کی ہمارے ملک میں مباح ہیں۔ پس ہم بادشاہ کو مطلق العنان کرتے ہیں۔ اور جب بادشاہ موافق مطلوب کے بے قید نعمتوں میں متصرف تھا۔ دروازے ذوق اور خوشی کے اس کے چہرے پر واضح ہوئے۔ اس وقت تمام رعنایا نا زونخت میں بسر کی گئیں۔ پھر علم اور شریعت نے کہا کہ مراد آیت بالا کی یہ نہیں ہے کہ تو نے ارادہ کیا بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ پروردگار نے تمہارے واسطے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اچھے اچھے کھانے اور مردہ دار کہ شرع شریف نے ان کے کھانے کی اجازت دی نہ یہ کہ مثل حیوان کے جو سامنے آجائے بلا تامل اور فکر کھایا جائے اور کچھ فکر نہ کرے۔ لہذا بعض بشر نے کہ حکم شرع شریف سے اخراج کیا۔ اور منہیات کی طرف مشغول ہیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی نسبت ایسا فرمایا ہے۔ أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامَ بَلْ هُمْ أَضَلُّ (۷۹-۸۱) وہ مثل چوپاؤں کے ہیں بلکہ زیادہ گمراہ ہیں۔ اگرچہ وہ بصورت انسان ہیں۔ لیکن سیرت میں حیوان ہیں۔

اور کسی حکمند پر پوشیدہ نہیں ہے کہ جب بادشاہ فعل ناشائستہ کا مرکب اور مقرر ہو سپاہ اور رعیت ضرور اس کی اقتدا کرتی ہے کہ الْنَّاسُ عَلَى دِينِ مُلُوكِهِمْ مُتَوَلِّينَ ہے۔ اس معنی سے زیادتی معاد کی اور کثرت لا یعنی ہوگی۔ اور اس کے سبب سے بدول کی بادشاہت میں طرح طرح کے ستم اور مرض ظاہر ہوں گے اور اس مرتبہ کو پہنچیں گے کہ عکائے زمانہ اس کی محنت سے ہاتھ دھوئیں گے۔ پس اس بادشاہت میں خرابی واقع ہوگی۔ اور برکت اور خیر نہ رہے گی۔ پس امور ناشائستہ سے پچاہے۔ اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ زنا تمام لذتوں میں بھر کے اعلیٰ ہے۔ اور بشرط اشرف الخلوفات ہے۔ پس اگر کوئی اشرف الخلوفات موجودات کی شرف لذات سے احتیاط کرے اور اپنی اقامت تلذذ پر عرض کرے روانہ ہو کہ وہ انصاف کے قانون سے باہر ہو۔

اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ زنا دلیل اور طبیعت سے منوع ہے اور مردود ہے۔ بلکہ کلام مجید میں زنا کرنے والے کو حد قائم ہوئی ہے۔ چنانچہ الْزَانِيَةُ وَالْذَانِيُّ وارد ہے اور حدیث نبوی ﷺ سے بھی محنت ثابت ہوئی۔ أَلَيْتَ نَاهِيَ الْكُبُرَ الْكَبَالِيَّ لیعنی زنا سب کیڑہ گناہوں سے بڑھ کر ہے اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ ان تمام امور اعلیٰ کا غیرت اور حیمت کے ساتھ وابستہ ہے چنانچہ کسی عقل مند پر پوشیدہ نہیں ہے اور عدم غیرت آدمی کو زجر کرتی ہے۔ اور عدم غیرت عدم عقل سے ہے۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا: تَجْرِيعُ كَاسَاتِ هَرَابٍ أَرْغَوَانِيٍّ وَتَشَرُّب حَبَّاصَاتِ رَأْيٍ وَيَعْنَانِيٍّ شَرَابٍ ارْغَوَانِيٍّ گھونٹ اور سے ارْغَوَانِيٍّ کی تکریب اگرچہ نا مشروع اور حرام ہیں۔ نزد الہبیا اور حکما بڑے علاجوں اور مدارات سے ہے کہ رنگ ارْغَوَانِیٍّ مصفری سے مبدل کرتی ہے۔ اور سرخروئی وہ امر ہے مطلوب اور ایک شے ہے سررغوب اور باوجود منفعت خاص کے نفع عام بھی ہے۔ یعنی دلالت اور شجاعت حساب پر کرتی ہے۔ اور دروازے سخاوت اور سماحت کے حکومتی ہے۔ اور جب بادشاہ اس صفت سے موصوف ہوں نفع عظیم اور فائدہ کثیر کا فر عایا کو پہنچتا ہے۔ پس اقتداء ان امور

شریف سے اور طریق ہوا خواہی سے نہ ہوگا کہ شریف صلح سے ظاہر ہوتا ہے۔ یہ نزدیک اہل معنی کے امر متعلق ہے بلکہ جو دی ہے بے بود ہے، اور ایک دھڑکا ہے۔ اس واسطے کرن شہ کو شجاعت ضمیری اکثر فعل پر بلا حقوق شرعی کے تغیب کرتی ہے اور سخاوت اور ساعت نشہ کو مال کی تحریص فرماتی ہے۔ اور کسی عقل مند پر پوشیدہ نہیں ہے کہ اس کی بنیاد سست اور کام بجل کا خلاف ہے اور انسان کی ایک ایک جو ہر ہے کہ انوار صفا سے حق کی معرفت کی طرف راہ پاتی ہے اور مادہ اصالت شرف نفس بشری کا اور جو ہر نورانی عقل کا علم کے ساتھ ہے۔ چنانچہ حدیث ہے: لَا فَرْقَ بَيْنَ الْأَنْبَاسَ وَالْحَيْوَانِ إِلَّا بِالْعِلْمِ۔ انسان اور حیوان میں کچھ فرق نہیں ہے مگر علم۔ اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا اصلی شرف کو دور کر دیتا ہے۔ پس کہ لا ائم نہیں ہے کہ ام النبیاش شرابو الفھائل کا ہو۔

اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ دنیا مثل نقد کے ہے صراف کے ہاتھ میں۔ اور آخرت ادھار ہے۔ پس نقد کو ادھار کے ساتھ پہنچا عقل مند کا کام نہیں ہے۔ اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ دنیا کی بقا اور روح کو ایک ساعت امان نہ ہو۔ پس اگر دنیا نقد بے بقا کی عقبی ادھار کے ساتھ کہ دوئی ہے۔ اور بقاے ابدی کے ساتھ پہنچ حکمت کمال اور دنیا ہے۔

پس سخن اس جگہ پہنچا نفس امارہ اس کے اصحاب کے ساتھ لزوم اور منفصل ہوا اور اہل مجلس نے کہا اے نفس امارہ سانس مت نکال، اور آگے مت چل کہ حکایت خانہ ببا زار دسوائے بیع و قمار درست نہ آئے۔

بادشاہ عقل نے اس کی معزولی کا حکم دے کر اور تامل اور انصاف کو کہ متعلق بارگاہ جلالیت بادشاہ کے ہے واسطے تشخیص معاملات نفس امارہ کے متعلق کیا کہ تمام رعایا سے اس کا حال کھول کر صورت واقعات کی عرض کریں۔

تامل اور انصاف نے بنا بر حکم بادشاہ کے منہ بادشاہت پر رکھ کر حواس ظاہری کے باصرہ اور سامدھ اور ذائقہ اور شامہ اور لامسہ ہے اور حواس باطنی کے متکفرہ اور نہ کرہ اور

محافظہ اور خیلہ اور حس اور ہاضمہ اور واقفہ اور مولڈہ اور مصورہ ہیں۔ اور یہ سب بدست القلب میں تھے۔ طلب کر کے باحوال اعمال نفس امارہ کا استفسار کیا۔ ہر ایک نے اس کے ظلم اور خیانت پر گواہی دی تاہل اور انصاف نے محض اس باب میں درست کر کے بادشاہ کے رو برو پیش کیا۔ بادشاہ نے بعد سنتے افعال اور احوال کے اس کے اخراج پر ارشاد فرمایا۔ علم اور شریعت از روئے حکمت اور دنیا کے بادشاہ کی عرض میں پہنچا کہ مدت مدید اور عبد مزید ہوا کہ نفس امارہ اور اس کے اصحاب بادشاہ کی مملکت میں تھے۔ یہاں تک کہ اب تک مملکت اس کے متعلقین کے تصرف میں ہے۔ حضرت کو معلوم ہے۔ کہ عمل دیرینہ اس کے حکم سے رعایا خائن کی جماعت کے ساتھ ان کی خیانت میں حصہ لیا۔ اور عمل ”نصف لی و نصف لكم“ پر کیا ہے۔ یہ دستور العمل سب کہتے ہیں اس کا قلع قلع کیا جائے اور امر ہاتھ میں لانا چاہئے کہ ان کے فساد کی بنیاد و درہ ہو۔ اور اگر ایک ہی مرتبہ میں اخراج کیا جائے گا۔ خلل ممالک محرومہ میں واقع ہو گا۔ پس اس کا اندفاع حکمت کے ساتھ کرنا اولی ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ دکالت اور وزارت تمہارے تعلق میں ہے۔ جو ہر کہ مشتمل صلاح دولت پر ہو ہے اس پر تمل کرو۔

اس وقت علم اور شریعت نے فرمایا ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سرفراز کیا۔ اور نام لشکر عبادت کا اس کے ہمراہ کیا۔ اور پوشیدہ اس کے کان میں کہا کہ جہاں نفس کے متعلقان پاؤ اپنا دستور العمل بنا کر قید کرلو۔ پس ریاضت نے حسب فرمائے علم اور شریعت کے جس جگہ اس کے متعلقین کو پایا قید کیا۔ اور ان کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور بیڑیاں ڈال دیں۔ پس نفس نے جب یہ حال دیکھا۔ شیطان ربیم کو قدیمی اس کا مرتبی تھا۔ پناہ میں ڈھونڈا اور رجوع کر کے کہا امر مخاصمہ اور شروع مشارعہ علم اور شریعت سے ہمارے کام میں خلل اور ہمارے دولت کی بنیاد میں ہدم پیدا ہوا۔ اور رعیت روگردان ہوئی۔

درخت کے اکنون گرفت است پا  
بہ نیزے مردے بر آید زجا  
اب سوائے تمہارے پناہ نہیں دیکھتا کوئی تدبیر کرو کہ آب رفتہ نہر میں پھر آئے  
اور کام درست ہو۔ شیطان نے کہا کہ ایک فراق دوسرے سوز، تیسرا گریہ چوتھے  
درڈ پانچویں بیقراری اور چھٹے جنون وَالْجَفَاءُ کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا اور  
اس کی نگہبانی حفاظت اور حیا سے کی اور کفر پیدا کیا اور اس کی حفاظت بجل اور جفا  
سے کی۔

اگر فقیر چاہے کہ خداۓ تعالیٰ نگہبانی کرے یعنی مدنظر اللہ کی رحمت کے، اور اگر  
فقیر بھوکا ہو خدا تعالیٰ مہماں کرے یعنی اللہ کے ذکر سے سیر ہو اور دل پر نور ہو۔ اور اگر  
فقیر گناہ کرنے خداۓ تعالیٰ اس پر مہربان ہو فضل سے معاف کرے۔ فقیر کے نام پر  
اللہ ہے۔

حدیث ہے: خَلَقَ اللَّهُ مِنْ أَرْبَعَةَ أَشْيَاءٍ مِنْ مَاءٍ وَنَارٍ وَطِينٍ وَرَبِيعٍ  
فَإِنْ كَثُرَ مَاءٌ فَهُوَ الْبَيْتُ الْعَاقِلُ وَإِنْ كَثُرَ نَارٌ فَهُوَ حَرِيصٌ وَإِنْ كَثُرَ طِينٌ  
فَهُوَ مُتَوَاضِعٌ إِنْ كَثُرَ رِبِيعٌ فَهُوَ مُتَكَبِّرٌ۔ انسان چار چیزوں سے پیدا کیا گیا  
ہے۔ پانی، آگ، مٹی، ہوا۔ جس میں پانی زیادہ ہے وہ دانا ہے۔ اور آگ  
زیادہ ہے وہ حریص ہے اور مٹی زیادہ ہے وہ متواضع ہے اگر ہوا زیادہ ہے تو  
متکبر ہے۔

مصنف کہتا ہے کہ پانی عقل ہے یعنی تحلیل اور مردی اور آگ عشق ہے کہ وجود کو  
جلاتا اور صفائی کرتا ہے اور خاک معرفت ہے یعنی پاک اور ہوا علم ہے یعنی ہر چیز کو علم  
حکمت دیتا ہے۔ پس اگر پانی نہ ہو تیم سے نماز درست ہے اور تینوں تعلق خاک سے  
رکھتے ہیں۔ یعنی سب کی رجوعات خاک کی طرف ہے پس جو معرفت میں خاک نہ ہو  
اس کے سر پر خاک ہو۔

طواف کعبہ دل کن اگر دلے وارد  
دلے رات کعبہ اعظم تو مگل چہ چنداری  
نہ عرش و کرسی ولوح قلم فزوں یا شد  
دلے خراب کہ اورای پیچ نہ شماری  
اہل دل کا حوصلہ اور فراغی دل کی وسیع ہے کہ دل مثل ن کے ہے اور چودہ طبق اس  
کے ایک نقطہ میں پوشیدہ ہیں۔ وہ ایک سر ہے کہ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے نَ وَالْقَلْمِ وَمَا  
يَسْطُرُونَ ایک سطر اس کی شان کی ہے اور بزرگی اور پا کی اللہ کے ذکر کی عظمت اور  
برکت اللہ کے نام کی بہت بڑی ہے أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ  
الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ وَمِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوَسْوِسُ فِي صُدُورِ  
النَّاسِ۔ خدا سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اور دل کے وسوسوں اور خطروں کے دور کرنے  
کو یہ آیت پڑھے اس سے صفائی قلب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: يَعْلَمُ خَائِنَةَ  
الْأَغْنِينَ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ۔

دل کے خانہ ایت رب انی  
خانہ دیو را چہ دل خانی  
اور ساتویں صبر، سو اصل سے لے جاتے ہیں۔ ان کلمات کے سننے سے عقل حیران  
ہوئی۔ اس وقت طلب نے کہا کہ اس راہ کی صعوبت اور اس کی بادیہ کی کیفیت سے  
اندیشنا ک مت ہو۔ مصنف کہتا ہے۔

۔۔۔ ہر کہ شد گنماں باحق نام شد  
ترک غونا غیرش آرام شد  
اگر آفتاب گم ہو عالم خراب ہے۔ فقر فیض آفتاب ہے۔ پس اللہ کے نور کی تجلیات  
کا مشاہدہ مثل آفتاب کے دل کے اندر سے شعلہ مارتا ہے اور ظلمات نفسانی سب اٹھ  
جاتے ہیں۔ ایسا مستغرق اور صاحب استغراق ہو جائے کہ نہ نفس یاد رہے نہ عقل نہ علم نہ

شیطان نہ مصیبت نہ ہوا۔ یہ مراتب ہم صحبت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور فقیر فنا اللہ کے ہیں۔

چوں آب و شیر یک شود آں آب و شیر  
ایں جنیں غررش بود فے اللہ امیر  
چنانچہ چنگاری آگ میں اور نمک طعام میں

مردانا خدا ، خدا بناشد  
لیکن ز خدا ، جدا نہ باشد

یہ شریعت کی بدولت پہنچتا ہے۔

حدیث ہے: أَرْبَعَةُ جَوَاهِرٍ فِي نَفْسِ يَنْبُوْدَمْ وَيَزِيلُهَا أَرْبَعَةُ أَشْيَاءٍ  
أَمَا الْجَوَاهِرُ فَالْعُقْلُ وَالْدِينُ وَالْحَيَاةُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فَالْعَضْبُ  
يَذْنِيلُ الْعُقْلِ وَالْإِنْاءُ يَذْنِيلُ الدِّينَ وَالْطَّعْمُ يَذْنِيلُ الدِّينَ وَالْفَسْقُ  
يَذْنِيلُ الْعَمَلَ الصَّالِحَ

بنی آدم کے نفس میں چار جو ہر ہیں اور چار چیزیں ان کو دور کر دیتی ہیں۔ وہ  
جو ہر عقل اور دین اور عمل صالح ہے۔ پس غصب عقل کو دور کر دیتا ہے۔  
اور زندگی کو اور طبع حیا کو اور فتنہ عمل صالح کو۔

دوسری حدیث: الْنَّاسُ أَرْبَعَةُ أَصْنَافٍ كَرِيمٌ وَسَخِيٌّ وَلَئِيمٌ وَبَخِيلٌ  
الْكَرِيمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَيَعْطِيُ وَالسَّخِيُّ الَّذِي يَأْكُلُ وَيَعْطِيُ  
وَاللَّئِيمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَلَا يَعْطِيُ وَالبَخِيلُ الَّذِي وَيَأْكُلُ وَلَا  
يَعْطِيُ۔

آدمی چار قسم کے ہیں: کریم اور سخی اور لئیم اور بخیل، کریم وہ ہے کہ آپ نہ  
کھاؤے دوسروں کو دے۔ اور سخی وہ ہے کہ کھائے اور دے اور لئیم وہ  
ہے نہ کھائے اور نہ دے۔ اور بخیل وہ ہے کہ خود کھائے اور دوسروں کو نہ

وے۔

اور حدیث ہے: خَلْقُ الْإِيمَانَ وَحَقَّهُ بِالسَّخَاوَتِ وَالْحَيَاةِ وَخَلْقُ  
الْكُفْرُ وَحَقَّهُ بِالْبَغْلِ

دل اسرار نہیں کا خزانہ ہے۔ یہ دل نہیں ہے کہ دم کے ساتھ باندھا ہے  
دل بصورت طائر کی ہے۔ اس کے ہزار بدن اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں  
کہ اللہ کی تسبیح کرتی ہیں۔

قلب از نور وحدت گشت پیدا نہ از مادر پر باشد ہو یادا  
نہ از پادونہ آتش آب و خاکی قلب نور یست قدرت شد زباتی  
جس کفارکی رسم ہے۔

جان کر طالب مثل شب تاریک کے اور قلب مثل آفتاب کے جب طلوع کرتا ہے  
صح کاذب کا نشان نہیں رہتا و شنائی آفتاب سے قاف سے قاف نک روش ہے۔  
اے صاحب الصاف سن۔ اللہ تعالیٰ نے دس باغ مومنوں کے دل میں پیدا کئے  
ہیں۔ اذل تو حید کا دوسرا علم کا۔ تیرا حلم کا۔ چوتھا توضع کا۔ پانچواں سخاوت کا۔ چھٹا  
توکل کا۔ ساتواں قسم کا طلب الریزق اشہد منْ طلبِ آجیلهِ مارزق کی طلب موت  
کی طلب سے زیادہ اشد ہے۔ آٹھواں سنت کا۔ نواں خوف کا۔ دسویں رجا کا۔ حدیث  
ہے: إِلْيَمَانُ بَيْنَ الْخُوفِ وَالرِّجَاءِ إِيمَانُ دَرْمَانِ خُوفِ اُورِ رِجَاءِ کے ہے۔

پس شرط باغ کی یہ ہے کہ جب صح صادق ہو۔ اس باغ میں مومن بچل تلاش  
کرے اور جہاں خار و خس ہو دور کرے کہ سوائے نہال اصلی وصال اور میوه نیک کے  
دوسرا نہ رہے۔ پس جب تو حید کے باغ میں آئے شرک کا خار دور کرے۔ اور جب علم  
کے باغ میں آئے جہل دور کرے اور جب حلم کے باغ میں آئے سرکشی کھودے۔ اور  
جب توضع میں آئے کبر جدا کرے۔ اور جب سخاوت میں آئے بچل نکال ڈالے۔ اور  
جب توکل میں آئے طمع دور کرے۔ اور جب قسمت میں آئے خصوصت دور کرے اور

جب سنت میں آئے بدعت دور کرے۔ اور جب غوف و رجایل آئے۔ بے ادب علیحدہ کر دے۔

ادب تاجیت از لطف الہی بند ببر برو ہر جا کہ خواہی مصنف کہتا ہے کہ ہر روز غضص باعث کیا ضرورت ہے۔ ایک مرتبہ نفس کا زاغ مارڈا لے کہ دل میں محبت خدا کا سوز اور داغ پیدا ہو۔ اور غرق ذات رہے۔ سچے دل سے مولیٰ کی طلب خاتمہ بالخیر کرتی ہے اور طلب دنیا خاتمہ بالشر۔

قناعت نے لڑائی کی اور حرص کا چہرہ ملامت کی خاک سے یکساں کیا۔ دوسرا روز غضص نے تو سن تند خیز لیا اور دلیری کے میدان میں قدم رکھا اس کے ذریعے خوف عظیم علم اور شریعت کے لشکر میں پڑا اور اس کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ آخر علم نے اجازت چاہی اور میدان دلاوری میں آیا۔ عجیب یہ ہے کہ جو حر بے غصب کرتا تھا۔ ایک عضو اپنا رخی کرتا تھا۔ اور کام انجام کو پہنچایا کہ کسی کام میں اپنے عضو کو سلامت نہ دیکھا۔ یخودگر پڑا اور حسرت سے جان دیدی۔ اور حلم نے فتحیاب ہو کر مراجعت کی۔

بعد ازاں جہل نے منہ دکھایا اور دروازہ فتح کا علم پر کھولا۔ اسی طرح ہر روز طرفین سے جنگ رہی جب مدت مدید اسی طرح گذری۔ ایک دن نفس نے لشکر آراستہ کیا۔ علم اور شریعت بھی حاضر تھے۔ اور مقابلہ کیا۔ بعد جدال قتال بیشار کے شیطان نے گریز کی۔ اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اور اس کو پکڑ کر آگے شاہ عقل کے لائے۔ شاہ عقل نے حکم فرمایا کہ اگر کفر اور تمرد ترک کر کے تقدیق دل سے مسلمان ہو تو جان بخشی کر دیں۔ ورنہ فنا کے جلادوں کے سپرد کر دیں کہ اس کا کام تمام کریں اور اس کے شر سے قلب کا مذینہ پیچائیں پس نفس نے بعد استغفار کے کلمہ شہادت اشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ظریحہ اور اطاعت اختیار کی۔

جب یہ خبر شاہ عقل کو پہنچی نفس امارہ کا خطاب نفس مطمئنہ فرمایا۔

بعد ازاں شاہ عقل بے شرکت اغیار اور بے کدورت جفا کا رخت پر مدینۃ القلب کے برقرار ہوا۔ اور عدل گسترشی اور رعیت پر وری شروع کی۔ ایک روز سلوک کی راہ میں سیر کرتا تھا۔ دیکھا کہ ہنوز خارو خس خدا کی راہ میں پڑے ہیں۔ حکم کیا کہ قہر کی آگ مار کر صاف کریں۔

علم اور شریعت کو طلب کر کے کہا کہ ہدایت کے معمازوں سے فرمادیں کہ بعض عمارتیں کہ نفس کی بغاوت اور اس کی ہریت سے ویران ہوئی ہیں۔ آباد کریں۔ اور طرح ترتیب کی از سر نوڑا لیں۔ اور نہیں مملکت کو آب احسان سے پرورش کریں اور سوم ظلوم کا اسی آب سے منقی کریں۔ اور رعایا کو تسلی اور اہل دل کو تجلی سے نوازیں۔ اور عمارت بنا دیں کہ قیام تک یاد گار رہے۔

علم اور شریعت سے باجائے حکمت ہدایت کے اتفاق سے تعمیر شہر کی شروع کی۔ بہترت البدن کے اور صراف تکرار العلوم کے، اور عطار خوش خاور امان خیر الاعمال اور تقاضان شیریں زبان اور جوہر معانی کے اور صباع سرود خاتمان اور اخلاص کے اور تقاضات امر معروف کے نبی منکر کے طلب کر کے ہر ایک کو معین کیا۔ اور منصب دیا اور گنہ کار ان پر خطرات اور شہوات کے اوپر مقرر کیا کہ جس جگہ چور کا دل اور تعاقبت آب و گل کا ہاتھ آئے۔ زندان عدم میں بھیجیں۔ تھوڑی مدت میں مدینۃ القلب نے صفائی پائی اور روانج قبول کیا۔

القصہ جب سلطنت شاہ عقل کی مسلم ہوئی اور کچھ دغدغہ نہ رہا۔ ایک روز جنگل میں صحبت البدن کے شکار کرتا تھا کہ ایک شخص ژولیدہ موآشفتہ رو دور سے پیدا ہوا۔ شاہ نے اس کی ہمت پر تعجب کر کے اس کی طرف گھوڑا اچلایا۔ اور قریب جا کر پوچھا کہ اے درویش کہاں سے آتا ہے اور کیا نام ہے؟ کہا میرا نام قلب ہے اور ملک اللہ سے آتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ مجھ کو اس کی اطراف و جوانب کی حقیقت سے آگاہ کر۔ قلب نے بربان فتح تقریب کی کہ اس ملک میں ایک شہر ہے کہ اس کو لامکان کہتے ہیں۔ اس کا بادشاہ

حسن مطلق ہے اس کے انتہائے جمال سے کسی کو طاقت دیکھنے کی نہیں ہے۔ ہمیشہ پر دے عظمت و جلال کے ان پر رہتے ہیں۔ اور اس شہر کے عجائب و غرائب تقریر میں نہیں آسکتے۔ شاہ عقل نے کہا۔ کیونکہ ملاقات نصیب ہو۔ اور اس کا دیدار ملے۔ قلب نے کہا ممکن نہیں مگر عشق کے وسیلے سے اس بارگاہ کا پردا ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ عشق سے کیونکہ ملاقات ہو۔ قلب نے کہا بہت سُکل ہے۔ جب تک (اپنے) آپ کو فانی نہ کرے اور اس میں جان نہ دے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ایک بزرگ گھر سے نہر کے کنارے پہنچا اس کا گھوڑا بھاگ گیا۔ پانی میں نہیں جاتا تھا۔ شیخ نے کہا کہ اس کی آنکھیں مٹی سے بھر دو۔ فوراً گھوڑا پانی میں اتر گیا۔ شیخ نے کہا یہ جب تک اپنے آپ کو دیکھتا تھا نہیں گذرتا تھا۔

اس وقت شیطان نے کہا۔ اے نفس سخت راہ پیش آتی ہے کہ اس کی موجودی غرق کر دیں گی۔ تو عجب کے خلفروں کو ریاضت کے لشکر کے مقابلہ مقرر کر کے سوائے ان کے کوئی لختست نہیں دے سکتا۔

چنانچہ نقل ہے کہ شیخ صالح پارسارتہ میں جاتا تھا۔ اتفاق سے ایک فاسق اس کو ملا کہ جس نے تمام عرفی و فنور میں برباد کی تھی۔ شیخ صالح نے تجوب سے اس پر نگاہ کی۔ اور کہا: اللهم لا تجمع بیني وبين هذا . یعنی اے خدا مجھ کو اور اس کو ایک جگہ جمع نہ کرنا اسی عرصہ میں یہ فاسق رکاہ غفور الذوب میں عرض لایا۔ اور عجز کیا اور آنکھوں سے نہریں اشکوں کی جاری کیں اور کہا یسا رب ارحم علی من لیس له غير ک۔ اے پروردگار اس بے کس پر حرم کر کے سوائے تیرے اس کا کوئی نہیں ہے۔

پس ہاتھ غیب کندا ہوئی کہ ہم دونوں کی مذاقوں کی مذاقوں کی۔ چونکہ فاسق نے ازروئے نیاز اور زاری کے ہاتھ امیدواری کا پروردگار کے فضل کے دامن میں مارا وہ دامن عنو میں پوشیدہ کیا گیا۔ اور زاہد نے خواتت کی نظر اس پر کی ناکام ہوا۔ اور یہ سمجھا کہ میں اس سے بہتر ہوں۔ لہذا مردود ہوا۔

القصہ نفس نے شیطان لعین کی تلقین پر عجب کے خلفروں کو ریاضت کے لشکر پر متعین کیا۔ جب یہ خبر علم اور شریعت کو پہنچا۔ حصار لا حول کاریاضت کے لشکر کی نگہبانی کو مقرر کیا۔ ہر چند کہ خطرات عجب کے اس حصار سے گذرنہیں سکتے تھے۔ پس شرمندہ ہو کر آگے نفس امارہ کے کے۔ اور زمین خدمت چوی۔ اور عرض کیا کہ میں نے تیرے ملک اور دولت کی برکت سے اس قدر قوت پائی کہ تنہا کافی سو لشکر ریاضت کے درہم برہم کر دیے۔ لیکن وہاں نور جلال مشاہدہ کیا۔ اس کے مقابلہ میں دم نہ مار سکا۔ اگر دم مارتا اسی وقت سوم حرارت اس کے متعلقین کی —————— نہ چھوڑتی۔

اس خبر کے سننے سے نفس پریشان ہوا اور اپنے یاروں سے کہا کہ ایسے جیسے سے مرتا ہتر ہے۔ یہاں تک کہ یکبارگی علم اور شریعت کے مقابلہ میں بھی لشکر جمع کر کر مقابلہ کیا۔ پہلے روز حرص نے عداوت کو شجاعت کے میدان میں جولان دے کر میاڑت طلب کی۔ اور علم اور شریعت کی طرف سے قاتع اور شجاعت نے قدم رکھا۔ اور باہم ملے۔ پس بعد مخاربہ اور مجادله اور کثیر مناقشہ اور مقابلہ کے نیم حرص کی طرف سے آگ بھاگ گئی اور تالیع الدنیا ظل نامل دنیا دور ہونے والی شے ہے، دنیا فرعون بے فرمان ہے۔ اور فقر قرآن ہے اور خدا کا فرمان ہے کہ حق سے خردیتا ہے اور دنیا با فقر رہن ہے۔ اور دین کو دنیا کے مقابلہ میں بیچ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: وَلَا تَطْرُدُ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشَّيِ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ طَمَاعَتِكُمْ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدُهُمْ فَتَكُونُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ (۵۲-۶) اور مت نکال تو ان لوگوں کو جو اپنے رہت کورات دن یاد کرتے ہیں اور اسی ارادہ رکھتے ہیں۔ نہیں ہے تھوڑا پر ان کے حساب سے کچھ تاکہ نکالے تو ان کو پس ہو گا ظالموں سے۔

قدم بر جسم خاکی نہ سرفرازی تماشا کن  
بایں بل چوں برآئی آسمان در زیر پا باشد

فِي الْقَلْبِ مُقْرَبٌ لِّلْقَلْبِ هُوَ

چہ حاجت رب ارنی آئی اللہ !! کہ ظاہر باطن غرق فی اللہ  
اکثر گروہ کہ محروم ہیں۔ ان کی شاہد دنیا کی محبت ہے۔ اور ان کا قال بنے احوال  
ہے۔ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ روزہ نفل رکھنا روٹیاں بچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا  
بیوہ ہے۔ عورتوں کا کام ہے۔ اور حج جہان کی سیر ہے اور دل ہاتھ میں لانا مردوں کا  
کام ہے۔

مصنف کہتا ہے معلوم ہوا کہ حقیقت ان بندہوں کی یہ ہے کہ باطنی راہ سے اور  
ذکر سے ان کا دل بے خبر ہے اور وہ ہاتھ میں لانا مشکل ہے۔ جورات دن (اپنے)  
آپ کو عبودیت میں صرف نہ کرے۔ اس پر ربویت کی راہ نہیں کھلتی ہے۔ روزہ نفل رکھنا  
جان کی پاکی ہے اور نماز نفل اللہ کی خوشی اور حج سلامتی ایمان ہے۔  
پس جو کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے مانع ہو وے رہن شیطان ہے۔

مصنف کہتا ہے حق ہے اور حق ہے بلکہ دل ہاتھ میں لانا خاموں کا کام ہے۔ اور  
کشف و کرامات ناماموں کا کام اور (اپنے) آپ سے فنا ہونا فنا فی اللہ اور عین ہونا بقا  
باشد، کام مردوں کا ہے۔

نَا نَهْ گَرْدَ عَيْنَ تَوْ بَا عَيْنَ تَوْ کے رسی بامعرفت حق جستجو  
خود نمائی پرده خود را نہیں خود نمائی رفت باحق شدیدیقین  
پس اللہ کے ذکر سے نفس اور قلب اور روح سب پاک ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کا  
 وعدہ ہے کہ پاک کی جگہ بہشت ہے اور دوزخ اس پر حرام ہے۔

اولیاء اللہ اور ذکر اللہ کے مراتب میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے: **الَا إِنَّ أَوْلَيَاءَ اللَّهِ لَا  
خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ**۔

حدیث ہے: **أَغْمِضْ عَلَيْكَ يَا عَلِيُّ وَاسْمِعْ فِي قَلْبِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ . اَ**  
علی اپنی آنکھیں بند کرو، اور اپنے دل میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سُنُو۔

لام را روئے چو باشد ذوالقدر      قتل ساز و نش گھر و اہل نار  
حدیث ہے: **ذَكْرُ اللَّهِ بِالْمُدْعَوْ وَالْعَشِيَّ أَفْضَلُ مِنْ حَرْبِ السَّيْفِ فِي  
سَبِيلِ اللَّهِ** لعن اللہ کا ذکر صحیح و شام توارکے حر بے کہ اللہ کی راہ میں ہو بہتر ہے۔  
ذا کرمش اصحاب اور پیغمبروں کے ہیں۔ جب ذکر مش توارکے ہے کہ رات دن  
قتل کرتا ہے کافروں کو۔ حدیث قدسی ہے: **إِذَا ذَكَرْتَنِي وَإِذَا نَسِيَتْنِي كَفَرْتَنِي**۔  
جب تو میرا ذکر کرتا ہے شکر کرتا ہے۔ اور جب بھول جاتا ہے۔ کفر کرتا ہے۔

ہر ان کو غافل ازوئے یک زمانہ است در آن دم کافراست و دور آنہاست  
حضوری بخش اے پروردگارم کہ با غائب شدہ طاقت نیارم

### شرح ذکر تجلیات ذات و صفات

جان کہ حضرت موی رَبِّ اَرْبَى اَنْظُرْ اِلَيْكَ - ماں کے شکم میں آواز بلند فرماتے  
تھے، اور رات دن اپنا اور دل کیا تھا۔ یہ ان کی ماں حیرت میں آئی کہ میرے شکم میں کیا  
چیز ہے کہ آواز دیتی ہے۔ حق تعالیٰ سے الہام ہوا کہ اے مادر موی حیرت مت کر اور  
رنجدیدہ مت ہو اور اس کی حقیقت کسی کافر کے رو بروم ت کہو، کہ تیرے شکم میں موی  
(علیہ السلام) پیغمبر کلیم اللہ میرا دوست اور تیرا فرزند ہے۔ پس موی علیہ السلام کی ماں  
نے یہ الہام ربانی سن کر جمعیت پائی اور با ادب ہوئیں اور شکم میں حضرت موی علیہ  
السلام کو کو اللہ تعالیٰ کا پیغمبر مانتا۔ جب حضرت موی پیدا ہوئے، مراتب پیغمبری پر پہنچے اور  
کلیم اللہ ہوئے اور کہا رَبِّ اَرْبَى اَنْظُرْ اِلَيْكَ - حضرت رب الارباب سے جواب سائلن  
ترانی کے موی میں نے وعدہ کیا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ وہ  
میرے جیب (کیمی) ہیں کہ اول اپنا دیدار تم کو اور تمہاری امت کو دکھاؤں گا۔ پھر اور  
امتوں کو نصیب ہو گا۔ پھر موی علیہ السلام نے کہا رَبِّ اَرْبَى اَنْظُرْ اِلَيْكَ پھر لَنْ  
تَرَانِي کی آواز آئی کہ تو دنیا میں مجھ کو نہیں دیکھ سکتا۔ اور تجھ میں طاقت دیکھنے کی نہیں  
ہے۔

موئی نے کہا میں دیدہ رکھتا ہوں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دو گانہ نماز ادا کرو۔ اور طور پر ادب سے بیٹھ اور خبردار رہ۔ موئی نے یوں عی کیا۔ پس حق تعالیٰ نے ایک ذرہ تخلی صفاتی کا مثل سرسوزن کے ہزار پر دہ آہنی میں لپیٹ کر موئی علیہ السلام کی طرف ڈالا وہ طور پر پڑی۔ اور تخلی صفات کی موئی علیہ السلام طاقت نہ لائے۔ اور یہوش ہو کر تین دن رات پڑے رہے جب ہوش میں آئے کہا: سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَآتَاكَ أَوْلُ الْمُؤْمِنِينَ۔ پھر موئی علیہ السلام جس پر نظر ڈالتے وہ شے جل جاتی تھی۔ بر قع منه پر ڈالا تا کہ دوسرے نہ جلیں۔

بahu قتل کن فرعون نفس خویش را

یاں مراتب سے بود موئی زحق درویش را

پھر موئی علیہ السلام نے بر قع روئیں پہناؤ نظر سے خاک سیاہ ہو گیا۔ پھر با رگہ ایزدی میں عرض کی کہے پروردگار کیا کروں حکم ہوا۔ موسیٰ! (علیہ السلام) فقیر زندہ دلوں کی گذڑی کا نکڑا۔ اس کا بر قع نہاد۔ اور منه پر ڈال حضرت موئی علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اس کے اثر سے ہر چند قبر کی بھی نظر کرتے۔ کوئی نہ جلت۔ حضرت موئی علیہ السلام نے کہا۔ یا اللہ! اس بر قع میں درویشوں کے کیا حکمت ہے کہ میری نظر قبر سے بھی نہیں جلت۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! (علیہ السلام) یہ درویش سوائے اللہ کے کچھ طلب نہیں رکھتے۔ اور طالب اللہ سب پر غالب ہے۔

پس سن اے درویش روشن ضمیر کہ درویش وہ ہے کہ مرتبہ انَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رکھتا ہو۔

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا موسیٰ! (علیہ السلام) ایک ذرہ میرے نور کی تخلی سے بخود ہو گیا۔ اور طاقت نہ لایا۔ امت پیغمبر آخر الزمان میں درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہوں گے کہ ستر ہزار تخلی رحمت نظر جماليت سے ان کے دل پر ہر لمحہ اور ہر ساعت نازل کروں گا۔ اور بخود نہ ہوں گے۔ اور سکر میں نہ پڑیں گے۔

ط دھلت

پھر حق تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! (علیہ السلام) امت محمد رسول اللہ کا ایسا حوصلہ و سمع ہو گا ہرات دن فریاد میں آئیں گے اور کہیں گے اے خداوندو اپنا زیادہ کر آتا للْمُشْتَأْفِ أَرِنِي كہیں گے بلکہ قبر اور ان کی خاک بھی دیدار کی طلب کرے گی۔

اے عزیز جان کہ یہ بیضا اور عصائے موئی علیہ السلام اور صبرا یوب اور شوق جرجیس اور قربانی ابراہیم اور دم عیسیٰ اور خاتم سلیمان اور آئینہ سکندر اور حقیق محمدی ملکہ کوئیں یہ سب اللہ کے نام کی برکت سے اور اس کے نور کی تجلیات سے کہ ان کا مجموعہ فخر محمدی شکریہ سے ہے۔ حدیث: عَلَمَاءُ أُمَّتِي خَيْرٌ مِّنْ أَنْبِيَاءِ يَنْبِيَ إِسْرَائِيلَ۔ واقع ہے۔

فَقَسَطْ عَالِمٌ ظَاهِرٌ وَبَاطِنٌ كاملٌ کو کہتے ہیں۔ اور نشانِ کمالیت کا یہ ہے کہ تصرف ظاہری اور باطنی کم نہ ہو۔ مثل دریائے عیق کے۔ اور آفاق بفیض کا اور باران اللہ کی رحمت کا ہر وقت جاری ہے عارفوں کے کان میں است کی آواز ہر وقت ہے۔ اور ان کی نظر میں دنیا برباد ہے۔ فقیر ہر وقت حق سے شاد ہیں اور باطن ان کا معمور۔

جان بجاناں بدہ اے جان من  
عارفان رابس بود ایں یک خن

جان کیا ہے اور جاناں کیا ہے؟ توفیق الہی ہے۔ اور جن میں سیرت حسن پرستی اور خط و خال ساتی مطرب کی ہے۔ ان پر لعنت ہے۔ طالب خدا کا خاتمه بالخیر ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ۔ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَعَلَى إِلِهٖ وَاصْحَابِهِ وَاتَّبَاعِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَأُمَّتِهِ  
أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ۔

## شجرہ شریف

سلطان العارفین و برہان الواصلین والعاشقین قاتی ہو۔

حضرت سلطان باہود قدس سرہ العزیز

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

پس از محمد خداوند نعمت احمد شار آں و اصحاب محمد ﷺ  
په لقلم آرم محب ایں شجرہ پاک که بخش در زمین شناخش بر افلاک  
زخم انیاء آں شاه لولاک! لباس فقر پوشیده علی ہیئت پاک  
حس بھری زدست شاه پوشید حسن کردش زراہ فقر آگاہ  
حیبب عجمی آں مقبول درگاہ ازاس معروف کرنی ہیریائی  
ازاس پس یشور داؤد طائی ازاس پس سری سقطی په ارشاد  
مرید او بود جنید بغداد  
فناۓ ذات حق او بالیقین است ازاس پس شیخ شبلی پیر دیں است  
ازاس پس عبد واحد داں تو اے دل ازاس پس عبد کاری یوسف را مرید است  
علی ہنکاری یوسف بوسعید است ازاس پس پیر پیراں شیخ مطلق  
ازاس پس پیر پیراں شیخ مطلق بے عبد القادر است آں پیر مشہور  
خدا کرده شہ حالی لواش ازاس پس عبد رزاق است اے دل  
ازاس پس عبد الجبار است کامل ازاس پس صادق بیجی محمد  
ازاس پس سید عبد فتاح است بیدار ازاس پس پیر کامل عبد ستار  
بود او رہبر ہر جن و انساں ازاس پس سید عبد البقاوال

ازاس پس سید عبدالجلیل است  
کمل کامل و عارف کماہی!  
ازاس پس واقف سر زالی!  
سوء ذات خدا کرده از بھے او  
سراج الواصلین سلطان باھو  
که نتش غیر کرداز لوح دل حق  
ازاس نور مجید بے شک  
علامہ شاہ محمد اہل دل بود  
دل او پاک از ہرغش و غل بود  
چاغ العاشقین سلطان ٹین  
محمد یار نام ایں غلام است

تمت بالغیر